

”کُتِبَ احْکَمَتْ اَیَاتُهُ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَکِیمٍ خَبِيرٍ“

کتاب کے دلائل (آیات) منہج ہیں اور ہر منقول بیان کے لئے ہیں ایک حکمت والے نبرداری طرف سے

صدیقہ قادری

معین الارواح

(نظر ثانی شدہ)

حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجرہا جمیری کے حالات کی موافق تحقیق

بشمول

سوانح سیرۃ تعلیمات اہل دو وظائف اہل عقیدت کی ماضیاں عمال اور ام دکھایا گیا باغ جمیر

مرتبہ

محمد خادم حسن زبیری معینی گدڑی شاہی مراد آبادی ہاجرا جمیر القدس

ناشر

میر محمد کتر خانہ آرام باغ، کراچی

”کِتَابُ اُحْکَمَتِ اٰیَاتِهِ ثُمَّ فَصَّلَتْ مِنْ لَدُنْ حَکِیْمٍ خَبِیْرٍ“
 کتاب جسکے دلائل (آیات)، مضبوط ہیں اور ہر مفصل بیان کے لئے ہیں ایک حکمت والے خیر و امان کی طرف سے

معین الارواح

(نظر ثانی شدہ)
 حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری جمہیریؒ کے حالات کی موافق تحقیق
 بشمول

سوانح سیرۃ تعلیمات اوراد و وظائف اہل عقیدت کی حاضریاں عمار اور ام دگرہ کرانا۔ تاریخ جمہیر

مرتبہ

محمد خادم حسن زبیری معینی گدڑی شاہی مراد آبادی مہاجر جمہیر القدس

ناشر

میر محمد کتر خانہ آرام باغ، کراچی

الذی

میشم عباس قادری رضوی

ناظرین

بمصدقہ اکامان مرکب من الخطاء والنساء۔ انتہائی احتیاط کے باوجود
ہو کتابت سے بعض غلطیاں ہو گئی ہیں۔ کتاب پڑھنے سے پہلے بموجب صحت نامہ غلطیاں
درست فرمائیں تاکہ صحیح چیز نظر کے سامنے آئے۔ صحت نامہ کتاب کے آخر میں درج ہے

خاکستہ
ہم تم طباعت

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۱	فہرست کتب	الف ۱۴۴
۲	تعارف	الف ۲۰۲۸
۳	معروضہ	الف ۲۳۲۷۱
	حصہ اول سوانح مبارک	
۳	پیشکش	صفحہ ۱
۵	تہنید	صفحہ ۲
۶	ملکی حالات اور آپ کا عہد مبارک	صفحہ ۱۳۲۳
۷	قرابت داربایں اور خاندانی حالات	صفحہ ۲۰۵۱۵
۸	آپ کی ولادت مبارکہ	صفحہ ۲۳۳۲۱
۹	آپ کا اسم گرامی اور انساب و خطابات	صفحہ ۲۴۱۲۳
۱۰	عہد اوائل	صفحہ ۲۸ و ۲۹
۱۱	ترتیب سفر کی تحقیق	صفحہ ۳۰ تا ۳۸
۱۲	سفر سرقند و بخارا و قیام	صفحہ ۳۲ تا ۳۶
۱۳	سمرقند سے سفر عراق و عرب و اردن و واپسی بغداد	صفحہ ۳۷
۱۴	پانی بار و ارد ہند ہونیکا تاریخی ثبوت	صفحہ ۳۵ تا ۳۶
۱۵	۵۶۱ھ میں دار الدیور ہو گئے متعلق فرشتہ کے بیان کی تردید	صفحہ ۳۶ تا ۳۹
۱۶	بلسلہ سیاحت بغداد شریفین سے بار اول سفر ہندوستان و واپسی بغداد	صفحہ ۳۹ تا ۴۰
۱۷	درد بغداد شریفین اور مرشد کے ہمراہ سفر	صفحہ ۴۰ تا ۴۱
-	حصہ اول :- بغداد شریفین سے سفر قزوین، ارمین شریفین، بخارا و واپسی بغداد شریفین صفحہ ۴۱ تا ۵۲	
-	حصہ دوم :- سفر ادش، سیوستان، دمشق و واپسی بغداد شریفین صفحہ ۵۲ تا ۵۳	
۱۸	شیخ احمد الدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین سہروردی سے فرقہ پسنے یا عطا کر نیکی عتقین	صفحہ ۵۵ تا ۵۶
۱۹	پیر مرشد سے رخصت ہو کر سفر ادش و اصفہان و عزمین و قیام -	صفحہ ۵۶ تا ۵۷
۲۰	مدینہ منورہ سے روانگی ہند براہ بغداد و درد الدیور بار اول	صفحہ ۵۷ تا ۵۹
۲۱	دربار رسالت سے ہندوستان میں ہشتی ملنے اسلام بھیجے کی مصحفیت	صفحہ ۵۹ تا ۶۲

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۲۲	ورددا جیر بار اول و قیام	صفحہ ۹۸۱
۲۳	اجیر سے سفر (ورد و ہند بار سوم) ورددا جیر بار دوم	صفحہ ۱۰۲۱۹۸
۲۴	شہاب الدین کا جیر پہلے نگر در بار و او میں باریاب ہونا	صفحہ ۱۰۵۲۱۱۲
۲۵	جاسوسی کا الزام اور اسکی تردید	صفحہ ۱۰۷۱۰۷۱
۲۶	ہندوستان سے سفر ہندو واپسی اجیر عطاء بخش، غزنی، لاہور، دہلی (ورد و ہند بار چہارم) ورددا جیر بار سوم	صفحہ ۱۱۲۱۱۰۷
۲۷	سید حسین شہیدی کو دفن کرنے کے متعلق تحقیق	صفحہ ۱۱۳۱۱۱۲
۲۸	سفر خراسان سے واپسی اجیر (ورد و ہند بار پنجم) ورددا جیر بار چہارم	صفحہ ۱۱۵۱۱۱۳
۲۹	بہمد سلطان شمس الدین القش اجیر سے بار اول سفر دہلی	صفحہ ۱۱۷۱۱۱۵
۳۰	دہلی سے اجیر واپس آکر منتقل قیام درویش خانی	صفحہ ۱۲۷۱۱۱۷
۳۱	بہمد سلطان شمس الدین القش آپ کا بار دوم اجیر سے سفر دہلی و قیام	صفحہ ۱۳۷۱۱۲۷
۳۲	آپ کا حضرت قلب الدین بختیار کاکی کو رخصت فرمانا	صفحہ ۱۳۷۱۱۳۷
۳۳	وفات شریف	صفحہ ۱۳۷۱۱۳۷
۳۴	پہلا نکل اور انکی اولاد (الف) آپ کی ازواج و اولاد (صفحہ ۱۳۷۱۱۳۷) (ب) آپ کے بھائی اور انکی اولاد (صفحہ ۱۴۵۱۱۳۹)	صفحہ ۱۴۵۱۱۳۹
۳۵	ہندوستان میں بعض آپ کے اہل قرابت کے متعلق روایات	صفحہ ۱۴۸۱۱۴۵
۳۶	آپ کے پیر بھائی اور آپ سے فیض و خلافت یافتہ برادران طریقت	صفحہ ۱۶۸۱۱۴۸
۳۷	آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ	صفحہ ۱۶۹۱۱۶۸
۳۸	آپ کے بعض معاصرین	صفحہ ۱۸۷۱۱۶۹
	حصہ دوم سیرۃ مقدس	
۳۹	اوصاف حمید (الف) فقر و ریاضی (صفحہ ۱۸۷۱۱۸۷) (ب) اخلاق حمید (صفحہ ۱۸۹۱۱۸۹)	صفحہ ۱۸۹۱۱۸۷
۴۰	آپ کے متعلق ملحقہ صوفیائیں بعض مشہور روایات	صفحہ ۱۹۱۱۱۸۹
۴۱	مشارفت مقدس	صفحہ ۱۹۲۱۱۹۱
۴۲	تبلیغ اسلام	صفحہ ۱۹۵۱۱۹۲
۴۳	آپ کی بعض تعانیف اور مذاق سخن	صفحہ ۲۰۲۱۱۹۵
۴۴	آپ کی تعلیمات باللسان	صفحہ ۲۲۷۱۱۹۵

نمبر شمار	مفاین	نمبر صفحہ
۴۵	قیلعات بالقلم	ص ۲۸۹ تا ۲۹۱
۴۶	تلقین اور ادوار و کائنات و ازکار و اشتغال	ص ۲۸۹ تا ۲۹۰
۴۷	آپ کی قیلمات و روایات کے ہندوستان پر اثرات	ص ۲۸۹ تا ۲۹۰
۴۸	اہل ہند کی آپ کے ساتھ عقیدت مندوں اور بستگی (الف) بعض مخصوص مارناتہ عقاید ص ۲۸۹ تا ۲۹۰ (ب) بعض جماعتی عقاید ص ۲۹۱ تا ۲۹۲ (ج) بعض عقیدت مند متیقن و مرادیں ص ۲۹۲	ص ۲۸۹ تا ۲۹۲
	حقیقہ سویم بعض حاضرین اور خدمات	ص ۲۹۳
۴۹	بعض ہاجرین	ص ۲۹۳ تا ۲۹۹
۵۰	بعض موجودہ ہاجرین	ص ۳۰۰ تا ۳۰۱
۵۱	عقیدت مند حاضرین اور مذہب (الف) دورگزشتہ کے بعض دوریشوں کی حاضرین ص ۳۱۵ تا ۳۱۶ (ب) سلاطین امراء اور حکام کی حاضرین ص ۳۱۶ تا ۳۲۸	ص ۳۲۸ تا ۳۰۱
۵۲	بعض ہمدردان قوم ادیب اور اہل علم کی حاضرین	ص ۳۲۸ تا ۳۲۹
۵۳	آپ کے نام سے منسوب بعض مقامات و محافل	ص ۳۳۰ تا ۳۳۱
۵۴	آپ کے ازکار مناقب (الف) بعض تذکرہ نویس اور ان کے مرتبہ تذکرے ص ۳۳۲ تا ۳۵۱ (ب) مناقب غریب نواز ص ۳۳۵ تا ۳۴۰	ص ۳۳۲ تا ۳۴۰
	حقیقہ چہارم آپ کی درگاہ اور مذہب عقیدت	ص ۳۴۱
۵۵	(الف) احاطہ اول تقارنہ ص ۳۴۳ تا ۳۴۶ . احاطہ دوم من چارخ ص ۳۴۶ تا ۳۵۰ احاطہ سوم درگاہ شریف ص ۳۵۰ تا ۳۶۸ . احاطہ چہارم سور کعبہ ص ۳۶۸ تا ۳۶۹	ص ۳۴۶ تا ۳۴۷
۵۶	خدمات و مراسم درگاہ (الف) مراسم قدیم کے تحت مسمرات درگاہ و تقاریب ص ۳۶۹ تا ۳۷۴ (ب) مراسم قدیم کے تحت بزرگان دین کے اعراس ص ۳۷۴ تا ۳۸۱ (ج) امریکہ کے تحت آداب شام ص ۳۸۱	ص ۳۸۱ تا ۳۶۹

نمبر شمار	مضامین	نمبر صفحہ
۵۷	آپ کی کرات ملکیہ (الف) برائے زیات ظاہری صفحہ ۳۸۵ تا ۳۸۹ (ب) بعد از زنا سابقہ کی کراتیں صفحہ ۳۸۹ تا ۳۹۱ (ج) دو طرفہ کی کراتیں صفحہ ۳۹۱ تا ۳۹۳ آپ کی کرات غلیظہ ! صفحہ ۳۹۳ تا ۳۹۶ حصہ ششم	صفحہ ۳۸۵ تا ۳۹۶
۵۸	شہزادہ جبر کی ابتداء تبدیلیاں اور ترقی کا اجمالی حال	صفحہ ۳۹۶ تا ۴۰۱
۵۹	موجودہ شہزاد جبر بعض مشہور مقامات صفحہ ۴۰۱ تا ۴۰۶ . بعض پرانی عمارت صفحہ ۴۰۶ تا ۴۰۸ . بعض جدید عمارت صفحہ ۴۰۸ تا ۴۰۹ بعض مساجد صفحہ ۴۰۹ تا ۴۱۵ . بعض بزرگان اسلام کے مزارات صفحہ ۴۱۵ تا ۴۲۱ بزرگان اسلام کے چلے صفحہ ۴۲۱ تا ۴۲۵ . بعض باغات صفحہ ۴۲۶ . بعض بازار صفحہ ۴۲۷ بعض چٹے کنزیں اور تالاب صفحہ ۴۲۷ تا ۴۲۹ . بعض محلے صفحہ ۴۲۹ تا ۴۳۱ بعض شہری اسلامی تقاریر صفحہ ۴۳۱ تا ۴۳۲	صفحہ ۴۰۱ تا ۴۳۲
۶۰	حکومت اجیر	صفحہ ۴۳۲ تا ۴۳۸
۶۱	توانہ خالیفین میں الارواح	صفحہ ۴۳۸ تا ۴۴۴
۶۲	صحت نامہ	صفحہ ۴۴۴ تا آخر

مندرجہ ذیل کتب کی فہرست و حوالہ جات سے یہ کتاب تنبیہ کی

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مہر تصنیف	زبان	نام مطبع
۱	انیس الادراج	حضرت خواجہ حسین الدین چشتی سنہری امیری	۱۵۵۲ھ بہار غریب نواز	فارسی	مہتابی پریس دہلی
۲	گنج اسرار	ایضاً	بعد سلطان شمس الدین	فارسی	تاجدار و جہ دوز حضرت مصنف
۳	سیر الحارثین	مولانا محمد دم عابد السدوف جمال بھٹائی	بہار پایوں	فارسی	مطبع رضوی دہلی
۴	سیر الانطباق	مرتضیٰ البدری	بہار شاہ جہان	فارسی	نو کھنڈ پریس کھنڈ
۵	اقتباس الانوار	شیخ محمد اکرم	۱۵۵۲ھ	فارسی	مطبع اسلامیہ لاہور
۶	خزینۃ الاصفیاء جلد اول	غلام سرور اسدی لاہوری	۱۲۹۲ھ	اردو	نور محمد پریس کھنڈ
۷	احسن السیر	محمد اکبر جہاں امیری	۱۲۹۲ھ	اردو	منیر علی پریس لاہور
۸	اخبار الاخبار	مولانا عبدالحق محدث دہلوی	۱۵۵۲ھ	فارسی	مہتابی پریس دہلی
۹	ذوایع شاہ حسین الدین چشتی	منشی بابو لال	۱۵۵۲ھ	فارسی	نو کھنڈ پریس کھنڈ
۱۰	تاریخ فرشتہ (جلد اول)	محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی	۱۰۱۵ھ	فارسی	ایضاً
۱۱	بابو گرانیکل و کشتی	از قاسم دہلوی نظر ثانی شدہ ہنری جارج کین	۱۸۹۳ء	انگریزی	ڈبلو ایچ۔ لینن انڈیا کو۔ لندن
۱۲	طبری ہنری آف پریشا	از دانشمندان	۱۲۹۲ھ	فارسی	ٹی. نشر انون لینڈ لندن
۱۳	مولد عطائے رسول	علامہ احمد علی	۱۳۱۴ھ	اردو	تہارتی پریس علی گڑھ
۱۴	تذکرۃ العابدین	مولوی فیروز احمد دیوبندی	۱۳۱۴ھ	اردو	یکتاب ریاست راجپور کے
۱۵	مرآۃ الاسرار	مرتضیٰ عبد الرحمن بن عبد الرسول بن قاسم شاہ عباس العلوی چشتی	۱۵۵۲ھ	فارسی	کتب خانہ میاں
۱۶	نفحات الانس	مولانا عبد الرحمن باقی	۱۵۵۲ھ	فارسی	نو کھنڈ پریس کھنڈ
۱۷	سبع سنابل	حضرت میر عبدالحق بن سید ابوبکر محمد گویا	۱۳۱۴ھ	فارسی	مطبع نظامی لاہور
۱۸	سیر الاولیاء	مولانا سید مبارک العلوی	آخریں صدی ہجری	فارسی	مطبع محمد ہندو ٹی مطبوعہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	عہد تصنیف	مطبوعہ یا قلمی	زبان	نام مطبع
۱۹	تاریخ تراب	عمر تراب علی خاں	۱۳۱۰ھ	مطبوعہ	اردو	مطبوعہ عالی باہر لکھنؤ گریار
۲۰	جوامع الکلم	حضرت سید محمد ... از لکھنؤ گری	شروع نویں صدی ہجری	مطبوعہ	فارسی	انتظامی پریس، عثمان گنج کراچی
۲۱	تذکرۃ الاولیاء ہند		۱۳۲۲ھ	"	اردو	یورپ پریس دہلی، ملک بلاتی پریس
۲۲	محمد بن دانیہ شریف	سین پول		"	انگریزی	اسٹیشن آفس اینڈ سنس لندن
۲۳	دلیل الحارثین	حضرت قطب الدین بختیار کاظم	بہارہ خواجہ غریب نواز	"	فارسی	بھبھائی پریس دہلی
۲۴	سائلک السالکین (جلد دوم)	محمد عبدالستار سہسرای	پورہ پوس مدی ہجری	"	اردو	مفید عالم پریس آگرہ
۲۵	مرآۃ الانساب	مولوی ضیاء الدین کیل	۱۳۱۰ھ	"	"	رحیمی پریس، بے پور
۲۶	مجموعہ ملفوظات خواجگان چشت	حضرت خواجہ معین الدین چشتی	حضرات	"	ترجمہ	مسلم پریس دہلی
	(انیس الارواح و	حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاظم	خواجگان	"	اردو	"
	دلیل الحارثین نوادہ السالکین	دبایا فردا الدین گنج شکر حضرت	چشت	"	"	"
	راحت القلوب)	نظام الدین دادلیا طبرتم	"	"	"	"
۲۷	ترجمہ ابن خلدون	مترجمہ حکیم محمد حسین	"	"	"	مطبع انوار احمدی الہ آباد
	کتاب ثانی، جلد نہم		"	"	"	"
۲۸	نواید السالکین	بابا فرید الدین گنج شکر	ساتویں صدی ہجری	"	ترجمہ اردو	انتخاب اسٹیم پریس لاہور
۲۹	انوار العارفین	عائدہ محمد حسین	۱۳۹۰ھ	"	فارسی	صدیقی پریس بریلی
۳۰	طبقات مصری	قاسم بن ہارح الدین سرانج	بہارہ ناصر الدین	"	"	"
۳۱	سیر العارفین	شیخ بہاء الدین آگوری	"	"	ترجمہ اردو	ڈاکٹر پریس لکھنؤ
۳۲	اسرار الاولیاء	مرتبه خواجہ بدر الدین اسحاق	ساتویں صدی ہجری	"	"	تجارتی پریس لاہور
۳۳	ترجمہ فقیر نامہ المعروف بہ	سرتیڈم علی علی پریس الملوکہ دکن گنج	پانچویں صدی	"	"	اسٹیم پریس لاہور
	کشف الاسرار و سواد سحری	لاہوری مترجم شمس الدین انزوی	ہجری	"	"	"
۳۴	کتوبات خواجہ معین الدین چشتی	مرتبه خواجہ غریب نواز	بہارہ غریب نواز	مطبوعہ	ترجمہ اردو	تجارتی پریس لاہور
۳۵	راحت القلوب	حضرت نظام الدین الاولیاء	ساتویں صدی ہجری	"	"	اسٹیم پریس لاہور
۳۶	انفعل الفوائد	حضرت امیر خسرو	آٹھویں صدی ہجری	"	"	"
۳۷	راحت المعبود جمعہ دم نفل الفوائد	"	"	"	"	"

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	مهد تصنیف	مطبوعه	زبان	نام مطبع
۳۸	فوائد الغوامد	مرتبه امیر حسن علی سنوری	آغویس مدنی جبری	مطبوعه	نیزارد	اسمیر پریس لاهور
۳۹	ترجمہ مفاتیح العاشقین	مرتبه امیر حسن علی سنوری	"	"	"	جباری پریس دہلی
۴۰	سراج المجالس ترجمہ الجلیس	مرتبه امیر حسن علی سنوری	"	"	"	مسلم پریس دہلی
۴۱	تاریخ شوکت محمدی	مرتبه امیر حسن علی سنوری	چودھوی مدنی جبری	"	"	مفید عام پریس آگرہ
۴۲	رسالہ شگوفہ	بیرزادہ سید مختار علی	"	"	اردو	صوفی پریس اجیر
۴۳	تہذیبی کچھان اجیر این دن کچھ	بنیاد گوری شکر	"	مطبوعه	انگریزی	اسکاتش مشن انڈسٹریز کمپنی
	آن پشکر	ایچ اوجا	۱۹۱۲ء	"	"	لیٹڈ. اجیر
۴۴	اکبر نامہ (جلد دوم)	علامہ ابو الفضل	عبد اکبری	"	فارسی	نرگشور پریس کھنڈ
۴۵	تغیب التواریخ	امام عبد القادر بدایونی	۱۹۹۵ء	"	"	"
۴۶	موش الارواح	جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں	عبد شاہجہاں	تلی	فارسی	ایکادمی اجیر تلہ میں کتابت ہوتی
۴۷	خانہ ان زبیری کہنوی	مولوی رحیم احمد صاحب بیری	۱۹۵۰ء	مطبوعه	اردو	صفحات پر ہندو شاہین ہے
۴۸	طبقات اکبری	ابو الفضل	عبد اکبری	تلی	فارسی	مسلم پریس دہلی علی گڑھ
۴۹	انڈیا آف اورنگزیب	ڈاکٹر جادو ناتھ سرکار	۱۹۱۲ء	"	انگریزی	یک کتابتیں دو صاحب کتابت ہوتی
۵۰	تاریخ سلف	مولانا عبد الباقی سنی اجیری	چودھوی مدنی جبری	مطبوعه	اُردو	کتاب لائن پریس بنگلہ
۵۱	انسائیکلو پیڈیا آف بریٹینیکا	مرتبه جیکو بوئیورٹس لندنی	لیٹڈ انڈیشن	"	انگریزی	عزیزی پریس آگرہ
	جلد ۱۹ اڈاکر ڈو ایس		"	"	"	جیکو بوئیورٹس لندنی
۵۲	سوانح عمری شیخ سعدی	خواجہ الطاف حسین حالی پانی پتی	چودھوی مدنی جبری	"	اردو	مفید عام پریس آگرہ
۵۳	سوانح مولانا ابواللہ الدین ری	مولانا خلیل عثمانی	"	"	"	مطبع عبتانی جید دہلی
۵۴	تاریخ فرشتہ جلد دوم	محمد قاسم ہندو شاہ استر آبادی	۱۰۱۵ء	"	نیزارد	نرگشور پریس کھنڈ
۵۵	مواہب الرب العین	مفتی محمد تقی	"	"	"	"
	فی مناقب القطب	"	"	"	"	"
	خواجہ معین الدین	"	"	"	"	"
۵۶	گلزار ابرار	مولانا عونی شکاری	عبد جبار گری	"	نیزارد	"
۵۷	تاریخ کٹرہ مانک پور	مفتی عبد اللہ خان ملوی	۱۹۱۶ء	"	"	قیصر ہند پریس الہ آباد

شماره	نام کتاب	نام معنی	محدث تصنیف	زبان	نام مطبع
۵۸	اجری ستریکل اینڈ لکچر	ترجمہ برلاس ساردا	۱۹۲۱ء	انگریزی	فائن آرٹ پرنٹنگ پریس لاہور
۵۹	کتاب تحقیقات حشری	مترجمہ نواز احمد خٹھی لاہوری	۱۲۸۲ھ ۱۸۶۵ء	اردو	کوہ نور پریس لاہور
۶۰	فیات اللغات	مولانا فیاض الدین	"	فارسی	نوگشتور پریس گشتور
۶۱	مفتاح التواریخ	سرتاسر ولیم ہیل	۱۸۶۵ء	"	"
۶۲	آتشکدہ آذر	ماہی الملک علی بیگ آذر ایرانی	"	"	نخ اکرم پبلی
۶۳	روضۃ الصفا	محمد ابن قاضی دشت	"	"	نوگشتور پریس گشتور
۶۴	فتح البلدان	مولانا قاضی سرتاج الیومودودی	۱۹۳۵ء	ترجمہ اردو	دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن
۶۵	ترجمہ آئین اکبری (جلد سوم)	مولانا الفضل مترجم محمد علی مسلمان	۱۳۵۵ھ ۱۹۳۶ء	"	"
۶۶	ریلوے ٹائم ٹیبل	بی۔ بی۔ اینڈ سس۔ آئی۔ آر	۱۹۳۳ء	انگریزی	"
۶۷	تقویم ہجری و عیسوی	ابراہیم خاں عالم۔ اے	۱۹۳۹ء	اردو	لطیف پریس دہلی
۶۸	المفردات خواجہ معین الدین حشری	"	"	فارسی	"
۶۹	اسرار الاملین	احمد اختر شاہ	بہار پور شاہ آغا	اردو	کریمی پریس لاہور
۷۰	نقشہ ڈل ایٹ	نقشہ نمبر ۲۳ مارچ ۱۹۳۹ء	۱۹۳۹ء	انگریزی	مطبوعہ لندن
۷۱	نقشہ ایشیا کوچک و	مترجمہ فایت محمد لاہوری	"	ہندو	قومی ایسٹیم پریس لاہور
	نقشہ یورپ، ایشیا	آرٹسٹ	"	"	"
	افریقہ اور آسٹریلیا	"	"	"	"
۷۲	نقشہ تاج اٹلیس	"	"	انگریزی	"
۷۳	حیات غوثیہ	سرتاج احمد نقاشی	چودھویں صدی ہجری	اردو	روز بازار امام پریس امرتسر
۷۴	جواہر فریدی	مولانا محمد علی احمد خٹھی	۱۳۳۳ھ	"	کریمی پریس لاہور
۷۵	خزینۃ الاسفیا (جلد دوم)	مولوی غلام سرور اسدی لاہوری	۱۳۳۵ھ	فارسی	نوگشتور پریس گشتور
۷۶	معین الاولیا	قاسمی سید امام الدین حسن	۱۳۱۲ھ	"	سینس اینڈ پریس اجیر
۷۷	ترجمہ تاریخ فرشتہ (جلد چہارم)	مترجمہ مولوی خدا علی صاحب	۱۳۳۵ھ ۱۹۱۲ء	اردو	دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن
۷۸	العرفان	مولانا عبداللیم شہر	"	"	دنگل از پریس گشتور
۷۹	سفینۃ الاولیا	دارالاسکودہ	بہار شاہ بہاؤ	فارسی	بیت شمس عماد دہلی پرنٹرز پرنٹنگ نقشہ حیدرآباد دکن

شماره	نام کتاب	نام مصنف	مجه تصنیف	مطبع	زبان	نام مطبع
۸۰	تذکرۃ الکرام تاریخ فلحان عرب و اسلام	شاه محمد اکبر ابراهیم و انانوری	۱۹۳۴ هـ	مطبوعه	اردو	نوکلند پریس گنٹو
۸۱	تاریخ ہندوستان (جلد اول)	مولوی ذکا اللہ بلوی پروفیسر سیورنٹرل کالج الہ آباد	۱۹۰۴ء	•	•	مجتبائی پریس۔ دہلی
۸۲	کتاب بحر ذخار	مولانا حبیب الدین اشرف	۱۹۲۸ء	مطبوعہ	انگریزی	انڈین پریس لینڈ الہ آباد
۸۳	ڈیول انڈیا	ڈاکٹر ایسٹوری پرستاد	•	•	•	•
۸۴	ترجمہ ایس الارواح	حضرت خواجہ غریب نواز	•	•	اردو	انقلاب اسٹیم پریس لاہور
۸۵	ترجمہ دلیل العارفین	حضرت خواجہ قطب الدین	•	•	•	•
۸۶	تاریخ اسلام (جلد پنجم)	خان بہادر شمس العلماء مولوی	۱۸۹۴ء	•	•	شمس المطابع دہلی
۸۷	یعنی اقبال نامہ اکبری	ذکا اللہ بلوی	•	•	•	•
۸۸	گنجینہ سردری باسم تاریخ گنج تاریخ	منقہ محمد غلام سردر اسدی لاہوری	۱۲۹۳ء	•	فارسی	نوکلند پریس گنٹو
۸۹	صولت افغانی	حاجی زرد ارغوان	۱۲۸۹ء	•	اردو	•
۹۰	تذکرۃ الاولیاء بیجاپور	•	•	•	•	•
۹۱	اکمل التواریخ جزائریہ خلافت شرقی	مولوی محمد یعقوب میانہ اتحاد بی۔ بی۔ اسٹریٹ سترجمہ محمد قیل الرحمن مدنگار پروفیسر	•	•	•	•
۹۲	کشف الاسرار	خواجہ غریب نواز	چشمی مدنی بکری	•	فارسی	نزد حضرت مصنف
۹۳	مشارق الانوار	مرتضیٰ رضی الدین حسن	•	مطبوعہ	اردو	مطبع نظامی لاہور
۹۴	بیس اور نیل و کشتی	از قاسم ولیم بیل	۱۸۹۳ء	•	انگریزی	ڈیول ایچ۔ ایمن۔ اینڈ کوئینز کالج
۹۵	نقشہ ایشیا	از نوبت رائے	•	•	اردو	تاریخ کردہ انڈین کالج پٹنوی گیٹ
۹۶	بستان المفردات	حکیم محمد عبدالحکیم	۱۳۲۶ء	•	•	مطبع مجتبائی۔ چوک گنٹو

نمبر	نام کتاب	نام مصنف	محدث تعنیف	زبان	نام مطبع
۹۷	نور مہر سی آت انڈیا	ڈاکٹر انیسٹریڈی پرتاد	میسورہ - میری	اردو	دی انڈین پریس لیمیٹڈ لاہور
۹۸	دولہ دایہ ایلکس	"	"	انگریزی	"
۹۹	انعامات حمید	قاضی رحمت بخش مولوی تعصب علی	ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ	اردو	شاہجہانی پریس دہلی
۱۰۰	کریما	شیخ حسدی شیرازی	ساتویں صدی ہجری	فارسی	مطبع محمدی ممبئی
۱۰۱	گمستان	"	"	تکلی	"
۱۰۲	ترجمہ مونس اللہ دوا	ہاجہ آریہ گنت شاہجہاں	ہند شاہجہانی	مطبوعہ	مطبع نامی کھنڈو
۱۰۳	ماہتاب اجیر	منشی انتقام اللہ شاہی اکبر آبادی	"	اردو	مصلحانی پریس آگرہ
۱۰۴	دی ہولی سینٹ آگ اجیر	از محمد علی الامان سالیہ	۱۹۳۹ء	انگریزی	ویسٹرن پرنٹنگ پبلشنگ پریس ممبئی
۱۰۵	معارف البتوتی	طاسین الدین کاشفی	نویں صدی ہجری	فارسی ۱۹۲۹ء	نوکلشور پریس کلکتہ
۱۰۶	کاؤڈور گاہ خواجہ صاحب	مولانا عبد الباقی منی اجیری	۱۹۳۹ء	انگریزی	ریڈنگ فٹر ایلا پریس - اجیر
۱۰۷	کے۔ جان جنرل ایلکس	"	"	مطبوعہ	"
۱۰۸	دیوان معین	خواجہ غریب نواز	بہمن غریب نواز	فارسی	مجتبائی پریس - کانپور
۱۰۹	دیوان معین	"	"	تکلی	یہ نسخہ نواب مردان علی خان صاحب
۱۱۰	ترجمہ جواہر الثقات	منشی بشیر دیال	بار سوم مطبوعہ ۱۹۲۰ء	اردو	مکتبہ غازیہ پریس پورن پور
۱۱۱	نقشہ انڈین یونین اینڈ پاکستان	بی۔ این۔ کشن لی سلی آرٹسٹ	"	اردو	مکتبہ انڈین یونین اینڈ پاکستان
۱۱۲	غزنامہ مسعود	عنایت حسین قنوجی	۱۲۸۳ء	"	مطبع نظامی کانپور
۱۱۳	تاریخ جدویہ	خادم علی صدیقی	۱۳۱۹ء	"	نوکلشور پریس کلکتہ
۱۱۴	رشتحات	مولانا نور الدین علی ابن حین الاغلا	۹۰۹ء	فارسی	نوکلشور پریس کانپور
۱۱۵	حضرات القدس	ترجمہ مولانا خواجہ محمد علی مدنی	لہجہ مجدد	اردو	مشہور عالم پریس لاہور

شماره	نام کتاب	مؤلف	چاپ تصنیف	زبان	نام مطبع
۱۱۶	تذکره السادات	شیخ احمد بن محمد اکبر	بعد از شاه	فارسی	وزارت معارف - آباد
۱۱۷	فیہ فیہ	کتابت مولانا دوم مترجمه عبدالمجید صاحب دلی آبادی	بعد از شاه	فارسی	مطبع معارف اعظم لکھنؤ
۱۱۸	ترجمہ تاریخ راج پرتی	رنجور بخت حرم دیو پرتی	بعد از شاه	فارسی	نوکشور پریس کانپور
۱۱۹	تاریخ گلستان ہند	کنور دیو پرتی	۱۸۸۴ء	فارسی	نوکشور پریس لکھنؤ
۱۲۰	جلد سوم آئین اکبری حصہ دوم	علامہ ابراہیم الفضل	۱۲۹۲ء	فارسی	نوکشور پریس لکھنؤ
۱۲۱	تذکرہ ستان سنن	سید نور الحسن	۱۲۹۲ء	فارسی	نوکشور پریس لکھنؤ
۱۲۲	شیخ انجم	نواب صدیق حسن خاں	۱۲۹۲ء	فارسی	مطبع نفعی شامیانی
۱۲۳	مجمع گلشن	مید علی حسن خاں	۱۲۹۲ء	فارسی	مطبع نفعی شامیانی
۱۲۴	مختصر تاریخ اہل ہند (جلد دوم)	ڈبلو ڈبلو ہنرترجمہ پ. آر. ولیم	۱۸۸۵ء	اردو	نوکشور پریس لکھنؤ
۱۲۵	سیرت گشت ہند	پروگرام	۱۸۸۵ء	اردو	نوکشور پریس کانپور
۱۲۶	ترجمہ تاج المائتہ (جلد دوم)	حسن نظامی مترجم الیٹ	۱۸۸۵ء	اردو	نوکشور پریس کانپور
۱۲۷	برائن قاطع	محمد مصطفیٰ برتبان	۱۸۸۵ء	فارسی	مطبع تمدنی بمبئی
۱۲۸	ہستی آن انڈیا	وی. اے. اے. اسمتہ	۱۹۱۳ء	انگریزی	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن
۱۲۹	ہستی آن انڈیا (جلد اول)	ای. اے. اسمتہ	۱۹۱۳ء	انگریزی	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن
۱۳۰	نظراتی شدہ ہستی آن انڈیا	سی. ایف. ڈیلاؤس	۱۹۱۴ء	انگریزی	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن
۱۳۱	تاریخ عالم (نظراتی شدہ)	سید علی حسن خاں	۱۹۱۴ء	اردو	کرزن ایسٹیم پریس دہلی
۱۳۲	ترجمہ مطلع العلوم و مجمع فنون (جلد اول و دوم)	واجد علی خاں مترجم فنی زین العابدین مراد آبادی	۱۲۶۲ء	اردو	نوکشور پریس لکھنؤ
۱۳۳	دوازدہ صوبہ	علامہ ابراہیم الفضل	۱۲۶۲ء	فارسی	نوکشور پریس لکھنؤ
۱۳۴	وی فرسٹ باگرنی	۱۲۶۲ء	فارسی	انگریزی	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن
۱۳۵	رسالہ انانظر	۱۲۶۲ء	فارسی	اردو	آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن

شماره	نام کتاب	نام مصنف	مقدمه تعریف	مطبوعه یا تالیف	زبان	نام مطبع
۱۳۶	دی رابل انڈین در لائیس	ج. سی. بارٹلوئیو	•	مطبوعه	انگریزی	طبع کرد فیلین اینڈ سنس لندن
۱۳۷	تواریخ آئینه ہند	منشی جاتی داس ناگل نیا سیر ہند	•	مطبوعه	اردو	میو پریس دہلی
۱۳۸	اعجاز قلندری	میر کن الدین	•	مطبوعه	•	بالی اینڈ میو پریس ساڈھرا د انبالہ
۱۳۹	جامع التواریخ	قاضی فقیر محمد	•	•	فارسی	نوکلشور پریس کنگٹو
۱۴۰	ہایوں ادر کھدن موشیح	کھدن بگیشہ ہایوں بادشاہ	بعد ہایوں	•	•	انڈیا احمد پریس۔ ارکا آباد
۱۴۱	جواہر اللغات	پندت راجا اقا داس ہاراد	•	•	•	نیشنل پریس ارکا آباد
۱۴۲	منادید عجم	ہدی مین امر	۱۳۳۲ھ	•	اردو	شانقی پریس ارکا آباد
۱۴۳	ماثر الکرام (دفر اول)	سیر نظام علی آزاد بگڑائی	۱۸۲۵ھ	مطبوعه	فارسی	منفید عام پریس۔ آگرہ
۱۴۴	مختصر سیر ہندوستان	محمد عید اللہ	•	مطبوعه	•	دوبہ عید ری آگرہ
۱۴۵	سین منارین تارخ عالم	منشی شکر سہاس	۱۸۹۲ھ	مطبوعه	اردو	مطبع کوه نور لاہور
۱۴۶	تواریخ ہفت تلزم	منشی گوری شکر	۱۹۳۹ھ بکری	مطبوعه	•	مطبع ستارہ ہند
۱۴۷	چراغ دہلی	از مرزا میرت دہلوی	•	مطبوعه	اردو	•
۱۴۸	الشاہیر	مولوی فیض احمد صاحب پیری پوری	•	•	•	نامی پریس میرٹھ
۱۴۹	سیرۃ النبی	شبلی نعمانی	تیسویں صدی	•	•	نامی پریس لاہور
۱۵۰	قراد الناطر ترجمہ حافل المتن	ترجمہ مولوی ذوالفقار احمد نقوی	مطبوعه ۱۳۳۶ھ	•	فارسی	مطبع سلطان بہوپال
•	خلاصۃ المفاتیح	محققہ امام یحییٰ ستونی	مطابق ۱۱۱۱ھ	•	•	•
۱۵۱	ترجمہ کتاب گرد گورکھ ناتھ جی	مترجمہ پیدر خرا	مطبوعه ۱۹۹۱ھ بکری	مطبوعه	ہندی	کلشی دیکشیشور پریس بمبئی
۱۵۲	رسالہ جیس دم	•	•	تالیف	فارسی	یہ رسالہ قاضی سراج الدین صاحب دہر پوری کے کتب خانہ میں ہے

مندرجہ ذیل کتب اس تحقیق کے سلسلہ میں نظر سے گزریں

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	محدثین	مطبوعہ یا نقلی	زبان	نام مطبع
۱	ذکر خواجہ	مقبول احمد نظامی	•	مطبوعہ	اردو	انسٹیٹیوٹ پریس علی گڑھ
۲	عطاۃ رسول	مولانا عبد الرحمن موملی	•	"	"	عمیدی پریس اجیر
۳	ہندوستان میں عرقا کی پہلی پہلی	مقبول احمد نظامی	•	"	"	"
۴	سوانح عمری خواجہ عثمان	سید ابجاز علی	•	چودھری صدیق پوری	"	معلین پریس اجیر
۵	سوانح عمری غریب نواز	سیاہ ابگر آبادی	•	"	"	"
۶	سوانح عمری غریب نواز	حافظ خلیل احمد دہلوی	•	"	"	"
۷	بڑی سوانح عمری	"	•	"	"	"
۸	کتاب التعمیق	فتح امین الدین غازی شہتوں	•	چودھری صدیق پوری	"	صوفی پریس اجیر
۹	سال سوانح عمری غریب نواز	فتحی نظامی اشتر شہابی اکبر آبادی	•	"	"	مقتضائی پریس آگرہ
۱۰	بار معین	"	•	"	"	حقانی پریس دہلی
۱۱	مختصر البیان	محمد امیر حسین گنپوری	•	"	"	غزنی پریس کانپور
۱۲	بوستان خواجہ	"	•	"	"	محکم عالم پریس اکبر آباد
۱۳	سارنگ نعم القریض در	مولانا ابو الفتح محمد	•	"	"	ابرار العلانی پریس آگرہ
	ذکر خواجہ معین الدینی	عبدالحمید پانی پتی	•	"	"	"
۱۴	سارنگ چایا باغ ہندوستان	محمد مدد اللہ	•	"	"	مطبوعہ بھرت پور میں طبع کرائی
۱۵	اسرار مداری ترجمہ	"	•	"	ترجمہ اردو	مطبوعہ حبیبی اثنا عشری دہلی
۱۶	سارنگ بدست مل ہندوستان	پندت کشن لال	•	"	"	"
۱۷	سارنگ تارہ ہند	فتحی طوطارام	•	"	"	بارکٹر میں پریس کلکتہ
	"	"	•	"	"	آئینہ سکندری پریس

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	حد تصنیف	مطبوع یا قلمی	زبان	نام مطبع
۱۸	خطوط و محالات روس	طبع کرده محمد مجتهدین بخاری		مطبوع	اردو	محمد لاہور کنگھو
۱۹	رسالہ سخنی پنج	یکم محمد سران الحق	جنوری ۱۹۳۰ء	"	"	دکنڈہ پریس کنگھو
۲۰	شش فتح	پندت دھرم نرائن	"	"	"	در سرافند پریس. اندود
۲۱	تاریخ غازیان ہاراج سندھیا	"	۱۹۳۰ء	مطبوع	اردو	"
۲۲	تذکرۃ التفتین (حدودیم)	"	"	"	"	غزنی پریس پانچور
۲۳	تذکرہ بابر	مولوی محمد عبدالرحمن لکھنوی	"	"	"	شمس الاسلام پریس حیدرآباد
۲۴	شعرا عجم	شبلی نعمانی	"	"	"	معارف پریس. اعظم گڑھ
۲۵	منہر عرفان	نشی محمد شائق مراد آبادی	جود پریس مدنی پور	"	"	نیز اعظم پریس مراد آباد
۲۶	خواجہ فرید الدین	مولانا عبدالباری سنی اجیری	"	"	"	غزنی پریس اگرہ
۲۷	مناقب غوثیہ	شاہ فضل اللہ شکاری	"	"	"	ابوالکلامی پریس اگرہ
۲۸	بوستان غوثیہ	شاہ عبدالعزیز ساگر	"	"	"	انفعل المطابع دہلی
۲۹	طلسم ہمار	طوٹارام ثنائی	"	"	"	نوٹکس پریس کنگھو
۳۰	مرآۃ السلاطین ترجمہ	"	"	"	"	"
	سیرا السالین	"	"	"	"	"
۳۱	سارنگ رشید الدین غانی	رشید الدین خاں	"	"	"	نور رشید پریس
۳۲	مختار الواسطین	غلام احمد شوق	"	"	"	شمس المطابع مراد آباد
۳۳	مختار تصنیف الاخبار	راج کندن لال بیاد	"	"	"	مطبوعہ سارنگہ حاجی دلی محمد
۳۴	مختار تارن اہل ہند صد اول	ازدکنڈہ لالہ ڈیو پتر	"	"	"	محمد رنٹ پریس الہ آباد
۳۵	شہنشاہ ہند ترجمہ ارچند	ازمولوی غفران خان شیخ	"	"	"	مطبع نظامی حیدرآباد دکن
۳۶	نیرم صوفیہ	مہاراج الدین صاحب	"	مطبوع	اردو	معارف پریس اعظم گڑھ
۳۷	نوی مصحاح الاسلام	مولوی محمد عبدالحق کھنوی	"	"	اردو	ابوالکلامی پریس اگرہ

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	مهر تصنیف	مطبوعه یا نقلی	زبان	نام مطبع
۳۸	غریب نواز	ترجمہ شیر احمد لاہوری	•	•	•	•
۳۹	تاریخ صوبہ بہار	مولوی سید علی محمد صاحب	•	•	•	مطبع مع مادق. غنیم آباد
۴۰	ادعہ کا بیان	بندت بشیر نادر	•	•	•	مطبع فنی نوکلٹر کھنڑ
۴۱	ترجمہ اسرار حقیقی	•	•	•	•	مطبوعہ قلعہ پرنسنگ پریس لاہور

تعارف

عمرہ عینا پانچ سال کا ہوا کہ معین الارواح پہلی بار زیلہ طاعت سے مزین ہو کر مصنف شہود پر جلوہ گر ہوئی اس میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح مقدسہ ذاتی حالات، عادات و معاشی، اشتغال زندگی اور علمی و روحانی جذبات کافی وضاحت و تحقیق کیساتھ بیان کئے گئے تھے۔ ساتھ ہی ساتھ حضرت خواجہ غریب نواز کے ملفوظات یعنی وہ مختصر تاریخی واقعات، مذہبی عقائد و خیالات، صوفیانہ و درویشانہ لطائف و نکات اور دوسرے مختلف النوع مسکرات بہم پہنچائے گئے تھے۔ اس کتاب نے عوام و خواص، امیر و غریب، صوفی و مولوی، دونوں سے یکساں خیرانِ حقین وصول کیا۔ اور بڑے بڑے مورخین کو اپنی تاریخی معلومات، روایات کی تطبیق و اتفاقات کی تنقید اور اخبار و سنین کی تحقیق سے متاثر کیا ہے۔ عالم تابانی و بربادی کے زمانہ میں طبیعت کے اندرونی المیزان و سکون کو محفوظ رکھنے میں بڑی مددگار امدادی۔

معین الارواح کی طاعت کے بعد سے فاضل مصنف ہمارے حبیب لیبیب اور ادیب قبلہ حاجی نواب محمد خادم حسن صاحب مدظلہ عالی نے فریادِ تحقیقات پر کمر بستہ ہو کر تمام علایق و مولفات سے کیسے ہو کر مزید تحقیق و انکشاف حالات و واقعات میں مشغول ہو گئے۔ اور چار سال سے زائد اسی ادیبِ بیانی اور لذت گیری میں گزار دیئے قابل مصنف مصدر الاف و کرم واقف اسرارِ حقیقت حاجی المومنین نواب محمد خادم حسن صاحب مدظلہ کی گڑھی شاہی کے طرہ و ستار کمال میں توسیع لال ہیں وہ کیوں نہ جھگڑیں اور ان کی شخصیت کو نہ چھائیں۔ ان کو طبیعتِ سیل، ذہنِ رما، فکرِ معنی خیز، اور عقلِ نکتہ سنج اور حقیقت شعلہ ہوئی ہے۔ ان کے قلب کی پاکیزگی اور نیت کے خلوص پر زمانہ شاہ ہے آپ حضرت خواجہ غریب نواز کے سچے ماثقوں اور پیروں میں ہیں۔ آپ اسی روشہ اور ریاضی کے خوش چہر ہیں۔ آپ اپنے حلقہ تعارف و شناسائی و معتقدین میں ایک بیادِ روشنی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میرے لئے آپ کا وجود بابرکت ایک حصارِ عافیت کا حکم رکھتا ہے اس کتاب کی نظر ثانی میں بہیم اور مسلسل محنت شاقہ جو عمدہ کم کم جناب چچا میاں دام مجذوم نے کی اس سے آپ کی محنت پر کافی اثر پڑا۔ جب کبھی خدمتِ اقدس میں عرض کیا گیا کہ اتنی محنت و دوا نہ محنت کی قربانی کا باعث ہوگی تو آپ نے یہ کہہ کر نامہ ایک آپ تھوڑا سا کام اور رو گیا ہے۔ پھر آرام کر لیں گے۔ وہ کام ختم ہونے میں مدت لگی، وقت گزرتا رہا۔ کمزوری بڑھتی رہی، مختلف شکایتیں رونما ہوئیں لیکن آپ ممدون اپنی دُہن میں تھے رہے رہے، اڑے رہے، غریب نواز کا کام اور غریب نواز کا نام اُن کے لئے باعثِ تسکین ہے اور ان کے لئے ہر دم ایک نیا پیغامِ زندگی لاتا ہے۔ جذبہ خدمت، عقیدت و عشق نے اپنا کام کیا، محنت ٹھکانے لگی اور مجددِ المومنین الارواح "بارِ دیمِ تحقیق و تنقید"

تعمیم و ترتیب اور تالیفات و تراشی کے جدید طریقوں سے آراستہ ہو کر منظر عام پر آ رہی ہے۔

یہ مرتبہ نظر ثانی کے بعد اور بھی خوشنما اور نظر انداز بن گیا ہے۔ یہ کتاب قابل معصفت کی وسعت مطالعہ کاوش و محنت، محبت و عقیدت اور تحقیق کی آئینہ دار ہے۔ اس کتاب میں وہ تمام واقعات، مضمرات و تعلقات و حالات جو ایک پردہٴ خفایں مستور تھے۔ موصوف نے اختصار مگر مورفاد شان اور معقبات آن بان کے ساتھ مرتب و مدون کیا ہے۔ ان کے پڑھنے سے حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ کی جامع حیثیات اور مقبول شخصیت کا پورا پورا انرازد ہوتا ہے۔ یہ ایک نہایت ہی پسندیدہ فیصلہ ہے کہ اسلام کرام کی مبارک سیرت بزرگوار دینی کی مقدس سوانح عمری، مہلجائے امت کے پاک حالات کی ترتیب و تدوین اور تالیف و تحریر کسی قومی جماعت کی ترقی و عروج کے لئے از بس ضروری ہے موجودہ دور آئندہ نسلوں کا یہ فرض ہے کہ ان کا نام اور ان کا کام اور ان کی یاد زندہ اور باقی رکھیں اور ان کی راہ پر گامزن ہو کر فلاح و بہبودی حاصل کریں۔ مدعا فی تاجدار ہند حضرت خواجہ غریب نواز سرچشمہ اولیاء عالم دین اور عامل شرع متین ہیں۔ تمام عصر اور فضائے روزگار سے تھے۔ ان کا پیغام ان کے نام کے ساتھ زندہ ہے اور رہے گا۔

ثابت است بر جریدہ عالم دوام

ان کا مسلک امدان کا مشرب فرقہ پرستی، تنگ دلی اور تنگ فہمی سے پاک ہے۔ اگر ان کو مجاہد اعظم، مصلح منظم اور مبلغ اعظم کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ وہ ہندوستان میں صوفیانہ تہذیب کے بانی اور حامی تھے۔ ہندوستان و ہیردنی تمدن کے اختلاف سے ایک ایسی دلکش و دلغریب تہذیب پیدا ہوئی جس کی زمین تو ہندوستانی تھی مگر اس کے گل بوٹے اندکب و رنگ فرامانی تھا۔ یہی دلکش تہذیب ہندوستان کی میاں مری تہذیب قرار پائی۔ اور اس کے اثرات اتنے گہرے ہیں کہ نائے نین شے۔ اس تہذیب کے خصوصیات قناعت، توکل، امید و ہم، استقامت، محبت، خلوت، مجاہدہ، شکر، مراقبہ، خلوص، صدق، خلق، ادب، سفر، معرفت، دعا، محاسبہ، ذکر، فکر، صبر، یقین وغیرہ وغیرہ ہیں۔

اس کتاب میں سیرۃ کے حصہ میں تعارف پر کافی قیمتی ذخیرہ موجود ہے پہلی طباعت میں اتنی دعا و محبت کے ساتھ نہیں دیا گیا تھا۔ اس کتاب کی خصوصیت علاوہ جدید انکشافات، ادا و تنقید، درست ترین نکتہ چینی، بزور قلم جس کا مطلق تجزیہ ہے کہ دلائل سے زیادہ جذبات کی تخلیق نہیں ہو سکتی۔

اس کتاب کے مطالعہ سے میرے قلب و دماغ پر ایک کیفیت طاری ہوئی اور میرے انکار و خیالات میں ایک رہنما، انداز و توجہ پیدا ہوا۔ چند ایسی کتابیں ہیں جن کی لذت و روح میں اب تک موجود ہے اور جنہوں نے

زندگی کی ایک نئی روشنی اور کامیاب راہ دیدہ اعتبار کے ساتھ کھولی۔ صحت و صداقت کے اعتبار سے یہ بے مثل تصنیف ہے۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ کر کے انگریزی دانا اصحاب تک پہنچاؤں تاکہ وہ بھی اس سے بہرہ مند رہیں۔

قدسی مقام حضرت خواجہ غریب نواز احمد مدظلہ کی ذات گرامی نبیوض کا سرچشمہ ہے اور آپ کے حالات واقعات، تعلیمات، کمالات، کرامات، واشتال و انکار جو ایک صاحب دل، صاحب نسبت، صاحب مال بزرگ نے سپرد قلم کئے ہیں مجھے یقین ہے کہ اہل ذوق، اہل باطن، اور صاحبان حال اس میں اپنی صلاح و فلاح مضرب انگ ہیں اور اس کا مطالعہ ان کے لئے روحانی و دماغی بہترین و استفادہ سے خالی نہ ہوگا۔

پہلوراہ حسن شارب

ایم۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی۔ بی۔ ایچ۔ ڈی ایڈوکیٹ

الہ آباد ہائی کورٹ

ایڈوکیٹ راجستھان ہائی کورٹ

ڈائریکٹر اور ٹیلر رول ریسرچ انسٹیٹیوٹ

کوٹھی نرسنگ ہاؤس

دہلی پور

۱۲ جمادی الاول ۱۴۳۷ھ بمطابق

۲۹ جنوری ۱۹۵۳ء

معروضہ

حضرت خواجہ کے سوانح حیات یوں تو اس وقت اردو فارسی میں تقریباً دو ہزار تذکروں کی شکل میں موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی تذکرہ ایسا نہیں جس میں واقعات کے چار پانچ سینے سے زیادہ ہوں۔ صرف ہی نہیں بلکہ پرانے تذکروں تک میں الحاقی الفاظ، غیرواضح بیانات اور متضاد روایات کا ایک خاصہ ذخیروہ ہے۔ ان ہی روایات سے زمانہ حال کے سیکڑوں تذکرہ نویسوں نے بلا تحقیق بمقدار وہ افسانہ زدند جس کے جو روایت سامنے آئی نقل کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہوا! اس موقع پر تذکروں کے بعض متضاد بیانات و روایات کا مختصر ذکر حسب ذیل ہے:-

۱۔ حضرت خواجہ قطب الدین بنتیار کا کنوئل العارفین ص ۱۷۷ میں فرماتے ہیں کہ میں ۷۱۵ھ میں غریب نواز کے دست حق پرست پر معیت ہوا۔ حالانکہ بروایات مختلف کسی تذکرہ نویس نے ۷۲۳ھ سے قبل غریب نواز کی ولادت نہیں لکھی۔

۲۔ فرشتہ جلد دوم ص ۷۵ کا بیان ہے کہ غریب نواز اردون (نواح فیشا پور) میں حضرت خواجہ قمان ہارونیؒ تیس سو کے دست حق پرست پر معیت ہوئے۔ مگر خود خواجہ غریب نواز انیس الارواح ص ۷۷ میں معہ تفصیل ارقام فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں مرید ہوا۔

۳۔ فرشتہ جلد دوم ص ۷۵ کا بیان ہے کہ غریب نواز ار محرم ۷۱۵ھ میں وارد اجیر ہوئے۔ سیرالایہ ص ۴۴ میں تحریر ہے کہ آپ بعد پر قوی راج (۷۱۵ھ لغایت ۷۱۸ھ) وارد اجیر ہوئے۔ سیر العارفین ص ۷۷ میں مرقوم ہے کہ آپ غزنین سے شہاب الدین غوری کے سال وفات (۷۱۸ھ) میں وارد لاہور ہوئے پھر دہلی آئے مگر دوسری جگہ فرشتہ جلد دوم ص ۷۵-۷۶ و سیر العارفین ص ۷۶-۷۷ میں لکھا ہے کہ آپ خراسان سے اس زمانہ میں وارد دہلی ہوئے جب قلعہ ملتان کا قباچہ بیگ کفار مغلوں نے (۷۱۸ھ میں) محاصرہ کیا تھا۔ یہ اختلافات کیسے دور ہوں۔

۴۔ صاحب سیرالانقلاب ص ۷۷ کا بیان ہے کہ آپ نے دوبار حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ سے ملاقات کی مگر بعض نے اس سے انکار کیا ہے اور بعض اس باب میں خاموش ہیں۔

۵۔ حب اقتباس الانوار ص ۱۲ آپ مرثیہ سے لبر باون سال رخصت ہو کر سفر بردار ہوئے۔ مگر فرشتہ

جلد دوم صفحہ ۵۱۱ اور خزینۃ الاصغیا جلد اول صفحہ ۲۵۲ کا بیان ہے کہ ملا علی قاری داراجریہ جوئے اس حالت میں جبکہ آپ کی ولادت کا کوئی ۵۲۳ء سے پہلے کا کسی تذکرہ نویس نے نہیں لکھا ہے تو آپ کا ہاں سال کی عمر میں سیاحت پر روانہ ہو کر سلاطین میں ہندوستان پہنچنا کیسے ممکن ہے۔

۶۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کا ہندوستان تشریف لانا فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۴۰-۵۴۱ نے جو تاریخ حاجی قذہاری لکھا ہے کہ بعض اس کی مخالفت کرتے ہیں اور بعض اس باب میں غاموش ہیں۔ یہ اختلافات اور اسی طرح کے بعض اور اختلافات مستند بنے ہوئے تھے۔ کسی مورخ یا تذکرہ نویس نے معین الارواح سے قبل ان کا کوئی ایسا عمل پیش نہیں کیا تھا جس سے ارباب علم مطمئن ہو سکتے۔

ہم نے کوشش کی ہے کہ مذکورہ بالا اختلافات اور دیگر اختلافی امور کا حل مورخہ تحقیق مستحکم دلائل اور تجزیہ روایات کیساتھ ناظرین اس کتاب میں چھ سکیں۔ معین الارواح کی طباعت اول کے بعد بعض مزید تاریخی و جغرافیائی انکشافات ہم پہنچے خیال ہوا ان سے اصحاب ذوق کیوں محروم رہیں اس لئے سابقہ نسخہ کی ادال ۱۹۵۰ء میں نظر ثانی کر کے ان کو شامل کر دیا تاکہ سنہ ۱۹۵۰ء کے رسالہ معارف کی اشاعت ستمبر اور اکتوبر سے یہ اندازہ ہو کہ مولف بزم صوفیہ کی ابھی تک تسکین نہیں ہوئی ہے وہ بعض تاریخی پیچیدگیوں کی مزید تشریحات کے ضرورت مند ہیں اس لئے ہم نے اس نظر ثانی شدہ نسخہ میں ایسی تشریحات بھی شامل کر دیں جو ان کے لئے مفید ہوں اور مجمع و انکشافات آسانی ہو سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ عقیدت کیش علم دوست اور تاریخ دان حضرات تاریخی تطابق تبیین مین و ترتیب روایات اور تاریخی و جغرافیائی تحقیقات (ریسرچ) کی مزید تشریحات سے اطمینان حاصل کریں گے اور پرانے تاریخی مقامات بتانے والا نقشہ مشککہ ان کی اس باب میں کافی رہنمائی کیسے چھ۔

ہر چند حضرت خواجہ کی صد سالہ مبارک زندگی کے اس قدر مختصر حالات عقیدہ مند ان دو ابستگان کی روحانی اور قلبی پیاس بجھانے کے لئے ہاں ان میں تاہم یہ تذکرہ جو کچھ ناظرین کے سامنے پیش کر رہا ہے وہ ممکن ہے تمام موجودہ تذکروں سے بہت زیادہ مفصل، مستند اور محقق ثابت ہو۔

بعض تذکروں میں آپ کی بعض تصانیف کا نام آیا ہے اور بعض نے ان کے حوالے سے بعض روایات بھی کہی ہیں۔ مسالک السالکین کے مصنف ابوجوہرہ توارخ آئینہ نقون آپ کی معذہ توارخ طہرت نامہ و مکتوبات نغاب کا ذکر موجود ہے۔ ان کے علاوہ بعض تذکروں میں امادیت المعارف اور سالہ موجودہ کا ذکر بھی ہے۔ معلوم ہوتا ہے پہلے یہ کتابیں دستیاب تھیں مگر ان سے اب تلاش بسیار بھی کہیں میسر نہ آئی۔ ان کے علاوہ ذبذۃ الحقائق کے حوالے سے

اقتباس الاوارنے غوث پاک سے غریب نواز کی ملاقات ہونے کی روایت لکھی ہے مگر انوس یہ کتاب بھی نہیں ملے ان کے عادیہ ساز مجاہد الکفار اور تاریخ آئینہ تصوف میں ہندوستان کے کسی بڑے کتب خانہ میں دستیاب نہ ہو سکیں۔ ان میں سے اگر کوئی کتاب کسی صاحب کے پاس موجود ہو تو مطلع فرما کر مشکور فرمائیں

زرا ان میں آپ کی بعض تصانیف موجود ہونے کا روایات سے پتہ چلتا ہے۔ ہاں وجہ ہم سفر خواہ ان کے لئے کمر بستہ ہوئے یا کہ وہاں سے جو چیزیں ملوایاں حاصل ہوں وہ بھی اس طباعت میں شامل کر دی جائیں مگر انوس موجودہ کمی ہنگامی اور انتہائی حالات نے اس کی اجازت نہ دی اہم بیرونی مالک سے ہماری تحقیق کا سلسلہ جاری ہے اگر مزید معلومات حاصل ہوئیں تو ان سے نظر میں رہی مستفیض ہوں گے۔ اس نسخہ کے متدو سوار میں بعض دیرینہ تاریخی تحقیقیں سلجھانے کے پیش نظر مورخانہ بخش اور متعاندہ دلائل بھی درج کئے گئے ہیں۔ طول طویلی مباحث سوائے دورین کے ادوار کے لئے دلچسپی کا باعث نہ ہونگے اس لئے ہم نے بلا مباحث کے بھی سوانح کا حصہ مرتب کرنے کا قصد کیا ہے۔ اس میں بخشیں نہ ہوں گیں گزرتا ج مباحث مختصر ثبوت کے ساتھ کلمے جائیں گے تاکہ حالات زندگی زیادہ دلچسپی کے ساتھ پڑھے جاسکیں۔ اس سلسلہ تحقیق میں بیرونی مالک بالخصوص لندن کی برٹش میوزیم لائبریری اور انڈیا انس لائبریری کی کتابوں سے بذریعہ سیدہ خاتون اہلیہ عوفی سردار صاحب ساکن بالینڈ مستفیض ہونے کا موقع ملا۔ اس علم دوست خاتون نے امریکہ، جرمنی، فرانس اور سوئٹزرلینڈ وغیرہ کے کتب خانوں سے متعلقہ معلومات بھی ہم پر پہنچائیں جس شغف کیلئے موضوع نے یہ کام انجام دیا وہ حضرت خواجہ سے ان کی عقیدت اور علمی مذاق کا ثبوت ہے۔ راہپور کے کتب خانہ میں مولوی مظہر حسین صاحب شوق مراد آبادی ساتھ گئے اور وہاں کتابوں سے بہت سے ضروری نوٹ کئے ہیں مدد پہنچائی حمید آباد کن کے بڑے بڑے کتب خانوں کی کتابوں سے بذریعہ غریزی امداد احمد صاحب سانچ پروفیسر کبیر گروچ استفادہ کیا۔ پٹنہ کے کتب خانہ سے سید محمد انیس خدام درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز نے اور علی گڑھ کے کتب خانہ سے عزیزم ڈاکٹر عشرت حسین سلیم پروفیسر مسلم یونیورسٹی نے معلومات حاصل کئے ہیں مددی رشید دانی صاحب کی لائبریری دہلی واقع مغل علی گڑھ سے) سے عزیزم ممتاز محمد نے کتابوں کا جائزہ لے کر مطلع کیا۔

مولانا عبدالباری صاحب مہنی اجیری، مولانا افلاق احمد صاحب اکبر آبادی، مولوی قمر الدین صاحب اکبر آبادی سید ظیم الدین صاحب اجیری، سردار محمد حسن صاحب دہلی پوری اور قاضی معراج الدین احمد صاحب معراج دہلی پوری دکنی شہر دہلی پور کے کتب خانوں کی کتابوں نے بہت بہت دن تک پاس رکھ کر اس سلسلہ تحقیقات میں

معاونت کی۔ آخر ان کے انتقال سے، غرق اور ایران سے خط و کتابت کرنے میں بھی ہولت، ہم پر نپائی مسودہ کے مات کرنے کو کام فریزی محمد حسن مراد آبادی نے بحسن خوبی انجام دیا اور نقشے کشی میں حمیدہ بانو بکرت کرم علی خاں صاحب اور پوری اور شمیم بکرت مظفر حسین خاں صاحب ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ایلی اسکول اجیر نے مدد پر نپائی۔ ہم ان سب حضرات کے ممنون ہیں اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔

دعا گو
محمد خادم حسن خادم معینی گدڑی شاہی
قمانی منزل جہارہ شریف۔ اجیر القدس

مورخہ ۴ اگست ۱۹۵۲ء یوم پچنبہ
مطابق ۲۲ رزیقہ ۱۳۷۱ھ

حصّہ اول

سوانح مبارک

محققانہ تبصرہ

ہوا المعین

پیشکش

رَبِّ الْعَالَمِينَ کے دربار میں بتوسل سید المرسلین معین العالمین خواجہ اولیاءِ آخرین
حضرت خواجہ معین الملتہ والدین سے متعلق یہ چند اوراق پیش کر کے ملتس
مقبولیت ہوں۔

شاہاں چہ عجب گریز نوازند گدارا

گداٹے در

محمد خادم حسن معینی گدڑی شاہی
متوطن مراد آباد۔ ہما جراجمیر القدس

مودعہ ۱۲۔ ربیع الاول ۱۳۷۱ھ

مطابق

۱۲۔ دسمبر ۱۹۵۱ء یوم پنجشنبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تمہید

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے درمیان اکثر معراج کے بعد مجتہائے
تخلیہ رہتی تھیں کسی کو خبر ہوتی تھی کہ کیا گفتگو ہوئی۔ جہاں تخلیہ کا موقعہ ہوتا تھا وہاں سرگوشی ہوتی تھی جیسا کہ مذکور
ذیل احادیث کے ترجموں سے ثابت ہے۔

ترجمہ حدیث :- ترمذی میں حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ سرور عالم نے غزوہ طائف
کے دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بلا کر سرگوشی کی تو لوگوں نے کہا: "بالتحقیق سرور عالم نے اپنے
بچا کے فرزند سے بہت دیر تک سرگوشی کی ہے" آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا: "میں نے اُن سے سرگوشی
نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے کی ہے"

ترجمہ حدیث :- امام احمد حضرت امہ سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا: "قسم خدا کی
سرور عالم کے آخری زمانہ میں آنحضرتؐ کے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مقرب حضرت علی ابن ابی
طالب تھے جب آنحضرتؐ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو انتقال کے دن حضرت علی کو بلا کر دیر تک اُن سے
سرگوشی کی اور تا دیر اُن سے چپکے چپکے باتیں کرتے رہے۔ پھر اُس دن آپ کا انتقال ہو گیا اس لحاظ سے
حضرت علی سرور عالم کے آخر زمانہ میں سب سے زیادہ قریب یعنی اقرب العہد تھے؟

یہ مجتہائے تخلیہ اور سرگوشیاں احکام شریعت کے متعلق نہ تھیں۔ کیونکہ شریعت ظاہر ہے اور شرعی
احکام علی الاعلان آئے ہیں۔ اس لئے ان کا اخفایا اُن کے لئے مجتہائے تخلیہ یا سرگوشی کی ضرورت نہ تھی بلکہ
یہ مجتہائے تخلیہ اور سرگوشیاں علوم باطنی یعنی اسرار حقیقت اور معرفت کی تعلیم کے لئے تھیں۔ جن کا کھانا

علاوہ انہوں نے سرور عالم کے اس ارشاد کی ذیل کے شرعیوں تشریح کی ہے
"دو دہاں داریم گویا پھونے ایک دہاں نہایت در بہائے دے"

ضروری تھا کیونکہ سبب ناہمی اور باب ظاہر پر ان کا ظاہر ہونا موجب خادات اور مافی شریعت ظاہر تھا۔ یہ وہ علوم سینہ اور اسرار تھے جن کا حق تبارک تعالیٰ نے جبریل کے ذریعہ بھی اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچا تا گوارا نہ فرمایا بلکہ اپنے اسرار کی تعلیم کے واسطے شب معراج میں اپنے پاس بلا کر ایسے مقام میں باریاب کیا جو مقام دنیٰ فسدلی سے بالاتر تھا اور جہاں سوائے ذات مطلق کے ادیکچہ نہ تھا بابت تک کہ تحت و فوق میں دیا رہے بھی یہ مقام پاک و منزہ تھا۔

سرور عالم اس صورت سے باریاب ہوئے: **وَقَدْ لَفِضَ فِي السَّمَاءِ فَتَالِي وَتَرْتِ قَبْلَهُ صَدْرُ الْمُنْتَهَى وَتَرْتِ سَاحِلُ بَقَابِ قِيَمِينَ** اور دنیٰ اذنی سترک و سترک یعنی چھوڑ اپنے نفس کو آسان پر اور آگے بڑھے پھر چھوڑ اذل مہلر کو سدرۃ الہندی پر اور چھوڑ اروح کو قاب تو سین اودانی کے مقام پر باقی رہا اس کا اور اس کا پروردگار۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے سر باطنی کی تعلیم فرما کر آپ کے سینہ فیض غیبیہ کو اسرار سے معمور کیا اور خلعت ولایت مطلق و خلافت خاص اور خرقہ درویشی سے جو مخصوص بذات پاک تھا مشرف فرمایا۔ ان علوم اور اسرار باطنی کے متعلق اپنے کلام پاک میں بھی صاف طور سے ظاہر نہ فرمایا بلکہ ما اوحی الی عبدک ما اوحی پر اکتفا کیا۔ چونکہ سرور عالم خاتم الانبیاء ہیں آپ کے بعد رسالت نبوت نہ تھی اسلئے حق تعالیٰ جل شانہ نے شاہ ولایت امام الادویا ولی المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اس علم سینہ اور اسرار باطنی کا وارث بنایا اور اپنے حبیب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ یہ اسرار حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو پہنچا کر خلعت ولایت کبریٰ سے سرفراز فرمایا جیسا کہ عظمائے فرقہ درویشی اور بروز عید عذیر غم دسا دعا کرنے اور بموجب اس آیت: **يَا أَيُّهَا الرِّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ** ترجمہ: اے رسول پہنچا دے لوگوں تک جو میرے رب نے نازل کیا ہے۔ حضرت علی کو برسر منبر بولا فرمانے سے ظاہر ہے۔ اسی طرح اس شیخ نبوت سے جبکی شان میں سر اجا منیو آ رہا ہے غلق کی ہدایت در پٹائی کیلئے اس شیخ ولایت کو روشن کیا جس سے آجنگ چراغ ولایت روشن ہے اور قیامت تک روشن رہیگا۔ سرور عالم نے جو علم بذریعہ سرگوشی سولائے کائنات کو تعلیم فرمایا وہ علم علم لدنی ہے۔ سرور عالم نے یہ علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تعلیم فرما کر امام الادویا کے منصب سے سرفراز فرمایا۔ چنانچہ حضرت انس روایت کرتے ہیں کہ سرور عالم معلم ابوذر سے فرماتے تھے: **يَا تَمِيقُ اللّٰهُ غُذِجِلْ** نے مجھ سے مل کر نسبت عہد کیا ہے کہ وہ ہدایت کا علم ایمان کا نشان اور ادویا اللہ کا امام ہے یہی علم سلسلہ بسلسلہ ولایت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ادویا اللہ تک پہنچا اور یہ حضرات اپنے اپنے حال و مواقع کے مطابق مجنوب سا ملک
سا ملک مجنوب، سا ملک اد مجنوب اور عارف و صوفی وغیرہ کہلائے۔ مگر ادویا اللہ کا مرتبہ مذکور بالا حضرات میں سب سے
بند ہے۔ ادویا اللہ کے مقدس گروہ کیلئے ارشاد باری تعالیٰ ہے اَلَا اِنَّا اَوْلِیَا اللّٰهِ لَا نَحْنُ عَلَیْهِمْ لَا هُمْ عَلَیْ نَحْنُ
ترجمہ :- بیشک ادویا اللہ پر نہ کوئی خوف ہے نہ وہ غمگین ہوتے ہیں :-

حق تعالیٰ کے کام کو سب سے زیادہ سمجھنے والے مفسر اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ادویا اللہ کی تشبیح اس طرح فرمائی ہے۔ چنانچہ امام بغوی نے ابی مالک اشجر کی سند سے روایت کیا ہے کہ
ابو مالک کہتے ہیں :-

ترجمہ حدیث :- میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آنحضرت نے فرمایا: اللہ خدا کے
کچھ ایسے بندے ہیں جو انبیاء ہیں نہ شہداء اگر قرب الہی کی وجہ سے قیامت کے دن ان کے مرتبہ کے باعث انبیاء
شہداء ان پر غلبہ (ریشک) کریں گے۔ راوی نے بیان کیا کہ مجمع میں سے ایک اعرابی آنحضرت کے سامنے آیا اور دونوں
ہو کر افسردہ دونوں ہاتھ پھیلا کر عرض کیا: یا رسول اللہ ان کے متعلق کچھ اور بیان فرمائے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ راوی کا
بیان ہے کہ آنحضرت کے روئے انور پر خوشی کی جھلک دکھائی۔ آنحضرت مسلم نے فرمایا کہ وہ خدا کے بندوں میں
سے خاص بندے ہونگے وہ مختلف شہدوں اور مجاہد اقبال کے ہونگے نہ وہ رشتہ داری کے سبب آپس
میں ملیں گے نہ انکے درمیان دنیا ہوگی جسکو آپس میں تقسیم کریں بلکہ ان کی بنائے محبت محض ذات باری تعالیٰ
ہوگی وہ خدا ہی کی محبت کے لئے آپس میں محبت رکھتے ہوں گے پس خدا سے تعالیٰ ان کے چہروں کو نور بنا دے گا
اور ان کے لئے اپنے سامنے موتیوں کی مندریں بچھائے گا (قیامت کے دن) لوگ گھبراہٹے ہوئے ہوں گے
گردہ نہ گھبراہٹیں گے لوگ ڈر رہے ہوں گے گردہ نہیں ڈریں گے :-

اسی طرح کی ایک دوسری حدیث ابو ہریرہ سے منقول ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-
ترجمہ حدیث :- اللہ کے بندوں میں سے کچھ بندے ایسے بھی ہوں گے جن پر انبیاء و شہداء غلبہ (ریشک)

عَلٰی سُوْرَةِ الْاَنْعَامِ عَنِ عَلٰی خَازِنٍ جِلْد ثَلَاثٌ ص ۱۶۱

عَلٰی شَارِحِ حَدِیْثِ فَبْدِیْ کِی تشبیح اس طرح فرماتے ہیں کہ غلبہ یعنی ریشک ایک طرح کا حدبہ مگر حدبہ مذموم اور غلبہ یعنی
ریشک محمود ہے۔ کیونکہ ریشک و حدبہ یہ فرق ہے کہ حدبہ محمود کی نسبت کا زوال چاہتا ہے اور ریشک میں کسی کے زوال نسبت
کی آزد نہیں ہوتی بلکہ اپنے لئے قابل ریشک چیز کی طلب ہوتی ہے۔

کریں گے: لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون لوگ ہیں ان کی تشریح فرمائیں، تاکہ ہم بھی ان کو دوست رکھیں
آنحضرت نے فرمایا کچھ ایسے لوگ ہیں جو اللہ کے واسطے بلا کسی مال و دولت کے لین دین یا کسی قرابت داری
کے آپس میں محبت کریں گے انکا چہرہ نور ہوگا اور وہ نور کی مسند پر بیٹھے ہوں گے نہ وہ ڈریں گے نہ وہ ٹھنکیں ہوں گے
بلکہ اور لوگ ٹھنکے ہوتے ہوئے اور ڈرتے ہوں گے پھر آنحضرت نے ملاوت کی ادا ادا لیا اللہ کا خوف علیہم دلا
ہم بخیر ختم ہوا۔ ایک اور حدیث میں جو حضرت سعد سے مروی ہے، اویا اللہ کی یہ پہچان بتائی گئی ہے:-

ترجمہ حدیث:- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اویا اللہ کے بارہ میں ارشاد فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے دیدار سے خدا کو
یاد کیا جاتا ہے اس حدیث کا تتمہ حضرت عمران خطاب سے روایت کیا گیا ہے؟

لغت میں اگرچہ ولی کے معنی قریب، پیرو، مقرب، مددگار، فرمانروا، دوست اور موسم بہار کی دوسری بارش کے
ہیں اور بعض کے نزدیک جب یہ لفظ اللہ کے ساتھ ہوتا ہے یعنی دلی اللہ تو اس کے معنی اللہ کے قریب، احکام الہی
کے پیرو، اللہ کی طرف سے محتار و مقرب، اللہ کی طرف سے ضعیفوں کے مددگار، کشور زہد و اتقا کے فرمانروا۔ اللہ
پر سب کچھ قربان کر دینا والے دوست اور خدا کے بندوں کیلئے موسم بہار کی بارش کی طرح فائدہ مند کے ہیں۔ ہمیں
انہی معنوں کے علاوہ یہاں یہ دیکھنا ہے کہ اس فدائی خطاب اویا اللہ کی جو پہچان مفسر اعظم حضرت محمد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں بیان فرمائی ہے وہ کس گروہ پر صادق آتی ہے۔

حدیث میں اویا اللہ کی یہ شناخت بتائی گئی ہے کہ نہ وہ آپس میں رشتہ داری کے سبب ملیں گے نہ انکے
درمیان دنیا ہوگی جیسے آپس میں تقسیم کریں بلکہ وہ مختلف شہروں اور جدا جدا قبائل کے ہونیکے باوجود ان کی بنائے محبت محض
باری تعالیٰ ہوگی سرور عالم کی فرمودہ پہچان فقر و مشاکین اور موصوفیائے کرام کے گروہ پر صادق آتی ہے یہی وہ حضرات
ہیں جو بلا کسی دنیاوی مال و زر کی اپنے مرشد سے صرف خدا کیلئے محبت کرتے ہیں حالانکہ
ایک کسی شہر کا ہوتا ہے دوسرا کسی مقام کا ہوتا ہے ان میں آپس میں نہ دنیاوی لین دین کی حرص و مانگیں ہوتی ہے نہ
وہ کسی دنیاوی رشتہ سے ملے ہیں نہ ہوں ملن یا قرابت دار ہونے کی وجہ سے آپس میں محبت کرتے ہیں بلکہ ان کی
محبت خدا کیلئے ہوتی ہے چنانچہ حضرت خواجه حسن بصری کا رشتہ محبت حضرت علی علیہ السلام کیساتھ حضرت ابراہیم
بن ادیم لمیج کا تعلق محبت حضرت فضیل بن عیاض کے ساتھ اور اس قسم کے بہت سے اویا اللہ انہی اپنے پیران
عظام کے ساتھ آئندہ میں پیش کیا جاسکے۔

اس گروہ اویا اللہ کے حضرات وہ مقدس حضرات ہیں جو عشق و محبت کے تعلق کیساتھ فانی الشیخ، فانی الرسول

اور فانی اللہ ہر جاتے ہیں اور ذات مطلق میں اپنی ہستی کم کر دیتے ہیں چنانچہ ان ذوق فنا چندہ حضرات کے بارہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اسکی زبان بن جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے میں اسکا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ ملکہ کرتا ہے؟ جب یہ مرتبہ حاصل ہو جاتا ہے تو ان کی نظریں اثر جس پر پڑ جاتی ہے وہ بھی ولی ہو جاتا ہے۔ جو کچھ زبان سے فرمادیتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ جس بیار کو یہ ہاتھ سے چھو لیتے ہیں وہ شفا یاب ہو جاتا ہے۔ جس کے سر پر ہاتھ رکھ دیتے ہیں وہ مومن ہو جاتا ہے جسکے ہاتھ سے انکا دست دیا بھی مس ہو جاتا ہے وہ فیضیاب اور برکت یافتہ ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے لوگ اولیاء اللہ کی نظر کم کے جہان ان کے ارشادات سننے کے مشتاق اور لگے ہاتھ پاؤں سے اپنے ہاتھ سر آنکھ اور ہونٹوں سے مس کر کے برکات خداوندی حاصل کرتے ہیں۔ اور مرید کرتے وقت یہ حضرات مرید کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کان میں کچھ لکھ کر نظر سے نظر ٹا کر اور اپنا سب دھن بندہ شریعت وغیرہ چھٹا کر برکات باطنی اور تقصیر قلب سے مستفیض فرماتے ہیں۔ بایں وجہ بعد وصال بھی لوگ اولیاء اللہ کے مزارات سے ہاتھ مس کر کے ہونٹوں سے چوم کر آنکھوں سے لگا کر اور مزار سے مس شدہ چادر کو سر پر رکھ کر برکات حاصل کرتے ہیں۔

گروہ اصغیا میں سلسلہ اولایا اللہ حضرات خواجہ حسن بھری، حضرت بایزید بھٹائی شیخ ابوالحسن خرقانی حضرت فرید الدین عطار، سید العالیہ حضرت جنید بغدادی حضرت شیخ سید محمد الدین جیلانی حضرت خواجہ اسحاق شامی چشتی حضرت خواجہ فیض بن عیاض حضرت خواجہ عثمان اردنی (دہرونی) اور دوسرے ہزاروں اولیائے کرام رختہ اللہ علیہم اجمعین ہیں اور اسی پاک گروہ میں سے خواجہ حسین الدین حسن چشتی اجیری ہیں آپ نے بھی غرض خدا کے لئے بعد از اعادیت اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ عثمان اردنی (دہرونی) سے رشتہ محبت جوڑا حالانکہ مرشد متصل نیشاپور قصبہ ہارون کے رہنے والے تھے اور حضرت غریب نواز دہلوی تھے مگر آپس میں رشتہ محبت اتنا استوار ہو کہ دنیاوی دولت رشتہ داری اور وطن کے تعلقات سے بالاتر ہو گیا۔ دنیاوی دولت ٹا کر رشتہ داری کی مفاہمت اختیار کر کے وطن کو خیر باد لکھ کر مرشد کی خدمت اختیار کی آپ کی دید سے خدا کی یاد نہور پذیر ہوتی تھی بلکہ بعض مریدین کو آپ کے رومے انور کی دید کو نورانیدی کی دید سمجھتے تھے۔ آج بھی آپ کا ذکر خدا اور رسول کے ذکر کے ساتھ آتا ہے آپ کے ذکر سے خدا اور رسول کی طرف رغبت اور محبت پیدا ہوتی ہے۔ دربارانہ دی کو برگزیدہ فریدی سمجھ کر لوگ آپ کی زیارت کیلئے آکر تے تھے اور آج تک آپ کے روضہ اقدس کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ آپ کے فیض ولایت سے ہزاروں اولیاء اللہ ہو گئے آج تک جو رہے ہیں اور تاقیامت یہ سلسلہ جاری رہیگا۔ آپ ہی نے ہندوستان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی نیابت اور جانشینی کے فرائض بحسن و خوبی انجام دیکر سلطان العارفين، سلطان الہند، نائب رسول فی الہند اور اولیائے ہندوستان کے سراج بننے کا شرف پایا۔ بالاخر یہ قدرت نے بعد وصال آپ کی پیشانی اظہر پر بخدا نور ہذا حبيب اللہ صات فی حب اللہ، لکھ کر اللہ کے دوست و حبيب ہوئی اور اللہ کی محبت میں جان قربان کر کے مہرِ شیت کر کے آپ کی ولایت کی تصدیق فرمائی۔

پس آپ کی ذات والا صفات ان حضرات میں سے ہے جو میدان قیامت میں تحت رب العالمین کے سامنے موتیوں کی مسند پر بیٹھے ہونگے اور بموجب لا خوف علیہم تمام خوفناک مناظر سے وہ بے خوف ہوں گے اور بمقدار فلا ہم یخزفون؟ جب اُن سے کوئی محبت کرنے والا بظلم نظر آئے تو اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پاس کھینچ کر لینگے اگر فرشتے کچھ کہیں گے تو اُن سے فرما دیں گے: یہ ہمارے چاہنے والے اور پیر (مرید) ہیں اللہ تعالیٰ کا ان کے بارہ میں ہم سے وعدہ ہے۔ اھن لا عقیقۃ لایستقی جلیسہم فیہ لوگ دنیا میں ہمارے ہنشیں تھے لہذا یہاں بھی ہمارے پاس رہیں گے۔

آپ ہی جیسے مقدس حضرات کیلئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں انکی آنکھ بن جاتا ہوں میں ان کی زبان بن جاتا ہوں میں انکا ہاتھ بن جاتا ہوں۔ چنانچہ آپکی نظر کیسا اثر جس پر پڑ جاتی تھی وہ دلی ہو جاتا تھا بلکہ پتھر تک طور کے پتھروں کی طرح جل کر خاکستر ہو جاتے تھے۔ آپ میسا فرماتے تھے وہیابھی ظہور میں آیا۔ شمس الدین الشمس کو برسوں پہلے آپ نے ہندوستان کا بادشاہ فرمایا اور ایسا ہی ظہور میں آیا۔ راجہ پریموی رائے کیلئے آپ نے فرمایا کہ ہم نے اسے مسلمانوں کے ہاتھ گرفتار کر لیا آخر کچھ عرصہ بعد ایسا ہی ہوا جو آپ کے ہاتھ پر بیعت ہو جاتا خدا رسیدہ ہو جاتا۔ آپ یقیناً ان اولیا اللہ اور خدا کے دوستوں میں سے ہیں جن کے لئے حدیث میں آیا ہے کہ نہ وہ انبیاء ہونگے نہ شہدا مگر انبیاء و شہداء جو قرب الہی ان پر غلبہ (روشک) کر گئے۔

نائب مصلیٰ اور سرکشور رشک پیغمبرِ امین الدینؑ

آپ پر دوبارہ ایذا دی سے جو خاص الخاص انعامات و اکرامات ہوئے ہیں ان کے مکمل

ملے نمونے کے اس شرعی بیخیش کی محفلِ سات میں سابق دیوان آل رسول صاحب کے عاجز اس نے اعتراض کیا مگر امیر شریعت دکن مولانا عبدالقدیر صاحب و امیر شریعت بہار اور مجلس ثلاثہ حیدر آباد دکن و علمائے امیر و فیرو نے متفقہ طور پر اس شرعی جائز اور مطابق شریعت ہونے کے قیاد سے عذر کئے۔

رازدار تو آپ خود ہی ہیں مگر آپ کی ولادت، وفات اور حیات مقدسہ کے بعض حالات سے چند مخصوص انعامات کا قدرے اندازہ ضرور ہو جاتا ہے۔

چنانچہ خواجہ ہند کا دور در وسط میں عالم ناسوت کو زینت بخشا ایک طرف قرونِ اولیٰ کی یاد تازہ کرتا ہے دوسری طرف دورِ آخر کیلئے تسخیرِ ہدایت ہے۔ جبکہ روشنی میں اہالیانِ عالم بالخصوص باشندگانِ ہند کے قلوبِ نورِ اسلام سے منور نظر آتے ہیں اور برکاتِ صوری و معنوی سے آجنگِ فیضیاب ہو رہے ہیں۔

اس زریں عہد میں قرونِ اولیٰ کی مینا پاشی مجاز سے پمیلکرا ایشیائی ملکوں کو اسلام کی سادہ سادہ علوم ظاہریہ باطن اور انوارِ معرفت سے منور کر چکی تھی۔ فارس و عراق، روم و شام، خراسان و افغانستان، خیوار و بخارا، سیستان و کرمان، سندھ و پنجاب میں روحانیت کا دبدبِ غرور تھا۔ ایشیا کے اسی خطے میں مشہور عالمِ مشائخین و درویشِ روحانی تعلیم و تصرفاتِ باطنی سے بادشِ عرفان کر رہے تھے۔ فقر کا ماہِ نو بدر کمال ہو چکا تھا۔ آفتابِ روحانیت کی گرم بازاری نصفِ التہار پر تھی۔ بغداد میں غوثِ الاعظم دستگیر، شیخِ شہاب الدین عمر سہروردی، خواجہ ابو نعیم سہروردی اور دوسرے بہت سے کالینِ روحی فیوض اور قلبی نور کے خزانے کھلے ہوئے تھے۔ مشہد میں شیخِ فرید الدین عطار خوارزمی، شیخِ نجم الدین کبریٰ، تبریزی، شیخِ شمس الدین، استرآباد میں شیخِ ناصر الدین، کرمان میں شیخِ اومد الدین، ہارون میں خواجہ خواجگان، خواجہ عثمان چشتی قدس سرہ اور دوسرے سیکڑوں مائے نادِ مشائخین و درویشِ ایشیا کے اس چمنستان پر نگہاں تھے۔ معرفت بر مار رہے تھے اور گہائے علم و عمل کی خوشبو پھیلا کر لازوال شہرت حاصل کر رہے تھے۔ یہ وہ حضرات ہیں جن پر دنیائے فقر و غنا بھی غور کرے کم ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے جو خصوصیات آپ کو عطا فرمائیں وہ اپنی نظیر آپ ہیں۔ اس عالم میں جلوہ فرما جوتے ہی آپ نے سرزمینِ تخت گاہِ جمشید پر قدم رکھا متعلقِ سحرِ صہبان ہی وہ مقام ہے جہاں جمشید کا مشہور عالم تخت آجنگ بچھا ہوا ہے اور جبکی مدحِ خوانی شاعروں کے دیوان کی زینت بنی ہوئی ہے۔ نثرینِ تخت گاہِ جمشید میں آپ کی ولادت مبارکہ گویا قدرت کا اشارہ تھا کہ ہم نے دنیاوی تخت شاہی کو دینی بادشاہ کے قدموں میں بچھا دیا۔

وسطِ ایشیا میں آپ کا نشو و نما ہونے سے قدرت کا کیا یہ ہے کہ وہ سرزمینِ جو مادی جنگی قوت کا مرکز بنی ہوئی تھی اب روحانی قوت کے مشہنشاہ کی پابوسی کرے۔ اوائلِ عمر میں اگرچہ بظاہر آپ باغ کی آبپاشی کر رہے تھے مگر باطن چپنِ اسلام کو آبِ رحمت سے سیراب فرما رہے تھے۔ آغازِ شباب میں قیامِ سمرقند بخارا

سے ثابت ہے کہ قدرت نے آپ کو ایشیا کی مدد نشینی عطا فرمائی اور قلب الیشیا میں قرآن خوانی کی بابرکت آواز سے چاروں طرف نور اسلام اور روحانی روشنی کی شعاعیں پھیل گئیں۔

قدرت نے آپ کا مستقر اول وہ مقام بنایا جو علوم ظاہر و باطن کا مرکز تھا۔ اُس وقت ہندو کے در در نظائیر میں دور دورہ لڑکے طالبانِ علم اگر متفیض ہو رہے تھے اور اسی مقدس شہر میں طالبانِ معرفت اطراف و جوانب سے وارد ہو کر اپنی روحانی پیاس بجھا رہے تھے۔ مصلحت خداوندی تھی کہ علماء ظاہر و مشائخین و درویش بادشاہ فقر سے روشناس ہوں۔ آپ کی سیاحت میں دور پردہ مشیتِ الہی تھی کہ کہ معطر و مدینہ منورہ سے لے کر سمرقند و بخارا تک اور دہلی و اجیر سے لیکر تیرہ و دمشق تک سرزمینِ ایشیا آپ کے قدم مبارک سے برکت حاصل کرے، تمام ممالک آپ کے دیدار پر انوار سے مشرف ہوں اور یہ طول و عرضِ آئینہ سلوں کے لئے استفادہ گاہ و حانیت رہے۔ دور ان سیاحت اگرچہ بظاہر آپ تیر و مکان سے پرندوں کا تسار فرما رہے تھے مگر حقیقت یہ ہے کہ باطن آپ انسانی قلوب پر فتح حاصل کر رہے تھے۔ ثبوت میں مسلمانانِ ہند کی کثیر تعداد پیش کی جا سکتی ہے۔

بہت سی خصوصیات میں سے آپ کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ دربار رسالت سے آپ کو مشریت و ملیت اور معرفت کیلئے وہ ملک ملے جہاں بت پرستی کا دور دورہ یونان کے ہم پلہ تھا بلکہ ہندوستان ہی وہ ملک ہے جہاں دنیا کی توہم پرستی ختم ہو جانے کے سیکڑوں برس بعد بھی اب تک یہ پرستش جاری ہے۔ آپ ہی نے سب سے پہلے شمالی ہندوستان میں آکے علم اسلام و روحانیت بے یخ و بستج بلند فرمایا، بلا خوف تیر و مشیر دشمنان اسلام کے نرغہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی طرح تشریف فرما ہوئے اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی طرح سلوک و صلح کا رویہ اختیار کر کے ہندوستان میں تبلیغ اسلام کی خدمات بخشن و خوبی انجام دیں اور اقتدار اسلام قائم فرمایا۔

آپ کی ذاتِ گرامی آفتاب سے زیادہ روشن اور ماہتاب سے زیادہ جاذبِ قلوب و روح ہے ہندوستان کا چہ چہ آپ کے فیوضِ باطنی اور درسِ ظاہری سے معمور ہے۔ اہلِ ایمان ہندوستان اپنے محسنِ اعظم کے احساناتِ کوساتِ عدیں گزر جانے کے باوجود بھی نہیں بھولے ہیں۔ آج تک ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہندوستان کے گوشہ گوشہ سے آکر آپ کی چوکھٹ پر سر نیاز جھکاتے ہیں۔ فیوضِ صوری و معنوی کیلئے دامنِ دل پھیلاتے ہیں، قربان ہو ہو کر انہارِ تشکر کرتے ہیں اور عدل و انصاف، مجر و نیاز، علم و تواضع، پاک بازی و

پاک باطنی، صدق و راست گفتاری علم و عمل، مخلوق پروری اور انسان فوادی، فرض شناسی، عشق و محبت مسادات و بیچگت اور خدا شناسی و خدا رسی کو درس حاصل کرتے ہیں۔

آج سے آٹھ صدی پہلے پیوند دار کپڑوں سے لمبوس چند لمٹے سوکھی روٹی کھانیا، فقیرانہ زندگی بسر کرنا ایک انسان ہندوستان میں مسافرانہ طور سے وارد ہوتا ہے اور ایمان ہند کے قلوب مستخر کر لیتا ہے۔ اسکے پاس نہ توپ ہوتی ہے نہ تلوار، نہ فون نہ خزانہ مگر وہ تیخ الفات پلا کر، فوج اخلاقیات پھیل کر، گنج خزان و صداقت نکال کر صرف ہندوستان و سلاطین ہندوستان پر روحانی فتح حاصل کر لیتا ہے بلکہ بیرون ہندوستان بھی اپنی لازوال روحانی قوت کا سکہ بجا دیتا ہے۔ چین و جاپان، روس و ترکستان، عرب و شام، انڈیا، ایران، عراق و سیستان میں اس کے عقیدہ مند آج بھی نظر آتے ہیں۔ اور افریقہ و مصر، الینڈ و فرانس اور یورپ کے دوسرے حصوں سے اس کے روضہ اقدس کی زیارت کرنے کیلئے آتے ہیں۔

کون جانتا تھا کہ مکین صورت غرق پوش غریب الوطن انسان کی گدڑی میں غلوں سے زیادہ قیمتی خزانہ موجود ہے۔ یہ انسان وہ انسان کامل و اکمل ہے جو ہزاروں کو مدد و معاف راستہ بتائے گا، اکثر کو زاہد و عابد بنائے گا اور اسکا دوس انسانیت بصر فانی ہمیشہ جاری رہیگا۔

آخروہ دن آیا کہ آفتاب ہدایت نے افق ہندوستان پر جلوہ گر ہو کر اپنی شاعروں سے ملک کا کونہ کونہ منور کر دیا۔ یہاں آپ کو سکونت کیلئے وہ صوبہ ملا جو مجاز سے درجہ اتم شاہیت رکھتا ہے۔ راجپوتانے کی رگستانی سرزمین، پانی کی کیابی، اونٹوں کی سواری، پہاڑوں کا جابجا وقوع ہمارے اس کہنے کی تصدیق کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ نے جو درس انسانیت باللسان، بالقلم اور بالقلب دیا ہے اسکا نمونہ پہلے آپ نے آپ جگر دکھایا ہے۔ جو کچھ فرمایا اسکا عملی ثبوت اپنے کردار سے دیا جو کھاسکا معداق پہلے خود بنے، جو بیان کیا اسکا مشاہدہ اپنے اعمال و افعال سے کرایا، جو کہا وہ کر کے دکھایا۔

آپ نے نہ صرف تہذیب و اخلاق کی تعلیم دی بلکہ فقر و درویشی کا بھی وہ ادب و نچا سبق دیا جو اپنی مثال آپ ہے۔ کہیں ریاضات و مجاہدات سے تزکیہ نفس کا درس دیا ہے تو کہیں اور ادو و ظالمن سے فدا کی یادیں مصروف رہنے کی ہدایت فرمائی ہے۔ کہیں ذکر و اذکار سے تصفیہ قلب کی تعلیم دی ہے تو کہیں پاس انفس اور شغل چاہریم تعلقین فرمایا ہے۔ کہیں سلطان الاذکار کی طرف اشارہ کیا ہے تو کہیں قلب جاری ہوئی کی طرف کٹا ہے۔ کہیں شغل شمس کا ذکر کیا ہے تو کہیں شغل ماہتاب کے متعلق بیان فرمایا ہے۔ کہیں

ماہتاب در آفتاب کا شغل تلقین کیا ہے تو کہیں آفتاب در ماہتاب کا شغل تعلیم فرمایا ہے۔
 آپ کی تعلیمات میں عالم ناسوت و ملکوت کی اصلیت اور عالم جبروت و لاہوت کی حقیقت، بے ہمہ
 و باہمہ کی کیفیت اور سفر در وطن کی منزل کا حال واضح طور پر بیان کیا گیا ہے اور ہمہ از دوست، ہمہ از دست
 عشق و غنا، غلوص عبادات، توحید حقیقی، وحدت الوجود، شاد و مشہود اور فنا فی البقا کی حقیقت کو
 آشکارا فرمایا گیا ہے۔

کس کو معلوم تھا کہ وہ پیکر استغنا جو آیام جوانی ہی میں اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔ ایک دن ہندوستان
 میں اگر باطن سلطانی کر بیٹھا۔ بڑے بڑے الو العزم سلاطین اُسکی چوکھٹ پر سر نیاز جھکا بیٹھے۔ اہل دول خاکبوس
 کریں گے، صاحب حکومت اُسکے محکوم نہیں گے، اہل اللہ اُسکے نقش قدم پر چلیں گے اہل معرفت اُس کی
 خاک پاؤں آٹکوں سے لگائیں گے۔ آخر وقت آیا کہ خاک نشین نے تخت نشینوں پر حکمرانی کی، غریب لہ لہائی
 میں خدا کی نشان نظر آئی۔ خدا کے بندہ نے نبی نزع الان کے ساتھ ہمدردانہ سلوک کیا، قدمے، سننے
 در سے انکی امداد کر کے شرف جاں نثاری عطا فرمایا۔

آپ کی جاذبیت صرف ہندوستان تک محدود نہ رہی بلکہ کسی نے خراسان سے آکر شرف قدیم بوسی
 حاصل کیا تو کسی نے سیستان سے، کبھی کوئی ایرانی حلقہ گوش ہوا تو کبھی کس افغانی نے سر اداوت جھکایا۔
 آخر وہ وقت آیا کہ بنشائے تقوا و قدر آپ نے اپنی آخری خواجگاہ کے لئے وہ شہر پایا جو ملحوظ جائے وقور
 مگر معتدل کی مثال اور ملحوظ مکانت مدینہ منورہ کے مشابہ ہے۔ آپ کی شراب الفت کے متوالے آج
 بھی شہر اب محبت میں سرور نظر آتے ہیں۔ کوئی آپ کے خاک آستانہ پر زلزلہ آجے کوئی گریہ و بکا
 میں مبتلا ہے۔ کوئی مدح و شہ ہے کوئی سرشار ہے کوئی حضرت خواجہ کا نام لے لیکر اشکبار ہے۔
 آپ جس قدر مخلوق میں عزیز ہیں اسی قدر بارگاہ ایزدی میں محبوب ہیں۔ اہل محبت کے لئے
 آپ کے روضہ کی دید ہی عید ہے۔ اللہ نے جو شرف قبولیت آپ کو بخشا ہے وہ اپنی نظیر
 آپ ہے تمام ادویا نے ہند آپ کے زیر نگین ہیں

سب کو، عزیز ہوں تم سب کے معیوب ہوں تم

اللہ کے بھی پیارے مخلوق کے بھی پیارے

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو خالق سے محبت کرتا ہے مخلوق اُس سے محبت کرنے پر

مجبور ہے؟ اس سلسلہ محبت نے ایسے اعلیٰ مدارج حاصل کئے کہ آپ دربارِ ایزدی میں مقبول اور محبوب ہو گئے۔ مخلوق نے آپ کی روح پر فتوح کے وسیلہ سے اپنی دلی مرادیں حاصل کیں، ہزاروں روپے آپ کے آستانہ پر بچھا دئے، قیمتی عمارت تعمیر کیں، موصافات وقف کئے، آپ کے سوانح حیات مرتب کئے، مناقب لکھے، آپ کے نام سے بعض مقامات کو منسوب کیا اور آپ کے آستانہ پر حاضری دینے کو اپنی سعادت سمجھا۔

اس موقع پر آپ کی اس درویشانہ خصوصیت کا اظہار بھی بے محل نہ ہو گا کہ آپ سے بخدا کشیدہ کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں۔ ممکن ہے کہ مقلدین یورپ اس کو افسانہ بنکا رہی سمجھیں مگر انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ یورپ کے جس مودخ نے باہر کے حالات لکھے ہیں اس نے بابر کی یہ کرامت ضرور لکھی ہے کہ اس نے اپنے بیمار فرزند ہایوں کا طوفان کیا، بیٹے کے عیوض اپنی جان دی۔ اور ہایوں تندرست ہو گیا۔ اندریں حالات ایک دیندار درویش کی کرامتیں کہنے کو کس طرح مورخین کے طریقہ کے خلاف کہا جاسکتا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ قریب قریب تمام مذہبی پیشواؤں سے واقعات مافوق العادات رونما ہوتے رہے ہیں جن کا تذکرہ مقدس مذہبی کتابوں میں جا بجا آیا ہے مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مردے زندہ کرنے اور بیماروں کو شفا یاب کرنے کے معجزے ظہور پذیر ہوئے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے عصا کے اڑا جانے کا معجزہ ظہور میں آیا، کرشن جی سے سدھاکو آن واعد میں امیر اور محل والا بنانیکا واقعہ رونما ہوا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بکثرت لوگوں کو صاحبِ کرامت بنانیکا معجزہ منفعہ شہود پر آیا۔ اسی طرح قریب قریب تمام بانیانِ مذاہب اور پاک لوگوں سے آج تک برابر کرامتیں ظہور میں آتی رہی ہیں اسلئے سوائے مذاہبِ حضرات کے اور کسی مذہب والیکو کرامت سے انکار کا کوئی موقع حاصل نہیں ہے۔

صرف کرامت ہی وہ طرہ امتیاز ہے جس سے اللہ تعالیٰ عوام اور خواص کے فرق کو نمایاں کیا کرتا ہے۔ بالفاظِ دیگر کرامت دربارِ ایزدی میں مقبولیت کی ایک ایسی پہچان ہے جو اسبابِ دنیا اور مادی قوتوں سے بالاتر ہے۔ یہ جب کسی ولی سے رونما ہو کہ امت کہلاتی ہے۔ جب نبی سے ظہور پذیر ہو تو معجزہ کہتے ہیں اور جب کسی دوسرے مذہب والے سے ظاہر ہو تو باصلاحِ شریعت اسلام اسے استدران کہتے ہیں۔

آپ کی مکمل خصوصیات کا عرفان تو آپ ہی جیسا مکمل انسان حاصل کر سکتا ہے مگر اس موقع پر جو
 کچھ پیش کیا گیا ہے وہ "مثبت نمونہ" از خواص کے مصداق ہے۔ لہذا ہم اعتراف و بجز کرتے ہوئے اس
 آئینہ کریمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

وَاللّٰهُ يَخْتَصُّ بِرُحْمَتِهِ مَنَ الْيَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ



ملکی حالات اور آپ کا عہد مبارک

چھٹی صدی اور اوائل ساتویں صدی ہجری کا دور ایشیائی ملکوں میں اسلام کیلئے پُر خطر تھا۔ فرقہ باطنی کے مقلدین نے شام و عراق و فارس وغیرہ میں ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔ خدا کے بندوں کو بیداری سے ذبح کر رہے تھے، انکا اعتقاد تھا کہ غیر فرقہ والے کو خواہ وہ مسلمان ہی کیوں نہ ہو قتل کرنا مباح ہے۔ یہ اسلام پر ڈاکے اور چھاپے مار رہے تھے۔ اللہ کی مخلوق ان کے مظالم سے تنگ آگئی تھی۔ ان کی قوت اتنی بڑھ گئی تھی کہ خلفائے وقت تک اُن کی آتش فساد بجھانے سے مجبور ہو گئے تھے۔ عورتوں ہی عرصہ میں یہ لوگ ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے تھے۔ اُن کے خلیفہ کا گزاردوں کو فدائی کہا جاتا تھا۔ انہوں نے بڑے بڑے امراءے سلجوقیہ کو خاک میں ملا دیا تھا۔

چھٹی صدی ہجری کے دو در وسط میں قوم غزان کا گردہ اپنی تیغِ ظلم سے خون کی ندیاں بہا رہا تھا خراسان کے علاقوں میں ایسے وحشیانہ طریق سے قتل عام ہوا کہ رعایا کے دل لرز گئے۔ نیشاپور اور مشہد مقدس بیرہمی کے ساتھ لوٹ لئے گئے۔ عمارات و مساجد تک جلادی گئیں۔ جو لوگ مسجدوں میں پناہ گزین ہوئے انہیں بھی تہ تیغ کر دیا گیا۔ ہر طرف لاشوں کے انبار نظر آتے تھے۔ اس گردہ نے ترکانِ خطا کو زیر و زبر کیا۔ علما و فضلاء تک ظالم حملہ آوروں کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ محمد یحییٰ فقیہ نے اسی فتنہ میں شہادت پائی۔ آنحضرتؐ کے دین و تارویں نے بسر کردگی چنگیز خاں اوائل ساتویں صدی ہجری میں اُن کی حکومت کا خاتمہ کر دیا اور تقریباً ایک سال کے عرصہ میں ملک کے اس سرحد کو اس سرحد تک کے مالک بن بیٹھے۔

۱۔ دیکھو ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم صفحہ ۱۲۸ تا ۱۳۸

۲۔ دیکھو ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم صفحہ ۱۱۷ اور دفترہ العفا جلد چہارم صفحہ ۱۱۸ تا ۱۲۸ فارغ دیر علم صفحہ ۱۳

۳۔ (۱۸۷۱) دیکھو ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم صفحہ ۲۰۴ تا ۲۰۵

(ب) اسلام میں نئے چنگیزی سے دولت خوار زمین ختم ہو گئی دیکھو تاریخ عالم معین (۱)

(ج) چنگیز خاں اسلام میں ہمارے کیا مدد کر کیا ان کی جامع مسجد میں اترنا، خوب شراب پی، ملا کو ستا، بید خریف جلال اللہ علیہ السلام کے لئے ۴۱۷

شیخ نجم الدین کبریٰؒ بھی اپنی تالیفوں کی تیغِ ظلم سے شلتہ میں شہید ہوئے۔

قانونِ قدرت کے مطابق اس دورِ ظلمت میں ایک ایسے مجسمہٴ اخلاق، پیکرِ اسلام، آفتابِ ہدایت سراپا نوازیان کی ضرورت تھی جسکی باطنی قوت اور روحانی تصرفات سے اسلام کی حفاظت کی جاسکے اس خٹائے قدرت کو پورا کر نیکلے محسنِ اعظم، مصلحِ کبیر حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ چھٹی صدی ہجری کے تیسویں سال رونقِ بخشِ خطِ اصفہان ہوئے۔ آپ نے نہ صرف بباطن اپنی ایمانی اور روحانی قوت سے اسلام کو نرغہ سے بچایا بلکہ اپنے تصرفاتِ باطنی سے ظلمتِ کدۂ ہندوستان میں ظلمِ ہدایت بلند کر کے کشورِ معرفت کی ساقہ ساقہ بٹا رہی اسلامی حکومت قائم کر دی۔ آپ ہی کے قدم کی برکت سے کفرستانِ ہندوستان آغوشِ اسلام ہوا۔ تاریخ شاہد ہے کہ آپ ہی کے تصرفاتِ باطنی سے شکستِ خوردہ شہاب الدین غوری کو پرتویِ راج پر فتح نصیب ہوئی اور ہندوستان میں اسلامی قلمرو کی بنیاد پڑی۔

عالمِ اجسام میں شہنشاہِ کشورِ باطن کے تشریف فرما ہوتے ہی اسلامی انتظامِ ظاہر میں تبدیلی واقع ہوتی ہے۔ اسی سنہ میں خلیفہ راشد مغول کیا جاتا ہے اور بجائے اسکے ابو عبد اللہ بلقب متہفیز المتعفی بغداد میں مسد فلانت پر ممکن ہوتا ہے۔ ابھی شہنشاہِ عرفان کو اس عالم میں تشریف فرما ہوئے صرف دو ہی سال گزرنے سے کہ مغول خلیفہ راشد اور ملک داؤد فارس و خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے خوارزم شاہ کو ساقہ لیکر عراق کا قصد کرتے ہیں۔ سلطانِ مسعود ملو اور نیزہ لئے ان کے استقبال کو نکلتے ہیں۔ یہ لوگ منتشر ہو جاتے ہیں۔ ملک داؤد فارس چلا جاتا ہے۔ خوارزم شاہ اپنے دار الحکومت کی جانب لوٹتا ہے راشد اصفہان کا راستہ اختیار کرتا ہے۔ اٹنائے راہ میں چند خراسانی ہمراہی غلامِ مسلمان میں اس کا خاتمہ کر دیتے ہیں مقامِ شہرستان میں اصفہان کے باہر اسکو دفن کیا جاتا ہے، فتنہ و فساد کی گرم بازاری ہوتی ہے

دلیقہ نوشتہ منو (۱۵۵) کہ کہ سادات اور ائمہ ہیں سے تھے محدثِ رکن الدین ابن امام علی بن بائدہ کہ مسجد کے دواذہ پر ذیل و خوار کھڑا کیا۔ معاصرین و کتب کو حج کر کے گھوڑوں کے تان میں ڈالوا۔ مردوں، عورتوں اور بچوں کو قید کیا۔ شہر کے مکانات، عمارتیں (لئے) جلائے اور سارے کئے۔ کوئی نہ بچا۔ ایک آدمی نے خراسان پر چنگیز کا حال بیان کیا۔ پھر سمرقند میں بھی آئے ایسا ہی کیا۔ یہ شہر بارہ فرسخ میں آباد تھا پھر خراسان پر چنگیز بیا ہوا۔ اور اپنے ملک ایلان قوق قرقر قدم میں آیا اور بتاریخ ۴۴۲ درمغان ۴۴۳ میں مرگیا (دیکھو تاریخ عالم ص ۴۴۳)

یہاں تک کہ بغداد سے جو خلافت کعبہ سالانہ جایا کرتا تھا وہ بھی اس سال نہیں جاتا ایک فارسی سوداگر اٹھارہ ہزار
 مسری دینار کے صرفے سے خدمت بجا لاتا ہے۔ اس سوداگر کی آمد و رفت اسی ملک ہندوستان میں تھی جو ہشتاد
 اقلیم معرفت کو اپنے آغوش میں لینے کے لئے اٹھ پھیلائے بے چینی سے انتظار کر رہا تھا۔ ۳۳۲ھ کے ربیع الاول
 میں سلطان مسعود دار و دبنداد ہو کر چند قسم کے معمول معائنہ کر دیتا ہے۔ رعایا کی رعایاں لیتا ہے۔ جب معلم
 ایشیا اپنی عمر کے پندرہویں سال میں علم ظاہر حاصل کرنے کیلئے سمرقند و بخارا کے سفر میں ہوتا ہے۔ اُس
 زمانہ میں خلیفہ معتقی قلمدان وزارت یحییٰ کی سپرد کرتا ہے۔ خراسان کا حکمران ملک بنجر بلجوتی رے کی جانب
 کوچ کرتا ہے۔ اسی سنہ ۳۳۲ھ میں ملک شاہ بن سلطان محمود عراق واپس آتا ہے اور سلطان مسعود
 دار و دبنداد ہوتا ہے۔ جب مدرس ایشیا سمرقند و بخارا میں تحصیل علم کر رہا تھا اُن ایام میں برکیارق کے مہدی
 سلطنت اور امارت سلطان بنجر میں قطب الدین محمد بن نورستگین بلقب خوارزم شاہ خوارزم (نیوا) میں حکومت
 کر رہا تھا۔ ابھی صلح ایشیا کو سمرقند و بخارا میں آئے ہوئے چار سال ہی گزرے تھے کہ خراساں میں غزان
 فتنہ برپا کرتے ہیں یہ ناصر الدین الملقب بہ مغل الدین بن جلال الدین ملک شاہ یعنی سلطان بنجر کا لشکر گاہ لوٹ
 کر اسکو قید کر لیتے ہیں۔ جب معلم انسانیت پانچ سال تک تحصیل علم کرنے کے بعد سمرقند و بخارا سے اپنی قلبی
 پیاس بجھانے کے لئے بتلاش مرشد براہ خراساں و اقرب کا سفر کر رہا تھا اس زمانہ میں غزان سلطان بنجر
 کو نظر بند کئے ہوئے خراسان کو لوٹتے چہرے تھے، امرا و اراکین دولت فشر ہو گئے تھے جو جس شہر میں
 پہنچتا تھا اُسے داب لیتا تھا اُس زمانہ میں اس سرزمین سے گزرنا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ آخر سلطان بنجر ۳۵۵ھ
 میں احمد حاکم ترکہ کی سعی سے گورخان دالی ترکستان کی قید سے نکل بھاگا اور ۳۵۲ھ میں مدافعت ترکان
 خطا کی تمنا لے ہوئے اس جہان سے رخصت ہوا۔ اس وقت سے خراسان اُسکے امیروں میں تقسیم ہو گیا
 بعد ازاں بنی خوارزم شاہ نے ان کل بلاد اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا۔ اور بلجوتی غزنہ بھی بنی بلجوتی
 سے لے لے لے اور بجائے سلاطین بلجوتیہ کے یہ خاندان برسر حکومت آیا۔

علاء الدین سلطان بنجر کی ولادت ۳۳۲ھ میں بھام بنجر ہوئی۔ اسی وجہ سے ملک شاہ نے اسکا نام بنجر رکھا۔ (درمست العفا جلد چہارم صفحہ ۱۱۳)
 (دب) یہ مقام شام و روم کی حدود کے متصل ہے اسلئے شریعی ہشتری آن پریشیا میں ڈاکٹر برائون نے اسے ایشیا کے چوک میں لکھ لیا
 علاء دیکھو درمست العفا جلد چہارم صفحہ ۱۲۶-۱۲۷
 ۳۷۰ - دیکھو ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم صفحہ ۱۲۰۹ الفاتیہ ۱۲۶ درمست العفا جلد چہارم صفحہ ۱۱۳ و مفتاح التواریخ صفحہ ۲۴۹

جب تاجدار ولایت اردون میں خواجہ عالم علیان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ الغریز کے دست
حق پرست پر بیعت اول کرینکے بعد ڈائی سال تک مصروف مجاہدہ رہ کر خرقہ خلافت سے مشرف ہوا اور ۵۵۵ھ
میں وارد بغداد ہو کر مشائخین سے ملاقات کی بقول ابن خلدون اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں خلیفہ
مقتضی نے جو بیس سال چار ماہ عہدہ خلافت پر مامور رہنے کے بعد وفات پائی اور خلیفہ مستجد کی خلافت کا
دور شروع ہوا۔ اسی سنہ میں محمد بن سلجوق اصفہان کا حاکم قایم ہوا۔

۵۵۵ھ میں سیاح لاسکان نے استرآباد، ہرات، سنہ و دار، قلعہ شادمان، غمان، لاہور، غزنی، بلخ
اور سمرقند وغیرہ کی سیاحت شروع فرمائی۔ انہی ایام میں غلام الدین جہاں سوز کا انتقال ہو چکا تھا اور قوم
غزان نے افغانستان میں کچھ عرصہ کیلئے فوری وغزنین حکومت کو شاہ ایران کا رخ کیا تھا۔ بعد ازاں غلام الدین
کے جتیمے غیاث الدین سام نے قوم غزان سے ۵۶۹ھ میں غزنین واپس لے لیا اور دو سال بعد ہرات بھی لے لیا۔
جب ۵۶۱ھ میں روحانی سلطان الہند بار اول وارد ہند ہوا اُس زمانہ میں لاہور کا حکمران غزنوی خاندان
کا آخری تاجدار خسرو ملک بن خسرو شاہ برسر حکومت قایم تھا۔

۵۶۳ھ میں بعد تعمیل حکم سیروانی الارض رہبر اعظم نے سفر ہندوستان سے واپس بغداد میں قدم
رہنہ فرما کر مرشد سے بیعت دوم کی اور ۵۶۳ھ سے ۵۶۵ھ تک پیر و مرشد کے ہمراہ کاب سفر سمرقند و بخارا
بخشاں و سیستان، شام و کرمان و حرمین وغیرہ میں رہا۔ اس بیس سال کے عرصہ میں خلیفہ مستجد نے ۵۶۶ھ
میں وفات پائی اور اُسکی بجائے مستضی خلیفہ ہوا۔ خلیفہ مستضی کے شروع زمانہ میں دولت علویہ کا ٹٹایا ہوا
چراغ مصر میں گل ہو گیا اور محرم ۵۶۶ھ میں عباسی خلیفہ مستضی کا جامع مسجد مصر میں خطبہ پڑھا گیا۔ ذلحید
۵۶۵ھ خلیفہ مستضی بامر اللہ نے بھی وفات پائی اور انصار الدین اللہ کی خلافت کا دور شروع ہوا۔ اسکے

علا و دیکھو ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم صفحہ ۱۴۳

علا و دیکھو تذکرۃ الکرام تاریخ وہب اسلام صفحہ ۵۰

علا و دیکھو مؤذن ڈانیمسٹرین از زمین پول ایشیائے صفحہ ۲۹۲

علا و دیکھو فرشتہ جلد اول صفحہ ۵۳

علا و دیکھو ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم صفحہ ۱۴۳ لغت ۱۹۰

دور خلافت میں فخر آدم خلیفۃ اللہ کا جانشین مرشد کے ہمراہ بیس سال سیاحت کر کے ۵۸۲ھ میں وارد ہندوا ہوا۔
اور بعد حصول خلافت بمر باد ۵۸۳ سال شیخ اعظم اپنے مرشد سے رخصت ہو کر داراوش و اصفہان ہوا قطب الاقطاب
کو مشرف مریدی بخشا۔ اسی سنہ میں بھوان نے وفات پائی۔ یہ ہمدان، رے، آذر بائی جان اور آرانہ وغیرہ میں
حکومت کرتا تھا۔

جب شہاب الدین غوری لاہور پر قبضہ کر چکا تھا اور سلطنت غزنیہ غوری خاندان میں منتقل ہو گئی تھی۔ اس وقت
۵۸۳ھ میں سلطان العارفین نے موعظ الاقطاب اوش سے سفر حرمین اختیار کیا اور بعد زیارت حرمین ۵۸۴ھ میں
مدینہ منورہ سے ہندوستان کا رخ کیا، اُسی زمانہ میں خلیفہ ناصر نے سلاطین سلجوقیہ کے دار الخلافہ کے انہدام کا
حکم صادر کیا اور اپنے وزیر جلال الدین بن یونس کو کزل کی ملک پر ۵۸۵ھ میں روانہ کیا۔ طغرل اور عبد اللہ سے
سخت لڑائی ہوئی آخر ۵۸۵ھ میں طغرل قتل کر دیا گیا۔ اس کے قتل سے دولت سلجوقیہ کا چراغ گل ہو گیا۔
مدینہ منورہ سے روانہ ہونے کے بعد ابالیان ہند کے محسن اعظم نے ۵۸۶ھ میں وارد اجمیر ہو کر غلہ مدینہ منورہ
کو ذرا اسلام، ایمان کی روشنی اور فنیائے معرفت سے نور فرمایا اس وقت راشی پتھوراجمیر میں حکمران تھا۔ ہندو
کی آبادی تھی، بکثرت مندر تھے، ہندوانی رسم و رواج تھے، دھرتی کا پہنا دا تھا، ریگستان میں سفر کے لئے
اونٹ کی سواری یا بیل گاڑی تھی۔ ناہموار پہاڑی علاقوں میں گھوڑے پر سفر کیا جاتا تھا۔ غراب و کین پیادہ
سفر کرتے تھے۔ مارواڑ میں پانی کی قلت تھی، زبان مارواڑی تھی۔ ابھی روحانی بادشاہ کو اجمیر آئے تھوڑی ہی
عرصہ گزر ا تھا کہ تعمرات باطنی کا رفرما ہوئے ۵۸۸ھ یا ۵۸۹ھ میں شہاب الدین غوری نے پرتھوی راج
پر فتح پائی۔ قلعہ سرستی، لائسی، ساند، کہرام و اجمیر اسلامی قبضہ میں آئے اور دوبر اسلامی شروع ہوا۔ اللہ کی
عبادت کے لئے مساجد تعمیر ہوئیں۔ اسلامی مراسم نے رواج پایا۔ ۵۸۹ھ میں دہلی پایہ تخت بنا۔ اندھیرا جالے
سے بدل گیا۔ فارسی بھاشا اور مارواڑی ملی ہوئی زبان وجود میں آئی۔ اسلامی فتوحات ترقی پذیر ہوئیں۔ بقول

ع ۱ دیکھو ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم ص ۱۹۱۔ ۱۹۲

ع ۲ دیکھو فرشتہ جلد اول ص ۵۲

ع ۳ ترجمہ ابن خلدون کتاب ثانی جلد نہم ص ۱۹۱۔ ۱۹۲

ع ۴ دیکھو فرشتہ جلد اول ص ۵۱۔ ۵۸

تاریخ تراب قلعہ بیانہ، گوالیار، ہنرقالا، مہرات، بدایوں، کاپی، صوبہ بہار وغیرہ اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔

روحانی تاجدار ہند کے حیات ظاہری میں سلطان شہاب الدین کے فتح یاب ہونے کے بعد بطور باجگذار
سلطانی ۵۸۹ھ تک گوند راج نے اجیر میں راج کیا۔ ازاں بعد اُس کے چچا سہی راج نے اُس سے اجیر حسین
لیا۔ قطب الدین ایک نے ۵۹۲ھ میں ہری راج کو شکست دیکر اجیر واپس لے لیا۔ شہاب الدین غوری
۶۰۲ھ میں شہید ہوا اور قطب الدین ایک نے ۶۰۲ھ سے ۶۰۳ھ تک تخت دہلی پر متمکن رہا۔ قطب الدین
ایک کے بعد اُس کے بیٹے آرام شاہ نے چند ماہ حکومت کی۔ پھر شمس الدین التمش نے سر پر حکومت پر جلوس
کیا۔ اسی نیک، متقی، پرہیزگار، عبادت گزار، انصاف پسند بادشاہ کے عہد میں رونق کونین، فخر ہندستان
حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی قدس سرہ العزیز اپنے محبوب حقیقی سے واصل ہوئے اور سرزمین اجیر
کو اپنی آخری خواہجہ بننے کا شہر عطا فرمایا: اَنَا لِلَّهِ وَ اَنَا اِلَيْهِ سَااجِعُونَ ط
ہرگز نمیرا گس دلس زندہ شد بہ عشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام
(حافظ)

ع ۱ دیکھو تاریخ تراب ص ۱۱۲۔ فرشتہ جلد اول ص ۵۶ و ۶۷۔ ترجمہ تلج الماثر از ایلٹ جلد دوم ص ۱۱۵۔ ۱۱۶ دیکھو تاریخ

ع ۲ دیکھو فرشتہ جلد اول ص ۵۶۔ ۶۷

ع ۳ اس باب کی تاریخی روایات ابن خلدون، تاریخ فرشتہ، تاریخ تراب، طبقات نامری محمدن ڈانیر شری ازبکین پول
اور دفتہ السفا وغیرہ سے کئی گئی ہیں۔ جس کے حوالہ بر عمل کھدے گئے ہیں اور غیب نواز کے واقعات (اسی کتاب زمین و آسمان و احوال)
حصہ سوانح سے درج کئے گئے ہیں۔

قزابت داریاں اور خاندانی حالات

خاندان | نائب النی خواجہ معین الدین حسن بخاری کے خاندانی حالات سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لیکر کئی پشت نیچے تک جو کتابوں میں نظر آتے ہیں وہ اس امر کے شاہد ہیں کہ آپ کے آباد اجداد کو علم و فضل، زہد و تقویٰ، حق طلبی، حق شناسی اور خدا رسی میں خاص امتیاز حاصل رہا ہے۔ اور جس طرح رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا شجرہ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) تک جاہلیت سے پاک و صاف ہے اسی طرح خواجہ ہند کا شجرہ نسب سرور عالم (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لیکر حضرت خواجہ بزرگ تک شرک و ارتداد کی لغزشوں سے ستر ہے۔ بلکہ اسی خاندان رسالت میں بعض ایسے مشہور عالم اور امام بھی ہوئے ہیں جو علم و فضل، فقر و ریشی میں یکساں روزگار تھے۔ چونکہ خلفائے عباسیہ سادات کو طرح طرح کی تکالیف پہنچایا کرتے تھے ایسے وجہ گان غالب ہے کہ آپ کے اجداد نے وطن سے ہجرت کر کے دار الخلافہ (ہنداد) سے دور قصبہ سحر (واقع سیستان) میں اقامت اختیار فرمائی۔

آپ کے چچ بزرگ اور حضرت امام حسین ابن علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں ہیں اور والدہ محترمہ حضرت امام حسن ابن حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اولاد میں سے ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار کے جو مختصر حالات کتابوں میں ملتے ہیں وہ اہل علم و عقیدت کی تشنگی بھانے کے لئے ناگہانی ہیں۔ تاہم جو میسر آ سکے لکھے جاتے ہیں آپ کے والدین و برادران | آپ کے والد خواجہ فیاض الدین بہت متقی و پرہیزگار تھے۔ خاندانی شرف کے ساتھ ساتھ صاحب دولت و ثروت بھی تھے۔ خاکسار نے آپ کے مزار مبارک کی زیارت کی ہے۔ ہندو شریف میں متصل دروازہ شام ایک پختہ حجرہ میں واقع ہے۔ مزار شریف پر کپڑے کی چادر پڑی رہتی ہے

علا دیکھو تذکرۃ اصحابین۔ سوانحی حضرت علی کرم اللہ وجہہ مرتبہ عبداللہ بن ظہیر بن ابی اسری۔ دفتر العناجلہ دوم دفرہ

علا دیکھو سیرۃ القلاب ص ۵۸ و خزینۃ الصغیا جلد اول ص ۲۵ و دیگر کتب

علا صاحب آقباس الانوار نے ص ۳۲ پر آپ کا مزار وفاق میں بتایا ہے۔ بعض نے دروازہ شام میں کھا ہے۔

علا۔ ایک دروازہ باب شام شمال میں خانہ کے رخ پر واقع تھا۔ اسکے آس پاس کی آبادی کو عربیہ کہتے تھے دیکھو رسالہ الانار

اشاعت ماہ جزیری ص ۱۲۷ پر مقلد ابن ہنداد ذکر لکھتا ہے مقلد مقلد مقلد

کتاب ہمارے نزدیک یہ شجرہ بھی غیر مستند نہیں ہے۔ موصوف صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں: یہ رسالہ (تذکرۃ الاسادات)
 شیخ زید وسید احمد اربلی و شرف الدین ابن عبد اللہ عتاب سید جمال الدین احمد غیر وسید ابوالقاسم و ابوالغلام سید
 اصہبانی و ابومحمد نقیب سید غزنوی و علی بن زید ہراتی و طاحین و اعجاز ابوالقاسم کابل و سید علی ہمدانی و محدوم
 اشرف جہانگیر و شیخ معروف محمدی الصدیقی و سید لعل محمد قطبی الحسینی و سید حامد بخاری السدی کے ملفوظات سے
 سے مرتب کیا گیا ہے جو ان حضرات نے خود بیان کئے ہیں اور کچھ ہیں شجرہ حسب ذیل ہے:-

خواجہ معین الدین بن سید فیاض الدین بن سید سراج الدین بن سید عبد اللہ بن سید عبد اکرم بن سید عبد الرحمن
 بن سید علی اکبر بن سید ابراہیم بن امام موسیٰ کاظم علیہ السلام بن امام جعفر صادق بن امام محمد باقر بن امام
 زین العابدین بن حضرت امام حسین بن حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ۔

ہمارے نزدیک صاحب مرآۃ الاسرار کا بیان کردہ شجرہ سب سے زیادہ مستند ہے موصوف نے آپ کا
 شجرہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اس طرح ملایا ہے۔

خواجہ معین الدین بن خواجہ غیاث الدین بن خواجہ نجم الدین طاہر بن سید عبد الغنی بن سید ابراہیم بن سید
 ادریس بن سید امام موسیٰ کاظم علیہ السلام۔

آپ کا نسب نامہ ماوری | آپ کا نسب نامہ ماوری بقول صاحب مسالک السالکین جلد دوم
 صفحہ ۲۷۷ سب آئینہ نقیص میں بحوالہ ظہرت نامہ و مکتوب نظام (مرتبہ غریب نواز) میں اس طرح
 لکھا ہے:-

بی بی ام الورع (یا بی بی ماہ نوریابی بی فاض اللہ) بنت سید داؤد بن سید عبد اللہ العنبل
 بن سید نادر بن سید مورث بن سید داؤد بن سید تاموسیٰ بن سید اعباد اللہ محض بن سید ناحس
 مستثنیٰ بن سید ناحضرت امام حسن علیہ السلام بن سید ناحضرت علی کرم اللہ وجہہ۔

علی مرآۃ الاسناد میں صفحہ ۵ پر سید نازا ہے موسیٰ چون تک اس طرح مرقوم ہے:-

سید نازا بن سید ناصر دوی بن سید نادر داؤد بن سید تاموسیٰ ثانی بن سید اعباد اللہ ثانی بن سید تاموسیٰ الجون۔

آپ کی ولادت مبارکہ

جائے ولادت | سیرالادیا، دلیل العارفین اور حضرت خواجہ بزرگ کی مرتبہ گنج اسرار و انیس الارواح میں آپ کو صریحاً بشارت لکھا گیا ہے مگر بعد کی مختلف روایات سے پتہ چلتا ہے کہ ایسے بختین ہیں جن کو مختلف تذکرہ نویسوں نے مختلف پتوں کے ساتھ آپ کا مولد لکھا ہے۔ بعض تفصیلات حسب ذیل ہیں۔

سجود واقع ایشیائے کوچک :- ڈاکٹر برادون نے لٹریچر ہسٹری آف پرتیشیا مطبوعہ ۱۹۲۰ء جلد دوم کے صفحہ ۳۰۳ پر سبخر (Sibeh) لکھا ہے اور محل وقوع ایشیاء کو چک بتایا ہے۔ بقول مساکسا السالین جلد دوم صفحہ ۲، بعض نے اسے سبخر لکھا ہے اور مومل سے تین دن کی راہ پر بتایا ہے۔ بعض نے سبخر لکھا ہے اور اسے عراق میں بغداد سے سات دن کی راہ پر بتایا ہے۔ چونکہ یہ مقام ایشیاء کو چک اور عراق عرب کے متصل ہے اس لیے بعض نے اسی ایک مقام کو مومل سے تین دن کی راہ پر اور بغداد سے سات دن کی راہ پر بتایا ہے۔ ابوالفضل نے آئین اکبری کے صفحہ ۱۶ پر لکھا ہے: ”بیابان سبخر نزد مومل“ اور حاشیہ پر مرقوم ہے ”نام کوہی و نام قلعہ الیت در مومل کہ شہریت در عراق و دیار کہ گوند و لہ سلطان سبخر آباد واقع شد۔ جغرافیہ خلاف مشرقی نے صفحہ ۹ پر ایک مفصل بیان میں بتایا ہے کہ سبخر دریائے قشاس کے کنارہ جبل حمین یا جبل یاسر ہما کے پہاڑی سلسلہ میں واقع ہے۔ آٹھویں صدی ہجری میں شہر سبخر کے گرد چوہہ اور تھیرے بنی ہوئی فعیل تھی۔ یہاں کے برہمنی بڑے کاریگر تھے۔ یہاں نارنگیاں، لیمو اور کجوریں بکثرت پیدا ہوتی ہیں۔ وسط شہر میں ایک جامع مسجد ہے شہر کے اکثر مکانات پہاڑ کی چڑائی پر بنے ہوئے ہیں۔ باغوں میں انگور، زیتون اور ساق (دوا) بکثرت پیدا ہوتا ہے حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی طوفان کے زمانہ میں سبخر (مومل) کے شمال میں ایک پہاڑی پر ٹکرائی تھی۔ پھر آگے بڑھ کر دریائے دجلہ کے مغربی جانب جبل جودی پر ٹھہری تھی۔ ہمارے نزدیک یہ مقام (سبخر یا سبخر) مولد غریب نوازؒ نہیں البتہ شیخ نجم الدین کبریٰ سے حضرت خواجہ بزرگ کی ملاقات ہونے کا مقام ہے۔ سبخر واقع سیستان :- صاحب سیر العارفین نے صفحہ ۱۶ پر آپ کا مولد سجستان لکھا ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: بلدان جزوم میں نہایتان اور غزنی کے درمیان دریائے ہند کے نیچے کے علاقہ کوستان اور اوپر کے علاقہ کوستان تک طاقستان لکھا ہے۔ (دیکھو خانان زبیر کبوی جلد اول صفحہ ۱۱۳)

جزایہ خلافت مشرق کے بیان کا خلاصہ ہے کہ سیستان فارسی لفظ گستان سے ماخوذ ہے عرب اسے بستان کہتے تھے۔ فارسی میں سیستان کو نیروز (یا جنوبی ملک) بھی کہتے ہیں کیونکہ یہ خراسان کے جنوب میں واقع ہے۔ صوبہ بستان کی زرخیزی مشہور تھی۔ یہاں کجور اور نخل باغ پیدا ہوتا ہے۔ یہاں جنگ بھی ہوتی ہے۔ ایرانی روایات میں سیستان کی شہرت کی وجہ یہ تھی کہ وہ رستم کے باپ زال کا وطن تھا اور رستم ایرانیوں کا قومی ہیرو تھا۔ اس صوبہ کا موجودہ دارالسلطنت نیرت آباد (جو آجکل نصریہ کہلاتا ہے) سابقہ دارالسلطنت زانج کے جنوب میں چند میل پر ہے۔ مسلمانوں کے لیے جلد دوم کے صفحہ ۲۲ پر بستان کو سیستان کا معرب بتایا ہے اور اس کا مخفف بقیعین و سکون جم و زائے مجہ یعنی سبز (س. ج. ز) لکھا ہے۔ ہر بلاس سار دانے بھی کتاب الجیم کے صفحہ ۳۲ پر اس کا تلفظ سبز (س. ج. ز) لکھا ہے۔ ہنری جان کین نے نظر ثانی شدہ اورنیل بائیو گرافیکل ڈکشنری میں تحت حالات ابو الفرج اسے سبز (س. ج. ز) ہی لکھا ہے اور اس کا مکمل وقوع سیستان بتایا ہے۔ آئین اکبری جلد دوم (مترجمہ ندائی) کے صفحہ ۳۲ پر رقم ہے "خواجہ معین الدین حشمتی قصبہ سبز (س. ج. ز) میں جو سیستان سے متعلق ہے پیدا ہوئے" اکبر نامہ جلد دوم کے صفحہ ۱۹ پر ابو الفضل نے لکھا ہے: "خواجہ معین الدین حشمتی از سیستان است و اہل ال دیار اسنکر (سنگ) می خوانند اور اسنجر می نویسند۔ معرب سنکر (سنگ) است؟ صاحب سیر الاقطاب نے غالباً اسی کو بستان لکھا ہے مگر اسے غریب نواز کا مولد تسلیم نہیں کیا۔ بلکہ اسے اباضہ اجداد کی جائے سکونت دینی اصل آنحضرت (غریب نواز) از سادات بستان است، لکھا ہے۔ پس ہمارے نزدیک قصبہ سبز کو سبز یا سنکر (سنگ) کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور یہ صوبہ سیستان (بستان یا بستان) میں واقع ہے مگر یہ خواجہ بزرگ کا مولد نہیں بلکہ آپ کے اباضہ اجداد کی جائے سکونت ہے۔

سبز متصل اصفہان :- بعض نے اصفہان کو بعض نے سبز متعلق اصفہان کو مولد غریب نواز لکھا ہے کتاب مولد عطائے رسول میں علامہ احمد علی نے بحوالہ کتاب گلشن لکھا ہے کہ بعد حصول خلافت خواجہ غریب نواز نے

علی بلادی کی مولد کتاب نوح البلدان کے جزو دوم حصہ ہشتم کے ساتھ جو نقشہ لکھا ہے اس میں علاقہ بستان میں ایک مقام سبز بھی دیا ہے نقشہ صفحہ ۱۱ کا عادی ہے۔

بلکہ دیکھو سیر الاقطاب۔ سوانح عمری خواجہ عثمان۔ مراۃ الانساب۔ خزینۃ الامنیاء وغیرہ

اصفہان کی طرٹ توجہ فرمائی بلکہ دہستی، بھراہی اطراف پر مشتمل ہے۔ مگر ایرانی کونسل اور دیگر ذرائع سے تحقیق کرنے پر معلوم ہوا کہ مقل اصفہان بھر نہیں ہے البتہ بھر ہے مگر مزید تحقیق کرنے پر موصوف نے اپنے مکتوب مورخہ ۲۰ اگست ۱۹۵۲ء میں لکھا کہ زمانہ مابین میں اصفہان کا ایک محلہ بھر تھا۔ صاحب سیرالانساب صفحہ ۱۰۱ پر لکھتے ہیں: آنحضرت (خواجہ بزرگ)، اصل از سادات بھرستان (سیستان)، است پھر لکھتے ہیں: مولد شریف آنحضرت (خواجہ بزرگ) در صفہان است۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جلد اول کے صفحہ ۲۳۲ پر اور مرآۃ الانساب نے صفحہ ۱۶ پر بھی حضرت خواجہ کا مولد صفہان ہی لکھا ہے۔ ان روایات کے پیش نظر قرین قیاس ہے کہ حضرت خواجہ کے والد نے اپنے آبائی وطن بھر (واقعہ سیستان) سے ہجرت کر کے اصفہان کے مضافاتی محلہ بھر میں اقامت اختیار کر لی تھی۔ چونکہ یہ خاندان رسالت سیستانی بھر کی نسبت مکانی کی وجہ سے بھری کہلاتا تھا۔ اس لئے اصفہان میں یہ مقام سکونت بھی اس نسبت سے بھر کہلاتے لگے ہیں حضرت خواجہ کی ولادت ہوئی اور اس نسبت مکانی یا آبائی نسبت مکانی کی وجہ سے آپ بھری کہلاتے ہیں۔

تاریخ و سنہ ولادت | صاحب سیرالاولیاء سیرالعارفین نے آپ کا کوئی سنہ ولادت نہیں لکھا البتہ صاحب سیرالعارفین نے صفحہ ۱۶ پر آپ کی عمر ۹ سال لکھی ہے۔ بعض تذکرہ نویسوں نے آپ کی ولادت کے سن ۵۱۲ھ، ۵۱۳ھ، ۵۱۴ھ، ۵۱۵ھ، ۵۱۶ھ، ۵۱۷ھ اور ۵۱۸ھ لکھے ہیں۔ زیادہ تر ۵۱۳ھ لکھا گیا ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک مرآۃ الاسرار (جس کا ایک نقلی نسخہ راہپور کے سرکاری کتب خانہ میں ہے دوسرا لندن میوزیم لائبریری میں ہے) کی یہ روایت کہ حضرت خواجہ کا وصال بعمر ۹ سال ۱۲۴ھ میں ہوا معتبر ہے۔ یہی روایت بحوالہ مرآۃ الاسرار اقتباس الافاد کے صفحہ ۱۲ پر مرقوم ہے پس ۱۲۴ھ میں سے ۹ سال کم کر دینے سے سال ولادت ۵۱۵ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہی سال ولادت مرآۃ الانساب کے صفحہ ۱۶ پر اور خاندان زبیر کنوی کے صفحہ ۳۱ پر اور بعض دوسری کتابوں میں مرقوم ہے۔ یہی سنہ ولادت روایات مابعد سے تاریخی مطابقت کرتا ہے۔ پس ہمارے نزدیک بھراہی و بھراہی کات حضرت خواجہ بزرگ کی ولادت ۵۱۵ھ میں ہونا معتبر ہے۔

ملاحظہ فرمائیے تاریخ طبع ۱۱۶۰-۱۱۷۵ء نام شہریت کہ آنرا اصفہان نیز گویند۔ صاحب مرآۃ الانساب نے صفحہ ۱۲ پر یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ آپ کی ولادت اصفہان میں ہوئی لیکن بروایت آپ کی سنان میں ہی رہی جو بھر کے ام سے مشہور ہے۔

بعض سوانح نگاروں نے آپ کی تاریخ ولادت ۱۴۱۲ھ جب بعض نے ۱۴۱۵ھ مطابق ۱۵ مارچ ۱۳۶۱ھ لکھی ہے مگر کسی پرانی معتبر کتاب میں یہ تاریخیں ہماری نظر سے نہیں گزریں اس لئے انہیں مستند نہیں کہا جاسکتا ۱۳۵۲ھ کے آخر زمانہ میں آپ کی ولادت بعض روایات مابعد سے پوری تاریخی مطابقت کرتی ہے

آپ کا اسم گرامی اور القاب و خطابات

آپ کا اسم مبارک معین الدین ہے۔ کہا جاتا ہے کہ والدین کے پکارنے کا نام حسن ہے۔ بعض معین الدین حسن کو پورا نام تصور کرتے ہیں۔

فائق و مخلوق میں آپ کو ایسی مقبولیت ہوئی کہ بعد وفات یہ قدرت نے آپ کی پیشانی پر غلط نورا ہذا حبیب اللہ لکھا اور دربار رسالت سے قطب المشائخ ^ع ہوئے جس کا خطاب مطا ہوا۔ اور مخلوق آپ کی لافانی خصوصیات سے متاثر ہو کر آپ کو متعدد خطابات و القاب سے یاد کرنے لگی۔ ان میں سے بعض حسب ذیل ہیں: خطابات :- ہند آئینی، ہند اولی، عطا سے رسول خواجہ خواجہ بزرگ، غریب نواز، سلطان الہند نائب رسول فی الہند القاب :- معین الحق، معین الملہ، سلطان العارفين، قطب دوراں، وارث الانبیاء والمرسلین محب الایامے زماں، امام شریعت والطریقت، مخزن معرفت، مقتدائے ارباب دیں پیشوائے ارباب یقین، صاحب اسرار، ہبط انوار، عالم ظہری و باطنی، واقف رموز صوری و معنوی، قدوة السالکین، تاج المقربین و المحققین، سید العابدین، امام العارفين، رہنمائے کاملین امام العاشقین برہان الواصلین، پناہ بیگیاں، آفتاب جہاں، قدوة الاولیاء برہان الاصفیاء۔

چشتی کہلانی و جہ تسمیہ | مباد و منشا چشتیاں حضرت خواجہ ابوسعاق شامی جب بقصد حصول بیعت حضرت خواجہ مشاد غلوی نیوری کے پاس بغداد شریفین میں حاضر ہوئے اور شرف بیعت ارادت سے مشرف ہوئے تو حضرت خواجہ مشاد غلوی نیوری نے دریافت فرمایا: تیرا

۱۔ دیکھو مساک الماکن جلد دوم ص ۲۸۵ ع ۲ دیکھو انیس الارواح منورۃ ع ۲ ذکرہ بالا خطابات و القاب میں سے بعض تذکروں موجود ہیں بعض وقت نام پڑے جاتے ہیں اور بعض آپ کے نام کی تائید لگا کر تباہ لے جاتے ہیں۔
۲۔ سیر القباب ص ۱۰۱ خزینۃ الاصفیاء جلد اول ص ۲۵۶ و مساک الماکن جلد دوم ص ۲۸۲ و فیرو

کیا نام ہے؟ عرض کیا: اس عاجز کو ابواسحاق شامی کہتے ہیں: آپ نے فرمایا: آج سے ہم تجھے ابواسحاق چشتی کہیں گے اور جو تیرے سلسلہ ارادت میں تاقیام قیامت داخل ہوگا وہ بھی چشتی کہلائے گا: پس حضرت خواجہ ابواسحاق شامی حسب فرمان مرشد چشت (شافقان جو ہرات سے تیس کو سد ہے) میں تشریف لائے اور رشد و ہدایت میں مصروف ہوئے آپ کے سلسلہ کے بزرگان میں سے حضرت خواجہ ابو احمد چشتی: حضرت خواجہ محمد چشتی: خواجہ ابو یوسف چشتی: اور حضرت قطب الدین مودود چشتی بھی چشت میں قیام پذیر ہو کر مدفون ہوئے۔ بایں وجہ یہ سلسلہ چشتی کے نام سے مشہور ہوا۔ چونکہ مذکورہ بالا حضرات غریب ان کے پیران غلام ہیں اسلئے غریب نواز بھی چشتی کہلائے۔

عہد اوائل

ایام رضاعت و صغیر سنی | دودھ پینے کے زمانے میں جب کوئی عورت اپنا بچہ لیکر آپ کے یہاں آتی اور اس کا بچہ دودھ کے لئے رونا تو آپ اپنی والدہ کی طرف اشارہ کرتے کہ آپ کا دودھ اُسے پلا دیا جائے آپ کی والدہ محترمہ آپ کا اشارہ سمجھ جاتیں اور اس بچہ کو دودھ پلا دیتیں۔ اس نظارے سے آپ بہت خوش ہوتے اور فرط مسرت سے ہنستے۔ جب آپ کی عمر تین چار سال کی ہوتی تو آپ اپنے ہم عمر بچوں کو بلاتے اور انہیں کھانا کھلاتے۔

ایک عید کے موقع پر حضرت خواجہ بزادہ صغیر سنی عمدہ لباس پہنے ناز کیلئے عید گاہ جا رہے تھے۔ راستہ میں آپ نے ایک نابینا لڑکے کو پٹے پرانے کپڑوں میں دیکھا آپ کو اس پر رحم آیا اور اسی وقت اپنے کپڑے آٹا کر اس بچہ کو دیئے اور اسے اپنے ساتھ عید گاہ لے گئے۔ آپ اپنے ہم عمر بچوں کے ساتھ کبھی کیل میں شریک نہیں ہوئے نہ کبھی آپ نے خراب صحبت اختیار کی۔

۱۔ دالفت، آجکل چشت کا نام شافقان ہے (دیکھو احسن السیر ص ۱۲۴)

۲۔ (ب) کیت جانشین ایٹلس میں ہرات کے متصل ٹیکان لکھا ہے۔

۳۔ دیکھو ممالک اسالکین جلد دوم ص ۱۹۱ و احسن السیر ص ۱۲۴ دیکھو کتاب ہولی سینٹ آن امیر ص ۲۴

۴۔ (ب) دیکھو کتاب ہولی سینٹ آن امیر ص ۲۴ (ب) ہولی سینٹ آن امیر کی ان دونوں روایتوں کی کسی پرانی کتاب سے تصدیق نہیں ہوئی۔

۵۳۲ ۵۳۳

۱۱۵۰

آپ کا نشو و نما (بقول بعضہ سال کی عمر تک) خراسان (صوبہ) میں ہوا۔
نشو و نما اور ابتدائی تعلیم آپ کی ابتدائی تعلیم کے باب میں پرانے تذکرے خاموش ہیں حال کے تذکروں

میں بلافاصلہ آپ کی ابتدائی تعلیم گم ہو چکا ہے۔ بعد ازاں سمرقند میں تفسیر حدیث اور فقہ کی تعلیم پانا بیان کیا ہے۔ ہمارے نزدیک خاندانی علمی ماحول کے پیش نظر آپ کی ابتدائی تعلیم سائپ پوری میں ہوئی۔

۵۳۴ مطابق ۱۱۵۰ ع ۱۱۵۰ ع جب آپ کی عمر کا چودھواں سال ختم ہو کر پندرہواں سال آپ کے والد کا وصال اور آپ کی عمر پندرہ سال چل رہا تھا اس زمانہ میں آپ کے والد بزرگوار کا وصال ہو گیا۔ آپ کے والد کا مزار اقدس بغداد میں ہونے سے ثابت ہے کہ وہ آخری زمانہ میں بغداد آ گئے تھے۔

آپ کے والد کی وفات کے بعد پسماندگان میں جب ترکہ تقسیم ہوا تو آپ کے حصہ میں ایک ترکہ پوری

پن جلی اور ایک باغ آیا۔ ان کی آمدنی سے آپ قوت بصری فرماتے تھے۔ حسب تفصیل گزشتہ سیتانی سحر سے اصہبانی سحر میں اقامت گزری ہونے کے پیش نظر گمان غالب ہے کہ یہیں

(اصہبانی سحر) آپ کے والد نے ترکہ چھوڑا۔

آخر زمانہ ۵۳۴ ع ۵۳۴ ع ایک دن آپ اپنے باغ کو سیراب فرما رہے تھے کہ حضرت ابراہیم قندوری مجذوب کے ملاقات

وہاں ابراہیم قندوری (قندوری) مجذوب کا گزر ہوا۔ آپ نے نہایت غرت کیساتھ انہیں بٹھایا اور خوشہ انگور سے تواضع کی۔ مجذوب آپ کے اس برتاؤ سے بہت خوش ہوئے۔ انہوں نے اپنی بغل سے ایک کھل کا ٹکڑا نکالا اور دانت سے کتر کر آپ کو دیا۔

۱۔ جب مسلمانوں نے فتح کیا تو کابل و قندہار سے یکر ایران تک کو حکم خراسان لکھا۔ جب ۴۷۰ھ میں احمد شاہ ابدالی تخت قندہار پر بیٹھا تو اس وقت سے اس تک کا تمام افغانستان ہوا۔ مگر مغربی حد اب بھی خراسان ہی کہلاتا ہے (دیکھو

خانہ ان زبیری کتبوی جلد اول صفحہ ۲۱)

۲۔ دیکھو سیرالقطاب ص ۱۱۰ و سیرالعارفین ص ۵۷

۳۔ دیکھو سیرالعارفین ص ۵۷ و تذکرۃ الاولیائے ہند وغیرہ

۴۔ دیکھو سیرالعارفین ص ۵۷ -

اُسکو کھانے کے بعد آپ کا دل دنیا سے دنی سے سرد ہو گیا باغ اور پین پکی فروخت کر کے زر موصول فقراء اور
ساکنین میں تقسیم کر دیا اور (سبحر واقعہ اصفہان سے) سفر خراساں اختیار فرمایا۔

ترتیب سفر کی تحقیق

مذکورہ نویسوں نے ایک ہی سلسلہ سفر میں بلا لحاظ ترتیب مقامات کے نام کھدے ہیں حالانکہ سفر
مختلف اوقات میں ہوئے ہیں اور بعض مقامات پر آپ کا چند بار تشریف فرما ہونا بھی پایا جاتا ہے۔ جن کی
تفصیلات اپنے اپنے موقع پر آگے آئیں گی۔ مزید برآں بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں حسب دلیل العارفین (آپ کے
بیانات کا مجموعہ مرتبہ قطب صاحب) آپ کا تشریف لے جانا ثابت ہے مگر مذکورہ سلسلہ سفر میں کہیں اُن کا
نام نہیں ہے۔ یعنی لمان و کرمان پشت وغیرہ کا ذکر اس سلسلہ سفر میں کہیں نہیں کیا گیا۔

سیر العارفین فرشتہ و صاحب خزینۃ الاصفیاء وغیرہ نے جو ترتیب سفر لکھی ہے اُن میں ایک بڑا نقص
یہ بھی ہے کہ بغداد سے ہندوستان جاتے ہوئے بعض مقامات سے بجائے آگے بڑھنے کے سیکڑوں میل
پیچھے لوٹنا ثابت ہوتا ہے اگر سیاحت کے پیش نظر واپس ہونا مان بھی لیا جائے تب بھی وقت اور فصل کو
مذ نظر رکھتے ہوئے کسی زیادہ بعید مقام سے پیچھے لوٹنا قرین قیاس نہیں ہے۔ مثلاً صاحب سیر العارفین بغداد
سے ہندوستان جاتے ہوئے ہمدان سے تیرنہ ہو کر استرآباد جانا اور حسب فرشتہ خرقان سے استرآباد آکر
ہرات جانا۔ یا سبزہ دار (واقع افغانستان) سے قلعہ شادمان ہو کر بلخ جانا سیکڑوں میل واپس آکر
پھر آگے بڑھنا ہے۔

علاوہ ازیں صاحب سیر العارفین اور فرشتہ نے جو ترتیب سفر بیان کی ہے وہ ایک دوسرے سے
مختلف ہے۔ چونکہ ان حضرات کے پیش نظر ایک ہی درود ہند تھا اس لئے انھوں نے پانچ و دود ہند کے
مواقع پر کسی مقام کا نام کئی مرتبہ لکھنے کے بجائے اکثر مقامات ایک ہی سلسلہ سفر میں ایک مرتبہ لکھے ہیں۔ ان
حالات میں یہ کہنا بیجا ہوگا کہ اس وقت چونکہ فن تاریخ زمانہ حال کی طرح ہندوستان میں ترقی پذیر نہ تھا۔ نیز
شاید سب سے پہلی کتاب سیر العارفین بشکل تذکرہ غریب نواذ کی وفات کے تقریباً تین سو برس بعد

بروایات مندرکلی گئی اندریں صورت یہ قابل تسلیم ہے کہ ان حضرات کا منشا صرف مقامات ورود کا انہار تھا اور ترتیب سفر کا چنداں لحاظ نہ تھا۔ پس بوجہ اہل تذکرہ بالا ہمارے نزدیک نقشہ اور روایات کے پیش نظر مندرجہ ذیل ترتیب سفر کا اجمال خاکہ قرین قیاس اور مطابق روایات ہے۔

(الف) سفر سمرقند و بخارا و قیام (۵۵۲ تا ۵۵۳)

(ب) سمرقند و بخارا سے سفر عراق عرب و اردن و واپسی بغداد (۵۵۳ تا ۵۵۵)

(ج) بغداد سے سفر بجانب شام و واپسی بغداد (۵۵۵)

(د) بغداد سے سفر کرمان و واپسی بغداد (۵۵۶)

(ه) بغداد سے بار اول سفر ہندوستان و واپسی بغداد۔ براہ ہمدان۔ تبریز۔ استرآباد۔ بخارا۔

خرقان۔ سمرقند۔ مینہ۔ ہرات۔ سبزوار (افغانستان) قلعہ شادمان (بلوچستان میں مابین سبزہ و اردوستان) لمان۔ لاہور۔ غزنی۔ براہ ضلع حصار و کوہ حصار بلخ۔ استرآباد۔ رے۔ بغداد (۵۵۶ تا ۵۵۷)

(و) بغداد سے لین سے مرشد کے ہمراہ بیس سال تک سفر (وسطاً ۵۶۲ تا وسطاً ۵۸۲)

(ز) بغداد سے براہ فالوجہ سفر حرمین شریفین۔ دمشق۔ بخارا و واپسی بغداد (۵۶۲ تا ۵۶۳)

(ح) بغداد سے سفراوش۔ سیدستان۔ دمشق۔ بخارا۔ قصبہ جیل (زیر کوہ جودی) و واپسی بغداد (۵۶۳ تا ۵۸۲)

(نہ) مرشد سے رخصت ہو کر بغداد سے سفراوش۔ اصفہان۔ حرمین شریفین و قیام (۵۸۲ تا ۵۸۳)

(ح) مدینہ منورہ سے سفر ہندوستان بار دوم ورود اجمیر بار اول براہ بغداد۔ چشت۔ ہرات (ہری) براہ سبزہ واد (افغانستان) قلعہ شادمان۔ لمان۔ لاہور۔ سلانہ۔ دہلی۔ اجمیر (۵۸۵ تا ۵۸۶)

(ط) اجمیر سے سفراوش و واپسی اجمیر براہ غزنین۔ لاہور۔ دہلی (ورود ہند بار سوم ورود اجمیر بار دوم) آخر ۵۸۶ یا شروع ۵۸۷

(ی) ہندوستان سے سفر بغداد و واپسی اجمیر براہ بلخ غزنی۔ لاہور۔ دہلی (ورود ہند بار چہارم ورود اجمیر بار سوم) ۵۹۸ تا ۶۰۳

(ک) سفر خراسان سے واپسی اجمیر اور ورود ہند بار پنجم ورود اجمیر بار چہارم (آخر ۶۰۳ یا شروع ۶۰۴)

(۱) بعد شمس الدین التمش بار اول سفر دہلی (۱۱۵۱ھ)

(۲) بعد شمس الدین التمش بار دوم سفر دہلی (درمیان ۱۱۶۲ھ و ۱۱۶۳ھ)

۱۱۵۵ھ

۱۱۵۵ھ

سفر سمرقند و بخارا و قیام

۱۱۵۵ھ تا ۱۱۵۷ھ

سمرقند و بخارا میں

تحصیل علوم ظاہری

چونکہ خراسان سے آپ کو بچپن سے واقفیت تھی اس لئے آپ سحر سے خراسان میں تشریف فرما ہوئے بعد ازاں سمرقند و بخارا میں تشریف لاکر علوم ظاہری کی تکمیل فرمائی اور قرآن مجید حفظ کیا۔ بعض نے جو اواخر تاریخ آئینہ نقوۃ بتاریخ ۱۱ ماہ صفر ۱۱۵۷ھ بخارا سے سمرقند جاتے ہوئے آپ کا تو قند میں تشریف فرما ہونا لکھا ہے۔

آپ نے مولانا حامد الدین بخاری اور مولانا شرف الدین صاحب شرع الاسلام سے داد پنے درجہ کی تعلیم حاصل کی۔ سمرقند و بخارا میں آپ بیس سال کی عمر تک تحصیل علم میں مشغول رہے۔ بعض نے آپ کا ۲۴ سال یا ۲۴ سال بعض نے ۲۴ سال کی عمر تک آپ کا یہاں تحصیل علم میں مشغول رہنا لکھا ہے مگر ہمیں ان روایات سے اتفاق نہیں۔ البتہ یہ ممکن کہ آپ بعد تحصیل علوم بھی عرصہ تک مطالعہ میں مصروف رہے۔

۱۱۵۵ھ

۱۱۵۵ھ

۱۱۶۱ھ

۱۱۵۵ھ

سمرقند سے سفر عراق و عرب و ہارون واپسی بغداد

سمرقند و بخارا سے آپ نے سفر عراق عرب بیس سال کی عمر میں اختیار فرمایا۔ عراق عرب سے عرب تشریف لے گئے بعد ازاں ہارون میں پہنچے پھر بغداد آئے عراق عرب میں آپ نے بار اول حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانی سے

عبداللہم دیکھو سیرۃ الحارثین ص ۵۷ و مسالک السالکین جلد دوم ص ۲۴ (دب) صاحب سیرۃ الاقطاب نے ص ۱۱۱ پر اس سفر میں خراسان میں آمد بعض تذکرہ نویسوں نے نواز خراسان میں تعلیم پانا اور قرآن مجید حفظ کرنا لکھا ہے۔ ع ۱ دیکھو دلیل الحارثین ص ۵۷ و ترجمہ فرشتہ جلد دوم ص ۵۷ و غزنیۃ الامنیۃ جلد دوم ص ۲۵ ع ۳ دیکھو احسن السیر ص ۱۲ بحوالہ آراء شریعہ ص ۱ ع ۱ دیکھو سیرۃ الاقطاب ص ۱۱۱

۵۵۵ میں، ملاقات کی۔ اس ملاقات اول کے موقع پر غوث پاک نے آپ کو ابتدائی حال میں دیکھ کر فرمایا کہ میرے مقتدا سے روزگار ہے بہت سے لوگ اس سے منزل مقصود کو پہنچیں گے۔ ملاقات جیل یا بنداد ہو سکتا ہے مگر گمان غالب ہے یہ ملاقات بغداد میں ہوئی کیونکہ اس زمانہ (۵۵۵ھ) میں غوث پاک (ولادت ۵۴۸ھ) بعمر ۷ سال (۵۵۵ھ میں) جیلان سے آکر بغداد میں قیام فرما چکے تھے۔

۵۵۵ مطابق ۵۵۵ھ عراق عرب سے آپ نے (۵۵۵ھ میں) سفر حرمین شریفین اختیار فرمایا۔ عراق عرب سے واپسی پر آپ اردن میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ مقام بقول مولانا عبدالرحمن صاحب سیاح متوطن موصل ایرانی سبزہ دار اور نیروز کوہ کے درمیان سبزہ دار سے ایک منزل پر متصل مشہد مقدس واقع ہے۔ آجکل اس کا نام اردن آباد ہے۔ یہاں ڈاک خانہ بھی ہے۔

۵۵۲ آپ نے ۵۵۲ھ میں اردن (اردن آباد) پہنچ کر حضرت خواجہ عثمان اردنی قدس سرہ کے دست حق پرست پر بیعت سلسلہ بیعت سلسلہ اور خدمت مرشد کی اور دہائی سال تک مرشد کی خدمت میں معروف مجاہدہ رہ کر صاحب اجازت ہوئے اور خرقہ خلافت حاصل کیا۔ بعد ازاں بغداد کی طرف روانہ ہو گئے۔

۵۵۲ شجرہ بیعت آپ کا شجرہ بیعت پندرہ واسطوں سے امام الاولیاء حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے خواجہ معین الدین حسن بخاری دھوم حضرت خواجہ عثمان اردنی (دہرونی) چشتی دھوم حضرت حاجی شریف ثناء چشتی دھوم حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی دھوم حضرت خواجہ ملا الدین ابو یوسف چشتی دھوم خواجہ ابو محمد چشتی دھوم خواجہ احمد ابدال چشتی دھوم حضرت خواجہ ابو اسحاق شامی چشتی

ملا الدین، دیکھو سیرۃ القباب ص ۱۰۱ واسن الیرموک ص ۱۳ بحوالہ تذکرہ آراء بش مغل۔ دب کوہ دمان ملاقات جب آپ نے سوزمندستان کا قصد فرمایا تو بقول اقامات حمید ص ۱۱۱ غوث الاعظم نے فرمایا کہ ۱۰۷۱ھ میں الدین اسرہند پر ایک شیر ملبھا ہے اس سے ڈرنا؟ یہ کائنات خلیج بحریرا العروہ، داتا گنج بخش کے مزار کے متعلق تھا۔

علا دیکھو سیرۃ القباب ص ۱۰۱ علا دیکھو اقتباس الانوار ص ۴۰، علا دیکھو سیرۃ القباب ص ۱۳

۵۰۰ دیکھو ترجمہ فرشتہ جلد دوم ص ۵۰۰ و ممالک الکیس جلد دوم ص ۲۰۰ دیکھو القاب ص ۱۰۰

دعوت حضرت خواجہ محمد غلام دینوری و دعوت شیخ امین الدین بہیرۃ البصری و دعوت حضرت شیخ سدید الدین
حدیفۃ المرثی و دعوت حضرت سلطان ابراہیم ادھم بلخی و دعوت حضرت خواجہ ابو نفیل بن عیاض و دعوت
حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید و دعوت حضرت خواجہ حسن بصری و دعوت امام الادب سیدنا حضرت علی
کرم اللہ وجہہ بیا

۵۵۵ مطابقت ۱۱۶۰
بنداد شریف میں شائخین سے ملاقاتیں | اردن سے جب آپ بنداد شریف میں تشریف لائے اس وقت
شیخ احمد الدین کرمانی (متوفی ۱۲۳۲ھ یا ۱۲۳۵ھ) و شیخ شہاب الدین
عمر ہروردی (ساکن ہرورد جوق عراق) جمع میں متعل زنجان ایک تعصب ہے، ابتدائے سلوک میں تھے بنداد شریف
میں آپ نے چندے قیام فرمایا دوران قیام آپ نے حضرت شیخ شہاب الدین عمر ہروردی کے مرشد حضرت
شیخ ضیاء الدین ابونجیب عبدالقادر ہروردی سے ملاقات کی۔

۵۵۵ مطابقت ۱۲۰
بنداد شریف سے شام کی طرف سفر اور وہابی | اس زمانہ (بہد زور الدین محمود) میں آپ نے اپنے
مستقر بنداد سے شام کی طرف سفر اختیار فرمایا۔ اس
سفر کے متعلق خواجہ قلب صاحب دلیل العارفین کے موصوہ ۱۰ پر آپ کا بیان اس طرح ارتقام فرماتے ہیں: ہر
ایک مرتبہ ایک شہر میں پہنچا جو شام کے نزدیک ہے یہاں ایک بزرگ احمد محمد الواحدی غزنوی ایک
فاریں رکارتے تھے۔ بہت لافڑ تھے۔ سجادہ پر بیٹھے تھے دوشیر ان کے سامنے کھڑے تھے۔ دعا گو و غریب
شیروں کی وجہ سے نزدیک نہیں گیا۔ جب ان بزرگ نے دیکھا فرمایا: چلے آؤ ڈرو نہیں؟ کہنے لگے اگر تم کسی کو

علی دیکھو ساک اس الگین جلد دوم صفحہ ۱۹۰ و سیر الاقطاب ص ۱
علی دیکھو ترجمہ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۵ و سیر الارافین ص ۱
سیر نقول ساک الگین جلد دوم صفحہ ۵۰ شیخ شہاب الدین عمر ہروردی کی ولادت ۱۱۵۵ھ بقول تذکرۃ اکرام تاریخ خلفائے
عرب و اسلام صفحہ ۲۵۲ھ میں اور بقول بعض ۵۲۲ھ میں ہوئی۔

۱۱۵۵ھ شیخ ضیاء الدین ابونجیب ہروردی کا وصال ہمارے سال ۱۱۶۳ھ میں ہوا (دیکھو ساک الگین جلد دوم صفحہ ۲۹۹)
۱۱۵۵ھ دیکھو سیر العارفین ص ۱ انتباس ۱۱۵۵ھ و ساک الگین جلد دوم صفحہ ۲۵
۱۱۵۵ھ ہمارے نزدیک متعل شام سفر اہل زمانہ ہر سکتا ہے البتہ یہ ممکن ہے کہ یہ سفر کہاں کے سفر کے بعد کیا ہو۔

مزررسانی کا تعدد کر دے تو وہ بھی ہمیں نقصان نہیں پہنچائے گا۔ شیر کیا چیز ہیں جو ان سے خوف کیجئے۔
 جو خدا سے ڈرتا ہے اُس سے سب ڈرتے ہیں۔ پھر پوچھا کہاں سے آنا ہوا؟ میں نے کہا "بنداد سے۔" کہنے
 لگے "خوب آئے لیکن یہ ضروری ہے کہ درویشوں کی خدمت کیا کر دے تاکہ تم مرد بزرگ بن جاؤ؟" پھر فرمایا "خلقت
 سے عزت گزریں ہو کہ اس غاریں مقیم ہوں اور ایک چیز کے خوف سے تیس سال روتے ہوئے گزر گئے ہیں"
 میں نے دریافت کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا "نماز" جب میں نماز پڑھتا ہوں تو یہ دیکھ کر روتا ہوں کہ اس نماز کی کیا
 حقیقت ہے جو میں پڑھتا ہوں۔ کیونکہ اگر ذہن بھر شرط نماز فوت ہو جائے تو میرا سب کیا ہوا بیکار ہو جائے۔
 پھر فرمایا کہ اے درویش! اگر حق نماز لا ادا کیا تو بڑا کام کیا ورنہ عمر غفلت میں گزاری۔
 ۵۵۵ گمان غالب ہے کہ شام سے بنداد آنے کے بعد ۵۵۵ میں دبید سلطان محی الدین ظفر
 درود کرمان (فرزندائے کرمان) آپ نے کرمان کا سفر اختیار فرمایا۔ اس سفر کے متعلق خواجہ قطب صاحب
 دلیل الحارثین کے صفحہ ۲۰۱ پر آپ کا یہ بیان اتمام فرماتے ہیں:-

"ایک مرتبہ میں دغریب نژاد اور شیخ احمد الدین کرمانی میں سفر کر رہے تھے۔ یہاں ایک بزرگ
 سے ملاقات ہوئی یہ بڑے شہنشاہ اور پیر منہتی تھے انحضرت کے پاس پہونچ کر سلام کیا۔ یہ بزرگ بہت نحیف
 و زار تھے بات بھی بہت کم کرتے تھے مجھے خیال ہوا کہ اُن سے دریافت کروں کہ آپ اس قدر ضعیف کس
 وجہ سے ہیں چونکہ وہ روشن ضمیر تھے انہوں نے میرے دریافت کرنے سے پہلے فرمایا: "اے درویش! ایک
 دن دوستوں کے ساتھ میرا گورستان میں گزرا ہوا میں ایک قبر کے پاس بیٹھ گیا تفنن ادا ہاں کوئی بات
 فہمی کی ہوئی اس پر میں قبہ کے ساتھ خندہ زن ہوا۔ اس قبر سے آواز آئی: "اے غافل جسے یہ مقام گور
 در پیش ہو ملک الموت جیسا حریف ہو اور زیر خاک جس کے مونس سانپ سمجھو ہوں اُس کو فہمی سے کیا کام
 جب میں نے یہ سنا ہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور یاروں کے ہاتھ چوم کر رخصت ہوا اور اس غاریں آکر
 مقیم ہوا آج تک اس واقعہ کی ہیبت سے گھپل رہا ہوں۔ اور چالیس سال سے بوجہ شرمندگی
 آسمان کی طرف نہیں دیکھا۔"

طاہر ہو سکتا ہے کہ سفر کرمان د شام ۵۵۵ اور ۵۵۵ میں کئے گئے ہوں مگر ہمارے نزدیک ۵۵۵ و ۵۵۵

قابل تریج ہیں۔

پانچ بار وارد ہند ہونیکا تاریخی ثبوت

ہر چند کسی تذکرہ نویس نے صاف طے ہے آپ کا پانچ بار وارد ہند ہونا نہیں کھا مگر پرانے تذکرہ نویسوں نے آپ کے ورود ہند کے پانچ مختلف زمانے ضرور کئے ہیں۔ جن تذکرہ نویس کو جس زمانہ ورود کی روایت دستیاب ہوئی اُس نے وہ ہی نقل کر دی۔ مزید براں ایک ہی تذکرہ نویس نے آپ کے ورود کے دو مختلف زمانہ بھی بلا اشتباہ کئے ہیں۔ چنانچہ صاحب سیر العارنین نے آپ کے دوبار وارد ہند ہونے کے دو مختلف زمانے کئے ہیں ایک ورود ببال وفات شہاب الدین غوری (۵۷۱ھ) دوسرا ورود بزمانہ قباچ بیگ جبکہ کھارنٹوں نے فکھ لٹان کا محاصرہ کر لیا تھا (۵۷۱ھ) لکھا ہے۔ فرشتہ وغیرہ نے ایک ورود (۵۷۱ھ) میں دوسرا تذکرہ بالا (۵۷۱ھ) میں) بزمانہ قباچ بیگ لکھا ہے۔ صاحب سیر الاقطاب نے ایک ورود بزمانہ پرتوی راج دوسرا تذکرہ بالا (۵۷۱ھ) میں) بزمانہ قباچ بیگ لکھا ہے۔ ابو الفحل نے اکبر نامہ میں ایک ورود بزمانہ پرتوی راج قبل زوال پرتوی راج دوسرا آئین اکبری میں بعد زوال پرتوی راج ببال فتح دہلی لکھا ہے۔ بعض روایات کا خلاصہ مندرجہ ذیل مختصر طور پر حسب ذیل ہے۔ مزید تفصیلات ہر ورود کے موقع پر درج ہیں۔

(۱) زمانہ ورود اول ۵۷۱ھ :- حسب ترجمہ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۷۱ آپ بتاریخ ۱۰ محرم ۵۷۱ھ وارد اجیر ہند ہوئے۔

(۲) ورود دوم بعد پرتوی راج درمیان ۵۷۱ھ و ۵۷۸ھ سیرالادیا کے صفحہ ۱۲ اخبار الاخیار کے صفحہ ۳۳ اور نوائے سالکین کے صفحہ ۱۲ کے بیانات کے مطابق آپ اوس وقت وارد اجیر ہوئے جب راجہ پتھورا اجیر میں موجود تھا۔

(۳) زمانہ ورود سوم ۵۷۸ھ یا ۵۷۹ھ :- حسب ترجمہ آئین اکبری صفحہ ۲۲ آپ اس سال وارد اجیر ہوئے جس سال مغزالدین سام بعد زوال پرتوی راج دہلی پرتا بغی ہوا۔ چونکہ بقول فرشتہ جلد اول صفحہ ۵۷۸ شہاب الدین غوری ۵۷۸ھ میں بقول بعض ۵۷۹ھ میں قابض ہوا۔ اس لئے یہی زمانہ وارد اجیر ہونے کا ہے۔

(۴) سال ورود چہارم ۵۷۸ھ :- بقول سیر العارنین صفحہ ۱۲ آپ اس سال وارد اجیر ہوئے جس سال شہاب الدین غوری ہندوستان سے غزنی جاتے ہوئے اٹھائے راہ میں داصل بختی ہوا۔ چونکہ حسب

زشتہ جلد اول صفحہ ۶۰ شہاب الدین کا انتقال ۶۱۲ھ میں ہوا اس لئے یہی سنہ آپ کے ورود ہند کا ہے۔
 (۵) سال ورود پنجم ۶۱۳ھ۔ حسب روایت سیر العارفین صفحہ ۱۹ و سیر الاقطاب صفحہ ۱۰۷ آپ خراسان
 سے اس وقت وارد ہندوستان ہوئے جب کفار منلوں نے زمانہ قباچہ جگہ لمان کا محاصرہ کر لیا تھا۔ چونکہ جب
 منتخب التواریخ صفحہ ۱۰۷ و اقتدایہ میں پیش آیا اس لئے یہی سنہ آپ کے ورود ہند کا ہے۔

زمانہ حال کے تمام تذکرہ نویسوں نے آپ کا صرف ایک مرتبہ ہندوستان میں تشریف لانا تصور کیا
 ہے۔ باوجود ان میں سے بعض نے ورود ہند کی روایات کے زمانوں میں بعد عظیم پاکر پرانے تذکرہ نویسوں
 کو دروغگو تک لکھ دیا ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ حال کے تذکرہ نویس آپ کے ورود ہند کے مسئلہ کو خود
 نہیں سمجھے اس لئے انہوں نے پرانے تذکرہ نویسوں کو دروغگو لکھ دیا حالانکہ محققانہ نظر سے روایات پر غور
 کرنے سے یہ بات صاف طور پر سمجھ میں آ جاتی ہے کہ روایات ورود کے زمانوں میں بعد عظیم کا ہونا ہی
 اس امر کی بین دلیل ہے کہ آپ وارد ہند ہو کر واپس تشریف لے گئے پھر دوسرے وقت تشریف
 لائے۔ ایک ورود کے پانچ مختلف زمانے نہیں ہو سکتے۔

عام طور سے تذکرہ نویسوں نے غریب نواز کے وارد ہند ہونے کے دو مختلف زمانے لکھے ہیں ایک
 جماعت نے ۱۱۶۵ھ میں اجیر (ہندوستان) آنا لکھا ہے دوسری جماعت نے زمانہ پرتوی راج
 (۱۱۸۵ھ یا ۱۱۹۵ھ یا ۱۲۰۵ھ) وارد اجیر ہونا لکھا ہے۔ پس اگر ۱۱۶۵ھ میں آپ کا وارد اجیر ہو کر واپس
 تشریف نہ لے جانا تسلیم کر لیا جائے تو مندرجہ ذیل اور بعض دوسری روایات سے مطابقت نہیں ہوتی۔
 یہ امر بالاتفاق ہے کہ غریب نواز کی ولادت ۱۱۲۲ھ اور ۱۱۲۳ھ کے درمیان ہوئی اور یہ روایت
 بھی بالاتفاق ہے کہ غریب نواز پندرہ سال بچہ بننا اپنے پیر و مرشد سے رخصت ہوئے پس اگر ۱۱۲۳ھ
 کو بھی آپ کا سنہ ولادت تسلیم کر لیا جائے تو غریب نواز ۱۱۲۵ھ میں ہندوستان سے باہر ہند اور شریفین
 اپنے پیر سے رخصت ہوئے لہذا اس صورت میں آپ کا ۱۱۶۱ھ میں ہندوستان آکر واپس
 نہ جانا غلط ہو جاتا ہے۔

پس جبکہ ۱۱۶۵ھ کے بعد ہندوستان سے باہر ہند اور شریفین میں آپ کا پیر و مرشد سے رخصت
 ہونا ثابت ہے تو ایسی حالت میں یہی ہو سکتا ہے کہ صرف بعد پرتوی راج آپ کا وارد اجیر ہونا تسلیم
 کر لیا جائے مگر ایسا انہوں نے یہ ۱۱۶۵ھ میں وارد ہند ہو چکی روایت غلط قرار پائے گی۔ لیکن چونکہ ہرود

روایات مستند کتابوں میں ہیں اس لئے ان میں سے کسی ایک کی بھی تکذیب بالکل ثبوت نہیں کی جاسکتی لہذا ان حالات میں ان ہر دو درود ہند کے زانوں کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے یہ اننا پڑے گا کہ آپ ﷺ میں وارد ہند ہو کر واپس تشریف لے گئے اور ﷺ کے بعد کے واقعات و قطب صاحب کو بغداد میں بیعت کرنے اور قطب صاحب کیساتھ راج کو تشریف لے جانے وغیرہ وغیرہ بیرون ہند پورہ پذیر ہونے کے بعد دوبارہ آپ مجدد پر تقوی راج وارد اجیر ہوئے۔ بایں وجہ یہ سمجھا صحیح نہیں کہ صرف ایک بار وارد ہند ہو کر آپ واپس تشریف نہیں لے گئے۔

علاوہ ازیں ہندوستان آکر واپس جانے کی تحدیق روایات مندرجہ درود سویم، چارم و پنجم سے بھی ہوتی ہے یہ روایات مستند کتابوں (جن کا حوالہ دیا جا چکا ہے) میں موجود ہیں۔ اور روایت پنجم کی روایت سیر العارفین۔ سیر الاقطاب۔ اقتباس الانوار۔ فرشتہ۔ خزینۃ الصغیا اور مسالک السالکین (جلد دوم) میں قطب صاحب کے حالات میں موجود ہے۔ اس لئے یہ قریب قریب بالاتفاق ہے۔ اس روایت میں صاف طور پر زمانہ قباہ بیگ جبکہ ترکان خطا و حق نے قلعہ طمان کا محاصرہ بقول منتخب التواریخ ﷺ میں کر لیا تھا آپ کا خراسان سے دہلی آنا مرقوم ہے چونکہ قبل ﷺ ہندوستان میں آپ نے بقول سیر الاقطاب راجہ کو دعوت اسلام دی اور بقول سیر الادبیات ہندی راجہ کے کشمکش رہی۔ نیز بعض دوسری روایات سے آپ ﷺ سے قبل اجیر میں موجود ہونا پایا جاتا ہے لہذا یہ کسی طرح درست نہیں کہ آپ ہندوستان آکر واپس تشریف نہیں لے گئے۔

اس تحقیق کے سلسلہ میں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ حضرت خواجہ بزرگ خود اپنے مرتبہ رسالہ گنج اسرار میں اتمام فرماتے ہیں کہ میں نے یہ رسالہ بعد شمس الدین مکمل کر کے سلطان موصوت کے پاس بھیجا۔ بعد ازاں مرشد کے حکم کے مطابق اجیر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ غریب نواز کے اس بیان سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ قبل عہد سلطان شمس الدین (جو شمس سے شروع ہوتا ہے) آپ اجیر میں مستقل طور سے سکونت پذیر نہیں ہوئے تھے بلکہ اس وقت تک آپ بضرورت تبلیغ اجیر میں تشریف لاتے تھے اور کچھ عرصہ قیام کر کے واپس تشریف لے جاتے تھے تا آنکہ سلطان شمس الدین التمش کے عہد میں آپ نے اجیر میں مستقل سکونت اختیار کی۔ مزید تفصیلات ہر دو درود کے موقع پر لکھ دی گئی ہیں۔

۵۶۱ء میں وارد اجیر ہونیکے متعلق فرشتہ کے بیان کی تردید

۵۶۱ء میں حضرت خواجہ کے والد اجیر ہونیکے متعلق فرشتہ نے ذیل کی روایت کہی ہے۔ اس روایت کو خزینۃ الامنیاء وغیرہ نے بھی محاسن سنہ کے تھوڑے تغیر اور اضافہ کیا ہے۔

روایت مترجمہ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۶۳:۔ خود (حضرت خواجہ) بالاتفاق اس خادم کے خزین میں تشریف لائے شمس العارفین عبدالواحد جو شیخ نظام الدین ابوالمؤد کے پیر تھے اُن سے ملاقات کر کے لاہور میں داخل ہوئے۔ یہاں سے دلی میں نزول اجلال فرمایا اور جب خاص و عام کا وہاں اثر دام ہوا حضرت اس امر سے متغیر ہو کر اجیر میں تشریف لے گئے۔ اور محرم کی دسویں تاریخ بروز ماشرہ ۵۶۱ء میں آنحضرت نے خطہ اجیر میں نزول اجلال فرمایا اور سید اسادات سید حسن مشہدی المشہور بہ خنگ سوار جو صوفی مذہب تھے اور طبع تقویٰ اور صلاح سے آراستہ تھے اور ادب و ادب کی ملک میں انتظام رکھتے تھے اور سلطان قطب الدین ایک نے ان کو اس شہر کا دروغہ کیا تھا۔ شیخ (حضرت خواجہ) کے آنے سے بہت خوش ہوئے۔

قریب قریب یہی روایت سیر السارنین نے بھی صحت پر لکھی ہے مگر زمانہ درود کا پتہ بجائے ۵۶۱ء کے یہ لکھا ہے کہ جب غریب نواز داد اجیر ہوئے اس وقت مغز الدین سام (شہاب الدین غوری) ہندوستان سے فرنی جاتے ہوئے راستہ میں (سنہ ۵۶۱ء) شہید ہوا۔ لیکن ہر دو ادویوں کا اس پر اتفاق ہے کہ حضرت خواجہ غزنی سے لاہور آئے اور لاہور سے دہلی تشریف لائے پھر اجیر آئے اور جب آپ اجیر میں تشریف لائے اس وقت قطب الدین ایک کی طرف سے سید حسن (بقول سیر العارفین سید حسین) دروغہ اجیر تھے۔ اگر فرشتہ کے بیان کے مطابق آپ کا ۵۶۱ء میں وارد اجیر ہونا مان لیا جائے تو اس سنہ میں سید حسن یا سید حسین کا منجانب قطب الدین ایک بطور دروغہ اجیر میں موجود ہونا بالکل غیر ممکن ہے کیونکہ ۵۶۱ء تک اجیر میں اسلامی تسلط نہیں ہوا تھا بلکہ جب فرشتہ جلد اول صفحہ ۵۵۸ میں بقول بعض ۵۶۱ء میں اجیر اسلامی قبضہ میں آیا بایں وجہ درود ۵۶۱ء کا نہیں بلکہ ۵۶۲ء یا ۵۶۳ء میں ہو سکتا ہے۔ چونکہ جب فرشتہ (جلد اول صفحہ ۵۵۸) وغیرہ اجیر میں مسلمان گورنر کا تقرر ۵۶۳ء میں ہوا اس لئے درود اجیر کی یہ روایت ۵۶۱ء یا اس کے بعد کی ہو سکتی ہے۔ لیکن چونکہ اصل روایت میں صاحب سیر العارفین نے یہ درود شہاب الدین کے سال وفات (سنہ ۵۶۲ء) میں لکھا ہے اس لئے اس روایت کے ساتھ فرشتہ

۱۵۶۱ء لکنا الحق ہے۔ اس الحاق کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ سیر العارفین کی روایت میں درود اجیر کا سنہ نہ تھا اور فرشتہ کو جو روایت دستیاب ہوئی اس میں ۱۵۶۱ء میں وارد ہند ہونا تو تھا مگر درود اجیر نہ تھا اس لئے فرشتہ نے سیاحت کے سلسلہ میں حضرت خواجہ کے وارد ہند ہونے کا سنہ ۱۵۶۱ء سیر العارفین کی روایت سے ملتی کر کے مسدود اجیر تک پہنچنے کا سلسلہ قائم کر دیا۔ اگرچہ ۱۵۶۱ء میں آپ کا وارد ہونا اپنی جگہ صحیح ہے مگر سیر العارفین کی مذکورہ بالا روایت (درود لاہور بسال وفات شہاب الدین خوری) کے ساتھ اس کا الحاق صحیح نہیں ہے۔

۱۱۶۱ھ ۱۵۵۴ء ۱۱۶۲ھ ۱۵۶۲ء سلسلہ سیاحت بغداد شریف سے بار اول سفر ہندوستان واپسی بغداد

اس زمانہ میں آپ کا مستقر بغداد تھا چنانچہ میں سے آپ ۱۵۵۴ء میں سلسلہ سیاحت سفر ہندوستان پر روانہ ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر ۲۴ سال کی تھی اس سلسلہ سفر میں ایسے مقامات جو درجات مندرجہ باب ترتیب سفر کی تحقیق ہمارے نزدیک ۱۵۵۴ء اور ۱۵۵۵ء سے متعلق تھے وہ دیں گے گئے ہیں۔ ہمارے نزدیک اس سفر میں حسب ذیل مقامات پر آپ کا تشریف فرما ہونا قرین قیاس اور درود روایات کے مطابق ہے۔

۱۵۵۴ء بقول سیر العارفین بغداد سے ہمدان ہو چکا اپنے شیخ یوسف ہمدانی سے ملاقات کی۔
ورود ہمدان [یعنی نے ابو یوسف ہمدانی سے ملاقات کرنا لکھا ہے۔ ابو یوسف ہمدانی کا وصال

بقول مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۴ بتاریخ ۲۷ رجب ۱۵۳۵ء میں ہوا۔ یہ زمانہ غریب نواز کی ولادت سے اسی سال بعد کا ہے۔ اس لئے ان سے ملاقات ہونا ممکن نہیں۔

۱۵۵۵ء ہمدان سے تبریز میں تشریف لاکر آپ نے شیخ الشائخ ابو سعید تبریزی سے ملاقات کی۔ شیخ موصوف
ورود تبریز [شیخ جلال الدین تبریزی کے پیروم شد ہیں۔ حضرت نظام الدین ادایا فرماتے ہیں: شیخ ابو سعید
ایسے عالی مرتبت تھے کہ حضرت جلال الدین تبریزی جیسے شرمیہ آپ کی خدمت میں پہنچتے تھے بجا

علاوہ سیر العارفین صوفیہ دیگر کتب میں بقول مجمع تاریخ صوفیہ آپ کا وصال ۱۵۵۴ء یا ۱۵۵۵ء میں ہوا اور ولادت ۱۵۳۵ء

میں ہوئی۔ بقول رشحات صوفیہ آپ کا وصال ۱۵۵۵ء میں ہوا۔ علاوہ سیر العارفین صوفیہ

اس سلسلہ سفر میں تبریز کے بعد فرشتہ نے لکھا ہے کہ آپ نے وارد اصفہان ہو کر قطب صاحب کو مرید کیا۔ ہمارے نزدیک یہ واقعہ اس سفر کا نہیں ہے کیونکہ اس زمانہ (۵۵۵ھ) میں قطب صاحب کی ولادت تک نہیں ہوئی تھی۔ بلکہ وارد اصفہان ہو کر قطب صاحب کو مرید کرنے کا واقعہ ۵۸۲ھ ہے۔ ورود اصفہان کے بعد صاحب خزینۃ الاصفیاء نے جلد اول کے صفحہ ۲۵ پر بلا مؤخر لکھا ہے کہ آپ نے وارد ہمد ہو کر شیخ ابوسعید ہمدانی سے ملاقات کی مگر یہ روایت سیر العارفین، اقتباس الانوار، سیر الاقطاب اور سالک السالکین وغیرہ میں نہیں ہے۔

۵۵۵ھ **استرآباد** تبریز سے استرآباد پہنچ کر آپ نے شیخ ناصر الدین استرآبادی سے ملاقات کی۔ یہ شیخ عظیم المرتبت تھے۔ ان کی عمر ایک سو ستائیس سال بقول دیگر ایک سو ستر سال کی تھی شیخ ابوسعید ابوالخیر اور شیخ ابوالحسن خرقانی کے فیض محبت سے متفیض ہونے پر فرمایا کرتے تھے۔ ورود واسطوں سے سلطان العارفین شیخ بایزید بٹامی سے نسبت رکھتے تھے۔ صاحب سیر العارفین نے صفحہ ۹ پر ان کی عمر ایک سو سات سال لکھی ہے مگر اس عمر کے پیش نظر ہر دو بزرگان مذکور سے ان کی ملاقات ہونا غیر ممکن ہے۔ ۵۵۵ھ غریب نواز فرماتے ہیں کہ بحالت مسافرت بخارا میں ایک شخص سے ملاقات ہوئی۔ یہ از حد ورود بخارا مشغول تھا۔ لیکن نابینا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کب سے نابینا ہوئے؟ فرمایا: جب میرا کام کمالیت کو پہنچا اور وحدانیت وعظمت پر ہنگامہ پڑنا شروع ہوئی تو ایک دن میری نگاہ فیہ پر پڑ گئی غیب سے آواز آئی: اے مدعی! دعویٰ تو ہماری محبت کا کرتا ہے مگر فکر کی طرف ادھیکتا ہے جب یہ آواز سنی ایسا شرمندہ ہو کر بات تک نہ ہو سکی۔ بارگاہ الہی میں دعا کی کہ جو آنکھ دوست کو اغیر کو دیکھے وہ اندھی ہو جائے۔ ابھی یہ بات اچھی طرح کہنے میں نہ پایا تھا کہ دونوں آنکھوں کی بصرارت چلی گئی۔ ۵۵۵ھ خرقان میں تشریف فرما ہو کر آپ نے شیخ ابوالحسن خرقانی کے مزار اقدس ورود خرقان سے فیض باطنی حاصل کیا۔

۵۵۵ھ ملاقات ۵۵۵ھ میں سرقد بخارا جاتے ہوئے ہوئی ہو۔ ۵۵۵ھ ایک سو ستائیس سال کی عمر شیخ ابوالحسن خرقانی کے فیض محبت سے متفیض ہوئے روایت سے مطابقت نہیں کرتی۔ ۵۵۵ھ دیکھو سالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۶۷۔ ۵۵۵ھ دیکھو سیر العارفین جلد دوم صفحہ ۲۹۰۔ ۵۵۵ھ یہ قرینہ صوبہ جرجان میں ہے۔ (دیکھو سالک السالکین جلد دوم صفحہ ۳۲۵) ۵۵۵ھ شیخ ابوالحسن خرقانی کا وصال ۵۵۵ھ سال میں ہوا (دیکھو سالک السالکین جلد دوم صفحہ ۳۲۵) ۵۵۵ھ دیکھو سالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۶۷

خواجه بزرگ فرماتے ہیں کہ ہنگام مسافت جب میں سمرقند میں قناداں ابولیت سمرقندی کے مکان کے قریب ایک مسجد تھی اسکی محراب کے قباہ رخ ہونے کے متعلق ایک دانشمند نے اقراض کیا۔ لیکن میں نے اُسے محراب کے صبح قباہ رخ ہونیکا بالمشاہدہ اطمینان کرا دیا۔

ورود مہینہ یا مہینہ و قیام حاصل کیا۔ بقول صاحب سیر العارفین ص ۱۰۷ اس نواح د نواح مہینہ یا خرقان میں آپ نے دو سال تک قیام فرمایا۔

بعد ازاں آپ مہینہ سے براہ چشت وارد ہرات (ہری) ہوئے۔ یہاں اکثر آپ شیخ عبداللہ افغاری کے قبۃ مزار میں شب بیداریاں کیا کرتے تھے۔ بیشتر عات کے دنوں سے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔

جب آپ کی بزرگی اور کشف و کرامت ہرات و واقع افغانستان میں شہرہ ہوا اور خلقت کا ہجوم ہونے لگا تو آپ ہرات سے سبزہ دار (جو افغانستان میں ہے) تشریف لائے۔

علا دیکھو دلیل العارفین ص ۱۰۷ ماسک الالکین جلد دوم کے ص ۵۵ پر مہینہ لکھا ہے مگر نقشہ دُل ایٹ سنڈے نیوز مودھ ۲۳ مارچ ۱۹۳۶ء میں مہینہ لکھا ہے۔ علا خوام ابو سید ابو الخیر کی ولادت غزوہ عم ۳۵ھ میں اور وفات بتاریخ ۳۰ رشتخان ۵۵۵ھ میں ہوئی (دیکھو ماسک الالکین جلد دوم ص ۲۴) علا دیکھو ماسک الالکین جلد دوم ص ۲۴ ۵۵ مترجہ فرشتہ میں ص ۵۵ پر خرقان میں دو سال قیام فرمایا لکھا ہے۔ ماسک الالکین کے ص ۲۴ پر مہینہ میں دو سال قیام فرمایا لکھا ہے۔ علا جو کہ ہرات سے چشت میں کوس ہے اس لئے اغلب گمان ہے کہ اس موقع پر آپ نے چشت چو چکر اپنے پیران سلسلہ کے مزارات کی زیارت کی۔ نہ آپ کی کنیت ابو اسکیل ہے حالانکہ نام ابو سعید ہے۔ شیخ عالی مرتبت ہیں۔ نو سال کی عمر میں فارغ التحصیل ہوئے آپ کو چھ ہزار سے زیادہ فنی اشعار اور ایک لاکھ فارسی کے اشعار یاد تھے اور تین ہزار احادیث اسناد کے ساتھ یاد تھیں۔ آپ کی ولادت ۳۲۹ھ میں اور وفات بتاریخ ۹ ربیع الاول ۵۵۵ھ میں ہوئی (درخیشہ الاصفیا جلد دوم ص ۲۳۵ و ۲۳۶ و ۲۳۷ و ۲۳۸ و ۲۳۹ و ۲۴۰ و ۲۴۱ و ۲۴۲ و ۲۴۳ و ۲۴۴ و ۲۴۵ و ۲۴۶ و ۲۴۷ و ۲۴۸ و ۲۴۹ و ۲۵۰ و ۲۵۱ و ۲۵۲ و ۲۵۳ و ۲۵۴ و ۲۵۵ و ۲۵۶ و ۲۵۷ و ۲۵۸ و ۲۵۹ و ۲۶۰ و ۲۶۱ و ۲۶۲ و ۲۶۳ و ۲۶۴ و ۲۶۵ و ۲۶۶ و ۲۶۷ و ۲۶۸ و ۲۶۹ و ۲۷۰ و ۲۷۱ و ۲۷۲ و ۲۷۳ و ۲۷۴ و ۲۷۵ و ۲۷۶ و ۲۷۷ و ۲۷۸ و ۲۷۹ و ۲۸۰ و ۲۸۱ و ۲۸۲ و ۲۸۳ و ۲۸۴ و ۲۸۵ و ۲۸۶ و ۲۸۷ و ۲۸۸ و ۲۸۹ و ۲۹۰ و ۲۹۱ و ۲۹۲ و ۲۹۳ و ۲۹۴ و ۲۹۵ و ۲۹۶ و ۲۹۷ و ۲۹۸ و ۲۹۹ و ۳۰۰ و ۳۰۱ و ۳۰۲ و ۳۰۳ و ۳۰۴ و ۳۰۵ و ۳۰۶ و ۳۰۷ و ۳۰۸ و ۳۰۹ و ۳۱۰ و ۳۱۱ و ۳۱۲ و ۳۱۳ و ۳۱۴ و ۳۱۵ و ۳۱۶ و ۳۱۷ و ۳۱۸ و ۳۱۹ و ۳۲۰ و ۳۲۱ و ۳۲۲ و ۳۲۳ و ۳۲۴ و ۳۲۵ و ۳۲۶ و ۳۲۷ و ۳۲۸ و ۳۲۹ و ۳۳۰ و ۳۳۱ و ۳۳۲ و ۳۳۳ و ۳۳۴ و ۳۳۵ و ۳۳۶ و ۳۳۷ و ۳۳۸ و ۳۳۹ و ۳۴۰ و ۳۴۱ و ۳۴۲ و ۳۴۳ و ۳۴۴ و ۳۴۵ و ۳۴۶ و ۳۴۷ و ۳۴۸ و ۳۴۹ و ۳۵۰ و ۳۵۱ و ۳۵۲ و ۳۵۳ و ۳۵۴ و ۳۵۵ و ۳۵۶ و ۳۵۷ و ۳۵۸ و ۳۵۹ و ۳۶۰ و ۳۶۱ و ۳۶۲ و ۳۶۳ و ۳۶۴ و ۳۶۵ و ۳۶۶ و ۳۶۷ و ۳۶۸ و ۳۶۹ و ۳۷۰ و ۳۷۱ و ۳۷۲ و ۳۷۳ و ۳۷۴ و ۳۷۵ و ۳۷۶ و ۳۷۷ و ۳۷۸ و ۳۷۹ و ۳۸۰ و ۳۸۱ و ۳۸۲ و ۳۸۳ و ۳۸۴ و ۳۸۵ و ۳۸۶ و ۳۸۷ و ۳۸۸ و ۳۸۹ و ۳۹۰ و ۳۹۱ و ۳۹۲ و ۳۹۳ و ۳۹۴ و ۳۹۵ و ۳۹۶ و ۳۹۷ و ۳۹۸ و ۳۹۹ و ۴۰۰ و ۴۰۱ و ۴۰۲ و ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ و ۴۰۶ و ۴۰۷ و ۴۰۸ و ۴۰۹ و ۴۱۰ و ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ و ۴۱۵ و ۴۱۶ و ۴۱۷ و ۴۱۸ و ۴۱۹ و ۴۲۰ و ۴۲۱ و ۴۲۲ و ۴۲۳ و ۴۲۴ و ۴۲۵ و ۴۲۶ و ۴۲۷ و ۴۲۸ و ۴۲۹ و ۴۳۰ و ۴۳۱ و ۴۳۲ و ۴۳۳ و ۴۳۴ و ۴۳۵ و ۴۳۶ و ۴۳۷ و ۴۳۸ و ۴۳۹ و ۴۴۰ و ۴۴۱ و ۴۴۲ و ۴۴۳ و ۴۴۴ و ۴۴۵ و ۴۴۶ و ۴۴۷ و ۴۴۸ و ۴۴۹ و ۴۵۰ و ۴۵۱ و ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۴ و ۴۵۵ و ۴۵۶ و ۴۵۷ و ۴۵۸ و ۴۵۹ و ۴۶۰ و ۴۶۱ و ۴۶۲ و ۴۶۳ و ۴۶۴ و ۴۶۵ و ۴۶۶ و ۴۶۷ و ۴۶۸ و ۴۶۹ و ۴۷۰ و ۴۷۱ و ۴۷۲ و ۴۷۳ و ۴۷۴ و ۴۷۵ و ۴۷۶ و ۴۷۷ و ۴۷۸ و ۴۷۹ و ۴۸۰ و ۴۸۱ و ۴۸۲ و ۴۸۳ و ۴۸۴ و ۴۸۵ و ۴۸۶ و ۴۸۷ و ۴۸۸ و ۴۸۹ و ۴۹۰ و ۴۹۱ و ۴۹۲ و ۴۹۳ و ۴۹۴ و ۴۹۵ و ۴۹۶ و ۴۹۷ و ۴۹۸ و ۴۹۹ و ۵۰۰ و ۵۰۱ و ۵۰۲ و ۵۰۳ و ۵۰۴ و ۵۰۵ و ۵۰۶ و ۵۰۷ و ۵۰۸ و ۵۰۹ و ۵۱۰ و ۵۱۱ و ۵۱۲ و ۵۱۳ و ۵۱۴ و ۵۱۵ و ۵۱۶ و ۵۱۷ و ۵۱۸ و ۵۱۹ و ۵۲۰ و ۵۲۱ و ۵۲۲ و ۵۲۳ و ۵۲۴ و ۵۲۵ و ۵۲۶ و ۵۲۷ و ۵۲۸ و ۵۲۹ و ۵۳۰ و ۵۳۱ و ۵۳۲ و ۵۳۳ و ۵۳۴ و ۵۳۵ و ۵۳۶ و ۵۳۷ و ۵۳۸ و ۵۳۹ و ۵۴۰ و ۵۴۱ و ۵۴۲ و ۵۴۳ و ۵۴۴ و ۵۴۵ و ۵۴۶ و ۵۴۷ و ۵۴۸ و ۵۴۹ و ۵۵۰ و ۵۵۱ و ۵۵۲ و ۵۵۳ و ۵۵۴ و ۵۵۵ و ۵۵۶ و ۵۵۷ و ۵۵۸ و ۵۵۹ و ۵۶۰ و ۵۶۱ و ۵۶۲ و ۵۶۳ و ۵۶۴ و ۵۶۵ و ۵۶۶ و ۵۶۷ و ۵۶۸ و ۵۶۹ و ۵۷۰ و ۵۷۱ و ۵۷۲ و ۵۷۳ و ۵۷۴ و ۵۷۵ و ۵۷۶ و ۵۷۷ و ۵۷۸ و ۵۷۹ و ۵۸۰ و ۵۸۱ و ۵۸۲ و ۵۸۳ و ۵۸۴ و ۵۸۵ و ۵۸۶ و ۵۸۷ و ۵۸۸ و ۵۸۹ و ۵۹۰ و ۵۹۱ و ۵۹۲ و ۵۹۳ و ۵۹۴ و ۵۹۵ و ۵۹۶ و ۵۹۷ و ۵۹۸ و ۵۹۹ و ۶۰۰ و ۶۰۱ و ۶۰۲ و ۶۰۳ و ۶۰۴ و ۶۰۵ و ۶۰۶ و ۶۰۷ و ۶۰۸ و ۶۰۹ و ۶۱۰ و ۶۱۱ و ۶۱۲ و ۶۱۳ و ۶۱۴ و ۶۱۵ و ۶۱۶ و ۶۱۷ و ۶۱۸ و ۶۱۹ و ۶۲۰ و ۶۲۱ و ۶۲۲ و ۶۲۳ و ۶۲۴ و ۶۲۵ و ۶۲۶ و ۶۲۷ و ۶۲۸ و ۶۲۹ و ۶۳۰ و ۶۳۱ و ۶۳۲ و ۶۳۳ و ۶۳۴ و ۶۳۵ و ۶۳۶ و ۶۳۷ و ۶۳۸ و ۶۳۹ و ۶۴۰ و ۶۴۱ و ۶۴۲ و ۶۴۳ و ۶۴۴ و ۶۴۵ و ۶۴۶ و ۶۴۷ و ۶۴۸ و ۶۴۹ و ۶۵۰ و ۶۵۱ و ۶۵۲ و ۶۵۳ و ۶۵۴ و ۶۵۵ و ۶۵۶ و ۶۵۷ و ۶۵۸ و ۶۵۹ و ۶۶۰ و ۶۶۱ و ۶۶۲ و ۶۶۳ و ۶۶۴ و ۶۶۵ و ۶۶۶ و ۶۶۷ و ۶۶۸ و ۶۶۹ و ۶۷۰ و ۶۷۱ و ۶۷۲ و ۶۷۳ و ۶۷۴ و ۶۷۵ و ۶۷۶ و ۶۷۷ و ۶۷۸ و ۶۷۹ و ۶۸۰ و ۶۸۱ و ۶۸۲ و ۶۸۳ و ۶۸۴ و ۶۸۵ و ۶۸۶ و ۶۸۷ و ۶۸۸ و ۶۸۹ و ۶۹۰ و ۶۹۱ و ۶۹۲ و ۶۹۳ و ۶۹۴ و ۶۹۵ و ۶۹۶ و ۶۹۷ و ۶۹۸ و ۶۹۹ و ۷۰۰ و ۷۰۱ و ۷۰۲ و ۷۰۳ و ۷۰۴ و ۷۰۵ و ۷۰۶ و ۷۰۷ و ۷۰۸ و ۷۰۹ و ۷۱۰ و ۷۱۱ و ۷۱۲ و ۷۱۳ و ۷۱۴ و ۷۱۵ و ۷۱۶ و ۷۱۷ و ۷۱۸ و ۷۱۹ و ۷۲۰ و ۷۲۱ و ۷۲۲ و ۷۲۳ و ۷۲۴ و ۷۲۵ و ۷۲۶ و ۷۲۷ و ۷۲۸ و ۷۲۹ و ۷۳۰ و ۷۳۱ و ۷۳۲ و ۷۳۳ و ۷۳۴ و ۷۳۵ و ۷۳۶ و ۷۳۷ و ۷۳۸ و ۷۳۹ و ۷۴۰ و ۷۴۱ و ۷۴۲ و ۷۴۳ و ۷۴۴ و ۷۴۵ و ۷۴۶ و ۷۴۷ و ۷۴۸ و ۷۴۹ و ۷۵۰ و ۷۵۱ و ۷۵۲ و ۷۵۳ و ۷۵۴ و ۷۵۵ و ۷۵۶ و ۷۵۷ و ۷۵۸ و ۷۵۹ و ۷۶۰ و ۷۶۱ و ۷۶۲ و ۷۶۳ و ۷۶۴ و ۷۶۵ و ۷۶۶ و ۷۶۷ و ۷۶۸ و ۷۶۹ و ۷۷۰ و ۷۷۱ و ۷۷۲ و ۷۷۳ و ۷۷۴ و ۷۷۵ و ۷۷۶ و ۷۷۷ و ۷۷۸ و ۷۷۹ و ۷۸۰ و ۷۸۱ و ۷۸۲ و ۷۸۳ و ۷۸۴ و ۷۸۵ و ۷۸۶ و ۷۸۷ و ۷۸۸ و ۷۸۹ و ۷۹۰ و ۷۹۱ و ۷۹۲ و ۷۹۳ و ۷۹۴ و ۷۹۵ و ۷۹۶ و ۷۹۷ و ۷۹۸ و ۷۹۹ و ۸۰۰ و ۸۰۱ و ۸۰۲ و ۸۰۳ و ۸۰۴ و ۸۰۵ و ۸۰۶ و ۸۰۷ و ۸۰۸ و ۸۰۹ و ۸۱۰ و ۸۱۱ و ۸۱۲ و ۸۱۳ و ۸۱۴ و ۸۱۵ و ۸۱۶ و ۸۱۷ و ۸۱۸ و ۸۱۹ و ۸۲۰ و ۸۲۱ و ۸۲۲ و ۸۲۳ و ۸۲۴ و ۸۲۵ و ۸۲۶ و ۸۲۷ و ۸۲۸ و ۸۲۹ و ۸۳۰ و ۸۳۱ و ۸۳۲ و ۸۳۳ و ۸۳۴ و ۸۳۵ و ۸۳۶ و ۸۳۷ و ۸۳۸ و ۸۳۹ و ۸۴۰ و ۸۴۱ و ۸۴۲ و ۸۴۳ و ۸۴۴ و ۸۴۵ و ۸۴۶ و ۸۴۷ و ۸۴۸ و ۸۴۹ و ۸۵۰ و ۸۵۱ و ۸۵۲ و ۸۵۳ و ۸۵۴ و ۸۵۵ و ۸۵۶ و ۸۵۷ و ۸۵۸ و ۸۵۹ و ۸۶۰ و ۸۶۱ و ۸۶۲ و ۸۶۳ و ۸۶۴ و ۸۶۵ و ۸۶۶ و ۸۶۷ و ۸۶۸ و ۸۶۹ و ۸۷۰ و ۸۷۱ و ۸۷۲ و ۸۷۳ و ۸۷۴ و ۸۷۵ و ۸۷۶ و ۸۷۷ و ۸۷۸ و ۸۷۹ و ۸۸۰ و ۸۸۱ و ۸۸۲ و ۸۸۳ و ۸۸۴ و ۸۸۵ و ۸۸۶ و ۸۸۷ و ۸۸۸ و ۸۸۹ و ۸۹۰ و ۸۹۱ و ۸۹۲ و ۸۹۳ و ۸۹۴ و ۸۹۵ و ۸۹۶ و ۸۹۷ و ۸۹۸ و ۸۹۹ و ۹۰۰ و ۹۰۱ و ۹۰۲ و ۹۰۳ و ۹۰۴ و ۹۰۵ و ۹۰۶ و ۹۰۷ و ۹۰۸ و ۹۰۹ و ۹۱۰ و ۹۱۱ و ۹۱۲ و ۹۱۳ و ۹۱۴ و ۹۱۵ و ۹۱۶ و ۹۱۷ و ۹۱۸ و ۹۱۹ و ۹۲۰ و ۹۲۱ و ۹۲۲ و ۹۲۳ و ۹۲۴ و ۹۲۵ و ۹۲۶ و ۹۲۷ و ۹۲۸ و ۹۲۹ و ۹۳۰ و ۹۳۱ و ۹۳۲ و ۹۳۳ و ۹۳۴ و ۹۳۵ و ۹۳۶ و ۹۳۷ و ۹۳۸ و ۹۳۹ و ۹۴۰ و ۹۴۱ و ۹۴۲ و ۹۴۳ و ۹۴۴ و ۹۴۵ و ۹۴۶ و ۹۴۷ و ۹۴۸ و ۹۴۹ و ۹۵۰ و ۹۵۱ و ۹۵۲ و ۹۵۳ و ۹۵۴ و ۹۵۵ و ۹۵۶ و ۹۵۷ و ۹۵۸ و ۹۵۹ و ۹۶۰ و ۹۶۱ و ۹۶۲ و ۹۶۳ و ۹۶۴ و ۹۶۵ و ۹۶۶ و ۹۶۷ و ۹۶۸ و ۹۶۹ و ۹۷۰ و ۹۷۱ و ۹۷۲ و ۹۷۳ و ۹۷۴ و ۹۷۵ و ۹۷۶ و ۹۷۷ و ۹۷۸ و ۹۷۹ و ۹۸۰ و ۹۸۱ و ۹۸۲ و ۹۸۳ و ۹۸۴ و ۹۸۵ و ۹۸۶ و ۹۸۷ و ۹۸۸ و ۹۸۹ و ۹۹۰ و ۹۹۱ و ۹۹۲ و ۹۹۳ و ۹۹۴ و ۹۹۵ و ۹۹۶ و ۹۹۷ و ۹۹۸ و ۹۹۹ و ۱۰۰۰ و ۱۰۰۱ و ۱۰۰۲ و ۱۰۰۳ و ۱۰۰۴ و ۱۰۰۵ و ۱۰۰۶ و ۱۰۰۷ و ۱۰۰۸ و ۱۰۰۹ و ۱۰۱۰ و ۱۰۱۱ و ۱۰۱۲ و ۱۰۱۳ و ۱۰۱۴ و ۱۰۱۵ و ۱۰۱۶ و ۱۰۱۷ و ۱۰۱۸ و ۱۰۱۹ و ۱۰۲۰ و ۱۰۲۱ و ۱۰۲۲ و ۱۰۲۳ و ۱۰۲۴ و ۱۰۲۵ و ۱۰۲۶ و ۱۰۲۷ و ۱۰۲۸ و ۱۰۲۹ و ۱۰۳۰ و ۱۰۳۱ و ۱۰۳۲ و ۱۰۳۳ و ۱۰۳۴ و ۱۰۳۵ و ۱۰۳۶ و ۱۰۳۷ و ۱۰۳۸ و ۱۰۳۹ و ۱۰۴۰ و ۱۰۴۱ و ۱۰۴۲ و ۱۰۴۳ و ۱۰۴۴ و ۱۰۴۵ و ۱۰۴۶ و ۱۰۴۷ و ۱۰۴۸ و ۱۰۴۹ و ۱۰۵۰ و ۱۰۵۱ و ۱۰۵۲ و ۱۰۵۳ و ۱۰۵۴ و ۱۰۵۵ و ۱۰۵۶ و ۱۰۵۷ و ۱۰۵۸ و ۱۰۵۹ و ۱۰۶۰ و ۱۰۶۱ و ۱۰۶۲ و ۱۰۶۳ و ۱۰۶۴ و ۱۰۶۵ و ۱۰۶۶ و ۱۰۶۷ و ۱۰۶۸ و ۱۰۶۹ و ۱۰۷۰ و ۱۰۷۱ و ۱۰۷۲ و ۱۰۷۳ و ۱۰۷۴ و ۱۰۷۵ و ۱۰۷۶ و ۱۰۷۷ و ۱۰۷۸ و ۱۰۷۹ و ۱۰۸۰ و ۱۰۸۱ و ۱۰۸۲ و ۱۰۸۳ و ۱۰۸۴ و ۱۰۸۵ و ۱۰۸۶ و ۱۰۸۷ و ۱۰۸۸ و ۱۰۸۹ و ۱۰۹۰ و ۱۰۹۱ و ۱۰۹۲ و ۱۰۹۳ و ۱۰۹۴ و ۱۰۹۵ و ۱۰۹۶ و ۱۰۹۷ و ۱۰۹۸ و ۱۰۹۹ و ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ و ۱۱۰۲ و ۱۱۰۳ و ۱۱۰۴ و ۱۱۰۵ و ۱۱۰۶ و ۱۱۰۷ و ۱۱۰۸ و ۱۱۰۹ و ۱۱۱۰ و ۱۱۱۱ و ۱۱۱۲ و ۱۱۱۳ و ۱۱۱۴ و ۱۱۱۵ و ۱۱۱۶ و ۱۱۱۷ و ۱۱۱۸ و ۱۱۱۹ و ۱۱۲۰ و ۱۱۲۱ و ۱۱۲۲ و ۱۱۲۳ و ۱۱۲۴ و ۱۱۲۵ و ۱۱۲۶ و ۱۱۲۷ و ۱۱۲۸ و ۱۱۲۹ و ۱۱۳۰ و ۱۱۳۱ و ۱۱۳۲ و ۱۱۳۳ و ۱۱۳۴ و ۱۱۳۵ و ۱۱۳۶ و ۱۱۳۷ و ۱۱۳۸ و ۱۱۳۹ و ۱۱۴۰ و ۱۱۴۱ و ۱۱۴۲ و ۱۱۴۳ و ۱۱۴۴ و ۱۱۴۵ و ۱۱۴۶ و ۱۱۴۷ و ۱۱۴۸ و ۱۱۴۹ و ۱۱۵۰ و ۱۱۵۱ و ۱۱۵۲ و ۱۱۵۳ و ۱۱۵۴ و ۱۱۵۵ و ۱۱۵۶ و ۱۱۵۷ و ۱۱۵۸ و ۱۱۵۹ و ۱۱۶۰ و ۱۱۶۱ و ۱۱۶۲ و ۱۱۶۳ و ۱۱۶۴ و ۱۱۶۵ و ۱۱۶۶ و ۱۱۶۷ و ۱۱۶۸ و ۱۱۶۹ و ۱۱۷۰ و ۱۱۷۱ و ۱۱۷۲ و ۱۱۷۳ و ۱۱۷۴ و ۱۱۷۵ و ۱۱۷۶ و ۱۱۷۷ و ۱۱۷۸ و ۱۱۷۹ و ۱۱۸۰ و ۱۱۸۱ و ۱۱۸۲ و ۱۱۸۳ و ۱۱۸۴ و ۱۱۸۵ و ۱۱۸۶ و ۱۱۸۷ و ۱۱۸۸ و ۱۱۸۹ و ۱۱۹۰ و ۱۱۹۱ و ۱۱۹۲ و ۱۱۹۳ و ۱۱۹۴ و ۱۱۹۵ و ۱۱۹۶ و ۱۱۹۷ و ۱۱۹۸ و ۱۱۹۹ و ۱۲۰۰ و ۱۲۰۱ و ۱۲۰۲ و ۱۲۰۳ و ۱۲۰۴ و ۱۲۰۵ و ۱۲۰۶ و ۱۲۰۷ و ۱۲۰۸ و ۱۲۰۹ و ۱۲۱۰ و ۱۲۱۱ و ۱۲۱۲ و ۱۲۱۳ و ۱۲۱۴ و ۱۲۱۵ و ۱۲۱۶ و ۱۲۱۷ و ۱۲۱۸ و ۱۲۱۹ و ۱۲۲۰ و ۱۲۲۱ و ۱۲۲۲ و ۱۲۲۳ و ۱۲۲۴ و ۱۲۲۵ و ۱۲۲۶ و ۱۲۲۷ و ۱۲۲۸ و ۱۲۲۹ و ۱۲۳۰ و ۱۲۳۱ و ۱۲۳۲ و ۱۲۳۳ و ۱۲۳۴ و ۱۲۳۵ و ۱۲۳۶ و ۱۲۳۷ و ۱۲۳۸ و ۱۲۳۹ و ۱۲۴۰ و ۱۲۴۱ و ۱۲۴۲ و ۱۲۴۳ و ۱۲۴۴ و ۱۲۴۵ و ۱۲۴۶ و ۱۲۴۷ و ۱۲۴۸ و ۱۲۴۹ و ۱۲۵۰ و ۱۲۵۱ و ۱۲۵۲ و ۱۲۵۳ و ۱۲۵۴ و ۱۲۵۵ و ۱۲۵۶ و ۱۲۵۷ و ۱۲۵۸ و ۱۲۵۹ و ۱۲۶۰ و ۱۲۶۱ و ۱۲۶۲ و ۱۲۶۳ و ۱۲۶۴ و ۱۲۶۵ و ۱۲۶۶ و ۱۲۶۷ و ۱۲۶۸ و ۱۲۶۹ و ۱۲۷۰ و ۱۲۷۱ و ۱۲۷۲ و ۱۲۷۳ و ۱۲۷۴ و ۱۲۷۵ و ۱۲۷۶ و ۱۲۷۷ و ۱۲۷۸ و ۱۲۷۹ و ۱۲۸۰ و ۱۲۸۱ و ۱۲۸۲ و ۱۲۸۳ و ۱۲۸۴ و ۱۲۸۵ و ۱۲۸۶ و ۱۲۸۷ و ۱۲۸۸ و ۱۲۸۹ و ۱۲۹۰ و ۱۲۹۱ و ۱۲۹۲ و ۱۲۹۳ و ۱۲۹۴ و ۱۲۹۵ و ۱۲۹۶ و ۱۲۹۷ و ۱۲۹۸ و ۱۲۹۹ و ۱۳۰۰ و ۱۳۰۱ و ۱۳۰۲ و ۱۳۰۳ و ۱۳۰۴ و ۱۳۰۵ و ۱۳۰۶ و ۱۳۰۷ و ۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ و ۱۳۱۰ و ۱۳۱۱ و ۱۳۱۲ و ۱۳۱۳ و ۱۳۱۴ و ۱۳۱۵ و ۱۳۱۶ و ۱۳۱۷ و ۱۳۱۸ و ۱۳۱۹ و ۱۳۲۰ و ۱۳۲۱ و ۱۳۲۲ و ۱۳۲۳ و ۱۳۲۴ و ۱۳۲۵ و ۱۳۲۶ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۸ و ۱۳۲۹ و ۱۳۳۰ و ۱۳۳۱ و ۱۳۳۲ و ۱۳۳۳ و ۱۳۳۴ و ۱۳۳۵ و ۱۳۳۶ و ۱۳۳۷ و ۱۳۳۸ و ۱۳۳۹ و ۱۳۴۰ و ۱۳۴۱ و ۱۳۴۲ و ۱۳۴۳ و ۱۳۴۴ و ۱۳۴۵ و ۱۳۴۶ و ۱۳۴۷ و ۱۳۴۸ و ۱۳۴۹ و ۱۳۵۰ و ۱۳۵۱ و ۱۳۵۲ و ۱۳۵۳ و ۱۳۵۴ و ۱۳۵۵ و ۱۳۵۶ و ۱۳۵۷ و ۱۳۵۸ و ۱۳۵۹ و ۱۳۶۰ و ۱۳۶۱ و ۱۳۶۲ و ۱۳۶۳ و ۱۳۶۴ و ۱۳۶۵ و ۱۳۶۶ و ۱۳۶۷ و ۱۳۶۸ و ۱۳۶۹ و ۱۳۷۰ و ۱۳۷۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۳ و ۱۳۷۴ و ۱۳۷۵ و ۱۳۷۶ و ۱۳۷۷ و ۱۳۷۸ و ۱۳۷۹ و ۱۳۸۰ و ۱۳۸۱ و ۱۳۸۲ و ۱۳۸۳ و ۱۳۸۴ و ۱۳۸۵ و ۱۳۸۶ و ۱۳۸۷ و ۱۳۸۸ و ۱۳۸۹ و ۱۳۹۰ و ۱۳۹۱ و ۱۳۹۲ و ۱۳۹۳ و ۱۳۹۴ و ۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۹۷ و ۱۳۹۸ و ۱۳۹۹ و ۱۴۰۰ و ۱۴۰۱ و ۱۴۰۲ و ۱۴۰۳ و ۱۴۰۴ و ۱۴۰۵ و ۱۴۰۶ و ۱۴۰۷ و ۱۴۰۸ و ۱۴۰۹ و ۱۴۱۰ و ۱۴۱۱ و ۱۴۱۲ و ۱۴۱۳ و ۱۴۱۴ و ۱۴۱۵ و ۱۴۱۶ و ۱۴۱۷ و ۱۴۱۸ و ۱۴۱۹ و ۱۴۲۰ و ۱۴۲۱ و ۱۴۲۲ و ۱۴۲۳ و ۱۴۲۴ و ۱۴۲۵ و ۱۴۲۶ و ۱۴۲۷ و ۱۴۲۸ و ۱۴۲۹ و ۱۴۳۰ و ۱۴۳۱ و ۱۴۳۲ و ۱۴۳۳ و ۱۴۳۴ و ۱۴۳۵ و ۱۴۳۶ و ۱۴۳۷ و ۱۴۳۸ و ۱۴۳۹ و ۱۴۴۰ و ۱۴۴۱ و ۱۴۴۲ و ۱۴۴۳ و ۱۴۴۴ و ۱۴۴۵ و ۱۴۴۶ و ۱۴۴۷ و ۱۴۴۸ و ۱۴۴۹ و ۱۴۵۰ و ۱۴۵۱ و ۱۴۵۲ و ۱۴۵۳ و ۱۴۵۴ و ۱۴۵۵ و ۱۴۵۶ و ۱۴۵۷ و ۱۴۵۸ و ۱۴۵۹ و ۱۴۶۰ و ۱۴۶۱ و ۱۴۶۲ و ۱۴۶۳ و ۱۴۶۴ و ۱۴۶۵ و ۱۴۶۶ و ۱۴۶۷ و ۱۴۶۸ و ۱۴۶۹ و ۱۴۷۰ و ۱۴۷۱ و ۱۴۷۲ و ۱۴۷۳ و ۱۴۷۴ و ۱۴۷۵ و ۱۴۷۶ و ۱۴۷۷ و ۱۴۷۸ و ۱۴۷۹ و ۱۴۸۰ و ۱۴۸۱ و ۱۴۸۲ و ۱۴۸۳ و ۱۴۸۴ و ۱۴۸۵ و ۱۴۸۶ و ۱۴۸۷ و ۱۴۸۸ و ۱۴۸۹ و ۱۴۹۰ و ۱۴۹۱ و ۱۴۹۲ و ۱۴۹۳ و ۱۴۹۴ و ۱۴۹۵ و ۱۴۹۶ و ۱۴۹۷ و ۱۴۹۸ و ۱۴۹۹ و ۱۵۰۰ و ۱۵۰۱ و ۱۵۰۲ و

۱۰ محرم ۵۹۱ مطابق ۱۱ نومبر ۱۱۷۲ء ہنزہ وار سے براہ قلعہ شادان آپ ملتان میں تشریف لائے حسب
 بار اول درود ہند یعنی ملتان دلیل العارفین (صفحہ ۵۴۵) یہاں آپ نے ایک بزرگ سے ملاقات
 میں تشریف آوری کی۔ ان بزرگ نے دوران ملاقات میں فرمایا کہ اہل محبت کی توبہ
 تین قسم کی ہوتی ہے۔ اول بوجہ ندامت، دوم مصیبت ترک کرنے کے خیال سے، سوم اپنے آپ
 کو مصومت اور ظلم سے پاک رکھنے کے لئے؟

اس درود کے متعلق بعض امور کی تحقیق بعض مورخین کا خیال ہے کہ درود اجیر کا سال ۵۹۱ء کہنے
 میں سہو ہوا ہے۔ دراصل صبح سال درود اجیر کا ۵۹۱ء ہے اس سنہ میں آپ صرف ایک مرتبہ داراد اجیر ہو کر واپس تشریف نہیں لے گئے۔ ہمارے نزدیک
 یہ خیال صحیح نہیں ہے کیونکہ اس سنہ (۵۹۱ء) میں داراد اجیر ہونے کی مطابقت سیرالایہ
 (صفحہ ۵۷۶) وغیرہ کے اس بیان سے نہیں ہوتی کہ آپ بزمانہ حیات پر تقوی راج اجیر میں تشریف
 لائے تھے؟ کیونکہ پر تقوی راج کا زمانہ بقول فرشتہ (جلداول صفحہ ۵۸۸) ۵۸۸ء بقول دیگر
 ۵۸۹ء میں قائم ہو جاتا ہے۔

یہ درود ہند بار اول بسلسلہ سیاحت تھا نہ کہ اس موقع پر آپ باشاہ باطنی دربار رسالت
 سے اجیر بھیجے گئے تھے اس لئے اس سفر میں آپ کے اجیر آنے کی کوئی خاص وجہ نہیں معلوم ہوتی۔
 علامہ ازیں دلیل العارفین (صفحہ ۵۵۰-۵۵۱) کی روایت (مندرجہ درود ہند بار دوم) سے بدلائل یہ امر
 ثابت ہے کہ اس درود (درود ہند بار اول) کے موقع پر آپ اجیر نہیں گئے بلکہ ہندوستان میں صرف
 ملتان و لاہور تک تشریف لے گئے۔ کیونکہ اس زمانہ (۵۹۱ء) میں ان ہر دو مقامات پر ہندوستان
 میں رونق اسلام اور مسلمانوں کی آمد و رفت تھی اور یہی مقامات ایک مسلمان سیاح کے لئے سیر کے قابل
 تھے۔ حسب فرشتہ (جلداول صفحہ ۵۶۲-۵۶۳) محمود غزنوی ۵۹۱ء میں ملتان (حجر ہندوستان
 میں قبۃ الاسلام شہر دہلی) فتح کر چکا تھا۔ بعد ازاں علی بن ربیع ۵۹۱ء میں ملتان پر قابض ہو چکا
 تھا۔ بزرگان اسلام ہندوستان میں ہر رونق چکے تھے۔ بقول ماثر الکرام (صفحہ ۶) شاہ یوسف گردیزی ۵۹۵ء

ملا بہت سے بزرگوں کے دارالملک ہونیکو وارد ہند ہونا کھایا ہے۔

در بیان ۵۵۵ و ۵۵۶
حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا
غریب نواز کی طلب محبت میں سفر

حضرت خواجہ عثمان ہارونی کو حضرت خواجہ معین الدین چشتی سے بہت
محبت تھی اس لئے جب حضرت خواجہ معین الدین ہارون میں بیعت
اول کرنے کے بعد (بہذا کی طرف روانہ ہو گئے) (نہ کہ بعد حصول

تبرکات بعد ۵۲ سال بہذا سے روانہ ہوئے) اس کے کچھ عرصہ بعد حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے
غریب نواز کی طلب محبت میں اپنی جگہ (ہارون) سے سفر بندگان فرمایا۔ چند منزل کے بعد ایک ایسے
مقام پر پہنچے جو آتش پرستوں کا مسکن تھا۔ یہاں ایک آتش کہہ تھا جس میں سو خوار لکڑیاں دہر دایت
ساگ ساگیں بیس گاڑی لکڑیاں) روزانہ ڈالی جاتی تھیں اور ہمیشہ آگ روشن رکھی جاتی تھی۔ خواجہ عثمان
ہارونی یہاں تشریف فرما ہو کر ایک درخت کے سایہ میں فروکش ہوئے اور محلے بچکار ناز میں مشغول
ہوئے اور اپنے خادم فخر الدین سے فرمایا کہ آگ لاکر افطار کے لئے روٹی تیار کرو۔ وہ آتشکدہ پر آگ
لینے گئے۔ آتش پرستوں نے آگ دینے سے انکار کیا اور کہا: یہ ہمارا معبود ہے ہم اس میں سے آگ
نہیں دے سکتے۔ خادم نے واپس آ کر سب ماجرا آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ تقدیر و ضوفا کر
خود وہاں تشریف لے گئے دیکھا کہ ایک پیر مرد جس کا نام غیشا تھا ایک چوٹی تخت پر بیٹھا ہے اور ایک
ہفت سالہ لڑکا اس کی گونہیں ہے اور بہت سے آتش پرست اس کے گرد بیٹھے ہوئے آگ کی
پرستش کر رہے ہیں آپ نے اس پیر مرد سے فرمایا: آگ پوجنے سے کیا فائدہ یہ حق تعالیٰ کی ایک
ادنیٰ مخلوق ہے جو مقوڑے سے پانی سے نیت و نابود ہو جاتی ہے۔ کیوں اس خالق کی پرستش
نہیں کرتے جس کی یہ مخلوق ہے تاکہ کار آمد ہو۔ اس نے جواب دیا: آگ ہمارے دین میں بہت
بزرگ اور ہمارے لئے باعث نجات ہے۔ آپ نے فرمایا: تم اس کو بہت عرصہ سے پوجتے ہو اور
اسکی خدمت کرتے ہو اور اس میں ہاتھ ڈالو اگر یہ باعث نجات ہے تو تمہیں جلنے سے نجات دے گی۔

۱۲۰ صاحب ساگ ساگیں نے ص ۲۶۶-۲۶۷ پر ملاقات گجرات میں پو پنا لکھا ہے۔ موصوف کے نزدیک یہ اس وقت
۱۷۰۰ء ہے جب غریب نواز پیر مرشد سے رخصت ہو کر ہندوستان آ گئے تھے۔ مگر سیرا ماریٹن کے بیان سے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ اس وقت ۱۷۰۰ء ہے جب خواجہ بزرگ ہارونی میں بیعت اول کرنے کے بعد مرشد سے رخصت ہو کر بہذا روانہ
ہو گئے تھے نہ کہ ہندوستان تشریف لے گئے تھے۔ ہیں بھی اسی سے اتفاق ہے۔

اس نے کہا: جانا آگ کی خامیت ہے کس کی مجال جو اس میں ہاتھ ڈالے اور سلامت رہے! آنحضرت نے فرمایا: یہ حکم خالق کی تابع ہے کیا مجال جو بلا حکم ربی ایک بال بھی جلا سکے۔ یہ فرما کر آنحضرت نے اسکی گود سے لڑکے کو اپنی گود میں لے لیا اور "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھا اور کوفی برد آؤ سلام علیٰ ابی ابراہیمؑ دیکھ کر آتشکدہ میں داخل ہو گئے۔ یہ حال دیکھ کر آتش پرست آہ و فغاں کرنے لگے۔ آپ کامل چار ساعت آتشکدہ میں رہ کر بعد اس لڑکے کے صبح و سالم باہر تشریف لے آئے آگ نے جسم اطہر یا لباس مبارک پر کچھ اثر نہیں کیا نہ اس لڑکے کو کچھ ضرر ہو بچا۔ پیر مرد اپنے اس لڑکے کو صبح و سالم دیکھ کر بہت خوش ہوا اور اس سے دریافت کیا: تو نے آگ میں کیا دیکھا؟ لڑکے نے جواب دیا: میں تو شیخ کی بدولت وہاں بارغ میں سیر کر رہا تھا۔ یہ کرامت دیکھ کر آتش پرستوں نے صدق دل سے اسلام قبول کیا اور آپ کے مرید ہو گئے۔ آپ نے مہینہ کا اسلامی نام عبداللہ اور لڑکے کا ابراہیم رکھا۔ صاحب سیر العارفین کا صوفیہ بیان ہے کہ ڈاکٹری برس آپ یہاں مقیم رہے۔ سب کو طریق اسلام سکھایا۔ شیخ عبداللہ کو خرقہ پہنایا۔ وہ امدان کے ماجزادے اولیا اللہ میں سے ہو گئے۔ آتشکدہ مٹا کر کے وہاں عالیخان مسجد بنوائی۔ شیخ عبداللہ اور ابراہیم کا مقبرہ اس مسجد کے پہلو میں ہے اور میت سے متبرک لوگوں کی قبریں یہاں ہیں اور ان سے فیض جاری ہے۔ آپ کا حجرہ بھی یہاں موجود ہے۔ ہر سال عرس ہوتا ہے۔ زائرین و حاجت مند جمع ہوتے ہیں اور فیض پاتے ہیں پھر کہتے ہیں: میں نے اس مقام کی زیارت کی ہے اور یہاں دو ہفتہ مقیم رہا ہوں ۱۰

۱۰ چچکو خواجہ عثمان اردوئی نے غریب نواز کو ۱۵۵۵ھ میں اردن میں مرید کرنے کے بعد نصرت کیا اسکی تفصیل چچو آجکی ہے۔ اور اردن سے سفر کرنے کے بعد ڈھائی برس یہاں (دہ میت رے میں) اقامت فرمایا۔ بعد ازاں ۱۵۶۲ھ میں غریب نواز بعد سفر ہندوستان آپ سے ہندوستان آکر لے اس لئے حضرت خواجہ عثمان اردوئی اس سفر اردن سے ۱۵۵۵ھ اور ۱۵۵۹ھ کے درمیان روانہ ہوئے تمام گزرا براہ راست صوفیہ پران ہر دو کو رازی لکھا ہے۔ یعنی ساکن رہے:

۱۰ دیکھو سیر العارفین صفحہ ۹۹ فرشتہ جلد دوم ترجمہ اردو صفحہ ۵۴۴۔ ۵۴۵ و سالک السالکین

آخر ۱۱۶۶ھ مطابق ۱۱۶۶ء
سفر ہند سے واپسی بغداد
اور بیعت تقرب

استرآباد سے رے میں تشریف لاکر چندے قیام فرمایا۔ ان
سردمقات کی سمت وقوع کے پیش نظر ہمارے نزدیک یہ ہندوستان
سے واپسی ہندو کا سفر تھا۔ واپس ہندو تشریف پور تک آپ نے

حضرت خواجہ عثمان ہارونی (دہرونی) قدس سرہ سے بیعت تقرب (بیعت ثانی) کا شرف حاصل کیا۔ اس
موقع پر حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ آپ کے ہندو پہنچنے سے پہلے بغداد میں تشریف فرما ہو چکے
تھے۔ انیس الارواح میں آپ خود اس بیعت کے واقعات اس طرح انعام فرماتے ہیں۔

مسلمانوں کا یہ دعا گو معین حسن بنوری بمقام ہندو تشریف خواجہ بنید کی مسجد میں دولت پالوسی
حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے مشرف ہوا۔ اس وقت شائع کار حاضر خدمت اقدس تھے
جب اس درویش نے سر نیاز زمین پر رکھا۔ پیرو مرشد نے ارشاد فرمایا: دو رکعت نماز ادا کریں نے
ادائی۔ پھر فرمایا: قبلہ رو بیٹھو۔ میں بیٹھ گیا۔ حکم دیا کہ سورۃ بقرہ پڑھو۔ میں نے پڑھی۔ فرمان ہوا کہ اکیس بار درود
تشریف پڑھو۔ میں نے پڑھا۔ پھر آپ (مرشد) کمرے ہو گئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور
فرمایا: اے اساکہ تجھے خدا تک پہنچا دوں گا۔ بعد ازاں مقراض لیکر دعا گو کے سر پر چھائی اور کچھ چارہ ترکی اس
درویش کے سر پر رکھی، عظیم خاص عطا فرمائی۔ پھر ارشاد فرمایا: بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا۔ فرمایا: ہمارے خالوادہ
میں ایک شبانہ روز مجاہدہ کا معمول ہے۔ تو آج رات دن مشغول رہو۔ یہ درویش حکم محترم مشغول رہا۔
دوسرے دن جب حاضر خدمت ہوا۔ ارشاد فرمایا: بیٹھ جا اور بار سورۃ اخلاص پڑھو۔ میں نے پڑھی۔ فرمایا
آسمان کی طرف دیکھو۔ میں نے دیکھا۔ استفسار فرمایا: کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا عرض اعظم تک۔ فرمایا

علا (الف) رے واثق نجم شہر خیر ہے آجکل اس دیار شہرستان کا نام ہراں ہے جو پہلے قریہ تھا ان کے قریب سے لادغانہ
کیرج گزرتا ہے (دیکھو آئینہ: ۲۲۷-۲۱۵)

دب) رے پنج اول دسکون ثنائی نام شہر است در عراق و نام پادشاہ زادہ ہم یوں گویند۔ دے را برادر بود راز نام داشت ہندو
باتفاق شہرینہ کہ دودور تسمیہ ان ایشان را باجم نزارع شد۔ ہر یک کی خواستہ نام خود گویند۔ بزرگان آں زمان برائے دین نزاع
شہر را بنام موسی داہل شہر را بنام راز کہ دند و مالانیر شہر را رے یوں گویند داہل شہر را رازی۔ دین بان فرنگی
پادشاہ را گویند۔ دیکھو ہراں قاطع جلد اول صفحہ ۳۲

زمین کی طرف دیکھ میں نے دیکھا۔ دریافت فرمایا: کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا تخت الشریک فرمایا۔
 پھر ہزار بار سوہ اخلاص پڑھ میں نے پڑھی فرمایا: پھر آسمان کی طرف دیکھو میں نے دیکھا۔ پوچھا: اب کہاں تک دیکھتا ہے؟ عرض کیا
 جانبِ ملکیت تک فرمایا: آگے بند کر میں نے بند کر لیں۔ فرمایا: کھول میں نے کھولیں۔ پھر پھر اپنی اطمینان کا کھار استفا فرمایا: کیا دیکھتا ہے؟ میں نے
 عرض کیا ہزار ہزار عالم دیکھتا ہوں۔ بعد ازاں سامنے بڑی ہوئی ایک اینٹ کے اٹھائیلے فرمایا: میں نے اٹھایا تو مٹی بھر دینا
 برآمد ہوئے فرمایا: ان کو لے جا کر فقراء میں تقسیم کر میں نے حکم کی تعمیل کی بعد ازاں حاضر خدمت ہوا
 ارشاد ہوا: چند روز ہماری صحبت میں رہو۔ عرض کیا: مانع فرمان ہوگا؟

خواجگانِ چشت میں چند بار
 مرید کرنے کا ثبوت

مکن ہے چند بار مرید کرنے کے متعلق لوگوں کو خدشہ گزرے ہذا
 اس شبہ کو دور کرنے کے لئے اس باب میں حضرت قطب الدین
 بختیار کاکی کا بیان ذیل میں درن کیا جاتا ہے:-

جب رسولِ خدا نے مکہ کی غزیت فرمائی تو پہلے حضرت عثمان غنیؓ کو مکہ روانہ کیا۔ اس زمانہ میں سرورِ عالم
 کو یہ خبر دی گئی کہ دشمنوں نے حضرت عثمان غنیؓ کو شہید کر دیا۔ یہ سکر سرورِ عالم نے تمام اصحاب کو طلب
 فرمایا اور تازہ بیعت کرنے کا حکم دیا تاکہ مکہ والوں سے حرب کریں۔ اصحابِ کبار نے تجیل فرمانِ نبوی تازہ بیعت
 کی اس موقع پر سرورِ عالم ایک درخت کے تنے کا ٹیکہ لگاٹے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو بیعتِ رضواں
 کہتے ہیں۔

اس موقع پر ایک صحابی نے اس سرورِ بیعت ہونیکے درخواست کی سرورِ عالم نے دریافت فرمایا: کیا
 تم نے پہلے بیعت کی ہے؟ ان صحابی نے عرض کیا: اس وقت جبکہ ہم مکہ والوں سے جنگ کرنے جا رہے
 ہیں دوبارہ بیعت لازم ہے۔ سرورِ عالم نے اپنا دست مبارک دیا اور شرفِ بیعت سے مشرف فرمایا۔
 خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نے فرمایا: اس جگہ سے تجدیدِ بیعت کا ہونا داروہے دماغو دبا بفرمایا
 (جنگِ ٹنگہ) نے التماس کیا کہ اگر پیر ہو تو کیا کرنے؟ فرمایا: جامہ پیر سامنے رکھ کر بیعت کرے بعد ازاں
 حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا: خواجہ معین الدین کو بھی اسی طرح کرتے دیکھا ہے اور دماغو
 (قطب الدین بختیار کاکی) بھی اسی طرح کرتا ہے۔

مزید برآں نوامرا نواید جلد دوم کے صفحہ ۴ پر مجلس ششم رجب روز پنجشنبہ میں حضرت امیر حسن
سجری بھی ارتقام فرماتے ہیں: اس روز میں نے سو چند یاروں کے از سر نو بیعت کی: پس ثابت ہوا کہ ان کا
چشت میں اپنے مرید کو چند بار بیعت کرنا سنت نبوی کے پیش نظر رائج تھا۔

وسط ۵۶۳ھ
وسط ۵۶۱ھ
وسط ۱۱۶۴ھ
وسط ۱۱۸۶ھ

ورود بغداد شریف اور مرشد کے ہمراہ سفر

حصہ اول :- بغداد شریف سے سفر نالوجہ، حرمین شریفین، بخارا واپسی بغداد شریف

۵۶۳ھ مطابق ۱۱۶۴ھ | ہندوستان سے آپ بغداد شریف میں واپس تشریف لائے چندے قیام فرمایا بعد
سفر حرمین شریفین | ازاں مرشد کے ہمراہ سفر حرمین شریفین اختیار کیا۔ انیس الارواح (روحوں)
میں غریب نواز فرماتے ہیں: بعد ازاں میں چند روز پیر مرشد کی خدمت میں حاضر رہا۔ پھر آنحضرت نے
اس دعا کو ساتھ لیکر خانہ کعبہ کا سفر اختیار فرمایا۔ الحاصل ایک شہر میں پہونچے یہاں ایک
جماعت درویشوں کی دیکھی جو شراب عشق الہی میں سرشار عالم سکر و حیرت میں از خود
رفتہ تھی چند دن انکی صحبت میں رہنا ہوا اگر وہ حضرات عالم صومیں نہ آئے۔

۲۰۰ | حب انیس الارواح ص ۴۱ | اسرار الاولیا ص ۳۳ | آپ مسلسل میں سال تک مرشد کے ہمراہ سفر فرمایا
۲۰۱ | وہ ص ۳۱ | سیرا المارین ص ۴۱ | آپ باون سال کی عمر (۵۵۵ھ) میں مرشد سے رخصت ہوئے۔ پس ۵۵۵ھ میں سے
بیس سال کم کر دینے سے ۵۶۳ھ برآمد ہوتا ہے اس لئے ہمارے نزدیک وسط ۵۶۳ھ سے وسط ۵۸۳ھ تک (۲۰ سال)
مرشد کے ہمراہ سفر ممکن ہے

۳ | اس ورود بغداد کے موقع پر مولانا عبدالمسلم شہر رکھنوی نے اپنے رسالہ الفرقان کے صفحہ ۱ پر یہ
خیال ظاہر کیا ہے کہ کچھ تعجب نہیں جو غریب نواز شیخ ابو نجیب سہروردی (متوفی ۵۶۳ھ) کے تہذیب و تکفین میں
شریک ہوئے ہوں۔

۵۶۳ء مطابق ۱۱۶۹ء بعد ازاں ہر دو حضرات فالوجہ (مقل کر بلا) میں تشریف فرما ہوئے یہاں کی جامع مسجد ورود فالوجہ و حرمین میں امکانات فرما کر مکہ معظمہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ ازاں بعد حسب انیس الاولاد حاصلاً وارو مکہ معظمہ ہو کر زیارت وطواف خانہ کعبہ سے مشرف ہوئے۔ غریب نواز فرماتے ہیں: پیر و مرشد نے یہاں بھی میرا ہاتھ پکڑا اور حق تعالیٰ کی سپرد کیا اور زیر نواؤدان خانہ کعبہ دعاگو کے باب میں مناجات کی: "لہذا آئی ہم نے معین الدین کو قبول کیا: بعد ازاں مدینہ منورہ آئے اور حرم نبوی میں حاضری دی۔" بعد سے فرمایا: سلام کر میں نے سلام عرض کیا۔ آواز آئی: ولیکم اسلام یا قطب مشائخ برود بحجرۃ آواز سکر پیر و مرشد نے فرمایا: اب توبہ کمال کو پہنچ گیا۔

ورود بخارا بعد ازاں آپ پیر و مرشد کے ہمراہ بخارا میں تشریف لائے۔ یہاں کے صدر مشائخ سے ملاقات کی۔ غریب نواز فرماتے ہیں: یہ بزرگ دوسرے عالم میں تھے انکی تشریف و توصیف مد بیان سے باہر ہے۔ ورود اوش مشائخ غریب نواز فرماتے ہیں ایک وقت میں اور شیخ عثمان ہارونی قدس سرہ احد ایک درویش کے مسافرت میں تھے۔ دوران سفر ہم (ادش میں

۱۰ فالوجہ بغداد سے مکہ معظمہ جاتے ہوئے بغداد کے مغرب میں لب دریائے فرات ایک قصبہ ہے۔ نقشہ میں اسکو قیلوہ لکھا ہے عا باختر باشندہ چون فالوجہ آجنگ اس مسجد میں ہر دو حضرات کے ہڑنگی و دلالت بیان کرتے ہیں اور بایں وجہ اس مسجد کو خصوصاً نظر سے دیکھتے ہیں۔ آجنگ یہ مسجد آپ کے مرشد کے نام کی نسبت سے مسجد عثمانی کہلاتی ہے

نکۃ (الف) قیصق موقتہ مذکورہ عطائے رسول ص ۲۹ (دب) ہلد سے نزدیک اس سفر کے دوران فالوجہ (نیلوہ) میں قیام فرمایا۔ (ج) چونکہ نجف اشرف اور کربلائے معلیٰ فالوجہ سے قریب ہیں اس لئے گمان غالب ہے کہ اس موقع پر آپ اپنے جد حضرت امام حسین علیہ السلام اور پیشائے سلسلہ وجد اعظم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

نکۃ (الف) بموجب نیلس ایٹس اوش ۷۲، ۵۷۵ شرق طول البلد ۴۰، ۴۳ عرض البلد شمال پر واقع ہے و دیکھو

نقشہ منسلک (دب) بقول ترجمہ زشتہ جلد دوم ص ۵۵ و سیر الادفین ص ۱۷ اوش پرگز ماوراءالنہر کے قعبات میں سے ایک قصبہ ہے بقول تذکرۃ قالاویائے ہند ص ۱۳ اوش ۲۸۱۳ قرقانہ ہے۔ بقول ساکب الساکین جلد دوم ص ۲۹۲ قعبہ اوش ولایت قرقانہ میں توابع اذہجان سے ہے بقول منافع التواتر ص ۵۵ اوش اذہجان کے گوشہ مشرق و جنوب میں ہے۔ اگر نامہ جلد دوم کے ص ۱۹ پر قطب صاحب کوادشی اوجانی لکھا ہے۔ بقول بران قاطع اوش بر وزن روش نام قصبہ است از ولایت قرقانہ مابین سرقد و جین۔

جو قصبات اور البہر میں سے ہے) شیخ بہا الدین ادنیٰ سے ملے۔ یہ بڑے بزرگ اور دامت الانوار میں سے تھے۔ ان کے یہاں یہ رسم تھی کہ جو کوئی ان کی خانقاہ میں آتا وہ محرم نہ جاتا۔ اگر برہنہ آتا تو کپڑے دیدیتے ان کے لئے عالم غیب سے اور کپڑے آجاتے ان کے لئے کچھ دن ہم آگئی صحت میں رہے انہوں نے یہ نصیحت کی: اے درویش! جو کچھ تجھے ملے وہ خدا کی راہ میں دنیا و دولت جمع نہ کرنا اور خدا کے بندوں کو کھانا پہنچانا تاکہ خدا کے دوستوں میں ہو جاؤ۔

بعد ازاں بدخشاں میں تشریف فرما ہوئے یہاں ایک بزرگ سے ملاقات کی یہ بزرگ درویش بدخشاں (خواجه بنید کے شاگردوں میں سے تھے۔ سو سال کی عمر تھی) از حد شنول تھے۔ ان کا ایک پاؤں ٹٹا ہوا تھا۔ اسکی نسبت ان سے دریافت کیا تو کہنے لگے: ایک مرتبہ میں نے اپنی خواہش نفس سے اس پاؤں کو صومعہ سے باہر نکالا تھا کہ خدا آئی۔ اے دعویٰ یہی مہد تھا جو فروش کر دیا: میں نے اسی وقت پاؤں کا ٹکڑا پھینک دیا۔ اس واقعہ کو گزرے چالیس سال ہو گئے اُس وقت سے عالم حیرت میں مبتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن درویشوں میں کیا منہ دکھائی جائے گا۔

طے صاحب جان التواریخ ص ۲۷ پر لکھتے ہیں: خیم تو مان کر انرا ماؤر البہر گیند در آن سر زند و بخارا جند و تاشکندہ شہد است ہی ششم فرغانہ کہ در آن انجان۔ بقول برہان قاس ص ۲۷ تو مان نام وایت است بران طرف (از ایران) آب آموں یعنی ماؤر البہر گویند بقول جزایر و کنس ص ۱۶ آموں دریائے جیون کو کہتے ہیں۔ بقول غیاث القنات جیون فتح و دعوات در میان خراسان و ماؤر البہر نزدیک بلخ اور آموں کے متعلق جو التمشوی مورخ مذکور کیا ہے: آموں داسوی نام رودیست میان ایران و توران۔ بقول فرست جاگنی ص ۹۰۔ ۱۰۰ اور دریائے آموں کو پرانے زمانہ میں اکس (ص ۱۰۰) کہتے تھے اور ماؤر البہر کو اس وقت پائیز ترکستان کہتے ہیں۔ جیسے: کاشغر یا قند۔ کوہان شامل ہیں اور فرغانہ کا موجود نام کوہ قند ہے۔ صاحب آئینکدہ آذر ص ۳۳ پر لکھتے ہیں: ماؤر البہر و نواحی آن در آن دیار شمس است بر حصار مسورہ و قنات مشہورہ کہ در آن طرف (از ایران) واقع است۔ صاحب آئینکدہ آذر ص ۳۵ پر لکھتے ہیں: فرغانہ در کنار آموں (جیون) مسورہ عالم است و شرفیش کاشغر و غریبش کوہستان بدخشاں و شامش طراز گویند بیرون انعم بین ہر گیدہ (ایک بولی) از فرغانہ است: حد دلیل الامانین ص ۲۴

پانچھارواں درویشوں کو کہتے ہیں جنکی معرفت لوگ کسی بزرگ سے انکی حیات میں یا بعد وفات استغاثت باطنی پا کر تے ہیں۔ پانچواں اس زمانہ میں بھی درویش خواجہ غریب راؤ کے پیلو رکھاتے ہیں۔ دیکھو انیس الارواح ص ۲۴

غریب نواز فرماتے ہیں: میں دس سال تک اپنے مرشد کے ہر کاب سفر میں رہا بعد ازاں مرشد مہتمم واپس بغداد آکر عزت گزین ہوئے۔

حصہ دوم: سفر اوش سیستان۔ دمشق و واپسی بغداد شریف

انہیں (ص ۱۱۱) میں غریب نواز فرماتے ہیں: چند دن بعد پھر پیر و مرشد نے مسافت اختیار فرمائی اور میں مزید دس سال آنحضرت کے رخت خواب اور پانی کی چھاگل سفر میں سر پر لئے ساتھ رہا: ہمارے نزدیک اس مزید دس سال کی سیاحت میں آپ کا مرشد کے ہمراہ حسب ذیل

مقامات پر پہنچنا مطابق ہے ۱۱۱۱ھ
حضرت قطب صاحب کا بسم اللہ خوانی
کیلئے آپ کی خدمت میں حاضر ہونا
داراوش علی گڑجوانی موضع بغداد ہے ہونے پر دوران
قیام اوش قطب صاحب کی والدہ نے قطب صاحب

ع ۱۱۱۱ھ (ص ۱۱۱) دیکھو انہیں (ص ۱۱۱) صاحب سیر الاقطاب نے ص ۱۱۱ پر لکھا ہے: آنحضرت و قطب صاحب اصل از سادات اوش بود کہ ان قبہ اور الہنراست پھر آئے قطب صاحب کے بعد کو اوشی کہتے ہیں۔
(ب) صاحب سیرت افغانی نے ص ۶۹ پر اوش کو تاریخ موضع بغداد لکھا ہے۔ اس بیان کے پیش نظر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ وہ اوش نہیں ہے جو تاریخ فرغانہ ہے بلکہ یہ بغداد کا معنائی محل ہے۔ جو لکھا ہے کہ قطب صاحب کا خاندان اوش (تاج فرغانہ) سے آکر بغداد کے منقل سکونت پذیر ہوا اور یہ مقام سکونت بھی سابقہ نسبت مکانی کی وجہ سے اوش کہلایا۔

(ج) انیکٹ اور تاج کے درمیان نعت راہ پر اشتیاقان کا شہر واقع تھا جسکے بازاروں میں ایک جامع مسجد تھی۔ تاج کے مشرق میں اوش تھا۔ جسکی حیثیت چرتقی (دسویں مہسوی) صدی ہجری میں ایک بڑے شہر کی قائم ہو چکی تھی اوش کے قلعہ میں صاحب سیرت حاکم کامل اور محسن (یعنی جیل) واقع تھا۔ اندر والے شہر کے گرد نعلی تھی اور باہر شہر کے گرد جوتی تھی آٹکے گرد بھی نعلی تھی ان شہر والی جوتی کے محلات ایک پہاڑی کے اوپر دو رنگ چلے گئے تھے باہر والی نعلی میں تین دروازے تھے باب الجبل، باب الاو، باب النکدہ، شہر کی جامع مسجد درجہ باجوک میں تھی اور اسکو گردانا تو قریب ہی ایک پہاڑی کی چوٹی پر ایک سرنگ تھی (در باد) تھا جس میں سپاہی (یا رفاکار) مقیم تھے۔ (وہ ترکی قبائل کی ریش سے شہر کی حفاظت کرتے تھے۔ اوش سے آگے آکر گندہ موہ فرغانہ کا سب سے زیادہ مشرق خیز نقطہ تھا داکے آگے میں کی سرحد یعنی یہ جیس کی سرحد پر واقع ہو۔ زمہیری) کتاب میں سنہ ۶۰۰ھ مآل لکھے ہیں قدیم عرب جزائریہ کی بیان کردہ مآل سے ماخوذ ہے (جزائریہ خلافت مشرقی ص ۴۲)

کو بسم اللہ خوانی کے لئے آپ کی خدمت میں بیجا اس وقت قطب صاحب کی عمر چار سال چار ماہ چار دن کی تھی۔ غریب نوازؒ نے چاہا کہ قطب صاحب کی تختی لکھیں مگر غیب سے آواز آئی: "اے خواجہ ابھی لکھنے میں توقف کرو۔ حمید الدین گوری آتا ہے وہ ہمارے قطب کی تختی لکھے گا۔" یہ روایت سیرالقطاب وغیرہ نے بھی لکھی ہے۔ مگر سیرالعارفین و سیرالادبیا وغیرہ میں نہیں ہے۔ بلکہ صاحب سیرالعارفین نے قطب صاحبؒ کی الذکا قطب مٹا کر تقریباً پانچ سال کی عمر میں ایک ہمایہ کے ساتھ خواجہ ابو جعفر کے پاس مکتب میں بھیجا لکھا ہے۔ تفصیلات مولت افغانی کے صفحہ ۶۳ پر اور سیرالعارفین کے صفحہ ۱۰ پر درج ہیں۔ ممکن ہے یہ واقعہ بسم اللہ خوانی کے بعد کا ہو۔

ورود سیوستان غریب نوازؒ فرماتے ہیں: "ایک وقت میں خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ہمراہ سیوستان کے سفر میں تھا۔ یہاں ہومو میں ایک بزرگ رہتے تھے ان بزرگ کا نام صدر الدین سیوستانی تھا۔ بڑے مشغول بزرگ تھے۔ چند دن ان کے پاس رہنا ہوا۔ جو شخص ان کے صومہ میں آتا محروم نہ جاتا، عالم غیب سے کوئی چیز لا کر دیتے اور کہتے: "اس درویش کو ایمان کی سلامتی کی دما سے یاد کرو کیونکہ اگر گور میں اپنا ایمان سلامت لے گیا تو بہت بڑا کام کیا۔"

یہ بزرگ جب ہمیں گور کا تذکرہ سنتے مثل بید کے کانپنے لگتے۔ آنکھوں سے خون کے آنسو پانی کے چشمے کی طرح جاری ہو جاتے۔ سات دن تک روتے رہتے اور اپنی آنکھیں ہوا میں گول کر کھڑے ہو جاتے۔ ہمیں ان کے رونے سے رونا آ جاتا اور کہتے: "کیسا بزرگ شخص ہے جب وہ اس عالم سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف منکر کے کہتے: "اے عزیزان مجھے مرگ درپیش ہے۔ جکا ملک الموت حریف ہوا و قیامت میا دن پیش نظر ہوا اسکو سونے، خوشدلی اور خندگی سے کیا کام اور اُسے کیسے کسی کام میں مشغول رہنا اچھا معلوم ہوگا۔"

پھر موصوف (صدر الدین محمد امجد) نے فرمایا کہ: "اے عزیزان! اگر تمہیں خضگان زیر خاک کا جو اسیر مودار ہیں اور زندان خاک میں محبوس ہیں ذرہ بھر حال معلوم ہو جائے تو مثل نلک کے پانی ہو جاؤ بعد ازاں موصوف نے یہ حکایت بیان کی کہ: "ایک وقت میں نے بصرہ میں ایک بزرگ کو دیکھا یہ بہت

مشغول تھے۔ میں (صدر الدین محمد احمد) اور وہ بزرگ گورستان میں ایک قبر کے پاس بیٹھے تھے وہ بزرگ صاحب کشف تھے انہیں کشف سے معلوم ہوا کہ اس قبر کے مردہ پر سخت عذاب ہو رہا ہے۔ یہ دیکھ کر وہ بزرگ نفرہ مار کر داخل ہوتے ہو گئے۔ تھوڑی دیر میں مثل نمک کے پھیل کر پانی ہو کر ناپید ہو گئے۔ جیسا خوف میں نے ان بزرگ میں دیکھا ویسا آج تک نہ کسی میں دیکھا نہ سنا! پھر فرمانے لگے کہ میں بہت گور کی وجہ سے گوشہ تنہائی میں ہوں تم سے آج تیس سال کے بعد گفتگو کی ہے اور یہ حکایت بیان کی ہے پس اے عزیزان مخلوق کیساتھ دقت گزارنے سے یاد حق میں دقت صرف کرنا بہتر ہے کیونکہ جتنی دیر لوگ خلق میں مشغول رہتے ہیں خدا سے باز رہتے ہیں پس صحبت مخلوق سے باز رہنا چاہئے اور یہ زار راہ کا انتظام کرنا چاہئے۔ ہم سب کو وہ دن (روز قیامت) درپیش ہے۔ ایمان سلامت لیجا چاہئے یہ لکھ کر دوسرے میرے (غریب نواز) ہاتھ میں دے اور اٹھ کر چلے گئے۔ ان پر گریہ طاری ہوا اور عالم تعمیر میں مشغول ہو گئے۔

درود دمشق غریب نواز فرماتے ہیں :- ایک مرتبہ خواجہ عثمان ہارونی شیخ امد الدین کرمانی اور میں مدینہ منورہ کی طرف جا رہے تھے کہ شہر دمشق میں پہنچے۔ دمشق کی مسجد کے سامنے بارہ ہزار انبیاء علیہم السلام کے مزارات ہیں۔ یہاں لوگوں کی حاجتیں برآتی ہیں مزارات کی زیارات کیں یہاں کے بزرگوں سے ملے۔

ایک دن خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ، شیخ امد الدین کرمانی، محمد عارف دجو بہت بزرگ و عامل تھے) اور دعا گو دمشق کی مسجد میں موجود تھے۔ انکی برابر چند اور درویش بیٹھے تھے۔ محمد عارف نے کہا "قیامت کے دن درویش معذور ہوں گے مالداروں سے حساب ہو گا؟" ایک شخص پر یہ بات گراں گزاری وہ اس باب میں بحث کرنے لگا اور کہا یہ کس کتاب میں لکھا ہے؟ محمد عارف کو اس کتاب کا نام یاد نہ تھا انہوں نے مراقبہ کیا فرشتوں کو حکم ہوا کہ جس کتاب میں یہ لکھا ہے وہ کتاب اس شخص کو دکھا دو؟ کتاب دکھائی گئی وہ شخص کتاب دیکھ کر اٹھ گیا اور قدموں پر سر رکھ دیا۔ بعد ازاں یہ گفتگو ہوئی کہ جو درویش

علی دیکھو دلیل الدارین ص ۱۰۱۔ ۱۰۲ گمان غالب ہے کہ اس سفر میں آپ نے شام میں بیت المقدس پہنچ کر کربلا سائی اور حضرت داؤد حضرت یوسف حضرت اسحاق اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے مزارات کی زیارت کا عہد دیکھو دلیل الدارین ص ۱۰۲۔ ۱۰۳

یہاں موجود ہیں وہ اپنی اپنی کرامت دکھائیں۔ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے مصلے کے نیچے
 ہاتھ ڈالا اور مٹھی بھر تکباٹے زیر نکال کر ایک درویش کو دئے تاکہ حاضرین کیلئے علوہ لائے۔ پھر شیخ
 احمد الدین کرمانی نے اپنے قریب کی گڑھی پر ہاتھ مارا خدا کے حکم سے وہ گڑھی زبر ہو گئی۔ مگر اس دعا گو
 نے پاس ادب مرشد کچھ نہیں کیا۔ پیر و مرشد نے میری طرف منہ کر کے فرمایا: تم نے کچھ نہیں کیا؟
 مرشد کا حکم پا کر میں نے گیم سے چار قرص نکالے اور ایک ہجو کے درویش کی طرف بڑا دیئے۔
 اس درویش اور محمد غارف نے کہا: جس درویش میں اتنی قوت نہ ہو اسے درویش نہ کہنا چاہیے۔
 شیخ ^{۵۸۵} ^{۵۸۵} مطابق ^{۵۸۵} ^{۵۸۵} فرشتہ (مترجمہ جلد دوم ص ۵۵) نے آپ کا شیخ
 سنجار میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات ^{۵۸۵} ^{۵۸۵} نجم الدین کبریٰ سے ملنے کے لئے جانا تو لکھا ہے مگر
 ملاقات ہونے سے انکار کیا ہے۔ ملاقات نہ ہونے کی وجہ یہ بتائی ہے کہ اس زمانہ میں شیخ نجم الدین
 کبریٰ قعبہ جبل (جبل) میں تشریف لے گئے تھے۔ شیخ محمد الدین عبدالقادر وہاں (جبل) میں موجود
 تھے۔ مگر صاحب سیر العارفین نے غریب نواز اور شیخ نجم الدین کبریٰ کی ملاقات ہونا لکھا ہے۔ اس بیان کی
 تائید اقتباس الانوار (ص ۱۲) وغیرہ کے بیانات سے بھی ہوتی ہے۔ مذکورہ بالا ہر دو متضاد بیانات میں
 اس طرح مطابقت ہو جاتی ہے کہ ہمراہ مرشد سیستان سے دمشق جاتے ہوئے آپ سنجار میں بھی تشریف
 فرما ہوئے مگر اس وقت چونکہ شیخ نجم الدین کبریٰ جبل (جبل) چلے گئے تھے اس لئے ملاقات نہ ہوئی مگر
 بعد حج کے مدینہ منورہ سے واپسی پر ^{۵۸۵} ^{۵۸۵} شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات ہوئی
 صاحب سیر العارفین نے ص ۵۸ پر اس ملاقات کے حالات اس طرح لکھے ہیں: خواجہ معین الدین
 نے بغداد جانا چاہا اور قعبہ سنجار میں تشریف لائے اس زمانہ میں شیخ نجم الدین کبریٰ وہاں موجود تھے۔

۱۔ دیکھو دلیل العارفین ص ۳-۴

۲۔ (الف) سنجار بغداد سے سات منزل ہے دیکھو مسالک الکیں جلد دوم ص ۲۱۰ و نقشہ منکھ (ب) بقول بعض
 - مقام عراق میں ہے بقول ڈاکٹر براؤن الیشیا کو پک میں ہے۔ تفصیل پیچھے آچکی ہے۔ ۳۔ شیخ نجم الدین کبریٰ کا مراۃ الخوارزم
 (خیرا) میں ہے (دیکھو تذکرۃ العابدین ص ۱۴)

ان سے ملاقات کی اور ڈانی تہینہ ان کے پاس قیام فرمایا۔

شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات کا زمانہ
 بعض نے اردن میں خلافت ملنے کے بعد مرشد سے رخصت ہو کر
 (۵۵۵ھ میں) اردن سے بغداد جاتے ہوئے سنار میں ملاقات ہونا لکھا
 ہے مگر صاحب تذکرۃ العارفين (ص ۱۶۳) کا بیان ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ

بہر ۶۶ سال ۶۱۶ھ یا ۶۱۸ھ میں چنگیزیوں کے ہاتھ سے شہید ہوئے ۶۱۸ھ میں شہید ہونے کی
 تصدیق اور نیل ایوگرافیکل ڈکشنری نظر ثانی شدہ ہنری پانچ کین (ص ۲۹) اور لٹری ہسٹری
 آف پرنشیا مولف ڈاکٹر براؤن (ص ۴۹) سے بھی ہوتی ہے۔ لہذا ۶۱۸ھ میں سے ۶۶ سال عمر کے کم
 کر دینے کے بعد شیخ نجم الدین کبریٰ کا سنہ ولادت ۵۵۲ھ برآمد ہوتا ہے۔ یہ زمانہ یعنی شیخ نجم الدین کبریٰ
 کی ولادت (۵۵۲ھ) سے لیکر غریب نوازؒ کے ہندوستان پہنچنے (۵۵۵ھ) تک کا زمانہ شیخ نجم الدین
 کبریٰ کی خورد سال کا ہے اس لئے اس زمانہ میں ایک خورد سال بچے سے ملنے غریب نوازؒ کا تشریف
 لے جانا قرین قیاس نہیں۔ چونکہ سیر العارفين نے بیان کیا ہے کہ سنار میں شیخ نجم الدین کبریٰ سے ملاقات
 کرنے کے بعد غریب نوازؒ نے سنار سے جیل میں آکر غوث پاک سے ملاقات کی۔ اس لئے ان دونوں حضرات
 سے ملاقات کرنے کا زمانہ متصل ہے۔ ہماری تحقیق کے بموجب (جبکہ تفصیل آگے آئیگی) چونکہ غوث پاک
 سے بار دوم ملاقات ہونے کا زمانہ ۵۵۷ھ یا ۵۵۸ھ ہے لہذا شیخ نجم الدین کبریٰ سے اسی زمانہ
 میں پہلے ملاقات ہوئی۔

۵۵۸ھ یا ۵۵۷ھ مطابق ۱۱۸۸ھ بعض نے غوث پاک اور غریب نوازؒ کی ملاقات سے انکار کیا ہے
 غوث پاک سے بار دوم ملاقات
 - وہاں سے (سنار سے حضرت خواجہ) قصبہ جیل میں تشریف لائے اور غوث الاعظم شیخ محمد الدین
 عبد القادر جیلانیؒ سے ملاقات کی۔ حضرت غوث پاک اس زمانہ میں جیل (متصل مومل) میں موجود
 تھے جیل بہت پر فیض اور مقتدر آئے ہوا کا مقام ہے۔ یہ مقام کوہ جودی کے تحت میں واقع ہے
 یہاں نور علیہ السلام کی کشتی ہری نختی چنانچہ قرآن مجید میں مذکور ہے: "و استنوت علی الجودی"
 یہ درویش (صاحب سیر العارفين مولانا جمال) اس قصبہ میں تھا کہ بغداد سے قاصد پہنچا۔ معلوم ہوا کہ
 صاحب سیر العارفين نے جلد دوم کے صفحہ ۲۰ پر پندرہ دن تک قیام کرنا لکھا ہے۔ بعض نے دو سال قیام کرنا لکھا ہے۔

کہ حضرت غوث الاعظم نے اس قصبہ میں زمین خرید فرما کر وقف علی الاولاد کر دی تھی چنانچہ آپ کی اولاد پاک
بہار اس قصبہ میں آپ کے جادہ پر سجادہ نشین ہوتی ہے۔ مقبرہ آپ (غوث پاک) کا بغداد میں ہے۔ قصبہ
جیل بغداد سے سات منزل ہے۔ جب خواجہ مبین الدین شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے ملے تو ستاون دن
ایک ان کی صحبت میں رہے اور بہت سے نیوٹ اور جمیعت باطنی آپ کی صحبت سے حاصل کی۔ چونکہ
اس سلسلہ سفر میں غریب نواز اپنے مرشد کے ساتھ تھے اس لئے گمان غالب ہے کہ غوث پاک اور
خواجہ شمس ہارونی قدس سرہ العزیز کی بھی ملاقات ہوئی۔

صاحب اقتباس الانوار (صفحہ ۱۲) نے بحوالہ مرآۃ الاسرار لکھا ہے کہ یہاں (جیل، غوث پاک) کے
پاس آپ پانچ ماہ سات دن تک مقیم رہے اور ہر دو حضرات میں صحبت محرمانہ رہی۔ غریب نواز یہاں ایک
حجرہ میں متکف رہے۔ صاحب سیر العارفين (صفحہ ۶) کا بیان ہے کہ میں نے اس حجرہ کی زیارت کی ہے
زیادہ تکلف و غلیظ ہے۔ اسکی حرمت ہوتی رہتی ہے۔ مولانا عبدالرحمن صاحب یارح متوطن موصل نے
بیان کیا کہ جیلان (بحر اخصر کے کنارہ) اور جیل (لیرداس کوہ جودی) میں غریب نواز کے ٹہرنے کا کوئی
حجرہ نہیں ہے۔ البتہ کوہ جودی (جہاں حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تھی) پر ایک حجرہ میں چند تختیاں
ہیں۔ انہیں کشتی نوح کی تختیاں بتایا جاتا ہے۔ ان ہر دو مقامات میں اس طرح مطابقت ہو جاتی ہے کہ
اسی حجرہ میں (جس کی کشتی نوح کی تختیاں ہیں) غریب نواز نسبت ولایت نوحی حاصل کرنے کے لئے متکف
رہے اور اسی کی زیارت صاحب سیر العارفين نے کی تھی۔

بقول صاحب اقتباس الانوار (صفحہ ۱۲) اس ملاقات کے موقع پر غریب نواز کی خاطر سے غوث پاک
نے مجلس سماع منقذ فرمائی اور تین مشابہ روز ہر دو حضرات حجرہ خاص میں خلوت نشین رہے اور
اسم اعظم کی خاص ترتیب جو غوث پاک کو دربار رسالت سے سلسلہ بسلسلہ پہنچی تھی وہ غوث پاک سے

ملا غالباً بوجہ ہر کتابت بچائے پنج ماہ بخت روز کے پنجاہ و ہفت روز لکھا گیا۔

۲ صاحب خزینۃ الصغیانے صفحہ ۲۵ پر ہر دو حضرات کا (جیل سے) بغداد ساتھ آنا لکھا ہے۔

۳ صاحب سیر الاقطاب نے صفحہ ۱۰۰ پر غوث پاک اور غریب نواز کو ملنا لکھا ہے اس مکالمے سے ثابت ہو تا

ہے کہ غریب نواز اور غوث پاک میں صحبت تخلیق نہیں ہوئی۔

غریب نواز کو حاصل ہوئی اور مخصوص ترتیب اسم اعظم جو رسول خدا سے سینہ بسینہ حضرت خواجہ کو پہنچی تھی وہ آپ سے حضرت غوث الاعظم نے حاصل کی۔

غوث پاک سے ملاقات کا زمانہ (مفہوظات خواجہ معین الدین چشتی مرتبہ خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ)

سے حسب ذیل روایت نقل کی ہے۔

عبارت فارسی

ترجمہ اردو

خواجہ بزرگ بہ اجازت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خرقہ خلافت حضرت غوث الاعظم و خالے سے رضی اللہ عنہ پوشیدہ است و در ماں وقت عمر خواجہ بزرگ خواہ سالگی رسیدہ بود و عمر غوث الاعظم رضی اللہ عنہ بہ نزدیک سال رسیدہ بود۔

خواجہ بزرگ نے بہ اجازت (باطنی) سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماموں غوث الاعظم رضی اللہ عنہ سے خرقہ خلافت پنا ہے۔ اس وقت حضرت خواجہ کی عمر پچاس سال کی تھی اور حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کی عمر نوے سال کی تھی۔

عام طور سے تذکرہ نویسوں نے غوث پاک کی ولادت کے سینہ ۷۱۷ھ یا ۷۱۸ھ لکھے ہیں اور امام جوزی نے اپنی کتاب منظم میں اور بعض دوسرے حضرات نے غوث پاک کا سنہ ولادت ۷۱۸ھ لکھا ہے۔ ہنری جارج کین نے اور بعض دوسرے لوگوں نے ۷۱۸ھ لکھا ہے مگر صاحب اقتباس الانوار نے صحت پر غوث پاک کی ولادت کا سنہ ۷۱۸ھ کے علاوہ ۷۱۹ھ بھی لکھا ہے۔ چونکہ سبعین اور تسعین کی کتابت میں تھوڑا فرق ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک یہ دو کتابت کی وجہ سے بجائے واحد تسعین اور ہجائیہ کے واحد سبعین اور ہجائیہ لکھا گیا اور ۷۱۸ھ میں غوث پاک کی عمر شریف کے نوے یا اکیانوے سال ملا کہ بعض نے سنہ وفات ۷۶۱ھ یا ۷۶۲ھ لکھا ہے اور انہی سینہ وفات کی نقل ہو تی چلی آئی

ط (الف) اس روایت کے خلاف جو بیانات ہیں ہیں ان سے اتفاق نہیں۔ (ب) ہمیں اس سے بھی اتفاق نہیں کہ غوث پاک سے یہ وفات (ملاقات بار دوم) کرنے کے بعد حضرت خواجہ نے بغداد میں اگر شیخ ابو نجیب ہرندی (متوفی ۷۶۳ھ) سے ملاقات کی بلکہ ہمارے نزدیک شیخ ابو نجیب اور حضرت خواجہ کی ملاقات حضرت غوث پاک سے غریب نواز کی بار اول ملاقات ہونے کے بعد ہوئی۔ حلف و یکم قراء الساطری ترجمہ حامل السن خلاصۃ الفاخر (معنی امام باطنی متوفی ۷۶۹ھ) از مولوی ذوالفقار احمد نقوی بہار نپوری صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ مطبع سلطانی بمبئی ۱۳۲۴ھ مطابق سنہ ۱۹۱۹ء دو مکتب

اور انہی سین سے بعض دیگر اتفاقات کے سین قائم کئے گئے۔ مگر ہمارے نزدیک حسب تذکرۃ العابدین (ص ۱۸۹) غوث پاک کا صحیح سند وفات ۸۳۳ھ ہے۔ اس سند وفات کو خواجہ قطب الدین صاحب کی مذکورہ سابق روایت مندرجہ زبدۃ العقائق اور شیخ سعدی کی مرقومہ روایت (مندرجہ کلمات) نیز دیگر روایات سے تقویت پہنچتی ہے۔ تشریح حسب ذیل ہے :-

حسب اقتباس الانوار غوثہ رمضان ۸۹۱ھ میں غوث پاک کی ولادت ہونے کے پیش نظر ۸۸۸ھ کے ماہ رمضان میں غوث پاک کی عمر کا نو نواں (۹۰ واں) سال شروع ہو گیا تھا اور ۸۸۱ھ میں نو نواں (۹۰ واں) سال پورا ہوا۔ اور غریب نواز کی ولادت ۸۳۲ھ میں ہونے کے پیش نظر ۸۸۸ھ میں حضرت خواجہ کی عمر پچاس سال کی تھی اور ۸۸۱ھ میں اکیا نو نواں (۵۱ واں) سال چل رہا تھا۔ پس بایں وجوہات یہ طاقات ۸۸۸ھ یا ۸۸۱ھ میں ہوئی لیکن ۸۶۱ھ یا ۸۶۲ھ میں غوث پاک کا وصال مان لینے سے ۱۱ سین (۸۵۶ھ یا ۸۶۲ھ) میں غریب نواز کی عمر ۳۲ یا ۳۳ سال کی ہوتی ہے علاوہ انہی وجوہات مندرجہ ذیل بھی ہیں غوث پاک کی وفات ۸۶۱ھ یا ۸۶۲ھ میں ہونے سے اتفاق نہیں ہے۔

نظر ثانی شدہ باپو گرافیکل ڈکشنری (ص ۳۳۹) میں ہنری جارج کین شیخ سعدی کے حالات میں لکھتے ہیں: "شیخ سعدی کی ولادت ۸۳۲ھ میں ہوئی اور شیخ موصوف مالی مرتبت صوفی عبدالقادر جیلانی کے مرید تھے۔" یکم از کم اُن کے آگے سرارادت جھکا یا تھا۔ اس روایت کی تائید صاحب منہاج التواریخ (ص ۷۴) کے بیان کے مطابق سنہ ہفت اقلیم و تذکرہ دولت شاہی کے بیانات سے بھی ہوتی ہے۔ اس بیان میں ظاہر کیا گیا ہے کہ شیخ سعدی نے غالباً شیخ شہاب الدین عمر ہروردی سے مرید ہونے کے قبل غوث پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا یا سرارادت جھکا یا۔ پس معلوم ہوا غوث پاک شیخ سعدی کی ولادت (۸۵۶ھ) کے بعد حیات ظاہری میں رونق افروز تھے۔

یعنی پیرا ہن سال پیر و مرشد سے رخصت ہونے سے پہلے۔

۲۔ شیخ سعدی کے سند ولادت میں اختلاف ہے مگر ہمارے نزدیک ۸۳۲ھ صحیح ہے تشریحات آگے آئیں گی۔

حیات سعدیؒ میں مولانا الطاف حسین حالی بحوالہ سرگودا سلی کہتے ہیں جس زمانہ میں شیخ سعدیؒ
 بغداد میں علامہ ابن جوزی سے پڑھتا تھا اس وقت شیخ کی جوانی کا آغاز تھا۔ دولت شاہ سمرقندی اور
 سرگودا سلی نے لکھا ہے کہ ابن جوزی سے تحصیل علم کرنے کے بعد شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے بیعت
 کی تھی اور آنحضرت سے علم تصوف اور طریق معرفت و سلوک حاصل کیا اور پہلی مرتبہ آنحضرت غوث پاکؐ
 کے ساتھ بیت اللہ حج کو گیا۔ مگر یہ بالکل غلط ہے کیونکہ شیخ عبدالقادر جیلانیؒ قدس سرہ کی وفات
 ۱۱۵۲ھ میں ہوئی یعنی شیخ سعدیؒ کی ولادت سے پہلے ہو چکی تھی۔

مولانا حالی نے اس روایت کو محض اس وجہ سے تسلیم نہیں کیا کہ ان کے نزدیک ۱۱۵۲ھ
 میں غوث پاکؐ کی وفات ہو چکی تھی مگر یہی روایت ہم اس امر کی تصدیق میں پیش کرتے ہیں کہ غوث پاکؐ
 کی وفات ۱۱۵۲ھ میں نہیں بلکہ شیخ سعدیؒ کے سن شعور کو پہنچنے کے بعد (۱۱۸۳ھ میں) ہوئی۔
 ماسوا اس کے شیخ سعدیؒ خود محنتاں میں کہتے ہیں: عبدالقادر جیلانیؒ را دیدم کہ در حرم کعبہ روئے بر
 حصار نہادہ ہیگفت: اگرچہ شیخ سعدیؒ کے بیان کے بعد کسی دوسرے ثبوت کی ضرورت نہیں رہتی
 مگر صاحب مفتاح التواریخ (صفحہ ۷۰) نے اس بیان میں محض اس وجہ سے قیاسی ترمیم فرمائی ہے
 کہ ان کے نزدیک غوث پاکؐ کا وصال ۱۱۵۲ھ میں شیخ سعدیؒ کی ولادت سے قبل ہو چکا تھا مگر ہمارے
 نزدیک شیخ سعدیؒ کا مندرجہ بالا بیان خود اس امر کا ثبوت ہے کہ غوث پاکؐ کا وصال ۱۱۵۲ھ کے بعد
 اس وقت (۱۱۸۳ھ میں) ہوا جبکہ شیخ سعدیؒ سن شعور کو پہنچ چکے تھے اور غوث پاکؐ کے ہمراہ
 حج بھی کر چکے تھے۔

بعض نے ملاقات کا مقام جیلان لکھا ہے اور اسی کو بعض نے جیل یاگیل یا
 مقام ملاقات کی تحقیق کیا ان وجیلان بتایا ہے۔ صاحب اقتباس الانوار نے صفحہ ۲۴۲ پر اس کا

واقعی نمونہ کستان مرقوم ۱۱۸۳ھ کے باب دوم کے اندر حکایت دوم ۳ لکھا ہے: یہ عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
 را دیدم جسکی تائید گستان (صفحہ ۷۰) مشورہ کلیات سعدیؒ مطبوعہ بیروت ۱۳۲۲ھ سے بھی ہوئی ہے اور ہمارے نزدیک یہی
 صحیح ہے۔ مگر مطبع مجیدی کاغذ کے مطبوعہ نسخہ میں اس طرح مرقوم ہے: عبدالقادر جیلانیؒ را دیدم رحمۃ اللہ علیہ جو
 ہمارے نزدیک بہر کتابت پر مبنی ہے۔

نام جبال لکھا ہے۔ ساک اسالکین جلد دوم کے صفحہ ۲ پر۔ سیر العارفین کے صفحہ پر اور المشاہیر کے صفحہ ۲۱ پر اس کا نام جبل لکھا ہے۔ فرشتہ نے جلد دوم کے صفحہ ۵ پر اس کا نام جبل لکھا ہے۔ ان میں سے صاحب ساک السالکین۔ المشاہیر فرشتہ اند سیر العارفین نے اسے کوہ جودی (جہاں نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تھی) کے دامن میں بتایا ہے۔ جبل کی نسبت سے غوث پاک جیل کہلاتے ہیں۔ چنانچہ آپ خود قصیدہ غوثیہ میں فرماتے ہیں:-

”انا جلی ومحمی الدین اسمی ہجو وعلامی علی سراسر الجبالی“

ترجمہ:- میں جلی ہوں اور میرا نام محی الدین ہے اور میری نشانیاں پہاڑوں پر ظاہر ہیں۔ پس ہمارے نزدیک غوث پاک کا آبائی وطن اور جائے ولادت ولایت جیل^۱ علاقہ جیلان بحر خضر کے کنارہ) میں قصبہ جیل^۲ (زیر دامن کوہ جودی) ہے یہیں غوث پاک نے اپنے فرزندوں کے لئے زمین خرید فرمائی تھی اور یہیں غریب نواز اور غوث پاک کی ملاقات ہوئی تھی اور حسب تفصیل گزشتہ بقول

برادر جلی آنحضرت (غوث پاک) بچت اُن گویند کہ اصل اُن غوث آفاق از ولایت جیل است و ولادت باسادت آنحضرت (غوث پاک) ہم در اں با واقع شدہ وال ملکیت درائے طبرستان کہ اُن را جیلان دیکھان نیزگیل و جیل گویند و بسنے گفتہ اند کہ جیل موضع است بر کنارہ و ملک کوزہ راہ از بغداد است بطون واسطہ و نیز موضع است جیل نام نزدیک مدین اما ہماقتہ کہ نسبت آنحضرت بایں دو موضع کردہ از صاحب روضتہ انا ذکرہ تعینف علامہ محمد الدین صاحب قاموس است کہ اکابر وقت بروہ اند قول ایشان (صاحب قاموس سندامت) فرشتہ اند کہ قول آہنا غلط است (قلی نسو سفینتہ ۱۱ دیا صفحہ ۴)

۳۵۵ و ۳۵۶ (الف) جیل جودی یا کوہ جودی شمالی علاقہ میں کوہ البرز کی ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے مومل سے اسکا فاصلہ ۳۵ میل ہے۔ یہاں نوح علیہ السلام کی کشتی ٹھہری تھی مگر یہاں غریب نواز کے ہرنے کا کوئی مجرہ نہیں ہے البتہ یہاں چند تختیاں ایک مجرہ میں محفوظ ہیں۔ انیں کشتی نوح کی تختیاں بتایا جاتا ہے۔ یہاں سے جیلان کئی سو میل ہے اور بغداد سے براہ و جلد دو سو میل ہے اور براہ راست ۸۰ میل ہے۔ جیلان ایران کے علاقہ انزلی میں بحر خضر (کیسپین سمی) کے کنارہ ہے۔ میں نے یہ مقام دیکھا ہے بغداد سے تقریباً ایک ہزار میل کے فاصلہ پر ہے (بیان عبدالرحمن صاحب متوطن مومل و امام مندل مسجد امیر شریف) (بقیہ صفحہ ۹۲ پر)

فرشتہ شیخ نجم الدین کبریٰ اسی جیل میں غوث پاک سے ملنے تشریف لے گئے تھے یہی مقام جیل جو دی کہلاتا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۶۱) (ب) سید محمد شاہ صاحب ساکن مگر ٹیٹہ اسلام پور ضلع کراچی (سندھ) نے بیان کیا کہ میں نے لنگہ میں بغداد سے جیل جو دی کا سفر کیا تھا۔ یہ جیل سے تقریباً ۲۵ میل کے فاصلہ پر ہے یہ مسافت موٹر تقریباً دو گھنٹہ میں طے کرتا ہے یہاں کے لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اس مقام پر شیخ عبدالقادر میلانی اور خواجہ معین الدین چشتی کی عاقبت ہوئی تھی۔ میں غوث پاک نے اپنی حیا لے کر زمین خرید فرمائی تھی۔ یہاں غوث پاک کی درگاہ ۲ سجادہ بنایا جاتا ہے۔ یہاں سے چالیس میل پاکوادیں غوث پاک کے مازندران کی درگاہ ہے اس مقام سے دو میل کے فاصلہ پر ترکستان کی سرحد شروع ہوجاتی ہے۔ (ج) جیل جو دی جزیرہ ابن عمر است وسفینہ نور علیہ السلام انجاء دریافت و عمل تعبد آن حضرت است و جہت اجابت دعا و خلاقہ بدن جاتوجہ نمایند۔ (د) غوث العظام صاحب و دایع صد متعلق جلد ہفتم (د) بقول غیاث الثقات بحوالہ منتخب الثقات: جیلان نام گھیت دودہ یسیت نزدیک بغداد آغا جیل نیز گویند۔ پھر آگے حوت (گ) میں کہتے ہیں گیلان نام گھیت دو نام وہ است نزدیک بغداد مولد حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ و جیلان موبہ الت: (غیاث الثقات)

(۴) شتل بر بلاد و قعات ہند است کہ حدود ہندوستان و عراق بمقام و انداز و بحر خضر است۔ (آئینکدہ آذر صفحہ ۳۷)
(۵) جیل موبہ گیل بٹانی جموں بروزن نیل گیلان داگویند و اں وایت است معروف بہ طبرستان (دیکھو بران قاطع جلد ثانی صفحہ ۲۱۱ و جلد اول صفحہ ۲۲) (نما) جیلان ایک موبہ ایران کے شمال میں کیسپیہی (بحر خضر) کے ساحل پر ہے اس موبہ کا صدر مقام رشت ہے۔ یہ جیلان سے تقریباً ۳۲۰ کیلو میٹر پر گوشہ شتل و مغرب میں ہے اور اسٹان سے ۲۹۰ کیلو میٹر پر گوشہ شمال و مغرب میں واقع ہے۔ (مکتوب ایرانی ایچی نیو دہلی۔ ٹیلن اٹلیس و نقشہ منسلک)

(ج) ہنری جاردن کہیں نے نظر ثانی شدہ ہایو گرافیکل و گسٹری کے صفحہ پر جیلان کو بغداد کے قریب لکھا ہے۔
(ط) قلمی نسخہ دوازدہ موبہ کے صفحہ ۹ پر ابو الفضل نے لکھا ہے کہ جیل وہ است نزدیک بغداد و ہنری گیلان ہندوستان
(ی) جیلان متعلق کہ عراق میں ہے۔ (دیباچہ باقر صاحب بغدادی)

(ک) شیخ ابو الفضل بن صالح بن شافعی جیل سے روایت ہے کہ نسبت جیل کہ جیفان کی طرف ہے اور میں چند بلاد متفرقہ
۱۰۱ ہے جو طبرستان کے عقب میں واقع ہیں (حیات خوشیہ از مقبول احمد نظامی صفحہ)

(ل) غالباً ولایت جیل میں تعصب جیل جو زید راس کوہ جو دی واقع ہے بڑا نام سابق شامل تھا (مرفوع)

شرح ۵۸۲ مطابقت
والہی بغداد شریف

غریب نواز فرماتے ہیں: بعد ازاں حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ بغداد میں
واپس تشریف لاکر متکلف ہوئے اور دناگو (غریب نواز) سے ارشاد
فرمایا: میں اس مقام سے چند روز تک باہر نہ آؤں گا مگر تو چاشت کے وقت آیا کر کہ تجھ سے ترغیب فقر
میل کرں تاکہ مریدوں اور فرزندوں کے لئے میرے بعد یادگار ہو؟ یہ فقیر (غریب نواز) روزانہ حاضر خدمت
ہوتا رہا جو کچھ مرشد کی زبان فیض ترجمان سے سنا تھا قلب بند کر لیا تھا چنانچہ آپ نے اٹھائیس مجلسوں
کا ایک رسالہ الموسوم بہ انیس الارواح مرتب کیا اور حسب منشاء مرشد اپنے شجرہ طریقت میں شامل کیا

رسالہ انیس الارواح اور ملفوظات
خواجگان چشت کے متعلق تحقیقات

حضرت خواجہ بزرگ نے اپنے پیرومرشد حضرت
خواجہ عثمان اردونی قدس سرہ کے ملفوظات

انیس الارواح میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی نے
اپنے پیرومرشد کی سنت کے پیش نظر حضرت خواجہ کے ملفوظات "دلیل العارفين" میں بابا
فرید الدین گنج شکر نے اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے ملفوظات
"فوائد السالکین" میں اور حضرت نظام الدین والاویا نے اپنے پیرومرشد حضرت بابا فرید الدین
گنج شکر کے ملفوظات "راحت القلوب" میں قلمبند فرمائے ہیں۔ یہ چاروں رسالے ملفوظات خواجگان
چشت کہلاتے ہیں۔ ان ملفوظات کے متعلق مولانا حمید قلندر نے سراج المجالس ترجمہ خیر المجالس
کے صفحہ ۳۶۰ پر مجلس یازدہم میں حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کا بیان لکھا ہے جس کا ترجمہ
حسب ذیل ہے:-

"اہل مغل میں سے ایک عزیز نے عرض کیا کہ ملفوظات حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ میں
لکھا ہے کہ دیویشوں کا مقولہ ہے جو شخص دو گامیش ذبح کرے اُس نے دو خون کئے اور چار ذبح
کرے تو گویا چار خون کئے اور جو چار گوسفند ذبح کرے تو اس نے ایک خون کیا۔"

۱۔ دیکھو انیس الارواح ص ۲۴۰ ۲۔ دیکھو انیس الارواح ص ۲۴۱ ۳۔ دیکھو انیس الارواح ص ۲۴۲

۴۔ انیس الارواح مطبوعہ ممبائی پریس دہلی میں روایت اس طرح ہے: عبد اللہ بن مسعود روایت کرداں رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر کہ چل ادا ہو و بسل کند یک خون کبیرہ برگردن او بنویسند دہر جاوے کہ یہ ہوائے نفس بکشتہ پہنچاں باشد
کہ بریران کردن ناز کبہ یاری کردہ باشد گر سٹے کہ در آن بسل کردن روایت ہے۔

حضرت خواجہ دغیر الدین چراغ دہلویؒ نے فرمایا: وہ ملفوظ ان کا نہیں ہے میری نظر سے گزرا ہے۔ اس میں بہت سی ایسی باتیں ہیں جو ان کے علم و ارشاد کے مناسب نہیں ہیں۔ پھر فرمایا: میرے حضرت پیر و مرشد سلطان الاولیاء قدس سرہ فرماتے ہیں: میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی اسلئے کہ شیخ الاسلام حضرت فرید الدین اور شیخ الاسلام مولانا قطب الدین دہشتیار کاکیؒ نیز باقی خواجگان غیرہ ان مشائخ نے جو داخل سترہ ہیں کسی نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔ میں دحمید قلندر نے عرض کیا: فوائد الفوائد میں ہے کہ ایک شخص نے سلطان الاولیاء (نظام الدین) قدس سرہ کی خدمت میں عرض کیا: میں نے ایک معتبر شخص سے سنا ہے دو کہتا تھا کہ میں نے آپ کی تصنیف سے ایک کتاب دیکھی ہے۔ حضرت سلطان الاولیاء نے فرمایا: اس نے غلط کہا میں نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ اس لئے کہ ہمارے خواجگان نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی!

یہ سکر خواجہ ذکرا اللہ بالغیر دغیر الدین چراغ دہلویؒ نے فرمایا: واقعی ہمارے حضرت سلطان الاولیاء نے کوئی کتاب تصنیف نہیں کی۔ پھر میں نے عرض کیا: جو رسالے اس وقت دستیاب ہوتے ہیں جیسے ملفوظات خواجہ عثمان ہارونیؒ اور ملفوظات حضرت قطب الدین دہشتیار کاکیؒ وغیرہ کیا یہ کتابیں بڑے حضرت (بابا فرید گنج شکرؒ) کے زمانہ میں ظاہر نہ ہوئیں تھیں؟ خواجہ ذکرا اللہ بالغیر نے فرمایا: اس وقت نہیں تھیں اگر ان حضرات کی تصنیف سے ہوتیں تو بڑے حضرت ان کا ذکر ضرور فرماتے اور ضرور دستیاب ہوتیں۔

فوائد الفوائد ص ۳۶ ملفوظات حضرت محبوب الہی مرتبہ میر حسن علی سنہریؒ کی اصل عبارت اس طرح:

اس وقت کتب مشائخ کے بارہ میں گفتگو شروع ہوئی ایک عزیز حاضر خدمت تھا اس نے عرض کیا: اودھ میں مجھے ایک شخص نے ایک کتاب دکھائی اور یہ کہا: یہ آجنگان کی لکھی ہوئی ہے۔ خواجہ (محبوب الہیؒ) نے فرمایا: اس نے غلط کہا میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی۔

حضرت حمید قلندر نے فوائد الفوائد کے حوالہ سے حضرت محبوب الہیؒ کے بیان میں یہ فقرہ دہرایا: خواجگان نے کوئی کتاب نہیں لکھی (تحریر کیا ہے۔ حالانکہ فوائد الفوائد کی اصل عبارت میں یہ فقرہ نہیں ہے۔

۱۰ دیکھو زائد الفوائد ص ۳۶ مجلس پنجم بلوچ مسلم پریس جہڑو نواز سرائے ۱۵ اجماع مشرقیہ ملیہ دہلی ۱۹۲۵ء دیکھو بریلو انٹرنیشنل اسلامک پریس ۱۹۲۵ء

بلکہ اسیں سلطان الشائع نے صرف اپنی تصنیف کے متعلق فرمایا ہے کہ میں نے کوئی کتاب نہیں لکھی چنانچہ صرف اسی کی تصدیق حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے بھی آگے بایں الفاظ و اقامی ہمارے حضرت سلطان لاہور نے کوئی کتاب نہیں لکھی کی ہے پس جس طرح فوائد الفوائد کی عبارت میں مندرجہ بالا فقرہ کا الحاق کیا گیا ہے اسی طرح بعض دفعہ بھی الحاقی ہیں۔ تشریح حسب ذیل ہے۔

چونکہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ کی متعدد تصانیف موجود ہیں چنانچہ گنج اسرار و کشف الاسرار وغیرہ کے قلمی نسخے مولف اور دیگر حضرات کے پاس موجود ہیں۔ نیز صاحب مسیح سابلؒ لکھتے ہیں: خواجہ معین الدین سنہریؒ علم برکمال داشت۔ تصانیف خواجہ معین الدین در اطراف و احوال خراسان بسیار است ہر سالہین کے صغیر پر شیخ محمود ناگوری لکھتے ہیں: آپ در حضرت خواجہ اعلیٰ درجہ کے عالم تھے آپ کی تصانیف بڑے پایہ کی ہیں۔ چنانچہ حسب مکتوب جے۔ آر۔ وائرس اسٹنٹ کیپرائٹڈ آف لائبریری لندن مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۵۲ء قلمی نسخہ رسالہ فی آفاق و انفس مرتبہ خواجہ معین الدین مذکورہ بالا لائبریری میں موجود ہے۔ اور کتب خانہ آصفیہ حمید آباد دکن میں قلمی نسخہ رسالہ تعویذ منظوم معنی خواجہ معین الدین درجہ میں موجود ہے اور خواجہ قطب الدینؒ کا صاحب تصانیف ہونا۔ زبدۃ العقائق و دیوان وغیرہ سے ثابت ہے رسالہ قطب صاحب کا ترجمہ دیوان خواجہ قطب صاحب اور ثمنی نیرنگ از قطب صاحب کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ اور ابوالفرید الدین گنج شکرؒ کے معنی رسالہ موجود و رسالہ گفتار از الہی نامہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہیں۔ علاوہ انہیں ذیل کی تفصیلات کے پیش نظر حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کے ہی بیانات مندرجہ مفتاح العاشقین (ملفوظات حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ مرتبہ محب اللہ) سے یہ بخوبی ثابت ہے کہ خواجہ معین الدین صاحب تصانیف ہیں۔

ترجمہ مفتاح العاشقین صغیر۔ دلفوظات شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ مرتبہ محب اللہ شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے فرمایا: اے درویش! شیخ الاسلام خواجہ معین الدین قدس سرہ العزیز کے رسالہ میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب مجمع صادق ہوتی ہے تو ساتوں اعضاء زبان حال سے زبان کے مدبر و فریاد کرتے ہیں۔

صغیر بعد ازاں شیخ نصیر الدینؒ نے فرمایا: کہ شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونیؒ قدس سرہ العزیز اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں کہ انسان کے ہر اعضا میں شہوت و حرص ہے؟

صفحہ ۱۴-۱۵ شیخ نصیر الدینؒ نے فرمایا: میں نے انیس الارواح میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم سکر میں تھا اسی حالت میں اُس نے کہا: لیس کی سواٹ و لا قلبی بخیرک سر اعجب (یعنی تیرے سوا میرے نصیب میں کچھ نہیں نہ میرا دل تیرے غیر کی طرف راغب ہے) یہ روایت "انیس الارواح" مطبوعہ مطبع مجتہبی دہلی (مرتبہ خواجہ غریب نوازؒ) میں نہیں ہے۔ شاید لکھنے سے رہ گئی ہے۔

صفحہ ۱ شیخ نصیر الدین چراغ دہلویؒ نے فرمایا: دلیل العارفین میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کوئی بزرگ عالم سکر میں آسمان کی طرف آنکھیں جمائے کھڑے تھے۔ اس حالت میں کیا دیکھتے ہیں کہ عرش سے کرسی اور کرسی سے عرش تک پوچھ رہا ہے کہ تیری کیا حالت ہے۔ بزرگ یہ دیکھ کر غصہ مار کے یہوش ہو گئے۔ یہ روایت بھی دلیل العارفین (مرتبہ قطب صاحبؒ) میں نہیں ہے۔ شاید لکھنے سے رہ گئی۔

صفحہ ۱۱ (محب اللہ) نے آداب بجالاکر التاس کیا کہ مجھے شیخ الاسلام خواجہ معین الدین تدمرؒ سرہ الغریز کا قول یاد ہے۔ حکم ہو تو پڑھوں۔ فرمایا: پڑھو۔

غزل

از مطلع دل علم یک لمحہ از رخسار او	ذرہ ذرہ ہستیم در پردہ انوار او
بانگہ ذرات تنم ہر یک ہزاراں دیدہ شد	یک ذرہ ہم دیدہ نشد از بر تو رخسار او
حشش چو آید جلوہ گر طاقت ندارد چشم سر	از دیدہ دل کن نظر تابگری دیدار او
بگزار کوئے آب و گل در البصر جان دل	بامرے خود متصل سرے ہم از اسرار او
اخبار حسن دلبری می بین نہ ہر مہ پیکرے	پیدا است در ہر منظرے آن حسن آل غبار او
خواجہ کند در خود نظر اندیش سازد از بشر	بازش کند زیر و زبر حیرانم اندر کار او
پر شد جہاں یکسر از دشت نیک و بد منظر او	مومن از و کافر از و در قید نور و نار او
ترساوش بشافہ بواز چلیبا یافتہ	زلف تو بر ہم تافہ آں حلقہ ز نثار او

مسکین معین در یک غزل بر خواند اسرار او
بشنو کلام لم یزل در کسوت گفتار او

جب میں (محب اللہ) نے یہ غزل پڑھی تو خواجہ صاحب (نصیر الدین چراغ دہلوی) زار زار روئے اور فرمایا: اے درویش! تجھے ابھی طرح یاد ہے۔
یہ غزل دیوان معین میں موجود ہے۔ پس ثابت ہوا دیوان معین بھی غریب نواز کی تصنیف ہے
مزید تفصیلات حصر سیرت میں ہیں۔

صفحہ ۲۲ بعد ازاں فرمایا: "میں نے دلیل العارفین میں دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ کسی شخص نے رسول خدا
سے آیام معین کے بارہ میں دریافت کیا۔ ارشاد ہوا: ہر مہینہ کی تیرہویں چودھویں اور پندرہویں تاریخ
کو روزہ رکھنا ایسا ہے گویا اُس نے سارے سال روزہ رکھا ہے۔ یہ روایت دلیل العارفین (مرتبہ
قطب صاحب) میں نہیں ہے۔ شاید کہنے سے رہ گئی۔

اس باب میں صاحب سیر العارفین کا حسب ذیل مترجمہ بیان ہے:-
حضرت نصیر اللہ والدین چراغ دہلوی کے ملفوظ مبارک کتاب خیر المجالس کے کاتب
حمید قلندر سے نقل ہے کہ کسی شخص نے آنحضرت (چراغ دہلوی) کی خدمت میں عرض کیا: میں
نے حضرت خواجہ معین الدین قدس سرہ اور حضرت قطب الدین کے ملفوظات میں ایسا دیکھا ہے:-
ارشاد ہوا: یہ تمام باتیں مجھ تک پہنچی ہیں خدا کی قسم جو اُن سے ہوں۔ اس جگہ نادقوت معتقدین
اور مجاہدین نے بہت سی باتیں بڑا دی ہیں جو اُن کے اعمال و احوال کے مطابق نہیں ہیں۔

سیر العارفین کے مندرجہ بالا بیان سے فقط اتنا ظاہر ہوتا ہے کہ ان ملفوظات میں صرف
بعض باتوں کا اضافہ کیا گیا ہے مگر اس امر سے انکار نہیں کیا گیا کہ یہ ملفوظات خواجہ معین الدین
و قطب الدین کے ملفوظات ان حضرات کے نہیں۔ لہذا جو بات مذکورہ بالا "خیر المجالس" کا یہ فقرہ
(شیخ الاسلام بابا فرید الدین) اور مولانا قطب الدین نیز باقی خواجگان وغیرہ اُن مشائخ نے جو داخل
شجرہ ہیں کوئی کتاب نہیں لکھی) اور یہ نثر یا اسوقت یہ لکھا میں) نہیں تھیں اگر (یہ) ان حضرات کی
تصانیف ہوتیں تو بڑے حضرت (بابا فرید گنج شکر) اُن کا ذکر ضرور فرماتے اور ضرور دستیاب
ہوتیں۔" بھی الحاق ہے۔

براہ مزید افضل الغوائد (ملفوظات حضرت سلطان المشائخ مرتبہ حضرت امیر خسرو) کے
صفحہ ۶۹ پر حضرت امیر خسرو حضرت نظام الدین والاویا کا مندرجہ ذیل بیان سائیسویں تاریخ

میں ارقام فرماتے ہیں اُس روز میں نے چند جزو جن میں خواجہ راستاں (محبوب الہی) کے الفاظ دربار لکھتے تھے حاضر خدمت کئے۔ اور عرض کیا کہ آجک جو کچھ بندہ نے جناب کی زبان مبارک سے اپنی سمجھ کے مطابق سنا اسے قلمبند کرتا رہا۔ اور اس کا نام افضل النوائد رکھا۔ جناب (محبوب الہی) نے اُن جُزوں کا مطالعہ فرما کر کہا کہ اچھا لکھا ہے اور عمدہ نام رکھا ہے۔ اور جہاں کہیں مجھ سے کوئی بات رد گئی تھی اپنے دست مبارک سے لکھ دی۔ پھر شیخ معین الدین بخری قدس سرہ کے بارہ میں گفتگو شروع ہوئی حضرت د نظام الدین دالادیا نے زبان مبارک سے فرمایا: جس روز شیخ معین الدین قدس سرہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں بیعت کی تو آپ (خواجہ معین الدین) بھی جو فوائد شیخ صاحب (شیخ عثمان ہارونی) کی زبان سے سنتے رہے قلمبند کرتے رہے۔ چنانچہ شیخ حسن بصری علیہ رحمۃ کی بزرگی کی یہ روایت آپ کے نواید میں میں نے لکھی دیکھی ہے کہ خواجہ حسن بصری کی والدہ ماجدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی لونڈی تھیں۔ جب کبھی آپ کام میں مشغول ہوتیں اور خواجہ صاحب (حسن بصری) روتے تو ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے پستان مبارک سے چند قطرے دودھ کے خواجہ حسن بصری کو پلا دیتیں پھر اسی موقع کے مناسب فرمایا جب مرید اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو تو جو کچھ اپنے پیر کی زبانی سنے اسے قلمبند کرتا رہے۔ نیز اس پر عمل کرتا رہے یعنی عبادت کے بارہ میں جو کچھ پیر فرمائے اسے عملی صورت میں لائے اور جو دُعَا و نصیحت سنے اُسے قلمبند کرتا رہے۔ پھر فرمایا: جب شیخ الاسلام فرید الحق والدین نے سنا کہ میں (نظام الدین) جو کچھ شیخ (بابا فرید گنج شکر) کی زبان مبارک سے سنا ہوں قلمبند کر لیتا ہوں تو پھر یہ حالت ہو گئی کہ جب کبھی میں (سلطان المشائخ) مجلس سے غائب ہوتا اور پھر حاضر خدمت ہوتا تو آپ (بابا فرید) پوچھتے کہ میاں کہاں تھے۔ اور جو فوائد آپ نے بیان کئے ہوتے پھر اعادہ فرماتے تھے۔

حضرت محبوب الہی کے مندرجہ بالا بیان سے بھی یہ بخوبی ثابت ہے کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ اور حضرت محبوب الہیؒ اپنے اپنے پیرومرشد کے ارشادات لکھ لیا کرتے تھے مگر حضرت محبوب الہیؒ اپنے مرشد کے ان ارشادات کا اپنے آپ کو صرف کاتب تصور فرماتے تھے یعنی جس طرح مرید اپنے

شجروں کے ساتھ اوراد وغیرہ لکھتے ہیں اسی طرح آپ بھی اپنے پیر کے اقوال سمجھ کر لیا کرتے تھے لیکن ان کو اپنی تصنیف تصور نہیں کرتے تھے۔ دراصل صحیح بھی یہی ہے کہ وہ ان کے پیر کے اقوال ہیں نہ کہ ان کی تصانیف۔

چونکہ افضل الفوائد کے مندرجہ بالا بیان میں حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے متعلق جس روایت کا حوالہ دیا گیا ہے وہ انیس الارواح (مرتبہ غریب نواز) میں نہیں ہے۔ نیز حسب تفصیل گزشتہ بعض دیگر روایات بھی انیس الارواح اور دلیل العارفین کے موجودہ نسخوں میں نہیں ہیں۔ اس لئے یقیناً ان ہر دو کتابوں میں بعض روایات حذف کی گئی ہیں۔ چنانچہ صوفی سردار ہالینڈ سے اپنے مکتوب مورخہ ۱۳ اکتوبر ۱۹۵۱ء میں لکھتے ہیں: "ملاوہ قلمی نسخہ کے دلیل العارفین کے دو مطبوعہ نسخے بھی لندن یونیورسٹی میں موجود ہیں ان میں سے ایک ۸۸۹ء میں کانپور میں طبع ہوا یہ ۵۶ صفحات کا حامل ہے دوسرا ۱۸۹۱ء میں لکھنؤ میں چھپا اسکے ۶۸ صفحات ہیں۔"

چونکہ خیر المجالس کے اس بیان "یہ ملفوظ ان (خواجہ عثمان) کا نہیں ہے" کی تردید افضل الفوائد کے بیان "جب خواجہ معین الدین قدس سرہ نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی خدمت میں بیعت کی تو آپ جو نوادر شیخ صاحب (خواجہ عثمان ہارونی) سے سنتے تھے قلبہذ کر لیتے تھے" سے بھی ہوتی ہے اس لئے خیر المجالس کے نہ صرف مذکورہ سابق ہر دو فقرہ الحاقی ہیں بلکہ یہ فقرہ "وہ ملفوظ ان (خواجہ عثمان) کا نہیں ہے" بھی الحاقی ہے۔ بایں وجوہات حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے ملفوظات (انیس الارواح) غریب نوازؒ ہی کے مرتبہ ہیں اور حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے اس ارشاد (مندرجہ انیس الارواح ص ۲۱) "فرزند قلع انت کہ ہرچہ از زبان پیغمبر خود بشنود در میان شجرہ خویش بنویسد" کے پیش نظر یقیناً نہ صرف غریب نوازؒ بلکہ حضرت قطب صاحبؒ۔ بابا فرید گنج شکرؒ۔ سلطان المشائخؒ۔ حضرت امیر خسروؒ۔ حسن علی بکریؒ نیز دیگر اہل سلسلہ نے بھی اپنے اپنے پیران کے ملفوظات لکھے۔ پس ملفوظات خواجگان چشت الہی حضرات کے ہیں جن سے وہ منسوب ہیں۔ مگر ایک غرضہ تک باذراقت منتشر یہ شجروں کے ساتھ رہے اور کسی جامع نے ان کو اپنی تصنیف تصور نہیں کیا بلکہ اپنے پیر کا ارشاد سمجھا۔ غالباً اوراق یا روایات کی ترتیب کے موقع پر یا نقل در نقل ہونے کی وجہ سے ہوا بعض روایات لکھنے سے رو گئیں جو موجودہ نسخوں میں نہیں ہیں۔

اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابلِ لحاظ ہے کہ کسی غیر مطلق شخص کو اتنی محنت کر کے ان حضرات کے خواہ مخواہ خلاف واقعہ طویل ملفوظات مرتب کر نیکی کوئی خاص وجہ نہیں معلوم ہوتی۔

مقامِ عینیت کا حال، وجدانی کیفیات اور عالم جذب کی دار و اتوں کا ذکر بہت سے اہل اللہ کے تذکروں میں موجود ہے۔ چنانچہ اس قسم کے حال میں خود سر در عالم نے بھی ارشاد فرمایا: "جس نے مجھے دیکھا اُسے خدا کو دیکھا" میں نے علی سے سرگوشی نہیں کی بلکہ خدا نے کی؟۔ بایں وجہ ملفوظات خواجگانِ چشت کے اس قسم کے کلمات ان حضرات کے علم و ارشاد کے منافی نہیں ہیں اس لئے ہمیں سیر العارفین کے اس خیال سے اتفاق نہیں کہ نادائق لوگوں نے بعض باتیں بڑا دی ہیں۔ بلکہ ہمارے نزدیک معدودے چند مقامات پر معمولی سہوکتا بت ہوا ہے۔

عام طور سے صرف ذیچ گاؤ والی روایت (مندرجہ انیس الارواح مجلس یازدہم) کو اس وجہ سے الحاقی کہا جاتا ہے کہ یہ روایت حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کے علم و ارشاد کے مناسب نہیں ہے چونکہ اس میں غیر حدیث کو حدیث بیان کیا گیا ہے۔ مگر ہمارے نزدیک اس روایت میں بھی نقل در نقل ہو نیکی وجہ سے سہوکتا بت ہوا ہے۔ چنانچہ فارسی نسخہ انیس الارواح مطبوعہ مجتبیٰ پریس دہلی ترجمہ انیس الارواح مطبوعہ انقلاب ایٹم پریس لاہور اور خیر المجالس کے سابقہ بیان کے مابین اختلافات سہوکتا بت کے بین ثبوت ہیں۔ ہمارے نزدیک صحیح روایت اس طرح ہے :-

حضرت عبداللہ ابن مسعود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ "اول فیصلہ آدمیوں کے درمیان قیامت کے دن خونوں میں ہوگا؟ اہل سلوک کے نزدیک جو شخص چالیس گھنٹیں ذبح کرتا ہے اُسکے ذمہ ایک خون کبیرہ لکھا جاتا ہے اور ہر جانور کا نفس کی خواہش کے لئے ذبح کرنا ایسا ہے جیسے خانہ کعبہ کو دیران کرنے میں مدد کی سوائے اس جگہ کے جہاں لہل کرنا جائز ہو" پھر فرمایا کہ میں نے خواجہ حاجی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ اسے درویش خواجہ عبداللہ مبارک فرمایا کرتے تھے کہ میری ستر سال کی عمر ہے میں نے اس میں کبھی کسی جانور کو ذبح نہیں کیا۔

پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "جو شخص کسی جانور کو آگ میں پھینکتا ہے یا بے رحمی سے مار ڈالتا ہے اُس کا کفارہ یہ ہے کہ غلام آزاد کرے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا متواتر دو مہینہ لگا مار روزے رکھے؟ رسول اللہ فرمایا کرتے تھے کہ کسی جانور کو آگ میں نہیں

والا جائے گا مگر تمہیں دنیا و آخرت میں مذاب ہوگا۔ اہل سلوک کے نزدیک جو شخص جانور کو آگ میں پھینکتا ہے وہ گویا اپنی ماں کے ساتھ زنا کرتا ہے۔ پس ہمارے نزدیک پوری حدیث اور دو جگہ الفاظ (اہل سلوک کے نزدیک) آدھا کہنے سے رہ گئے تھے ہم نے ان ہر سہ کے نیچے خط کھینچ دئے ہیں حدیث مذکور مشارق الانوار کے صفحہ ۲۵۵ پر مرقوم ہے۔ مذکورہ بالا ہوں کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ حدیث عربی زبان میں تھی اور حدیث کے بعد جو فارسی عبارت تھی اسے حدیث کا ترجمہ تصور کر کے بجائے حدیث کے لکھ دیا گیا۔ اور الفاظ ”در سلوک“ یا ”تزد اہل سلوک“ محذوف تھے۔ چنانچہ گنج اسرار در مرتبہ غریب نواز نہیں بھی عربی عبارت احادیث کے بعد اکثر جگہ بلا الفاظ ”در سلوک“ لکھے ہوئے اہل سلوک کے مسلک کی تشریح شروع کر دی گئی ہے کتاب مائثر الکلام دفتر اول میں صفحہ ۲۲ و ۲۱ پر اس روایت کی توجیہ بیان فرمائی ہے مگر غیر حدیث کو حدیث ظاہر کرنیکل کوئی توجیہ نہیں کی گئی ہے۔

بعض حال کے تذکرہ نویسوں نے ملفوظات خواجگان چشت کو خواجگان چشت کا مرتبہ تسلیم نہیں کیا ہے تاہم اپنے لکھے ہوئے تذکروں میں ان کی روایات نقل کی ہیں، شاید زینت کتاب کیلئے ایسا کیا گیا ہو یا بعد میں انہیں خواجگان چشت کا مرتبہ تسلیم کر لیا ہو۔

وسطاً صفحہ ۱۱۷ مطابق ۱۱۷۱ھ
 ایکامرشد سے تبرکات مصطفوی بطور
 خرقہ خلافت جانشینی پانا
 اس موقع پر حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے

۱۱۷۱ھ دیکھو ترجمہ دیل الحارثی صفحہ ۲۳ مجلس گیارہویں۔

۱۲ جانوروں کو نہ سنانا اہل سلوک میں ابدالوں کا مذہب ہے۔ (دیکھو مائثر الکلام دفتر اول صفحہ ۲۲۰)

۱۳ بعض تذکروں میں حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا بعمر ۹۰ سال ۱۱۷۱ھ میں وصال پانا لکھا ہے اس سند وفات اور عمر کے پیش نظر سال ولادت ۱۱۷۱ھ برآمد ہوتا ہے لیکن قلمی نسخہ ملفوظات خواجہ معین الدین (جو مولف کتاب ہذا کے پاس ہے) میں مرقوم ہے کہ جب حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے فاتحہ خیر پڑھ کر غریب نواز کو رخصت کیا اس وقت (۱۱۷۱ھ میں) غریب نواز کی عمر ۲۵ سال کی تھی اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی کا سن مابین ۲۰، ۲۱ سال کا تھا اس لحاظ سے حضرت خواجہ عثمان ہارونی کی ولادت ۱۱۵۱ھ میں ہوئی۔ ہمارے نزدیک یہی صحیح ہے۔

آپ کو نہانت (خلافت جانشینی) سے سرفراز فرمایا۔ اور تبرکات مصطفویٰ جو خواجگان چشت
 میں سلسلہ بسلا چلے آ رہے تھے آپ کو عطا فرما کر امین تبرکات، سجادہ نشین اور اپنا جانشین بنایا۔
 ان واقعات کی تفصیل غریب نواز اس طرح بیان فرماتے ہیں :- حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے
 ارشاد فرمایا :- اے معین الدین! میں نے یہ سب کام تیری تکمیل کے لئے کیا ہے۔ تجھ کو اس پر عمل
 کرنا لازم ہے۔ فرزند خلف (روحی فرزند) وہی ہے جو اپنے ہوش و گوش میں اپنے پیر کے ارشادات
 کو جگہ دے۔ اپنے شجرہ میں ان کو کھمے اور انجام کو پہنچائے تاکہ کل قیامت کے دن شرمندگی نہ
 ہو۔ اس ارشاد کے بعد عصائے مبارک جو مرشد کے سامنے رکھا تھا دعا گو کو عطا فرمایا۔ بعد ازاں
 خرقہ، نعلین، چوبیس اور مطلے بھی عنایت فرما کر سرفراز کیا۔ پھر ارشاد فرمایا :- تبرکات ہمارے پیران
 طریقت قدس اللہ اسرارہم کی یادگار ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم تک پہنچے ہیں اور
 ہم نے تجھے دے دیے ہیں۔ ان کو اس طرح اپنے پاس رکھنا جس طرح ہم نے رکھا جسکو مر دیا، اس کو
 ہماری یہ یادگار دینا۔ خلق سے طبع نہ رکھنا آبادی سے دور مخلوق سے کنارہ کش رہنا اور کسی سے کچھ
 طلب نہ کرنا۔ غریب نواز فرماتے ہیں :- یہ ارشاد فرما کر پیر مرشد نے مجھے اپنے کنار مبارک میں لے گیا
 سرچشم کو بوسہ دیا اور فرمایا :- تجھ کو خدا کی سپرد کیا، پھر عالم تعمیر میں مشغول ہو گئے۔ دعا گو رخصت ہوا۔
 خرقہ درویشی کی نسبت جیسے ارباب تصوف متفق ہیں کشف المحجوب
 میں ہے کہ اہل اس خرقہ کے سر نہ دو گروہ ہیں ایک منقطعان و دوسرا
 مشتاقان مولا۔ اور عادت مشائخ عظام کی اس طرح جاری ہے کہ جب کوئی مرید بحکم ترک تعلق انکی
 طرف رجوع لاتا ہے تو اس کی تادیب تین امور میں کرتے ہیں۔ اول خدمت خلق، دوم خدمت حق،
 سوم مراعات دل۔ پس خدمت خلق کے واسطے ضرور ہے کہ اپنے آپ کو سب کا خادم اور تمام مخلوق
 کو اپنا مخدوم سمجھے بلا تمیز سب کو اپنے سے بہتر خیال کرے اور سبکی خدمت اپنے اوپر واجب جانے

علا دیکھو انیس اور دوا صفحہ ۳۲۰۔ اتباس الانوار صفحہ ۱۳۰۔ سیر الاقطاب صفحہ ۱۲۳ علا دیکھو انیس اور دوا صفحہ ۲۴۰
 علا مالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۵۰ دیگر کتب علا دیکھو انیس اور دوا صفحہ ۲۴۵ مالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۴۰
 علا انیس اور دوا صفحہ ۳۲۰

اور خدمت حق کے لئے ضرور ہے کہ تمام خلوہ دنیا لہر قہر کو اپنے سے منقطع کر دے اور خالص پرستش حق تعالیٰ کی بجائے اگر یہ پرستش کسی دوسرے سبب سے ہوگی تو حق تعالیٰ کی پرستش نہ ہوگی۔ اور مراعات دیکھے واسطے ضرور ہے کہ ہمت اسکی مجتمع رہے اور سارے ہجوم کو دل سے دور کر دے اور تمامی لراعت غفلت سے دیکو دور کھے۔ جب یہ تینوں شرطیں حاصل ہو جاتی ہیں اور پرتینوں امور میں کامل ہو جاتا ہے تو طریقت کے لائق سمجھا جاتا ہے اور خرقہ پہننا اسکو درست ہوتا ہے۔ خرقہ پہننا اس شخص کو سزاوار ہے جو مستقیم الحال ہو۔ جب روایت غلیفہ سیف الدین قدس سرہ صاحب قصص الادب خرقہ کی اصل حکیم سیاہ ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اڑھائی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ نجم الدین کبریٰ اخبار صحیحہ سے نقل کرتے ہیں کہ خرقہ کی اصل وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی شیر خدا کو اور ان سے مشائخ عظام کو لیکے با دیگرے پہنچائی اور فرماتے ہیں کہ حقیقت خرقہ کی یہ ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے اسکو واسطے ہمارت پرستیدہ خرقہ کا کیا ہے۔ پس آنحضرت نے حقائق اسرار نبوت و ولایت خرقہ میں دو بیعت رکھے اور حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو خرقہ پہنایا۔ راحت القلوب و سیر الاولیاء اور دیگر کتب اہل سلوک میں ہے کہ خرقہ درویشی رسول خدا کو شب معراج میں رب الغزت سے مرحمت ہوا تھا۔ وہ خرقہ حکیم سیاہ تھا۔ مگر یہ روایت از باب حدیث کے نزدیک ثابت نہیں بلکہ محمد بن اسکے غلط اور باطل ہونے کی تصریح فرماتے ہیں جیسا کہ مجمع البحار ازادہ و موضوعات کبیر لما علی قاری سے ظاہر ہے۔ مگر نسبت خرقہ اصل میں تو لباس حضور سرور عالم سے مستفیض ہوتا ہے اور یہ یقینی ہے جو چھپا نہیں اور رسم خرقہ بیعت جیسا کہ مرقوم ہے کہ صوفیہ صانیہ جو پہلے زمانہ میں ہوئے ہیں ان کا ارتباط صحبت و تعلیم و تادیب با دہ تہذیب نفس سے تھا کہ خرقہ و بیعت سے تھا۔ یہ رسم خرقہ سید الطائیف حضرت ابو القاسم جنید بغدادی کے زمانہ میں ظاہر ہوئی اور بعد اس کے رسم ہیئت پیدا ہوئی۔

صوفیہ صانیہ کی رسم قدیم ہے کہ اپنے یاروں کو خرقہ پہناتے ہیں۔ بکلا، عمامہ، قمیض، عبا، چادر خواہ ازاں جو بھی میسر ہو یہ تین طرح پر ہے۔ ایک خرقہ اجازت وہ یہ ہے کہ تعلقین اور صحبت میں اپنے کسی دوست (مرید) کو اپنا نائب مقرر کریں اور طریقت کی اجازت دیں کہ غالبوں سے بیعت لے۔ دوسرا

خرقہ ارادت ہے۔ وہ یہ کہ جب کوئی عزیز صوفیوں کے زمرہ میں داخل ہوتا ہے اور اُن کے جیسے عمل اور جدوجہد کرنے لگتا ہے تو اُسکی استقامت دیکھ کر اُسکو خرقہ عطا کرتے ہیں کہ اُس کے صوفیوں میں ہونے کی علامت ہو۔ تیسرے خرقہ تبرک ہے وہ یہ کہ جب کسی پر ہرمان ہوتے ہیں تو اُسکو خرقہ دیتے ہیں تاکہ اُس صوفیوں کی برکات اُس کے شامل حال ہوں قطع نظر اس کے کہ بادشاہ ہوا میرا سوداگر یا کوئی دوسرا حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے خرقہ درویشی عطیہ رسول اللہ خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کو خلافت فرما کر مقتدائے مشائخ بنایا اور سلسلہ بسلسلہ وہ خرقہ خواجگانِ چشت میں منتقل ہو کر خرقہ خواجگانِ چشت کہلایا۔ اور سلسلہ بسلسلہ حضرت خواجہ بزرگ تک پہنچا اور خواجہ بزرگ سے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو ملا۔ بعد ازاں سلسلہ بسلسلہ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی تک پہنچا۔ اور خواجہ بزرگ نے جو اپنی دو تالیفات حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو مرحمت فرمائی تھیں وہ قطب صاحب کے وصال کے بعد بابا فرید الدین گنج شاکر کو ملی۔ بعض تفصیلات آگے آئیں گی۔

شیخ احمد الدین کرمانی اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے خرقہ لینے یا عطا کر کے تحقیق

صاحب خزینۃ الاسعیا نے (جلداول صفحہ ۲۵) پر لکھا ہے کہ آپ نے کرمان پر چکر شیخ احمد الدین کرمانی سے خرقہ خلافت پایا۔ ہمارے نزدیک یہ روایت قطعی قابل تسلیم نہیں۔ بلکہ فرشتہ مترجمہ جلد دوم کا صفحہ ۵ پر بیان ہے کہ شیخ احمد الدین کرمانی نے خواجہ بزرگ سے خرقہ خلافت پایا اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردی نے حضرت خواجہ کی محبت میں رکھ کر کسب فیوض کیا۔ بعض دیگر تذکرہ نویسوں نے بھی شیخ احمد الدین کرمانی کو آپ سے خرقہ لینا لکھا ہے مگر صاحبِ مآلک اس کی گنجین نے جلد دوم کے صفحہ ۲۹ پر اس روایت کو ضعیف لکھا ہے۔ دلیل العارفین (صفحہ ۱) کے اس بیان :- شیخ احمد الدین کرمانی آمد درویش زمین آورد؟ سے بھی یہی پتہ چلتا ہے کہ شیخ موصوف حضرت خواجہ کا مثل پیر کے ادب کرتے تھے۔

۱۔ دیکھو مآلک اس کیں جداول صفحہ ۴۴ ۲۔ دیکھو تذکرۃ الاولیاء ہند صفحہ ۳۲ دیکھو انیس الارواح صفحہ ۱۲۰
۳۔ دیکھو مترجمہ تاریخ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵ دیکھو سیر العارفین صفحہ ۱۵

اس باب میں ہمیں وقائع شاہ معین الدین چشتیؒ (ص ۱۴۱) کے اس بیان سے اتفاق ہے کہ شیخ احمد الدین کرمانیؒ با حضرت خواجہ اعتقار اسلمیؒ داشتند بلکہ شیخ حام الدین خلیفہ مولانا جلال الدین می نگرند کہ ایشان (شیخ احمد الدین کرمانیؒ) نہ کہ شیخ حام الدین چلبی (مرید و خلیفہ خواجہ بودند) غالباً وقائع شاہ معین الدین چشتیؒ کی عبارت سمجھنے میں لوگوں کو سہو ہوا ہے اس لئے انھوں نے لفظ ایشان کو شیخ حام الدین چلبیؒ مراد لیکر انھیں غریب نواز کا خلیفہ لکھ دیا۔ حالانکہ ایشان سے مراد شیخ احمد الدین کرمانیؒ ہیں۔ چنانچہ سیر العارفین کے اس قلمی نسخہ (جو رامپور کے سرکاری کتب خانہ میں دستیاب ہوا) کی عبارت سے بھی وقائع شاہ معین الدین چشتیؒ کے بیان کی تصدیق ہوتی ہے عبارت حسب ذیل ہے:-

از شیخ حام الدین چلبی خلیفہ بزرگ مولانا جلال الملتہ والدین قدس سرہ صاحب مثنویست کہ شیخ احمد الدین کرمانیؒ خرقہ خلافت از حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ قدس سرہ دارد و حضرت شہاب الدین عمر سہروردیؒ در مبدائے حال بصحبت آل صاحب کمال است۔

علاوہ ازیں قلمی نسخہ مرآۃ الاسرار در مرتبہ عبدالرحمن بن عبدالرسول بن قاسم شاہ عباس العلوی چشتیؒ جو رامپور کے سرکاری کتب خانہ میں دستیاب ہوا) کا بیان ہے کہ شیخ احمد الدین کرمانیؒ اور شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کو حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے خرقہ عطا فرمایا۔ ہمیں بھی اس سے اتفاق ہے مگر ہمارے نزدیک ان ہر دو حضرات کو ان کے ابتدائی زمانہ میں غریب نوازؒ نے خرقہ نہیں دیا۔ بلکہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کے مرشد شیخ ابونجیب عبدالقادر سہروردیؒ کے وصال (۵۶۲ھ) کے بعد جبکہ وہ اپنے مرشد سے خرقہ لے چکے تھے اور شیخ وجیہ الدین (متوفی ۵۶۶ھ) سے نفیس کامل پائے تھے اس وقت آپ نے ہی ۵۸۲ھ یا ۵۸۵ھ میں دوران قیام ہند اہر دو حضرات کو خرقہ سے مشرف فرمایا۔

۵۸۶ھ
سنہ ۱۱۹۰

۵۸۲ھ
سنہ ۱۱۸۶

سیر و مرشد سے رخصت ہو کر سفر اوش و اصفہان و حرمین
جب حضرت خواجہ نے حضرت خواجہ عثمان اردنیؒ سے بعد حصول خرقہ خلافت (خلافت جانی) رخصت ہو کر مسافرت اختیار کی۔ اس وقت آپ کی عمر باون سال کی تھی۔ اس زمانہ میں آپ اکثر

قبرستان میں مقیم ہو ا کرتے تھے۔ جس جگہ آپ کی شہرت ہو جاتی وہاں سے آپ اس طرح خفیہ طور پر روانہ ہو جاتے کہ کسی کو خبر نہ ہوتی۔ آپ اس موقع پر اوش و اصفہان میں تشریف فرما ہوئے اور خانہ کبیرہ و مدینہ منورہ بھی گئے۔ اطراف اصفہان میں تشریف لائیک تصدیق مولد مطاع رسول (مولفہ غلام احمد علی مطبوعہ مطبع گزاردینی بمبئی) کی مترجمہ مندرجہ ذیل روایت سے ہوتی ہے۔

کتاب گلشن نیز دوسری کتابوں سے روایت ہے کہ جب شیخ (غریب نواز) نے پیر و مرشد سے خردِ خلافت، طریقت و اجازت و رخصت و برکت و سعادت حاصل کیا تو اطراف اصفہان کی طرف توجہ فرمائی بلکہ (بستی) سحرانی اطراف پر مشتمل ہے۔ اس وقت خواجہ بزرگ کے ہمراہ فخر الدین (گردیزی) تھے جو بیت شیخ کے دو روح پنے ہیں آپ کے شریک تھے۔

بغداد شریف سے روانہ ہو کر بقول سیر العارفین (صفحہ) پہلے آپ اوش میں تشریف فرما ہوئے پھر اصفہان میں تشریف لائے۔ یہاں شیخ محمود اصفہانی سے ملاقات کی ان آیام میں خواجہ قطب الدین بختیار اوشی (ولادت ۵۶۹ھ) اوش میں

ورود اوش و اصفہان اور آپ کا قطب صاحب کو بیعت ارادت کے مشرف فرمانا

علاء دیکھو سیر العارفین صفحہ ۱۲۳ علاء دیکھو سیر العارفین صفحہ

علاء دیکھو سیر العارفین صفحہ ۱۲۳ علاء دیکھو تاریخ سلف صفحہ ۱۲۶-۱۲۷

علاء غالباً برادر طریقت سے مراد ہے۔

علاء مولد افغانی کے صفحہ ۶۳ پر حضرت قطب صاحب کا سنہ ولادت ۵۵۸ھ درج ہے اور قریب قریب یہ متفق ہے کہ قطب صاحب کا وصال ۵۳۳ھ میں ہوا اگر بوقت وفات آپ کی عمر میں اختلاف ہے مختلف تذکرہ نویسوں نے آپ کی عمر ۵-۶-۷-۸-۹-۱۰-۱۱-۱۲-۱۳ سال لکھی ہے۔ نقلی نسخہ لغزات چشتی میں ۶۰ یا ۶۱ سال کی عمر لکھی ہے۔ مطبع العلوم (صفحہ ۱۲۳) اور احسن السیر (صفحہ ۱۶۸) میں ۵۲ سال لکھی ہے۔ بارے نزدیک قطب صاحب ۶۴ سال کی عمر میں وفات پانا معتبر ہے۔ اس سنہ وفات میں سے ۶۴ سال عمر کے کم کر دینے کے بعد سنہ ولادت ۵۱۹ھ برآمد ہوتا ہے گرجہ ۵۱۹ھ میں ۱۴ ربیع الاول اور ذوالحجہ کے درمیان قطب صاحب کی ولادت ۱۴ و قوت میں ہرم ۶ سال بتاریخ ۱۴ ربیع الاول ۵۱۹ھ میں قطب صاحب کے وفات پانے سے مطابقت کرتا ہے اور یہ سنہ ولادت (۵۱۹ھ) روایات اہلہ سے تاریخی طور پر مطابقت کرتا ہے اسلئے یہی سنہ قابل ترجیح ہے

شیخ محمود اصفہانی کی طرف راجب تھے مگر آپ کے وہاں (اوش یاروس) پہنچنے پر جب آپ سے ملے تو آپ نے وہ دو تائی جو اوڑھے ہوئے تھے ان (قطب صاحب) کو غایت فرمائی ^{۱۲۵۸} یونی بقول خزینۃ الاسفیا جلد اول (صفحہ ۱۲۵۸) آپ نے قطب صاحب کو مرید ہی سے سرفراز فرمایا۔ بعد ازاں حسب تذکرۃ الکرام تاریخ عرب و اسلام (صفحہ ۲۵۴) قطب صاحب نے چودہ سال کی عمر میں سفر اختیار کیا ^{۱۲۵۸} اور ^{۱۲۵۸} میں غریب نواز کے ہمراہ سفر حرمین وغیرہ پر روانہ ہو گئے اور بقول اسرار الاولیا میں سال (صفحہ ۶۰۲) تک غریب نواز کے ہمراہ رہے۔

۱۲۵۸ مطابق ۱۸۷۶ء غریب نواز کا معہ حضرت قطب الاقطاب سفر حرمین پر روانہ ہونا قطب صاحب کے اور شیخ محمد اسلم طوسی کے فرزند راستہ میں ملاقات

سے ثابت ہے۔ جن کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

قطب صاحب فرماتے ہیں کہ جب میں خواجہ معین الدین کے ساتھ کعبہ کے سفر میں تھا ایک دن صبح کی نماز کے بعد روانہ ہو کر ہم ایک شہر میں پہنچے یہاں ایک بزرگ سے ملاقات ہوئی یہ موقع کے ائمہ متکلف تھے۔ ایک فارسی مثل سوکھی لکڑی کے اپنی آنکھیں ہوا میں کھولے عالم حیرت میں کھڑے تھے ایک ماہ تک ہم ان کے پاس رہے اس عرصہ میں وہ صرف ایک مرتبہ عالم صحویں آئے ہم نے انھیں سلام کیا جواب دیا اور فرمایا : اے عزیز! تمہیں میرے اس حال سے صدمہ ہوا مگر تمہارے اس ملال سے مکافات میں بخشش ہوگی۔ کیونکہ اہل صفا فرماتے ہیں کہ جو درویش کی خدمت کرتا ہے وہ مقبول ہوتا ہے۔ الغرض انھوں نے بیٹھے کیلئے فرمایا۔ ہم بیٹھ گئے۔ پھر فرمانے لگے کہ میں شیخ محمد اسلم طوسی

۱۲۵۸ صاحب تذکرۃ الابدین نے منظر اپر اسکا نام روس لکھا ہے۔

۱۲۵۸ (الف) بعض اوقات پیر (ہن دینے سے مرید کرنا مراد ہوتا ہے) (دیکھو سانگ اسالکین جلد اول صفحہ ۱۲۵۸) (ب) بعض نے اصفہان میں بعض نے اوش میں مرید کرنا لکھا ہے۔

۱۲۵۸ میں ولادت کے پیش نظر قطب صاحب کی عمر ۵۵ء میں چودہ سال کی ہوتی ہے

۱۲۵۸ دیکھو ترجمہ اسرار الاولیا صفحہ ۱۲۵۸ اور ۱۲۵۸ ملیر انقلاب اسیم پریس لاہور و دیگر کتب

کافر نہ ہوں تیس سال سے عالمِ تحریر میں مستغرق ہوں نہ مجھے دن کی خبر سے نہ رات کی خدائے تعالیٰ
 تمہاری وجہ سے آج مجھے عالمِ محو میں لایا ہے۔ تمہیں دوبارہ آنے سے تکلیف ہوگی مگر یہ بات
 اس فقیر کی یاد رکھنا کہ جب تم نے طریقت میں قدم رکھا ہے تو ہوائے نفس سے دنیا کی طرف
 متوجہ نہ ہونا، غفلت سے غزلت رکھنا، جو کچھ اے صوفی کر دینا، اس میں سے کچھ نہ بچانا
 کیونکہ ذخیرہ کرنا شومی ہے۔ سوائے حق تعالیٰ کے مشغول نہ ہونا تاکہ خستہ نہ ہو۔ وہ بزرگ یہ
 نصیحت کر کے پھر عالمِ تحریر میں مشغول ہو گئے۔

۵۸۳ھ
 ۱۱۸۴ھ
 ۵۸۵ھ
 ۱۱۸۹ھ

آپ ۵۸۳ھ میں کہ مغلطہ پہنچے ایک دن حرمِ کعبہ میں
 آپ مشغول عبادت تھے کہ غیب سے آواز آئی اے
 معین الدین! ہم تجھے خوش ہیں تجھے بخشید یا جو کچھ چاہے
 مانگ تاکہ عطا کریں! آپ نے عرض کیا: خداوند امین! دین

زیادتِ حرمین و قیامِ مدینہ منورہ اور
 دربار رسالت و ولایت ہند کا عطیہ

کے طریقہ سلسلہ کو بخش دے؟ ارشاد ہوا: اے معین الدین! تو ہماری ملک ہے جو تیرے مرید اور تیرے
 سلسلہ میں تاقیات مرید ہوں گے انہیں بخش دوں گا! صاحبِ وقائع شاہ معین الدین چشتی (ص ۹)
 نے اس واقعہ کی تصدیق میں شیخ تاج الدین کا مندرجہ ذیل بیان لکھا ہے مگر ہمیں موصوف سے اس
 باب میں اتفاق نہیں کہ یہ واقعہ مرشد کے ساتھ حج بیت اللہ کے موقع پر پیش آیا بلکہ ہمارے نزدیک
 وابستگانِ خواجہ پر انعام کے پیش نظر یہ اس حج کا واقعہ ہے جبکہ حضرت خواجہ قطب صاحب
 غریب نوازؒ کے ہمراہ حج میں تھے۔

ترجمہ روایت وقائع شاہ معین الدین چشتی ص ۹ :- شیخ تاج الدینؒ مولانا شہاب الدین عمر
 سہروردیؒ سے بیان کرتے ہیں کہ میں بھی اس وقت کمرِ افتابِ غیب سے یہ آواز آئی: اے معین الدین
 ہم تجھ سے راضی ہیں تجھے اور تیرے اہل نسبت کو بخش دیا۔

ادائے حج کے بعد مدینہ منورہ پہنچ کر عرصہ تک (بقول بعض مسجدِ نبوی میں) مشغول عبادت
 رہے۔ ان ایام میں ایک دن آپ کو دربار رسالت سے بشارت ہوئی: اے معین الدین تو

میرے دین کا معین ہے میں نے ولایت ہندوستان تجھ کو عطا کی وہاں کفر و ظلمت پھیلی ہوئی ہے۔ تو
اجیر جاگیر سے وجود سے ظلمت کفر و روجی اور اسلام رونق پذیر ہو گا۔ آپ اس بشارت سے
بہت خوش ہوئے مگر تیرا تھے کہ الہی اجیر کہاں ہے اور کونسا مقام ہے کہ آپ کی آنکھ لگ گئی
اور سرور عالم نے آپ کو عالم دوایا میں اپنی زیارت سے مشرف فرما کر طرفۃ العین میں آپ کو تمام شہر
و قلعہ و کوہستان اجیر کا دکھا دیا اور ایک انار بھٹی عطا فرما کر رخصت کیا۔

۵۸۶ھ

۵۸۵ھ

۱۱۹۰ھ

۱۱۸۹ھ

مدینہ منورہ سے روانگی ہند براہ بغداد و ورود اجیر بار اول

۵۸۵ھ مطابق ۱۱۸۹ھ آپ مدینہ منورہ سے روانہ ہو کر بغداد شریف میں تشریف
ورود بغداد اور قطب صاحب کو فرما ہوئے۔ صاحب خزینۃ الاصفیاء (جلد اول صفحہ ۲۶۷)
بیعت خلافت سے مشرف فرمانا سیر الاقطاب (صفحہ ۱۲۵) مسالک السالکین (جلد دوم صفحہ ۲۹۶)
وغیرہ کا بیان ہے کہ جب آپ نے قطب صاحب کو بیعت خلافت سے مشرف فرمایا اس وقت قطب
صاحب کی عمر شسترہ سال کی تھی۔ چونکہ ۵۸۵ھ میں قطب صاحب کی ولادت واقع ہونے کے

علا اس بشارت میں صاحب سیر الاقطاب (صفحہ ۱۲۴) نے یہ بھی لکھا ہے کہ سرور عالم نے یہ بھی فرمایا کہ میرے فرزندوں
میں سے سید حسین بنیت جہاد اجیر گیا تھا وہاں شہید ہو گیا تبارے جانے سے وہاں اسلام آتش لا رہا ہو گا۔ یہ عبارت
صاحب سیر الاقطاب کے معاصر یا پہلے کسی تذکرہ میں مذکور بالا روایت کیلئے نقرے نہیں گزری۔

علا مخدوم جانیان جہاں گشت نے اپنے سفر نامہ میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ کے مزار کے پائیں ایک درخت نامہ را
میری حاضری کے وقت تھا۔ روزانہ سات پہل اس سے اترتے تھے جو شخص اس انار کو اپنے یہاں فرزند ہونے کی نیت
سے کھائے تھا بھگور بی صاحب اور دربر جاتا تھا۔

۲ دیکھو مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۶

علا۔ انوار العارفین کے رفیق پیر اور اقتباس الانوار صفحہ ۱۲۴ پر اٹھارہ سال کی عمر لکھی ہے لیکن یہ کہ جب میں اٹھارہ سال پہل رہا ہوں۔

پیش نظر ۵۸۵ میں قطب صاحب کی عمر سترہ سال کی تھی اس لئے ہمارے نزدیک غریب نواز کا قطب صاحب کو ۵۸۵ میں حب دلیل انصارین (صفحہ ۲) بتاریخ پنجم ماہ رجب سجد خواجہ ابوالیث سمرقندی میں موجودگی شیخ شہاب الدین عمر ہردوی شیخ دادو کرمانی شیخ برہان الدین محمد چشتی شیخ تاج الدین محمد صفائی بیعت (بیعت خلافت) سے مشرت فرمانا صحیح ہے۔

سیرالقطاب (صفحہ ۱۴۵) ص ۱۳۱-۱۳۲ وغیرہ میں بیعت خلافت سے قطب صاحب کے مشرت ہونے کے واقعات اس طرح لکھے ہیں کہ خواجہ معین الدین نے چالیس روز متواتر سرد کائنات کو معہ ارواح مشائخ کرام خواب میں یہ ارشاد فرماتے ہوئے دیکھا: اے معین الدین! قطب الدین خدا کا دوست ہے اس کو خلافت دے اور خرقہ گلیم پہنا۔ پس ابھی قطب صاحب جوان تھے یہاں تک کہ محاسن شریف بھی نمایاں نہیں ہوئے تھے کہ حضرت خواجہ بزرگ نے قطب صاحب کو بیعت خلافت سے مشرت فرمایا اور خرقہ پہنایا۔ اس موقع پر غریب نواز نے یہ بھی فرمایا: آج رات میں نے حضرت زوال جمال قادر اکمال کو خواب میں دیکھا وہاں سے بھی یہ حکم ہوا کہ اے معین الدین! قطب الدین بختیار کاکی کو درویشی کا خرقہ اور خلافت عطا کر کیونکہ قطب الدین ہمارا دوست اور محمد و سلم کا بھی دوست ہے۔ ہم نے اسے برگزیدہ بندہ بنا دیا ہے اور اس کا نام اپنے دوستوں کو رکھ دیا ہے۔

یا تو رک جہانگیری (طبع کردہ سید احمد خاں غازی پوری صفحہ ۷) اور اکبر نامہ (مرتبہ ابو الفضل جلد دوم صفحہ ۱۶) میں قطب صاحب کا ۱۲۲۰ء میں غریب نواز سے مرید ہونا لکھا ہے مگر ابو الفضل ہی آئین اکبری (جلد سوم صفحہ ۲) میں خواجہ بزرگ کی ولادت ۱۲۵۲ء میں واقع ہونا لکھتے ہیں صاحب صولت افغانی نے قطب صاحب کا سنہ ولادت ۱۲۵۲ء لکھا ہے اور بعد ۲۰ سال (۱۲۷۲ء) میں مرید ہونا لکھا ہے مگر قطب صاحب کے مرید ہونے کے مذکورہ بالا میں (۱۲۷۲ء و ۱۲۷۳ء) بااثر الدین گجڑی کے مرید ہونے کا ذکر ۱۲۵۲ء یا ۱۲۵۳ء جن کی تفصیل آگے ہے) کے بعد کے ہیں اسلئے معتبر نہیں ہیں بل دیکھو شاہک اسامین جلد دوم صفحہ ۲۹ بقول بعض جہاںگیر صاحب خواجہ بزرگ نے اسلام ات دی خدمت میں لیکر پہنچے تو اس نے آپ کو بختیار فرمایا۔ بقول بعض حضرت خواجہ غریب نواز قطب صاحب کو پیار سے بختیار کہا کرتے تھے مگر حب کینت جانشن اٹیس افغان کے گوشہ جنوب و مغرب میں قلع بختیار ہے اور بقول مکتوب ایرانی ایسی مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۲۵۱ء افغان کے جنوب و مغرب میں قوم بختیار رہتا ہے۔

۵۸۵ء میں قطب صاحب کو بیعت (بیعت خلافت) قطب صاحب کو ۵۸۵ء میں بیعت (بیعت سے مشرف فرمانے پر پہلا اعتراض اور اس کا جواب

حضرت قطب صاحب نے دلیل العارین کے صفحہ پر خود اپنا سنہ مرید ۱۲۵۵ھ (سنہ دیگر ۵۲۲ء) ارقام فرمایا ہے اس لئے اس سنہ میں کسی کو چون و چرا کی گنجائش نہیں ہے۔ مگر ہمارے نزدیک خواجہ قطب صاحب کے بیان (مندرجہ دلیل العارین صفحہ ۱) ہی سے اس سنہ کی تصحیح ہوتی ہے اور بعض دیگر وجوہات سے اس تصحیح کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔

(الف) دلیل العارین کے صفحہ پر پہلی مجلس (جس میں قطب صاحب نے اپنا سنہ مرید ۱۲۵۵ھ سنہ دیگر ۵۲۲ء لکھا ہے) میں حضرت قطب صاحب ارقام فرماتے ہیں کہ شیخ شہاب الدین عمر سہروردی بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ شیخ موصوف کا سال ولادت حسب مسالک السالکین (جلد دوم صفحہ ۵۲۹) ہے اور شیخ موصوف کی عمر اس وقت اتنی تھی کہ ابتدائی منازل مجاہدات طے کر کے بحیثیت شیخ اس محل میں تشریف فرما تھے پس معلوم ہوا کہ قطب صاحب کا بیعت (بیعت خلافت) سے مشرف ہونے کا واقعہ ۵۳۹ء کے بہت بعد کا ہے۔

(ب) ۱۲۵۵ء یا ۵۲۲ء میں قطب صاحب کا غریب نواز سے مرید ہونا اس وجہ سے بھی غیر ممکن ہے کہ ان زمین میں بالاتفاق غریب نواز کی ولادت تک نہیں ہوئی تھی۔

(ج) قطب صاحب کے اس سنہ مرید ۱۲۵۵ھ سے حضرت قطب صاحب اور غریب نواز کی مختلف روایات سے بخوبی تاریخی مطابقت ہوتی ہے۔

(د) قطب صاحب کی مرید ۱۲۵۵ھ کا سال ۵۸۵ء قطب صاحب کے سنہ ولادت ۵۶۶ء کے پیش لفریر الاقطاب (صفحہ ۱۴۵) وغیرہ کی اس روایت سے مطابقت کرتا ہے کہ قطب صاحب کی عمر بوقت بیعت خلافت سترہ سال کی تھی۔

۵۸۵ء میں قطب صاحب کو مرید کرنے پر سے سر فراز فرمانے پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ نواز السالکین (صفحہ اول) میں بابا فرید

علا بعض نے ۵۲۲ء اور بعض نے ۵۲۳ء میں لکھا ہے۔

گنج شکر نے ۵۸۴ھ میں قطب صاحب سے اپنا مرید ہونا لکھا ہے اس لئے ۵۸۴ھ کے بعد ۵۸۵ھ میں قطب صاحب کا بیعت سے مشرف ہونے کا واقعہ نہیں ہو سکتا۔

فوائد السالکین کے مختلف نسخے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض نسخوں میں بابا صاحب کے مرید ہونے کا کوئی سنہ نہیں دیا گیا ہے چنانچہ ملفوظات خواجہ گنج شکر کے حصہ فوائد السالکین مطبوعہ مسلم پریس دہلی کے صفحہ ۱ پر مجلس اول میں بابا صاحب کے مرید ہونے کا کوئی سنہ نہیں ہے اس لئے ہمارے نزدیک یہ سنہ لکھنا الحاقی ہے۔ علاوہ ازیں حسب اقتباس الانوار (ص ۱۴۵) و فیروز بابا فرید گنج شکر کی وفات ۹۵ھ سال ہونا اور بقول سالک السالکین (جلد دوم صفحہ ۳۱۲) بابا صاحب کی وفات ۹۵ھ میں ہونا ہمارے نزدیک معتبر ہے۔ اس سنہ وفات میں سے ۹۵ سال عمر کے کم کر دینے سے بابا صاحب کا سنہ ولادت ۵۹۰ھ برآمد ہوتا ہے چونکہ بقول اقتباس الانوار (ص ۱۴۵)، بابا فرید گنج شکر ۹۵ھ سال قطب صاحب سے مرید ہوئے اسلئے ۵۹۵ھ میں ۱۵ سال عمر کے جمع کر دینے سے سنہ مریدی (بیعت اول) ۵۹۰ھ برآمد ہوتا ہے اس زمانہ میں بابا صاحب کتاب نافع پڑھتے تھے۔ یہ سنہ مریدی اور مذکورہ بالا سنہ وفات (۵۹۰ھ) اقتباس الانوار (ص ۱۴۵) کی اس روایت سے مطابقت کرتے ہیں کہ بابا صاحب مرید ہونے کے بعد اسی سال تک حیات ظاہری میں رہے۔

چونکہ حسب سالک السالکین (جلد دوم صفحہ ۲۹ بحوالہ سیر العارفین صفحہ ۲) و ترجمہ فرشتہ (جلد دوم صفحہ ۵) بابا فرید ان دنوں میں بیعت (بیعت خلافت یا بیعت دوم) سے مشرف ہوئے جب لشکر

فوائد السالکین کے بعض نسخوں میں کوئی سنہ نہیں لکھا ہے۔ بعض نسخوں میں بعض مجالس ۷ سال انقضاء ۵۹۲ھ لکھا ہے مگر یہ سنہ قطب صاحب کے سنہ وفات (۵۹۲ھ) کے بعد کا سنہ ہے اسلئے صحیح نہیں ہے۔

۳ بعض نے ۹۵ سال کے علاوہ بھی دوسری عمروں میں بابا صاحب کا وصال ہونا لکھا ہے مگر ہیں ان سے اتفاق نہیں ہے۔

۴ بعض نے بابا صاحب کی وفات کے معنی میں ان کے علاوہ بھی کہے ہیں مگر ہیں ان سے اتفاق نہیں ہے۔

۵ بعض نے بابا صاحب کا سنہ ولادت ۵۹۰ھ و فیروز لکھے ہیں مگر ہمارے نزدیک یہ معتبر نہیں ہیں۔

۶ بعض روایات کے پیش نظر بابا صاحب کے سنہ مریدی ۵۹۲ھ و فیروز برآمد ہوتے ہیں مگر ہیں ان سے اتفاق نہیں ہے

۷ بعض نے ۱۰۱۴ سال کی عمر میں بابا صاحب کا مرید ہونا لکھا ہے مگر ہیں ان سے اتفاق نہیں ہے۔

مغلان جفا کار (ترکانِ ظلمات) نے قلعہ لہان کا زمانہ تباہ بیگ (حاکم لہان) محاصرہ کر لیا تھا۔ چونکہ بقول مکتب التواریخ (صفحہ ۱) یہ محاصرہ ۱۱۹۰ھ میں ہوا اس لئے ہی سنہ بابا فرید گنج شکر کے مرید ہونے یعنی بیعت خلافت (بیعت دوم) سے مشرف ہونے کا ہے۔ پس چونکہ بابا صاحب حب سابق بیعت اول (بیعت ارادت) سے پندرہ سال (۱۵۹۰ھ) مشرف ہوئے اور بیعت دوم (بیعت خلافت) سے ۱۱۹۰ھ میں سرفراز ہوئے لہذا ۱۵۸۵ھ میں بابا صاحب کا ان میں سے کسی سنہ میں بیعت ہونا معتبر نہیں ہے لہذا ۱۵۸۵ھ میں قطب صاحب کے بیعت (بیعت خلافت) ہونے پر بابا صاحب کے سنہ مریدی کے پیش نظر کوئی غم نہ وارد نہیں ہوتا۔

۱۵۸۵ھ مطابق ۱۱۹۰ھ بغداد شریف کا واقعہ ہے جو فواید السالکین کے مصنف پر قطب صاحب نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ شیخ معین الدین و شیخ احمد الدین و شیخ شہاب الدین عمر سہروردی اور دماغو (قطب صاحب) ایک جگہ بیٹھے تھے۔ اس وقت سلطان شمس الدین بارہ سال کا تھا اور ہاتھ میں پیالہ لئے جا رہا تھا۔ ان بزرگوں کی جب اس پر نظر پڑی تو غریب نواز نے فرمایا: جب تک یہ لڑکا دہلی کا بادشاہ ہو گا خدا اے دنیا سے نہ اٹائے گا۔ چنانچہ حب فرشتہ (جلد اول صفحہ ۶۵) شمس الدین سنہ ۱۱۹۰ھ میں دہلی کا بادشاہ ہوا۔

۱۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۱ھ بغداد سے روانہ ہو کر ہمارے نزدیک اس موقع پر آپ چشت (جوہرات سے ورود چشت) تیس کوس ہے) میں تشریف فرما ہوئے۔ چنانچہ دلیل العارفین (نسخہ فارسی صفحہ ۴) میں خواجہ قطب صاحب اس سفر کے متعلق آپ کا مندرجہ ذیل بیان اتمام فرماتے ہیں: ایک مرتبہ خواجہ یونس چشتی (متوطن چشت) رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ میں چند درویش صاحب جمال و نفعت دائرہ میں حاضر تھے اور یہ بیعت پڑھ رہے تھے۔

۱۲۰۲ھ (الف) شمس الدین کا بمات غلامی بغداد میں موجود ہوا ثابت ہے دو کیمو فرشتہ جلد اول صفحہ ۶۷) رب (بعض کا خیال ہے کہ یہ واقعہ بغداد میں ہوا مگر میں اس سے اتفاق نہیں ہے۔ مگر سالک لیاکین جلد دوم کے صفحہ ۲ پر کبائے پالہ کے تیرکان لکھا ہے۔ مگر خواجہ یونس چشتی متوطن چشت) خواجہ قطب الدین مورد چشت کے پرستے ہیں دو کیمو درۃ الانساب صفحہ ۱۶۷ (۱۶۸۰ھ)

ٹاشن ہوائے دوست بیہوش بود و زیاد محب خویش مدہوش بود
 فردا کہ بمحشر خلق حیراں باشد و نام تو دروں سینہ و گوش بود
 اس موقع پر میں (غریب خوانہ) بھی موجود تھا۔ میں اور دیگر درویش اس بیعت کے سننے سے
 سات رات دن تک بیہوش رہے اور رقص کرتے رہے جب قوال اور شعر پڑھنا چاہتے تھے تو ہم
 یہی کہلاتے تھے۔ ان درویشوں میں سے دو تو ایسے بے خبر ہو گئے کہ زمین پر گر پڑے اور درمیان
 سے غائب (خود رفتہ) ہو گئے مگر ان کا فرقہ برقرار رہا۔

۵۹۰ مطابق ۱۱۹۰ء آخر بعد تقہ مراحل و منازل بروایت بابا فرید گنج شکر آپ مع خواجہ قطب
 و رود ہرات صاحب ہرات میں تشریف فرما ہوئے۔

۵۹۱ مطابق ۱۱۹۰ء جب آپ کی بندگی اور کشف و کرامات کا ہرات (واقع
 و رود سبزہ و وار اور یادگار محمد کی باریابی) افغانستان میں شہرہ ہوا اور خلقت کا ہجوم ہونے
 لگا تو آپ ہرات سے سبزہ و وار (جو افغانستان میں ہے) تشریف لائے۔ یہاں کا حاکم یادگار محمد ظالم اور
 بد مزاج تھا۔ حوالی شہر میں اس کا ایک باغ تھا، باغ میں ایک حوض تھا آپ اس باغ میں تشریف
 لائے اور حوض میں غسل کر کے دو گانہ بجلائے پھر حوض کے کنارہ بیٹھ کر تلاوت قرآن میں مشغول
 ہوئے۔ اس اثنا میں یادگار محمد کے آنے کی خبر ہوئی۔ آپ کے خادم نے اس خوف سے کہ شاید وہ
 آپ کی جناب میں گستاخی سے پیش آئے عرض کیا کہ مالک جابر آتا ہے باغ میں اب بیٹھنا مناسب نہیں بہتر
 ہے باہر تشریف لے چلیں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم کو خوف ہے تو فلاں درخت کے نیچے بیٹھو اور خدا کی

کلمہ ہو سکتا ہے کہ آپ سلمہ میں ہرات سے چٹ گئے ہوں اور یہ واقعہ اس وقت پیش آیا ہو۔

ع ۱ (۱۱۹۰ء) دیکھو ساکب الساکین جلد دوم ص ۱۰۱ (توضیح الامنیاء جلد اول ص ۲۵)

دب) اس سلمہ غریب بارے نزدیک امنان سے سفر حرمین و بنداد و چٹ دہرات سے سفر ہندوستان مذکور کیا گیا
 ہے (دیکھو خاک تربیت سفر و نقشہ شملہ)

ع ۲ سبزہ و وار دوہیں ایک ایران میں ریوسے اسٹیشن شاہ دود کے قریب ہے دوسرا افغانستان میں ہرات
 کے متصل ہے (دیکھو نقشہ شملہ)

قدرت کا تماشا دیکھو: ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی کہ فراشوں نے لب حوض آپ کے قریب فرشتے
 نالیچے بچھانا شروع کئے لیکن انہیں آپ کی شوکت و عظمت کی وجہ سے یہ کہنے کی جرأت نہ ہوئی
 کہ یہاں سے اٹھ جائے۔ اتنے میں یادگار محمد کی سواری آپہنچی اس نے آپ کو اس مقام پر دیکھکر
 اپنے قدم سنگاروں سے ترش رو ہو کر کہا: "اس نفیر کو یہاں کیوں رہنے دیا باغ سے باہر کیوں
 نہیں کیا؟ یہ سنکر آپ نے سر مبارک اٹھا کر اس کی طرف دیکھا نظر چار ہوا تھا کہ یادگار محمد مثل بید کے
 کانپ کر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا۔ یہ حال دیکھکر اس کے ہمراہی حواس باختہ ہو گئے اور آپ کے قدموں
 پر گر پڑے طالب معافی ہوئے۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا کہ تھوڑا پانی حوض سے لیکر یادگار محمد
 کے منہ پر چھینٹا مار جب یہ عمل کیا گیا تو وہ ہوش میں آگیا بعد ازاں اس نے نہایت عاجزی سے
 معذرت چاہی۔ آپ نے چند کلمے نصیحت آمیز فرمائے۔ یادگار محمد اور اس کے ساتھی سنکر رونے
 لگے۔ اسی وقت یہ سب تمام نہایت سے تاب ہوئے۔ یادگار محمد نے حسب الارشاد دو گانے شکر
 ادا کیا اور بعقیدت تمام مع اپنے تمام تواضع کے شرف مریدی حاصل کیا۔ اپنا کل مال و
 اسباب فقر میں تقسیم کر دیا اور بیویوں کو طلاق دیکر لونڈی غلاموں کو آزاد کر کے تارک الدنیا
 ہو گیا اور آپ کی صحبت اختیار کی بوقت رخصت، یادگار محمد قلعہ شادمان ملک آپ کے ساتھ آئے۔ چونکہ
 یہ آپ کی صحبت و تربیت کی برکت سے عارفان اور واصلان حق میں سے ہو گئے تھے اس لئے اس
 نواح کو بالفعل اُن کی حمایت میں چھوڑ کر وہاں مقیم کیا اور آپ وہاں سے ملتان میں تشریف فرما
 ہوئے پھر لاہور میں آئے۔

علا (الف) قلعہ شادمان بلوچستان میں درملان اتانی سبز وادھان واقع ہے۔ سبز وادھ سے براہ راست چلے جاتے ہوئے
 قلعہ شادمان راستہ میں نہیں آتا بلکہ سبز وادھ سے ہندوستان آتے ہوئے راستہ میں آتا ہے۔ دو کیمو نقشہ منسلک
 (ج) کوٹہ سے قلعہ شادمان تقریباً دو سو میل ہے قلعہ شادمان سے بلوچستان کی سرحد کا اقسام تقریباً تین سو تالیس پر ہوتا ہے
 ریل قلعہ شادمان تک جاتی ہے قلعہ شادمان سے تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر دریائے زوہلی ہے۔ ملتان سے ریل نہری
 تک یادگار محمد بولتان اور سبز وادھ جاتی ہے۔ دو کتبہ مبارک علی علی علی (ج) پہلوانام اس قلعہ شادمان کو بہا ازاں یہ مقام
 بارہوی کو یادگار محمد کی قبیلہ کے لوگ کہتے ہیں ابھی یہ یادگار محمد کی قبیلہ کے لوگ کہتے ہیں کہ یہ مقام شادمان نام زوہلی میں ہے۔ یہاں اسلامی پانا
 قبرستان موجود ہے (دیان) اس کے ساتھ ساتھ بلوچستان۔ علا دیکھو میرا زمین معاول و زبیر الامین بلاول صفت اور کوٹہ والا دیکھو صفت و زوہلی

یادگار محمد کے ہندوستان
آئیے متعلق متضاد بیانات

صاحب سیر العارفین اور فرشتہ نے یادگار محمد کا ہندوستان
آنا نہیں لکھا بلکہ ان ہردو کے بقول غریب نواز نے یادگار محمد
کو قلعہ شادمان میں مقیم فرمایا اور بوقت رخصت وہیں

چھوڑا۔ صاحب مخزن ابراہیم نے اس کے متعلق کچھ نہیں لکھا۔ صاحب سیر العارفین نے صواہر بیان
کیا ہے کہ یادگار محمد کا مزار قلعہ شادمان میں ہے اور میں نے اسکی زیارت کی ہے؟ صاحب ممالک السالکین
نے جلد دوم کے صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ آپ (غریب نواز) نے اس اطراف (قلعہ شادمان وغیرہ)
کو بالفعل آن (یادگار محمد) کی حمایت میں چھوڑ کر انہیں وہاں مقیم کیا اور جب ہندوستان آنے
لگے تو اپنے ساتھ لائے؟ صاحب سیر القلاب نے صواہر پر لکھا ہے کہ غریب نواز نے محمد یادگار
(نیک یادگار محمد) خادم کو شہر میں برائے قیام جگہ منتخب کرنے کے لئے بھیجا؟ بعض کے نزدیک
یادگار محمد حضرت محمدؐ سے ایک ہی شخص مراد ہے مگر بعض کے نزدیک یہ دو صاحبان کے دو نام ہیں
ہیں بھی اسی سے اتفاق ہے۔

۵۷
ورود لاہور اور لاہور سے
براہ سمانا و رودا جمیر

سبزہ دار سے آپ براہ قلعہ شادمان و ملتان لاہور میں تشریف
لائے۔ لاہور سے دہلی آتے ہوئے راستہ میں قصبہ سمانا و علاقہ
بٹیاں آیا۔ بقول مولانا داراج (نسخہ قلمی) وغیرہ راجہ پرتوی راج
کی ماں نے آپ کے اجیر آنے سے بارہ سال قبل نجوم سے دریافت کر کے اپنے (لڑکے) پرتوی راج
سے کہدیا تھا کہ اس شکل و صورت کا ایک شخص تیرے ملک میں آئے گا اور تیرا راج تباہ کر دے گا۔
اس پیشین گوئی کی وجہ سے راجہ فکین رہنے لگا اور بابا آپ کی تماش میں بھر مقرر کے۔ جب آپ کا
گذر قصبہ سمانا میں ہوا تو راجہ کے ملازموں (بقول بعض راجہ سانا) نے آپ کا علیہ مشتبہ پاکر ازراہ

بعض حال کے تذکروں میں لکھا ہے کہ یادگار محمد اور ان کی زوجہ کا غریب نواز کی درگاہ میں مندر مسجد کے محسن سے
فتحی احاطہ میں ہے مگر میں (۱) دیوالی کے صفحہ ۵ پر مرقوم ہے۔ پیشی محسن مسجد (مسجد مندر خانہ) یہ محاذ وسط مسجد مذکور احاطہ
کو چیک از سنگ سفید جانب مشرق نمودار است کہ درون (احاطہ و قضاے آن مرقد) ہے بہر تقدس معرفت تاج الدین
بایزید و اندواج و اقرباء آن از سنگ سفید مطہ و دارند۔

دعا و فریب آپے بہت بد ہٹنے کے لئے کہا مگر چونکہ آپ کو دربار رسالت سے یہ بشارت ہو گئی تھی کہ ان کا کہنا: انا لہذا آپ نے ان کی ایک نہ مانی اور اپنے ہمراہیوں کو بشارت سے آگاہ فرما کر اجمیر روانہ ہو گئے۔

غالباً لاہور یا ہرات سے روانہ ہونے کے بعد بقول دلیل العارفین دو ماہ سفر میں گزار کر براہ سناما ودہلی منہ چالیس ہزار یا پندرہ ہزار ترقی راج اجمیر میں رونق افروز ہوئے۔ یہاں کچھ دن قیام فرمایا بعد ازاں آپ حسب قلمی نسخہ لطیفات خواجہ معین الدین چشتی بمبرہ ۵ سال (جبکہ ۵۶ سال چل رہا تھا) (۵۸۶ھ میں) وارد اجمیر ہوئے۔ اور اس سنہ (۵۸۶ھ میں) وارد اجمیر ہوئی ملاحظت سیر العارفین معصومہ وغیرہ کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ قطب صاحب (ولادت ۵۶۶ھ) بمبر ۶ سال (جبکہ آثار ہواں سال چل رہا تھا) فریب نواز کے ہمراہ وارد ودہلی ہوئے۔

۵۶۱ھ میں آپ کے اجمیر تک آنے کی تصدیق اس موقع پر بار اول (موقع قطب صاحب) دلیل العارفین معصومہ ۵۵-۵۴ کے مندرجہ ذیل بیان وارد اجمیر ہونے کا ثبوت

۱۔ دیکھو قلمی نسخہ مونس الارواح صفحہ ۲۲ و احسن السیر صفحہ ۱۲۹ و فیروز

۲۔ دیکھو دلیل العارفین صفحہ ۵۵

۳۔ دیکھو قلمی نسخہ مونس الارواح و مسالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۲ وغیرہ

۴۔ بقول احسن السیر صفحہ ۱۱۸ پر ترقی راج پندرہ سال حکومت کر کے ۵۸۶ھ میں اڑ گیا بقول کتاب اجمیر صفحہ ۱۳۱

۵۔ ترقی راج نے ۵۸۶ھ لغایت ۱۱۶۲ھ (۳ سال حکومت کی) ہمارے نزدیک پر ترقی راج کی حکومت ۱۱۶۳ھ مطابق ۵۸۶ھ میں ختم ہوئی۔

۶۔ دیکھو سیر القطب صفحہ ۱۳۲ و قلمی نسخہ مونس الارواح و مسالک السالکین جلد دوم و اخبار الاخبار و فیروز

۷۔ اس سنہ میں وارد اجمیر ہوئی ملاحظت آپ کی وفات ۵۸۶ھ (مندرجہ تاریخ محمدیہ و مرآۃ الاسرار میں ہونے کے پیش نظر تذکرۃ العابدین (صفحہ ۲) اور انتساب الاولاد (صفحہ ۱۱) کی اس روایت سے ہوتی ہے کہ حضرت خواجہ چالیس سال (۴۰ سال چندہ) اجمیر میں رہے۔ (س۔ ۴ سال کے دور میں غالباً وہ آیام بمراد نہیں دئے گئے جو اجمیر آنے کے بعد مختلف اوقات میں بحالت سفر مرتب ہوئے۔

سے ہوتی ہے۔

عبارت فارسی مندرجہ دلیل الحارثین ص ۵۵۰۵۴

ترجمہ اردو

پہوں خواجہ معین الدین اس فواید رسید چشم
پر آب کرد فرمود (اکنوں) مسافری شوم جاکہ دمن
مانواہ بود یعنی در اجیر و دیم ہر کے راودارغ کرد۔
دعاگو (قطب صاحب) برابر دواہ در راہ بودیم
بعد ازاں در اجیر رسیدیم و آن روز اجیر ازاں
ہند ماں مسور آباد و مسلمان چنان ہوا چوں قدم
مبارک خواجہ (غریب نواز) آنجا رسید چندان
اسلام ظاہر شد کہ اُن را عدد بود۔

حضرت خواجہ قطب صاحب فرماتے ہیں: جب حضرت
خواجہ دغریب نواز اُن فواید پر پہنچے چشم پر آب ہو کر فرما
(اب) اُس جگہ سفر کریں گے جہاں ہمارا دمن ہو گا یعنی
اجیر جائے ہیں۔ سب کو نصرت کیا۔ دعاگو (قطب صاحب)
دو جینہ تک سفر میں ہمراہ رہا بعد ازاں پہلے غریب نواز
اور قطب صاحب میرہ (اجیر) پہنچے ان دنوں اجیر
ہندوؤں کی ملکیت تھا اور انکی آبادی سے مسور تھا۔
اور مسلمان ایسی نہ تھی۔ لیکن جب حضرت خواجہ کے
قدم وہاں پہنچے تو بہت اسلام پھیل۔

اس بیان سے یہ امر بخوبی ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ درود ۱۱۵۸ء کا نہیں ہے کیونکہ اگر قطب صاحب کا
۵۰ سال کی عمر (جو سب سے زیادہ عمر کی روایت ہے) میں بھی ۱۱۵۸ء میں دھال پانا مان لیا جائے
تب بھی ولادت ۱۱۵۸ء میں ہوئی اور ۱۱۵۸ء میں قطب صاحب ۳۰ سالہ تھے۔ اس عمر میں غریب نواز
کے ساتھ قطب صاحب کا سفر کراقرم قیاس نہیں۔ پس معلوم ہوا آپ کا مندرجہ بالا بیان ۱۱۵۸ء کے
درود کے متعلق نہیں ہے بلکہ بیان کے اس فقرہ ان دنوں اجیر سن دوں کی ملکیت تھا سے ثابت
ہے کہ یہ درود اسلامی تسلط سے قبل اور حسب تفصیل مندرجہ بالا ۱۱۵۸ء کے بعد کا ہے۔ چونکہ عام طور
سے تذکرہ نویسوں نے یہ درمیان درود (درود دوم) ماہین ۱۱۵۸ء و ۱۱۵۹ء، بعد پر قوسی راج
ہونا لکھا ہے اسلئے قطب صاحب کے مذکورہ بالا بیان کو اسی درود (بار دوم) سے متعلق ماننا پڑیگا۔
پس جبکہ یہ ثابت ہے کہ قطب صاحب کا مندرجہ بالا بیان درود ہند بار دوم سے متعلق ہے تو اس بیان
کی اس عبارت پہوں خواجہ (غریب نواز) دریں فواید رسید چشم پر آب کرد فرمود (اکنوں) مسافری

شہر بانگہ مدن ماخوہ بود یعنی در اجمیری روم سے ثابت ہے کہ اس درود (دوم) سے قبل ۵۶۱ھ میں غریب نوازؒ اپنی جائے مدن یعنی اجمیر میں تشریف نہیں لے گئے تھے۔

اس درود کے خلاف بیان اور اسکا فیصلہ | اس درود کے مطلق مسٹر برلاس ساردا اپنی کتاب اجیر (صفحہ ۸۵-۸۶) میں لکھتے ہیں :- یہ غلط بیان کیا گیا ہے کہ خواجہ معین الدینؒ قدس سرہ پر قوی راج پر شہاب الدین غوری کے فتحیاب ہونے سے چند سال قبل اجیر آئے اور اسوقت پر قوی راج اجیر کا حکمراں تھا۔ بلکہ صحیح یہ ہے کہ آپ شہاب الدین کے لشکر کے ساتھ ہندوستان آئے :-

موصوف نے اپنے اس بیان کی تائید میں منتخب التواریخ و ذکر مسرکار اور میجر ریورٹی وغیرہ کے مندرجہ ذیل بیانات پیش کئے ہیں :-

مہناج الدین سراج مصنف طبقات ناصری :- (جو شہاب الدین غوری کے زمانہ کی تاریخ ہے) شہاب الدین کے اس عہد (جہیں پر قوی راج مارا گیا) کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں :- مصنف نے ایک معتبر شخص سے سنا جو بلند سطح سرزمین خلع توکک کے مغزین میں سے تھا اور جسکو لوگ معین الدینؒ اوشی کے لقب سے پکارتے تھے اس نے بیان کیا کہ میں سلطان غازی (شہاب الدین غوری) کے لشکر میں تھا اس سال اسلامی لشکر کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی :- میجر ریورٹی طبقات ناصری کے حاشیہ (نوٹ) میں صفحہ ۳۶۵ پر لکھتے ہیں :- یہ مغزین شخص سوائے معین الدینؒ چشتی کے جن کا مزار اجمیر میں ہے اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ (منقول از کتاب اجیر مرتبہ ہر بلاس ساردا صفحہ ۸۶)

۱۔ نسخہ طبقات ناصری (جمع کردہ سرزبور) میں مورخیم جوہیؒ نے اس میں لفظ اوشی نہیں ہے۔ عبارت حسب ذیل :-
 ۲۔ ایس ایم اے انڈیا نے شہید کرمات جبال پاد توکک بود۔ لقب او معین الدین اوی گفت کہ من در لشکر سلطان غازی بودم عدد سوار لشکر اسلام دران وقت عدد بست ہزار برگزواں بود :-
 اگر معین الدین کے نام کے ساتھ لفظ اوشی صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یہ معین الدین اوشی کے رہنے والے تھے اور جن معین الدین کا مزار اجمیر میں ہے وہ بخاری ہیں نہ کہ اوشی۔

مولانا عبد القادر بدایونی منتخب التواریخ کے صفحہ ۱۵ پر لکھتے ہیں :- ”ہندوستان کے سرچشمہ
 اولیاء اکابر و مشائخ عظام حضرت خواجہ معین الدین چشتی جن کا فرار اجیر میں ہے اس مرتبہ (جب
 اجیر فتح ہوا) سلطان (شہاب الدین) کے ہمراہ تھے اور یہ فتح آپ کی برکت دعا سے ہوئی۔“
 چارچ میں چترپن عہد مغلیہ کی تاریخ میں لکھتے ہیں :- خواجہ معین الدین شہاب الدین غوری
 کے ساتھ آئے جبکہ اس نے پرتھوی راج کو شکست دی۔

ڈاکٹر سرکار ہندیاآت اورنگ زیب میں بحوالہ خلاصہ التواریخ لکھتے ہیں :- ”جب شہاب الدین نے
 ہندوستان پر فتح حاصل کی اس وقت خواجہ معین الدین چشتی دہلی میں تشریف لائے بعد ازاں سکون
 کی زندگی اور گوشہ نشینی اختیار کرنے کے لئے اجیر تشریف لے گئے۔“

میر ہیراس ساروانے ان بیانات سے یہ امر ثابت کر نیکی کوشش کی ہے کہ حضرت خواجہ
 غریب نواز شہاب الدین کے نجیاب ہونے سے چند سال پیش تشریف نہیں لائے بلکہ شہاب الدین
 کے لشکر کے ساتھ اس وقت آئے جب وہ پرتھوی راج پر فتیاب ہوا۔

موصوف نے جو بیانات اپنے دعویٰ کی تائید میں پیش کئے ہیں۔ ان سے اس امر کی تردید نہیں ہوتی
 کہ آپ پرتھوی راج کے زوال سے تقریباً دو سال قبل ۷۵۹ھ میں تشریف لائے بلکہ صرف یہ
 ثابت ہوتا ہے کہ آپ پرتھوی راج کے زوال کے بالکل متصل زمانہ (سال) زوال پرتھوی راج
 ۷۵۹ھ بقول دیگر ۷۵۹ھ میں تشریف لائے اس درود سے ہیں بھی اتفاق ہے چنانچہ سال
 زوال پرتھوی راج ۷۵۹ھ میں وارد اجیر ہونے کی مزید تفصیلات ہم نے خود درود اجیر بار دوم
 میں لکھی ہیں مگر قبل زوال پرتھوی راج (زوال پرتھوی راج سے تقریباً تین سال پیش ۷۵۶ھ میں)
 بطور فاتح لشکر شہاب الدین غوری کے آنے سے پیشتر حضرت غریب نواز کے وارد اجیر (بار اول)
 ہو نیکی تصدیق و تائید مندرجہ ذیل روایات سے ہوتی ہے۔

ترجمہ فوائد السالکین کے صفحہ ۱۰۷ اور طغولکھا خواجگان چشت کے صفحہ ۱۰۷ پر باب فرید گنج شکر قطب صاحب کا بیان ہے :-

”آپ (قطب صاحب) نے فرمایا : ایک مرتبہ میں اجیر میں شیخ معین الدین کی خدمت میں بیٹھا تھا ان
 دنوں پتھورا (پرتھوی راج) زندہ تھا اور کہا کرتا تھا کیا اچھا جو یہ فقیر غریب نواز، یہاں سے پلے جائیں

یہ بات ہر شخص سے کہا کرتا تھا۔ وہ مشہور یہ خبر شیخ معین الدین نے بھی سُن لی اور درویش بھی اس وقت موجود تھے آپ (غریب نوازؒ) اس وقت حالتِ سُکر میں تھے فوراً آپ نے مراقبہ کیا اور مراقبہ ہی میں آپ کی زبان سے یہ کلمات ادا ہوئے: ہم نے پتھور کو زندہ ہی مسلمانوں کے حوالہ کیا؟ چنانچہ تھوڑے عرصہ بعد شہاب الدین غوری نے لشکر کشی کی اور پتھور کو زندہ گرفتار کر لیا۔

خواجہ بدر الدین اسحاق اپنے رسالہ اسرار الاولیاء (مرتبہ ۶۳) بعد شمس الدین التمش) کے صفحہ پر لکھتے ہیں:

بیان ہے کہ ایک مرتبہ پتھورا (پرتوی راج) کا ایک مسلمان ملازم غلوں و ل سے شیخ معین الدین سجری قدس سرہ کی خدمت میں مرید ہونے کی نیت سے حاضر ہوا لیکن شیخ نے اسے مرید نہ کیا اُس نے پتھورا سے جا کر کہا۔ پتھور نے آپ سے دریافت کر لیا کہ آپ اسے کیوں مرید نہیں کرتے؟ ترجمہ روایت سیر الاولیاء صفحہ ۴۲: جب حضرت خواجہ معین الدین اجیر میں تشریف فرما ہوئے اس وقت پتھور اُسے مملکت ہند اجیر میں تھا۔ جب آپ اجیر میں مقیم ہوئے تو پتھورا اور اُس کے مقربین کو انکار گزار کر شیخ (غریب نوازؒ) کی عظمت و کرامت کے سامنے مجالِ دم زدن نہ تھی۔ الخرض ایک مسلمان و ابستگان شیخ (غریب نوازؒ) میں سے پتھور کے یہاں تھا۔ پتھور نے اُسے نقصان پہونچانا شروع کیا اُس مرد مسلمان نے خدمت (خدمت غریب نوازؒ) میں عرض کیا۔ غریب نواز نے پتھورا سے اُسکی سفارش کی۔ پتھور نے زبانِ شیخ قبول نہ کیا بلکہ کہنے لگا یہ شخص یہاں آکر غیب کی باتیں بیان کرتا ہے۔ جب یہ بات گوشِ مبارک تک پہونچی تو اس بادشاہ اسلام (بطور چینی گئی) نے فرمایا۔ ہم نے پتھور کو زندہ گرفتار کر کے لشکر اسلام کے حوالہ کر دیا۔

ترجمہ روایت تو زک جہانگیری صفحہ ۵۵: (حضرت خواجہ معین الدین) سلطان معز الدین سام کے آنے سے قبل رائے پتھور کے عہد میں اپنے پیر سے رخصت ہو کر ہندوستان میں تشریف لائے اور اجیر میں اقامت اختیار کی۔

۱۔ نواۓ السالکین مطبوعہ اٹم پریس لاہور کے مولف بہو کتابت سے بجائے شہاب الدین کے شمس الدین لکھا گیا ہے مگر لغو فوات خواجگانِ چشت اور نواۓ السالکین کے دوسرے نسخوں میں شہاب الدین لکھا ہے۔

شاہ عبدالحق محدث ہادی (جو خدیجہاگیر کے تذکرہ نویس ہیں) اپنی کتاب اخبار الایثار کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں :-
 پتھورائے ہندوستان کے زمانہ میں (حضرت خواجہ) اجیر میں اگر خدا کی عبادت میں مشغول ہوئے۔ پتھورا
 اس زمانہ میں جبریں تھا ایک دن پتھورانے دابستان خواجہ میں سے ایک مسلمان کو کسی وجہ سے آزاد ہو گیا۔ اس
 مسلمان نے آپ (حضرت خواجہ) سے التجا کی حضرت خواجہ نے اسکی سفارش کے لئے کسی کو بھیجا مگر پتھورانے حضرت
 خواجہ کے کہنے کو نہ مانا بلکہ کہنے لگا: یہ شخص (حضرت خواجہ) یہاں آکر غیب کی باتیں بیٹھا بیان کرتا ہے! جب
 غریب لڑائی نے یہ سنا تو فرمایا: ”ہم نے پتھور کو زندہ گرفتار کر کے دیدیا: چنانچہ انہی دنوں میں سمرالدین سام
 کا لشکر غزنین سے آگیا۔ پتھورانے لشکر اسلام کا مقابلہ کیا اور بدست سمرالدین سام اسیر ہوا۔ یہی تاریخ اس
 ملک میں آغا از اسلام کی ہے۔“

جبار آریا گیارہ شاہ جہاں رسالہ مونس الاول کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں :- حضرت حاجہ اجیر کی سمت
 متوجہ ہوئے کہا جاتا ہے اسوقت حاکم اجیر پتھورا تھا۔

بابو لال وقایع شاہ معین الدین چشتی کے صفحہ ۲۲ پر لکھتے ہیں :- بنادی دیو کا مسلمان ہونا پتھورا
 سے بیان کیا گیا جب پتھور کی ماں نے سنا کہ ”اے بیٹے یہ وہ ہی شخص (حضرت خواجہ) ہیں جن کے
 متعلق بارہ سال پہلے میں نے تجھ سے کہا تھا۔ خبردار ان سے سرکشی نہ کرنا۔ تو اصح اور عجز کے ساتھ ان سے
 پیش آنا تاکہ تیری سلطنت چندے قائم رہے ورنہ تو اپنی سلطنت کا آخری وقت سمجھو۔“

ان بیانات اور سیرالقطب دارمغان ہندو غیر کے بیانات سے بھی اسکی تائید ہوتی ہے کہ آپ قبل زوال
 پر قوی راج اسوقت دستہ عدم تشریف لائے جب پتھور اجیر میں مقیم تھا۔
 صاحب التواریخ صفحہ ۲ پر بحوالہ اکبرنامہ لکھتے ہیں :- سلطان سمرالدین سام کے غزنی سے اجیر آنے سے
 پہلے (خواجہ معین الدین) اپنے پیر سے اجازت لیکر ہندوستان آئے تھے اور اجیر میں کچھ دن فرما کر واپس ہندوستان چلے گئے
 پتھورا رہتا تھا اقامت امتیازی۔“

دربار رسالت سے ہندوستان میں چشتی مبلغ اسلام بھیجنے کی منسلحت

اسوقت تمام ہندوستان میں مہت پرستی کا دور دورہ تھا۔ ملک میں قریب قریب سب ہندو کی آبادی تھی

اگر کیں کوئی مسلمان پایا جاتا تھا تو اس سے تعصب برتا جاتا تھا ہندو مت کو مسلمان کی صورت تک دیکھنے بلکہ پرچھائیں تک سے گریز کرتے تھے۔ ایسی حالت میں ظاہر ہے تبلیغ کا کام کس طرح انجام پا سکتا تھا۔ تبلیغ کے لئے ضرورت ہے کہ باجم صحبتیں رہیں تاکہ تبادلہ خیالات کا موقع ملے۔ چونکہ ہندو صاحبان گانے سے دلچسپی نہ رکھتے تھے بلکہ اسکو مبادت تصور کرتے تھے چنانچہ اب تک یہی حالت ہے۔

پس ان حالات کے پیش نظر ایسے پیشواے اعظم اور مبلغ اسلام کو ہندوستان میں تبلیغ اسلام کیلئے بھیجتا قرین معلومت تھا جو خود اور اس کا دائرہ عقیدہ تمدن سماع سے ذوق رکھتا ہو تاکہ گانے کے دلداز ہندو بنائے دیرینہ دلچسپی مجلس سماع میں آئیں اور تبادلہ خیالات کا موقع حاصل ہو کر تبلیغ اسلام کا فرض ادا کیا جاسکے۔ بایں وجوہات ہندوستان میں تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دینے کے لئے جیشتی مبلغ دربار سالت سے بھیجا گیا اور جیشتی پیشوا اور اسکے مقلدین نے جس وجوہاً یہ خدمت اسلام بلا سیف انجام دی۔ صاحب یلہ قطاب ص ۷۰ پر لکھتے ہیں :- ترجمہ ”حضرت خواجہ“ صاحب سماع تھے اکثر سماع سنتے تھے اور علماء و نقباء وقت میں سے کوئی آپ کے سماع سننے پر اعتراض نہیں کرتا تھا۔

بعض حضرات کہتے ہیں :- ”آپ کی محافل سماع فی الہند کا ذکر کسی تذکرہ میں نہیں آیا اس لئے آپ نے ہندوستان میں سماع نہیں سنا“ ہماری رائے میں ان کا ذکر نہ کرنے کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں آپ کی محافل سماع کے سلسلہ میں کوئی قابل ذکر واقعہ ہی پیش نہیں آیا اس لئے تذکروں میں ان کا ذکر نہیں ہے البتہ حضرت خواجہ قطب صاحب کی محافل سماع اسلامی دارالسلطنت میں وقوع پذیر ہوئیں اور ان کا تذکرہ بعض خاص واقعات کے سلسلہ میں آیا مگر غریب نوازؒ اسلامی دارالسلطنت سے فاصلہ پر اجیر میں تشریف فرما تھے اس لئے اس قسم کی کوئی قابل ذکر بات اس باب میں پیش نہیں آئی پس جبکہ حضرت خواجہ قطب صاحبؒ ہندوستان میں سماع سنتے تھے تو غریب نوازؒ کہاں آکر سماع ترک کرنا قرین قیاس نہیں بلکہ یہ محافل خود غریب نوازؒ کی محافل سماع فی الہند کا ثبوت ہیں۔

بالفرض محال اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ حضرت خواجہؒ نے ہندوستان میں سماع نہیں سنا تب بھی آپ کے مقلدین سے بذریعہ محافل سماع آپ کا فیض تبلیغ نہ صرف آپ کے زمانہ حیات میں جاری رہا بلکہ آج تک بھی جاری ہے۔ ہمارے اس بیان کی تصدیق دہلی میں حضرت خواجہ قطب صاحبؒ اور شیخ حمید الدین ناگوری کی محافل سماع وقتاً فوقتاً منعقد ہونے سے بخوبی ہوتی ہے۔ یہ محافل صرف ہمیں ختم نہیں ہو گئیں بلکہ

غریب نواز کی یہ سنت جاریہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر، حضرت نظام الدین دلاویز اور حضرت علامہ الدین صاحب نے بھی ادا کی۔ بلکہ آج تک سلسلہ بسلسلہ اہل چشت میں جاری ہے اور غریب نواز کے روضہ اقدس نیز مذکورہ بالا حضرات اور دیگر مشائخین چشت کے مزارات پر اب تک اسکی ادائیگی ہوتی ہے۔

۵۸۷ھ

۵۸۶ھ

۱۱۹۱ھ

۱۱۹۰ھ

درود اجیر بار اول و قیام

۵۸۶ھ مطابق ۱۱۹۰ھ
ساربانوں کا آپ سے معافی مانگنا
اجیر پور پکڑ آپ نے شہر سے باہر ایک مقام پر سایہ دار درختوں کے نیچے قیام فرمایا چاہا مگر راجہ (پرستوی راج) کے ملازم مانع ہوئے کہنے لگے یہاں تو راجہ کے اونٹ بیٹھے ہیں۔ آپ وہاں سے یہ فرما کر اٹھ کھڑے ہوئے کہ اچھا اونٹ بیٹھے ہیں تو بیٹھیں۔ اور یہاں سے آنا ساگر (جو اس وقت آپ کے چلے کے نام سے مشہور ہے) جا کر قیام فرمایا۔ جب

علا (الف) اسن الیس کے سفر ۱۶۶ پر ایک روایت میں اس مقام کو وہ جگہ بتایا ہے جہاں اسوت اویا مسجد ہے۔ ساک اساکین (جلد دوم صفحہ ۲۴) میں اس مقام کو بیرون شہر کہا ہے۔ سیرالقطاب میں صفحہ ۱۲ پر اس مقام (جہاں آپ کا روضہ مبارک ہے) کو شہر میں بتایا ہے۔ یہ دونوں مقامات ایک دوسرے کے قریب ہیں۔ ان ہر دو متناذی بات میں اس طرح تطبیق ہو جاتی ہے کہ اس زمانہ میں یہ مقامات بیرون شہر مگر آبادی (اندر کوٹ کو منقر آبادی) کے قریب تھے اس لئے انہیں بیرون شہر یا اندرون ہی کہا جاسکتا ہے۔ (ب) بقول اسن الیس صفحہ ۲ پہلے شہر اجیر راجہ پال کی نال (وادئی) میں موجودہ شہر سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر آباد تھا۔ کہا جاتا ہے کہ موجودہ شہر کی آبادی نہ تھی البتہ آپ کے مزار سے کچھ فاصلہ پر علا اندر کوٹ میں قلعہ تارا گڑھ کے مغربی چوڑاں راجپوت رہتے تھے۔ یہ زمانہ غریب نواز سلطان ہو گئے اب تک اس محلہ میں چوڑاں راجپوت آباد ہیں۔ بعض کے کائنات موجود ہیں۔ یہ لوگ آج بھی چوڑاں چٹان کہلاتے ہیں۔

(ج) شیخ وحید (جو سلطان اتارکین صوفی عید الدین ناگورئی کی اولاد میں ہیں) کے زمانہ میں بھی موجودہ اجیر کے گرد خروں کا جنگ تھا اور حضرت خواجہ کے مزار پر کوئی عمارت نہ تھی۔ دیکھو افادات عید صفحہ ۳۸

علا (الف) آلاب آنا ساگر کے کنارہ زمانہ غریب نواز بہت تنہا تھے۔ دیکھو سیرالقطاب صفحہ ۱۲

(ب) سیرالقطاب کے صفحہ ۱۲ پر یہ روایت لکھی ہے کہ جب آپ نے ب آنا ساگر قیام فرمایا تو کس نے آپ سے کہا یہ وہی مقام ہے جہاں میر سید عین ننگ سواڑ نے اس وقت قیام کیا تھا جبکہ اجیر تغیر کرنے آئے تھے۔

ادب اپنی جگہ پر آکر بیٹھے تو ایسے بیٹھے کہ اٹھانے سے بھی نہ اُٹھے۔ یہ دیکھ کر ساربانوں کے دروغہ نے راجہ کو اس واقع کی اطلاع دی۔ راجہ نے تمام ماجرا سن کر کہا اس کا علاج یہی ہے کہ تم لوگ درویش (دغیب) انداز کی خدمت میں جا کر معافی چاہو۔ پس ساربانوں نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت کی آپ نے فرمایا: اچھا جاؤ ادب کھڑے ہو گئے؟ انہوں نے آکر دیکھا تو واقعی ادب کھڑے ہو گئے تھے۔

۵۸۶ مطابق ۱۱۹۰ھ اناساگر اور ہیلہ تالاب کے متصل بہت تنگ خانے تھے۔ بہت بھاری یہاں سادہ بورام اور ارجے پال کا مشرف بہ اسلام ہونا

کرتے تھے۔ اس مندر کا اہتمام سادہ بورام (شادی دیو) کی سپرد تھا۔ یہ اپنے مذہب کا بڑا عالم فاضل تھا اور سب بھاریوں کا سردار تھا۔ چونکہ لب اناساگر آپ کا اور آپ کے ہمراہیوں کا قیام بے تکلفانہ طور پر تھا آپ کے ہمراہی دونانہ ایک کھائے ذبح کر کے کھاتے تھے (بقول بعض اناساگر سے مچھلیاں پرٹتے تھے) اس لئے مسلمانوں کا طرز معاشرت ہنود پر شاق گذرا۔ انہوں نے چاہا کہ آپ چلے جائیں مگر کسی کی نہ چلی بلکہ اس موقع پر آپ سے بعض ایسی کرامتوں کا ظہور ہوا کہ شادی دیو نے اسلام قبول کیا بعد ازاں

۱۱۹۰-۱۲۰۰ء مساکین السالکین جلد دوم صفحہ ۲

ع ۱۱۹۰ (الف) مونس الادرارح درجہ چہاں آرا بیگم مطبوعہ ۱۲۰۰ء پراور قلی نند) میں مرقوم ہے کہ اس وقت (ہزارہانہ حضرت خواجہ) کئی ہزار تنجانے اس حوض (میل بند) کے کنارہ تھے اور ایک سو کئی من تیل اور پھول ان تنجانوں میں صرف ہوتا تھا کہا جاتا ہے کہ اناساگر اور ہیلہ تالاب پر ہنوی راج کے شکار گاہ تھے نہ کہ معبد گاہ۔ البتہ پشکر کے گرد مندر تھے اور وہیں پوجا کا کام ہوتا تھا۔ شری پتر ساروانے کتاب اجمیر کے صفحہ ۱۲ پر خیرا بیرون کا مندر اناساگر کے کنارہ پر بتایا ہے اور اسکو سب سے زیادہ پُرانا کہا ہے۔ انیس الادرارح وغیرہ میں اسے شادی دیو یا بیرون جی کہا ہے مگر یہاں کوئی حورقی نہیں ہے بلکہ مشہور ہے کہ یہ شادی دیو جو غریب نواز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے) کا احسان ہے یہاں مسلمان بھادور ہتایے (ب) اناساگر اور ہیلہ کے کنارہ پر انے مندروں کے نشانات نہیں ہیں البتہ چند جدید مندروں کی ملاحظہ وہیں (دولت) ۱۲۰۰ ہنود دیوتا مرقود دیو اور عورت کو دیوی کہتے ہیں۔

۱۲۰۰ء مساکین السالکین جلد دوم صفحہ ۲

ابجے پال جوگی جو صاحب استدران تھا آپ کے مراتب عالیہ دیکھ کر مشرف باسلام ہوا۔ شادی دیو کا
اسلامی نام سعدی رکھا گیا۔ اور ابجے پال کا نام عبداللہ رکھا گیا۔ مشہور ہے انھوں نے آپ کی دنا کی برکت
سے حیات جادوانی پائی۔ روحانی طور پر یہ بھولے بھنگوں کو راستہ بتاتے ہیں اور ہر جگہ کی شب میں رونما
غریب نواز پر ماضی دیتے ہیں۔ آج تک ان کا نام اجیر میں زندہ ہے۔

۵۸۵ھ مطابق ۱۱۹۱ء جب شادی دیو دساد مورام اور ابجے پال جوگی مسلمان ہو چکے
تو انھوں نے آپ کی خدمت میں التماس کیا کہ حضور ربی میں قیام
فرمائیں تاکہ مخلوق آپ کے قدموں کی برکت سے مستفیض ہو۔ آپ نے
ان کی عرض قبول فرمائی۔ اور اپنے خادم خاص محمد یادگار کو حکم دیا کہ شہر میں جا کر فقراء کے قیام کیلئے
مناسب جگہ کا انتظام کریں۔ محمد یادگار نے تعمیل ارشاد (اندر کوٹ کی مختصر آبادی کے متصل) وہ مقام
پسند کیا جہاں اسوقت آپ کا روضہ مبارک ہے۔ دراصل یہ جگہ (زمین) قادی دیو کی تھی۔ انھوں
محمد یادگار جگہ پسند کر کے واپس آئے اور معدومہ پیش کیا۔ حضرت خواجہ نے وہاں (لب بھارہ جہاں آپکا
مزار ہے) جا کر قیام فرمایا۔ اور جماعت خانہ، عبادت خانہ اور مطبخ (لنگر خانہ) کی تعمیر ہوئی۔ جہاں اسوقت
آپ کا روضہ ہے یہاں مطبخ خانہ تھا۔

۵۸۵ھ مطابق ۱۱۹۱ء یہاں قیام فرمانے کے بعد آپ نے چند اشخاص کے ذریعہ
پرتھوی راج کو دعوت اسلام دی مگر اس نے قبول نہ کی
آپ سے یہ واقعہ عرض کیا گیا آپ نے سب حال سنکر رات
کیا اور فرمایا۔ اگر یہ ایمان نہ لایا تو میں (بقوت روحانی) اسکو بدست لشکر اسلام زندہ گرفتار کرادوں گا۔

علاء دیکھو مسافہ الالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۹-۲۸۰ و سیر الاقطاب صفحہ ۱۲ و غزوار ابرار صفحہ ۳

علاء دیکھو وقایع شاہ حسین الدین چشتی صفحہ ۲

علاء دیکھو سیر الاقطاب صفحہ ۱۳ خزینۃ الامنیاء جلد اول صفحہ ۲۶۲-۲۶۱ و مسافہ الالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۹-۲۸۰

علاء آپ بلبس ہو گیاں رکھتے تھے۔ (غزوار ابرار صفحہ ۳) علاء دیکھو سیر الاقطاب صفحہ ۱۲-۱۳

علاء دیکھو نئی نثر مولانا الادراج - علاء دیکھو سیر الاقطاب صفحہ ۱۳ و خزینۃ الامنیاء جلد اول صفحہ ۲۶

پرتھوی راج کا آپ تشریف لے جانیکے لئے کہلانا یوں تو پرتھوی راج اور اسکے مقربین کو آپ کا
قیام اجیر شروع ہی سے ناگوار تھا۔ مگر دعوتِ اسلام
دینے کے بعد راجہ کو ناگوار ہی زیادہ بڑھ گئی۔ چنانچہ ایک دن اُس نے آپ سے کہلایا کہ آپ ہماری سرحد
سے چلے جائیں آپ نے جواب میں کہلایا (ہم تو جاتے ہیں مگر تم کو نکالنے والا دشہاب الدین خوری) یہی
عنقریب آگاہ ہوئے۔ یہ اسوقت کا واقعہ ہے جب شہاب الدین خوری بدست کمانڈے راؤ سے ۷۸۷ھ کی
رائی میں زخمی ہو کر خراسان میں پہنچ چکا تھا اُن ایام میں شہاب الدین خوری کو سلطان ہند ہونیکے بشارت
دی گئی۔ بموجب سیرالقطاب تفصیل حسب ذیل ہے:-

۷۸۷ھ مطابق ۱۱۹۱ء جب شہاب الدین خوری (۷۸۷ھ میں) کمانڈے راؤ
کے ہاتھ سے زخمی ہو کر ہندوستان سے فرار ہوا تو اُس نے
ایک شب عالم رویا میں دیکھا کہ وہ حضرت غریب نوازؒ کی
خدمت میں کھڑا ہے اور آپ اندراہ کرم اس سے فرما رہے
ہیں کہ خداے تعالیٰ نے ہندوستان کی سلطانی تجھے بخشی جلد اس طرف توجہ کر اور راجہ (پرتھوی راج)
کو زندہ گرفتار کر کے منراوے شہاب الدین کو اس خواب سے حیرت ہوئی۔ بیدار ہو کر اُس نے اپنا یہ خواب علماء و فضلا
سے بیان کیا سب نے خواب کی بہت تعریف کر کے تبسیر میں مشغول ہوئے اور ہر طرح دل جمعی کی۔

۱۱ اس موقع پر مولف عطاءے رسول (حال کے تذکرہ نویس) نے لکھا ہے کہ پرتھوی راج نے ایک دن خستہ ہو کر ایک
راجپوت سردار کو اُن سرداروں کی گرفتاری کے لئے بیجا جو غریب نوازؒ کی خدمت میں موجود تھے اور شہر میں اعلان
کرایا کہ جو شخص ان بزرگ (غریب نوازؒ) کے پاس جائے گا اُسے قتل کر دیا جائے گا اور اس کا گھر بار لوٹا دیا جائے گا
نیز غریب نوازؒ سے کہلایا کہ کل دیکھ محرم ۷۸۷ھ تک اجیر سے چلے جائیں۔

۱۲ بعض نے لکھا ہے کہ آپ نے پرتھوی راج سے جواب میں یہ کہلایا کہ "تین دن میں معلوم ہو جائے گا کہ تو بھگتا ہے یا ہم"
مگر میں اس جواب سے اتفاق نہیں۔ ۱ (الف) افاضات حمید مصفا (ب) بعض حال کے تذکرہ نویس آپ کے اور
پرتھوی راج کے درمیان کشمکش ہونیکے جو ایک طویل طویل تفصیل دی گئی ہے وہ کسی پُرانے تذکرہ میں نظر سے نہیں گذری۔

۱۳ صورت اتفاق میں مصفاؒ پر غور پہنچا لکھا ہے۔ ۱۴ دیکھو سیرالقطاب ص ۱۳۱

اجمیر سے آپ کی روانگی | خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد کے پیش نظر کہ "ماکم وقت کا کہنا انا" اور
مکہ سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ و غریب نواز اجمیر سے تشریف لے گئے۔

آخر ۵۸۷ء یا شروع ۵۸۹ء
۱۱۹۲ء ۱۱۷۳ء

اجمیر سے سفر اور ورود ہند بار سوم (ورود اجمیر بار دوم)

آخراً ۵۸۸ء یا شروع ۵۸۹ء | اجمیر سے جبکہ قطب صاحب غریب نواز کے ہمراہ آپ سے کچھ پہلے
اجمیر سے ادیش روانگی | اجمیر سے روانہ ہو کر ادیش پہنچ چکے تھے تشریف لے جانے کے بعد
آپ وارد ادیش ہوئے۔ صاحب سیرالعارفین (ص ۱۸) کا بیان ہے کہ جب حضرت غریب نواز وارد
ادیش ہوئے اس وقت قطب صاحب اس دیار (ادیش) کے باشندوں کو فیض پہنچاتے تھے اور
راج کے سفر پر جانے کا قصد رکھتے تھے۔ اس زمانہ (۵۸۸ء) میں قطب صاحب کی عمر ۲۰ سال
کی تھی اور آپ (قطب صاحب) خاطر خواہ مریدوں کی پرورش (دہلوی) فرماتے تھے۔ چونکہ بعد حصول
خلافت ہی کسی کو مرید کیا جاسکتا ہے اس لئے قطب صاحب کا اپنے مریدوں کی پرورش کرنے کا واقعہ
یقیناً اس وقت کا ہے جب قطب صاحب حسب تفصیل گزشتہ غریب نواز سے ۵۸۷ء کی عمر (۵۸۸ء)
میں بمقام بغداد خلافت پاچے تھے اور غریب نواز کے ہمراہ (۵۸۷ء میں) حسب تفصیل گزشتہ
اجمیر میں آچکے تھے۔

۵۸۸ء مطابق ۱۱۹۲ء | ادیش سے غزنی میں تشریف آوری
اور شہاب الدین کی جنگی تیاریاں | ادیش سے جب حضرت خواجہ شہاب الدین غزنی میں وارد غزنی ہوئے
میں اس وقت شہاب الدین غوری لشکر جمع کرنے میں مصروف
تھا اس تیاری اور ہندوستان میں سال فتح لشکر کشی کے
متعلق تاریخ اسلام کا بیان حسب ذیل ہے :-

۵۸۸ء میں جب شہاب الدین غوری پرتوی راج سے شکست کھا کر غزنی پہنچا تو وہ شب و
روز لشکر جمع کرنے میں مصروف رہتا تھا۔ سامان درست ہونے پر اس نے کوچ کا حکم دیا اور آٹھویں دن

خود سوار ہوا جب لشکر پشاور میں پہنچا تو ایک پیر مرد غوری (غریب نوازؒ) نے بے تکلف کہا کہ اس ہمہ کساں
 تو ایک جنگ عظیم کا معلوم ہوتا ہے مگر یہ نہیں کہتا کہ غزم کدھر کا ہے۔ اس وقت سلطان نے ایک آہ سرد کہنی
 اور کہا: اے پیر مرد تو یقین جان کہ جو وقت سے میں نے ہندو را جاؤں سے شکست کھائی ہے حرم
 سرا میں بستر پر نہیں سویا۔ پھر قبا کے بند کھو لکر دکھائے اور کہا: اس دن سے آج تک کپڑے نہیں بدلے
 فلج، غور اور خراسان کے امیروں کا منہ نہیں دکھاؤ نہ کھاد نہ کھ حرام مجھے اکیلا لڑائی میں چھوڑ کر چلے گئے۔
 پیر مرد نے دعا مانگی خیر دی اور کہا کہ انشا اللہ اس مرتبہ فتح ہوگی۔ اب معلمت وقت یہی ہے کہ آپ
 اُن امیروں کا قصد معائنہ فرمائیں ان کو رد و بد بلائیں اور عزت و آبرو بخشیں تاکہ وہ جان لڑا کر لڑیں اور
 اپنی پہلی بدنامی کے دہبہ کو مٹائیں۔ یہ تقریر سلطان کو پسند آئی مٹان میں چو پکر اُسے دربار کیا اور سب
 امیروں اور سرداروں کو بلایا اور کہا کہ اے مسلمانو! سال گزشتہ جو دامن اسلام پر داغ لگا اسکا
 تدارک ہر مسلمان پر واجب ہے؟ سب نے تواروں پر ہاتھ رکھ کر سر جھکا دیے۔ غرض وہاں سے لاہور
 آیا اور قوام الملک رکن الدین حمزہ کو برسم سفارت اجیر روانہ کیا۔
 ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۳ھ غزنین سے پشاور تک آپ شہاب الدین کے لشکر کے ساتھ تشریف
 لائے۔ اور جب شہاب الدین غوری مع لشکر پشاور سے مٹان
 روائہ ہوا تو آپ پشاور سے لاہور تشریف لے گئے۔
 اڑاں لاہور میں اس موقع پر آیا۔ میں بموقع ورود دہند بار چارم بقول مترجمہ اکبر نامہ جلد دوم

بل غریب نوازؒ کے آبان وطن (سجرا کوہ براس مالدانے کتاب اجیر کے صفحہ پر متصل سیستان باد غور میں لکھا ہے۔
 صاحب منتخب التواریخ کے صفحہ ۱۰۲ پر حضرت غریب نوازؒ کا شہاب الدین غوری کے لشکر کیساتھ دہلے نزدیک پشاور تک،
 آنا اور آپ کی دعا کی برکت سے جنگ کا فتح ہونا لکھا ہے صاحب سیرۃ القباب نے بھی شہاب الدین ہمت از خواجہ خواستہ
 مترجم ہندوستان شذ لکھا ہے۔

۱۰۲ دیکھو تاریخ اسلام از مولوی ذکا اثر ممد اول صفحہ ۲۹۰-۲۹۱ و فرشتہ جلد اول صفحہ

۱۰۳ صاحب منتخب التواریخ (صفحہ ۱۰۲) اور چارچین جرنیل نے آپ کا شہاب الدین کے لشکر کے ساتھ آنا لکھا ہے
 ہمارے نزدیک محض از ابرار (صفحہ ۱۰۲) کہ روایت (جو آج درج ہے) کے پیش نظر آپ پشاور تک شہاب الدین کے لشکر کیساتھ آئے

د آئین اکبری جلد سوم صفحہ ۲۰ آپ نے سید حسن زنجانی سے ملاقات کی۔ بعد ازاں جس ہینے میں سلطان نے جنگ فتح کی اس ہینے میں آپ لاہور سے دہلی پہنچ گئے تھے اور جب سلطان مفتوحہ علاقہ دیکھتا ہوا اجیر پہنچا تو آپ دہلی سے اجیر میں تشریف فرما ہو چکے تھے۔

اس ورود کے متعلق تحقیق | اس ورود اجیر کے متعلق ابو الفضل نے دو بیان دئے ہیں اکبر نامہ (جلد دوم صفحہ ۱۹ مطبوعہ نوکشتہ پریس) میں لکھتے ہیں :-

ترجمہ :- (حضرت خواجہ) غریب سے مغز الدین سام کے (بہال فتح یعنی ۱۵۸۹ء میں) ہندوستان آنے سے پیشتر (۱۵۸۶ء میں) اپنے پیرومرشد سے رخصت ہو کر ہندوستان میں تشریف لائے اور اجیر میں کہ وہاں رائے پتورا فرمان روائے ہندوستان رہتا تھا اقامت اختیار کی :-

موصوف آئین اکبری (ترجمہ آئین اکبری از ذوالعلی صاحب مطبوعہ دار المطابع عثمانیہ صفحہ ۳۲) میں لکھتے ہیں :- جس سال (۱۵۸۶ء) مغز الدین سام دہلی پر قابض ہوا آپ (غریب نواز) دہلی تشریف لائے اور گوشہ نشینی کے خیال سے اجیر آکر قیام کیا۔ ان بیانات سے غریب نواز کے وارد ہند ہونے کے دو زمانے پائے جاتے ہیں ایک ورود کا زمانہ شہاب الدین غوری کے (بہال فتح) ہندوستان آنے سے پیشتر (۱۵۸۶ء) کا لکھا ہے۔ اور دوسرے ورود کا زمانہ وہ لکھا ہے جب شہاب الدین غوری ہندوستان آکر دہلی پر (۱۵۸۶ء میں) قابض ہوا :-

ان دونوں زمانوں میں آپ کے وارد ہند ہونے کی تائید ذریعہ ذیل بیانات سے بھی ہوتی ہے۔
بیان تذکرۃ الکرام تاریخ عرب و اسلام صفحہ ۴۵

آپ (غریب نواز) شہاب الدین غوری سے پہلے (۱۵۸۶ء میں) ہند میں آئے اور اجیر میں کہ یہاں راجہ پتورا رہتا تھا اقامت اختیار کی۔ لیکن اس سے نہیں بنتی تھی یہاں تک کہ رائے پتورا شہاب الدین غوری سے لڑا اور مارا گیا تب (۱۵۸۹ء میں) آپ نے اجیر میں عزت اختیار کی :-

ملک (الف) سید حسن زنجانی کا وصال ۱۰۰۰ھ میں ہوا۔ دیکھو تذکرۃ الامین صفحہ ۲۹

(ب) سید حسن زنجانی مارن کا مل تھے خواجہ معین الدین لاہور میں آپ کی محبت میں پہنچے۔ آپ کا مزار لاہور میں ہے اکثر لوگ زیارت کے واسطے سادت حاصل کرتے ہیں (دیکھو ترجمہ اکبر نامہ جلد دوم صفحہ ۳۲)

صاحب مفتاح التواریخ صفحہ ۵۹ پر لکھتے ہیں: سلطان مغزالدین سام کے غزنی سے ہندوستان آنے سے پہلے ۵۸۵ھ میں خواجہ معین الدینؒ اپنے پیروں سے اجازت لیکر ہندوستان آئے تھے اور اجیر میں کہ وہاں فرماؤ گئے ہندوستان لئے پتھورارہا تھا اقامت اختیار کی۔ اس سے نہیں بنی۔ یہاں تک کہ پانچ سو اٹھاسی ہجری (حب تفصیل گزشتہ صفحہ) میں سلطان مغزالدین سام جو شہاب الدین غوری مشہور ہے ہندوستان میں آیا اور حدود شہانیر میں رائے مذکور سے جنگ کر کے قیاب ہوا۔ اور حضرت خواجہ اجیر میں عزت گزریں ہوئے۔

سال فتح دہلی یعنی ۵۹۰ھ میں آپ کے داردار اجیر (دورود ہند بار سوم دورود اجیر بار دوم) ہونیکہ تصدیق مندرجہ ذیل بیانات سے ہوتی ہے۔

۱۔ انڈیا آن اورنگ زیب کے صفحہ ۵ پر بحوالہ خلاصۃ التواریخ اس دور کے معلق جادو ناتھ سرکار نے حسب ذیل بیان دیے ہیں:-

۲۔ جب سلطان شہاب الدین غوری نے ہندوستان پر فتح حاصل کی اس وقت (۵۸۹ھ میں) خواجہ معین الدین چشتی دہلی میں تشریف لائے۔ بعد ازاں سکون کی زندگی بسر کرنے کیلئے اجیر تشریف لے گئے:-
صاحب گلزار ابرار صفحہ ۲ پر لکھتے ہیں:-

۳۔ جس سال اور ہینہ میں سلطان شہاب الدین محمد سام غوری کی بیہیت سے راجہ پتھورائے ملک عدم کاراستہ لیا اور دارالسلطنت دہلی فتح ہوا۔ انہی ایام (۵۸۹ھ) میں خواجہ معین الدین اور لایا والدین غزنین سے لاہور تشریف لائے اور لاہور سے دہلی آئے۔

۴۔ مطابق ۱۱۹۳ھ اجیر سے پرتھوی راج تین لاکھ کا لشکر جہاد لیکر تریہ پورنچا آپ کے مکاشفہ کی صداقت اور اسکے لشکر میں ڈیڑھ سو راجگان ہندوستان کی فوج بھی پرتھوی راج کی گرفتاری شامل تھی۔ راجہ کا لشکر دریائے سرستی عبور کر کے تراوی (تہائیں) کے میدان میں فروکش ہوا۔ اور لاہور سے سلطان شہاب الدین غوری ایک لاکھ بیس ہزار

۱۔ ہندوستان میں شمالی ہند (دیکھو ہسٹری آن انڈیا انڈینوری پرنٹا و مصفا)

۲۔ (الف) سرستی ندی نواح تانیر میں ہے (دیکھو تواریخ آئینہ ہند ص ۵۷)

۳۔ (ج) سرستی ندی پانی پت کے قریب ہے۔ (دیکھو نقشہ منسلک)

دبقول فرشتہ ایک لاکھ سات ہزار کالنگر ساتھ لیکر تراوڑی (تراپین) کے قریب خیمہ زن ہوا۔ سورج نکلنے سے قبل معرکہ جہاں و قتال گرم ہوا۔ پرتھوی راج نے کثرت کے زعم میں اپنی تمام فوج کو لڑائی میں جھونک دیا تاکہ شہاب الدین خوری نے اپنی فوج کو چار دستوں میں تقسیم کر کے نوبت بہ نوبت لڑنے کا حکم دیا۔ دیر تک سخت معرکہ رہا۔ جب دوپہر ہو تو راجے پرتھوی راج ایک سو اچکن اور مہار اچکن کو لیکر ایک درخت کے سایہ میں آیا۔ ان سب نے تلواروں کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر شدید قسمیں کھائیں اور ایک ایک پیالہ شربت کا پیا، پان کے پیرے چبائے، تلسی کی پتی زبان پر رکھی، کیسر کے ٹیکے ماتھے پر لگائے اور میدان جنگ میں آئے۔ اُدھر شہاب الدین تازہ دم فوج کے دستے سے حملہ آور ہوا۔ آخر کار شہاب الدین خوری نے شام کے چار بجے کے قریب تراوڑی کا معرکہ سر کر لیا۔ راجے پتھورا اور چند دیگر اچکن کا غوریوں نے قاتل کیا۔ کھاندھے راؤ اور کچھ اچکن میدان جنگ میں مارے گئے۔ راجے پتھورا دریائے سرستی کے کنارہ گرفتار ہوا بعد ازاں قتل کیا گیا۔ اس طرح حضرت خواجہ کے مکاشفہ کی صداقت عالم میں آشکارا ہو گئی اور آپ کی روحانی حکومت مسلمہ جو کہ سلطان الہند کا خطاب پایا۔

جنگ کے وقوع کا سنہ | مولوی ذکا اللہ نے تاریخ ہندوستان کے حصہ اول میں ۸۵۵ھ کی

جنگ کے سوا برس بعد یعنی نے ڈیڑھ برس بعد اس جنگ کا واقعہ ہونا لکھا ہے۔ فرشتہ نے جلد اول کے صفحہ ۵۷ پر ۵۹۵ھ میں اس جنگ کا ہونا لکھا ہے جامع التواریخ میں بھی یہی سال (۵۹۵ھ) لکھا ہے تاریخ راج پرتی ہند میں ۱۱۹۲ھ مطابق ۱۲۴۹ء مرقوم ہے۔ ایضاً خوری پرشاد نے ہسٹری آف میڈیاول انڈیا کے صفحہ ۱۲ پر اس جنگ کا ۱۱۹۲ھ میں

ع (الف) تراوڑی کا پہلا نام تراپین ہے یہ تھانیسے سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس پر دریائے سرستی کے کنارہ ہے (غالب التواریخ صفحہ ۱) (ب) تراوڑی کا میدان تھانیسے لہ کرنا ل کے درمیان دہلی سے چالیس کردہ پر ہے (دیکھو تاریخ ہندوستان حصہ اول صفحہ ۱۲۹ از مولوی ذکا اللہ)

(ج) تھانیسے تراوڑی چودہ میل ہے (دیکھو موٹ افغانی صفحہ ۱)

مثلاً بقول افغانیات جید صفحہ ۱۲۰ کھاندھے راؤ فرار ہو گیا بقول فرشتہ جلد اول صفحہ ۵۷ مارا گیا۔

مثلاً دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۵۷ و تاریخ ہندوستان حصہ اول از مولوی ذکا اللہ ۱۱۹۲ھ و تاریخ تریب مہاراجہ

ہونا لکھا ہے۔ ارسڈن نے ہٹری آف انڈیا کے صفحہ ۲۲۴ پر یہی سنہ لکھا ہے تاریخ نکلستان ہند کے صفحہ ۵ پر مرقوم ہے کہ سلطان شہاب الدین نے آٹھویں بار ۵۸۸ھ میں ہندوستان پر حملہ کر کے پتھوراکو جبکہ اسکی عمر ۴۷ سال کی تھی گرفتار کیا۔ مگر بقول مختصر تاریخ ہند از ڈبلو ڈبلو ہٹری۔ ایٹ ڈیالز نے نظر ثانی شدہ ہٹری آف انڈیا کے صفحہ ۹۶ پر لکھا ہے کہ پہلی جنگ ترائین ۱۱۹۱ء میں ہوئی اس میں شہاب الدین زخمی ہوا اور اسے شکست ہوئی مگر دو برس تک جنگ کی تیاری کر کے (۱۱۹۳ء میں) اس نے پھر ترائین میں پرتھوی راج سے لڑائی لڑی اس جنگ میں پرتھوی راج بکرا گیا اور قتل ہوا۔ مختصر تاریخ اہل ہند (حصہ دوم صفحہ ۱) از ڈبلو ڈبلو ہٹری مترجمہ ایچ۔ آر۔ ولیم، میں مرقوم ہے کہ ۱۱۹۳ء (مطابق ۵۸۹ھ) میں افغانوں (لشکر شہاب الدین غوری) نے دوبارہ پنجاب پر یورش کی اس مرتبہ دہلی اور اجیر کے راجہ پرتھوی راج نے شکست کھائی اور مارا گیا اسکی دلا درانی اس کے ساتھ سی ہو گئی۔ دہلی پر تسلط کر کے محمد غوری اجیر پر بڑا۔ وی۔ اے۔ اسمتھ نے ہٹری آف انڈیا کے صفحہ ۱۱۲ پر دہلی کا ۱۱۹۳ء میں فتح ہونا لکھا ہے۔ مختصر سیر گلشن ہند کے صفحہ ۱۲ پر مرقوم ہے کہ شہاب الدین غوری نے بڑا لشکر جمع کر کے پرتھوی راج پر حملہ کیا۔ اسے تین ہزار اسی تین لاکھ سوار اور بے شمار پیدل جمع کر کے شہاب الدین کا مقابلہ کیا مگر بادشاہ (شہاب الدین) نے پرتھوی راج کو شکست دیکر زندہ گرفتار کر لیا ان بیانات کے پیش نظر یہ جنگ ہمارے نزدیک ۱۱۹۳ء مطابق ۵۸۹ھ میں ہوئی۔

۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۳ء

شہاب الدین کا اجیر پر چکر و بار خواجه میں باریاب ہونا
پرتھوی راج کو شکست دینے کے بعد شہاب الدین قلعہ سرستی، ہانسی، سلہ، بہرام تغیر کر رہا ہوا ۵۸۹ھ میں اجیر پر چکر

۱۱۹۳ء ۲۵ ذی الحجہ ۵۸۹ھ سے شروع ہوئے یعنی بتایا ۲۵ ذی الحجہ ۵۸۹ھ تک موزی ۱۱۹۳ھ (دیکھو تقریر چوٹی بیوی مرتبہ لکھنؤ محمد غازی ایم۔ اے) کے بعض نے ۵۸۹ھ لکھی ہے مگر ہمارے نزدیک ۵۸۹ھ کی معائنات صحیح ہے (دیکھو تفصیل گذشتہ) ۲۵ اس موقع پر مولف مطالع رسول زمانہ حال کے تذکرہ نویس نے بلا اخذ لکھا ہے کہ جب شہاب الدین غوری اجیر میں داخل ہوا تو مغرب ہو وقت تھا۔ غریب نواز ناگزیر اپنے سوار و مقتدر یوں کے کمرے ہو چکے تھے۔ شہاب الدین غوری اور اس کے لشکر کی جاعت میں داخل ہو گئے اور غریب نواز کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرٹ حاصل کیا بعد نماز شہاب الدین غوری نے شرٹ تدبیر کی حاصل کیا۔

یہاں اُسے چند ہزار افراد کو جو اس سے مقابل ہوئے تہ تیغ کر کے اجیر فتح کر لیا اور اپنا تسلط قائم کیا۔ بعد ازاں یہاں اسلامی رسم و رواج اور قانون اسلام کا نفاذ کیا گیا۔ پرمختوی راج کے لڑکے گولیا کو لاکو اس شرط پر کہ وہ فرمانبرداری دے دیئے گئے۔ رہے گا ادب برابر خراج دیتا رہے گا اجیر کو فرمانروا بنادیا۔ بعد ازاں اجیر سے دہلی آیا یہاں کا حاکم عجز داری سے پیش آیا اور تحائف پیش کئے۔

دوران قیام اجیر شہاب الدین غوری غریب نواز کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا اس وقت قاضی حمید الدین ناگوری بھی اجیر میں موجود تھے۔ اس ملاقات کے موقع پر غریب نواز نے شہاب الدین غوری کو شرف مریدی سے سرفراز فرمایا۔ اور ناطح شاہ (العرف بناتواں شاہ) سے ملنے کا حکم دیا چنانچہ جب الحکم شہاب الدین غوری ناطح شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ان کے ارشاد کے بموجب پیر ملک شاہ (جو ناطح شاہ کے چچا تھے)

یا دیکھو فرشتہ مترجم بر دس جلد اول صفحہ ۳۱۵ المار مترجم المیث جلد دوم صفحہ ۲۱۴ تاریخ اسلام حصہ اول صفحہ ۲۱۵ از سوزی ذکا اللہ و شرف ناری فرشتہ جلد اول صفحہ ۵۵ دیکھو افاضات حمید صفحہ ۱۳۰ دیکھو تفتکۃ آذر صفحہ ۳۶

ملک ورافد ہرنی جلد کا چھوٹا بجائی اس وقت پندرا کا پوتا سادہ پوٹوں کے گروہ میں شامل ہو کر جہاں نوزی کرنے لگا تھا ایک مرتبہ جب وہ پیشکر ہو کر اجیر آیا اس وقت حضرت خواجہ حسین الدین چشتی مدد میران ناطح شاہ اجیر پہنچ گئے تھے۔ وہ اجیر میں میران ناطح شاہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میران صاحب نے اس کا حسب و نسب دریافت فرما کر اسے اپنا مرید کر لیا اسکا اسلامی نام پیر ملک شاہ چترتی رکھا گیا۔ (دیکھو افاضات حمید صفحہ ۷۷)

(ب) سلطان شمس الدین التمش سلطان نے ناطح شاہ سے فتح منڈور کے لئے وصالی استعما کی تو میران صاحب نے سلطان شمس الدین التمش سے پیر ملک شاہ کا حال و حسب اور ایذا رسانی پر بادوں کا ذکر کیا۔ سلطان نے ملک شاہ کو ان کا آبائی مقام واپس دلانے کے واسطے عرض کیا مگر ملک شاہ صاحب نے مرشد سے عرض کیا کہ یہ خاک رمل کی خواہش نہیں رکھتا لیکن اپنے دشمنوں کی خرابی ضرور دیکھنا چاہتا ہے۔ اس خواہش پر میران صاحب نے شمس الدین التمش اور ملک شاہ کو منڈور پر یورش کرنے کی اجازت دی۔ چپیس دن تک محاصرہ کرنے کے بعد سلطان نے منڈور فتح کر لیا اور پرگنہ پالی پر قابض ہوا۔ بعد فتح سلطان نے اس پرگنہ کو ملک شاہ کی نذر کرنا چاہا مگر انھوں نے فرمایا یہ پالی تو میرے دادا سہی ساونت پناؤ کے برادر خود موجود تھے پالی وال برہمن کو غیرت میں دی تھی اس لئے میں اسے واپس لینا نہیں چاہتا تھا مگر سلطان شمس الدین التمش پرگنہ پالی ملک شاہ کے خلیفہ پیر نور الملک شاہ کو باگیر میں دیکر دہلی چلا گیا اور ملک شاہ پیر کی خدمت میں اجیر واپس آ گئے میران ناطح شاہ کے خلفاء میں اول نلیفہ ملک شاہ دوم شاہ غازی سوم عبد اللہ غازی چارم مولانا شاہ محمد تھے۔

شاہ محمد صاحب کو بعد میں سلطان علاء الدین خلجی فاتح منڈور و جالور نے مروا ڈالا تھا۔ (دیکھو افاضات حمید صفحہ ۷۷-۷۸)

کا طالب ہوا۔ اس موقع پر سلطان شہاب الدین کے ہمراہ فتوح کا راجہ جے چند بھی تھا۔ یہ بھی پیر ملک شاہ کا کنتشی بند چلیا ہو گیا۔ ناطح شاہ نے جے چند کو دھوکے کر ارشاد فرمایا کہ تم نے ہماری کنتشی نہیں بانڑھی بلکہ ہمارے کھلے میں کنتشی بانڑھی ہے۔ آئندہ ہماری اولاد (مرہٹوں) تمہاری اولاد کیساتھ جان دے گی؟ راجہ جے چند نے میرا ناطح شاہ کی خدمت میں جاگیر کی سند پیش کی مگر میرا صاحب اسے ناخظ و فرما کر دو گروا چادریں پیش کرنے کا حکم دیا۔ حسب الحکم راجہ نے دو چادریں میرا ناطح شاہ کی خدمت میں پیش کر کے عرض کیا کہ آج سے تیس راٹوروں کے گھر واپس ہوئے۔ بعد ازاں سلطان اور راجہ اجیرے رخصت ہو گئے۔

دنیاوی زرد مال کے پیش نظر ماننا پڑے گا کہ آپ نے یہ خدمت کسی دنیاوی لالچ سے نہیں بلکہ فی سبیل اللہ جزو جہاد اور خدمت اسلام سمجھ کر انجام دی۔

۱۹۹۴ء مطابقت
زواج اول

ایک شب آپ نے (عالم رویا میں) رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زیارت کی۔ ارشاد فرمایا: اے معین الدین! تو ہمارے دین کا معین ہے تجھے ہماری سنت (سنت زوج) ترک نہ کرنا چاہئے۔ اتفاقاً اسی شب ملک خطاب حاکم قلعہ پٹی جہاد میں ایک راجہ کی لڑکی کو گرفتار کر کے لائے تھے انھوں نے وہ لڑکی آپ کی مذکر کی۔ آپ نے ان مہترمہ کا نام امۃ الشہد رکھا اور بطور ملک الیمین اپنے تقرن میں لائے۔

زمانہ زوج کی تحقیق | حسب احسن السیر ۱۵۹-۱۶۰ و فیروز خانہ خضر الدین غریب نواز کے خلف اکبر ہیں اور حسب سیر الاقطاب صفحہ ۱۳۵-۱۳۶ و احسن السیر صفحہ ۱۵۹ اسید محمد گیسو درواز (حسن

نصیر الدین چراغ دہلوی کے خلیفہ ہیں) کا مہ ایک جماعت اسپر اتفاق ہے کہ غریب نواز کے ہر سہ صاحبزادگان بی بی عصمت کے بطن سے ہیں اور بی بی حافظہ جلال بی بی امۃ الشہد کے بطن سے ہیں۔ مگر مولانا شمس الدین طاہر مہ ایک جماعت کے ناقل ہیں کہ مرثیہ شیخ ابوسید بی بی عصمت الشہد کے بطن سے ہیں اور خواجہ فخر الدین وحام الدین و بی بی حافظہ جلال امۃ الشہد کے بطن سے ہیں۔ ہیں ہی (اسی سے اتفاق ہے بعض نے حضرت خواجہ فخر الدین کا وصال غریب نواز کے وصال کے بیس سال بعد ہونا لکھا ہے۔ صاحب احسن السیر نے ہجری ۶۳۳ سال ۱۵۳۵ء میں خواجہ فخر الدین کا وصال پانا لکھا ہے۔ صاحب تذکرۃ الادیان سے ہند نے صفحہ ۱۹ پر آپ کی عمر ۶۰ سال لکھی ہے۔ صاحب مسالک السالکین نے جلد دوم کے صفحہ ۲۹ و گزوار ابراہان نے صفحہ ۳ پر ۱۵۳۵ء میں آپ کا وصال پانا لکھا ہے مگر کوئی عمر نہیں لکھی۔ مگر مرآۃ الانساب کے صفحہ ۱۶ پر آپ کا ہجر

لہ سیر الاقطاب (صفحہ ۱۳۵) میں پٹل لکھا ہے۔ خزینۃ الایمان (صفحہ ۲۶) میں قلعہ پٹی لکھا ہے۔ بعض نے پٹلی کو ٹیلی یا تیلی تصور کر کے ۳۰ ہجری لکھا ہے۔ عہد بطور مال غنیمت اپنے تقرن میں لائے۔ عہد دیکھو سیر الاقطاب صفحہ ۱۴ و اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۲ و فیروز۔

۲۔ حضرت مولانا شمس الدین طاہر کی عمر ایک سو پچاس سال کی ہوئی یہ حضرت بایزید کے خلیفہ ہیں اور حضرت بایزید غریب نواز کی اولاد میں سے ہیں۔ دیکھو سیر المارینین صفحہ ۱۵

۷۰ سال سنہ میں دھال پانا مرقوم ہے۔ ہمیں بھی اسی سے اتفاق ہے پس اس سنہ وفات اور عمر کے پیش نظر خواجہ فخر الدینؒ کا سنہ ولادت سنہ ۵۹۱ھ برآمد ہوتا ہے۔
 چونکہ حسب تفصیل گزشتہ بی بی امہ اٹ (جو راجہ کی لڑکی تھیں) اسلامی فتوحات کے وقت پر گرفتار ہو کر آئی تھیں اور حسب تفصیل گزشتہ اسلامی فتوحات کا سلسلہ سنہ ۵۸۹ھ سے شروع ہوتا ہے اس لئے ان کے ساتھ رشتہ زوج سنہ ۵۸۹ھ اور سنہ ۵۹۱ھ (سال ولادت خواجہ فخر الدینؒ) کے درمیان ہو اگر ہمارے نزدیک سنہ ۵۹۰ھ قابل ترجیح ہے۔

چونکہ بقول سیر العارفین (ص ۱۱) بی بی عصمتؒ کیساتھ غریب نوازؒ نے وصال سے سات سال قبل (سنہ ۵۸۹ھ) نکاح کیا اس لئے بی بی امہ اللہ کے ساتھ رشتہ ہونیکا ہی زمانہ (درمیان سنہ ۵۸۹ھ یا سنہ ۵۹۰ھ) ہے اور خواجہ فخر الدینؒ جو غریب نوازؒ کے غلط اکبر ہیں انہیں کے بطن سے ہیں بس ان ائمہ کے خلاف جو روایات ہیں ہیں ان سے اتفاق نہیں ہے۔

سنہ ۶۰۲ھ

سنہ ۵۹۸ھ

سنہ ۶۰۵ھ

سنہ ۶۰۰ھ

ہندستان کے سفر بغداد واپسی جمیر براہ منہ غزنین۔ لاہور۔ دہلی (دود بند یا چہارم دود جمیر برہمن)

آپ اپنے پیسہ بھائی قاضی قدوة الدین عرف قاضی قدوة کو اودھ میں سکونت پذیر ہونے کا مشورہ دینے کے بعد مسانت بغداد واپسی کے پیش نظر نابا ۵۹۸ھ میں جمیر سے بغداد تشریف لے گئے۔ گمان غالب ہے کہ یہ سفر آپ کا پیر و مرشد کی زیارت کرنے کے لئے تھا۔
 بغداد سے روانہ ہو کر آپ وارد بلخ ہوئے یہاں آپ احمد خضریٰ کی خانقاہ میں مقیم رہے۔ اس وقت بلخ میں مولانا ضیاء الدینؒ نام ایک فاضل حکیم تھے۔ علوم و فلسفہ میں پوری ہمارت رکھتے تھے۔

۱۔ جب قاضی قدوةؒ میں داخل ہندوستان ہوئے تو غریب نوازؒ کے اہلے اودھ میں سکونت پذیر ہوئے۔ دیکھو رسالہ نقلی حالات قاضی قدوةؒ مؤلفہ جسرا علی صاحب قدوائی ماکن بڑا ٹھوں قلعہ بارہ بنگی
 ۲۔ عزت ابراہم کے مسئلہ پر ان کو تم ضیاء الدینؒ حامد لکھا ہے۔ دوسرے تذکروں میں صرف ضیاء الدینؒ ہے۔

ابوالموہد قدس سرہ است آنجا بود اور دریافت و اذنان
 باجملہ لاہور رسید۔ حضرت شیخ المشائخ شیخ پیر علی
 بجویری قدس سرہ کہ الفقہ عندی من لا قلب
 لہ ولا سائب لہ قول اوست ہم در اسی سال
 از دار فناء رحلت نموده بودند لیکن حضرت شیخ المشائخ
 حسین زنجانی کہ پیر حضرت سعد الدین حمید (بقول
 دیگر حمویہ) قدس سرہ است در قید حیات بود۔ میان
 حضرت زبدۃ المشائخ والادویہ معین الحق والدین
 قدس سرہ و شیخ المشائخ والادویہ شیخ حسین زنجانی
 قدس سرہ محبت و اتحاد فوق الحدائق شد۔ مگر ہم در اسی

وہاں موجود تھے۔ اُن سے ملاقات کی اور وہاں
 سے لاہور تشریف لائے اور حضرت شیخ المشائخ
 پیر علی بجویری جن کا مقولہ ہے "الفقر عندی
 من لا قلب لہ ولا سائب لہ" کا اسی
 سال (اس زمانہ میں) انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن
 حضرت شیخ حسین زنجانی (یہ وہ حسین زنجانی
 نہیں ہیں جو پیر علی بجویری کے پیر بھائی تھے،
 جو حضرت سعد الدین حمید کے پیر ہیں۔ حیات
 تھے اُن سے اور حضرت خواجہ سے) بہت
 دوستی اور محبت ہو گئی۔ مگر ان

میں بقول تذکرۃ الاولیاء بند آپ ابدیگر وارد فرمایا کہ بعد براہ کو بہتان افغانہ غرضین ہوتے ہوئے لاہور آئے۔ عطا۔ پیر علی بجویری
 المعروف داتا گنج بخش مہال ^{۱۰۸۵} ۱۰۸۵ھ میں ہوا خزانہ تشریف لاہور میں ہے۔ (دیکھو وارد ترجمہ المعروف فقہار مہال ^{۱۰۸۵} ۱۰۸۵ھ
 ص ۲۳۵۔ ترجمہ الصفا جلد دوم صفحہ ۲۳۵۔ ۲۳۵) غالباً مجائے زمان کے ہو اسی سال لکھا گیا ہے۔ (الف) سیر العارنین کے فاضل
 نسخہ میں صفحہ ۱۰۸۵ پر سعد الدین حمید لکھا ہے مگر ترجمہ سیر العارنین وغیرہ میں سعد الدین حمویہ لکھا ہے (ب) ص ۱۰۸۵ پر ہشتری آن
 پریشا (مؤلفہ ذکر راؤن صفحہ ۲۹) شیخ سعد الدین حمویہ کا وصال ^{۱۰۸۵} ۱۰۸۵ھ میں بمصر ۶۳ سال ہوا اس حساب سے ولادت ^{۱۰۲۲} ۱۰۲۲ھ
 میں ہوئی۔ (ج) صاحب انوار العارنین (صفحہ ۲۴) اور نفحات الانس (صفحہ ۲۴) نے شیخ نجم الدین کبریٰ کے حالات میں شیخ
 سعد الدین حمویہ کو شیخ نجم الدین کبریٰ کا مرید لکھا ہے مگر صاحب گوہر ابدار (صفحہ ۲۵) نے سعد الدین حمویہ کا شیخ نجم الدین کبریٰ سے
 مرید ہونا اور شیخ حسین زنجانی سے بغض کائنہ ہونا لکھا ہے نیز انہی حسین زنجانی سے حضرت خواجہ کی ملاقات ہونا لکھا ہے
 (د) خواجہ نجم الدین زنجانی کے پیر ارشاد شیخ سعد الدین حمویہ کو ہر دو ہزار گوارہ لاہور اسودہ اند (ارشاد اکرام و نفاذ ص ۱۰۸۵)
 (ک) شاہ حسین زنجانی ^{۱۰۸۵} ۱۰۸۵ھ (بقول دیگر ^{۱۰۸۵} ۱۰۸۵ھ) میں حضرت صدر دیوان صاحب (مدنی یقوب) کے ہمراہ دار لاہور آئے
 ان کی وفات ^{۱۰۸۵} ۱۰۸۵ھ میں ہوئی (دیکھو تحقیقات ج ۲ صفحہ ۲۶۳۔ ۲۶۴۔ ۲۶۵)

۵ شیخ حسین زنجانی فرماواں ۱۰۸۵ھ میں خواجہ حسین الدین در لاہور بیعت اور مسید و خواب گاہ اور انہماست (تلمیخ و زادہ
 ص ۱۰۸۵) در لاہور (تلمیخ و زادہ) فرماواں ۱۰۸۵ھ میں خواجہ احمد سوانہ عمری (دہلا) شیخ حسین زنجانی کو شیخ علی بجویری (دہلا)
 شیخ بنی ہاشم کے پیر بھائی تھے) کا وصال ^{۱۰۸۵} ۱۰۸۵ھ میں ہوا یعنی سعد الدین حمویہ کی ولادت سے ۱۰۶ سال قبل اور فریب فرائد کی
 ولادت (س ۱۰۸۵) سے ۱۰۶ سال پہلے ہو چکا تھا میں وہ شیخ سعد الدین حمویہ کا ان سید حسین سے مرید ہونا اور فریب فرائد
 کی ان سے ملاقات ہونا ممکن ہے۔

ایام سلطان مغزالدین محمد سام قطب ثلثہ دہلی را
فتح نموده بود و سلطان قطب الدین ایک خاصہ
غلام او بود و دار الخلافت دہلی گذشتہ در طرف
غزنین روانہ شدہ بود و در اثناے راہ بر محنت
حق پیوست. حضرت زبدۃ المشائخ معین الحق
والدین قدس سرہ و از شیخ حسین زنجانی رخصت
گرفتہ متوجہ بہمت دار الخلافت دہلی گشت چون
در آن بقعہ ہایوں رسیدند چند ماہ آرمیدہ و طاق
متبرکہ در آنجا بود کہ قبر شیخ رشید کی آں انجامست
ہنوز اندانہ رسید و عمر ابے بیاض گشت و دامن غلام
بریشاں زیات گشت اندلی بجانب خطہ انہیر متوجہ
گشت آں مقام فرجام اگرچہ رونق اسلام یافتہ بود

ان ہی دنوں میں مغزالدین سام دہلی فتح کر کے اور
اپنے خاص غلام قطب الدین ایک کو دار الخلافت دہلی
میں چھوڑ کر غزنین کی طرف روانہ ہوا کہ راستہ میں
انتقال ہو گیا۔ زبدۃ المشائخ معین الحق والدین
شیخ حسین زنجانی سے رخصت ہو کر دار الخلافت دہلی
کی طرف متوجہ ہوئے۔ جب اس مبارک مقام پر
پہنچے چند ماہ قیام فرمایا۔ حضرت خواجہ کا طاق
متبرکہ اس مقام پر تھا جہاں شیخ رشید کی ک
قبر ہے اور آج تک اس زمانہ کی لٹانیوں میں سے
انکی مسجد کی محراب ایک قائم ہے جب بی بی بیچم غلام
سام ہوا تو آپ دہلی سے اجیر کے خطہ کی طرف متوجہ
ہوئے اگرچہ اس زمانہ میں رونق اسلام اجیر میں شروع

۱۱۵۰ سلطان مغزالدین سام ۵۹۹ھ جب تفصیل گذشتہ ۵۹۹ھ میں دہلی و اجیر فتح کرنے کے بعد کئی مرتبہ
ہندوستان سے غزنین گیا اور اس زمانہ میں نوازدم شاہ و فیروزے بر سر پیکار رہا۔ بعد فتح دہلی غزنین سے آؤں
مرتہ ۱۱۵۰ھ میں ہندوستان آکر تادم کول تونہ اور تادمہ و فیروزے کے پھر دہلی غزنین چلا گیا بعد ۵۹۹ھ عین غزنین
سے ہندوستان آکر بیانہ فتح کر کے غزنین واپس چلا گیا وہ ۵۹۹ھ میں کوس و سرخس میں تھا اور ۶۰۱ھ
میں نوازدم (غیرا) فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا بعد ازاں اسامہ میں غزنین سے ملان آکر ایک پر قتیاب
ہوا اور اس کو قید کر لیا پھر واپس غزنین چلا گیا وہاں بعد قوم کبکان کو سزا دینے کے لئے پھر ہندوستان
آیا ان کی گشتگاری کر کے ۶۰۲ھ میں لاہور سے غزنین جاتے ہوئے شہید ہوا۔ (دیکھو فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۰۰)
تاریخ ترازب صفحہ ۱۲-۱۳

یہ اس سے ثابت ہے کہ غزین نواز کے اس دور کے وقت اجیر میں رونق اسلام شدہ رہا ہو گئی تھی یہی
اسلامی دور کا ابتدائی زمانہ تھا۔

ناما علیہ کفار گنوار مقدار یک فرسنگ پر جاوے
حضرت سلطان قطب الدین ایک طالب تیرا خدمت
سید اسادات حسین مشہدی را در ان مقام فرجام
بعد روانگی گذاشته بود کہ در متلی آسودہ اند شہید
شدند۔ سید مذکور دولت اقدام و نعمت محبت متدام
ایشان را غنیمت شمر و بیشتر کفار را در اداں دیار
برکت آثار ان ذبۃ الاسرار بشرف ایام مشرف شد

ہو گئی تھی لیکن غلبہ کفار گنوار کا ہر جگہ ایک ایک
فرسنگ پر تھا۔ حضرت قطب الدین ایک نے
سید اسادات میر سید حسین مشہدی کو وہاں کا
داروغہ کروا تھا۔ ان کا مزار منبلی (تارا گڑھ)
میں ہے۔ یہ شہید ہوئے ہیں سید موصوف نے
آپ غریب نواز کی صحبت کو غنیمت تصور کیا اس دیار
کے بہت مشہور کفار ان زبۃ الاسرار کی برکت مشرف اسلام ہوئے

اس درود (درود ہند بار چارم و درود اجیر بار سوم) کے متعلق تحقیق
اسی روایت زمانہ درود سے متعلق

تین چیزیں ہیں اول یہ کہ زمانہ درود شہاب الدین غوری دہلی فتح کر چکا تھا دوم بوقت درود اجیر سید حسین
مشہدی اجیر کے دروغہ تھے سوم زمانہ درود شہاب الدین غوری ہندوستان سے غزین جاتے ہوئے
راستہ میں شہید ہوا۔ چونکہ حسب فرشتہ (جلد اول صفحہ ۶۰۰) شہاب الدین غوری نے ۸۸۵ھ
(بقول دیگر ۸۸۶ھ) میں قنیاہ ہو کر دہلی تسمیہ کی۔ اسلئے یہ درود ہند درود ۸۸۶ھ اور ۸۸۷ھ جکی
تفصیلات پہچے آچکی ہیں) کے بعد کا درود ہے اور چونکہ حسب فرشتہ (جلد اول صفحہ ۵) و کتاب اجیر
(از ہر بلاس ساردا صفحہ ۱۲) وغیرہ ۸۸۶ھ (بقول دیگر ۸۸۷ھ) میں شہاب الدین اجیر فتح کر کے
پرنتوی راج کے بیٹے گوند راج کو اپنا باجگذار اجیر کا راج بنا کر خود غزین چلا گیا گو ہند راج سے اس کے
چچا ہری راج نے حملہ کر کے اجیر لے لیا۔ مگر قطب الدین ایک نے اس سے اجیر واپس لے لیا
اور گوند راج کو پھر اجیر دے دیا لیکن اس مرتبہ ۸۹۱ھ میں ایک مسلمان گورنر (داروغہ یا قلعدار)
اسکی نگرانی کے لئے مقرر کیا گیا۔ اس لئے غریب نواز کا یہ درود ۸۹۱ھ کے بعد کا ہے جبکہ غریب نواز
حسب تفصیل گذشتہ ۸۸۶ھ میں بار سوم واد ہند ہو چکے تھے اور ۸۹۱ھ میں مسلمان حاکم (غالباً
سید حسین) کا تقرر ہو چکا تھا۔ لیکن چونکہ صاحب سیر العارفین نے اپنی روایت میں بسال و ذات شہاب الدین
غوری (۸۸۶ھ) غریب نواز کا لاہور سے دہلی آنا بعد ازاں اجیر آنا لکھا ہے اس لئے یقیناً اس درود
ہند کا یہی سبب ہے۔

اس سند و رو کی تائید صاحب مزار ابراہ (صفحہ ۲۹) کے ذیل بیان سے بھی ہوتی ہے :-
 کہتے ہیں کہ جس سال مغل الدین رام نے دہلی فتح کر کے قطب الدین ایک کے سپرد کی اور ہنگام عالی
 غزنین راستہ میں دنیا سے رخصت ہوا۔ اس سال خواجہ مرغیب نواز کے قدم مبارک سے فلک دہلی نے
 شرف حاصل کیا۔ کیونکہ یہاں لوگوں کی آمد و رفت زیادہ ہوئی اور یہ ہجوم آپ کو پسند نہ آیا لہذا آپ نے
 امیر کی طرف غم فرمایا۔ حاکم وقت نے سید حسین شہدی کو امیر کا فوجدار مقرر کر کے حضرت خواجہ کے
 ہمراہ (بقول سیر العارفین یہ مرغیب نواز کے امیر ہونے پر وہاں موجود تھے) روانہ کیا فوجدار کمال
 دلاوری اور شجاعت کام میں لایا جس کے سبب سے بعض اہل زمین مسلمان اور بعض ملاح اسلام ہوئے
 بالآخر فوجدار نے شربت شہادت پیا اور وہیں ایک پہاڑ پر ہمیشہ کے واسطے جاسویا۔

سید حسین شہدی کو دفن کرنے کے متعلق تحقیق

پرانی کتابوں میں صرف سید حسین شہدی کا شہید ہونا لکھا ہے۔ نہ ان میں کہیں شب خون کا ذکر ہے نہ حضرت
 خواجہ کا سید حسین اور شہداء کے نام لکھ کر کو دفن کرنے کا ذکر ہے۔ چنانچہ صاحب سیر العارفین لکھتے ہیں :-
 صفحہ ۱۲ حضرت سلطان قطب الدین نے سید السادات حسین شہدی کو اس مقام (امیر) فرما کر داد و فدا
 کر دیا تھا۔ ان کا مزار تہلی (تارا گڑھ) پر ہے اور یہ شہید ہوئے ہیں۔

ملاحظہ فرمائیے کہ کتاب تاریخ امیر ابراہیم کش قطب الدین ایک کی طرف سے صفحہ ۱۵ میں سید حسین امیر کے فوجدار ہوئے اور
 راجپوتوں کے ہاتھ سے شب خون میں شہید ہوئے (رب) سید حسین از سادات شہد مقدس بود، بیت شہادت ہمراہ سلطان مغل الدین رام در ہند
 تشریف آورد، و از پنجہ سلطان قطب الدین ایک حکومت امیر مقرر شد، و فیل کامل از پنجہ خواجہ حسین الدین پشی امیر کی حاصل
 نمود، و از دست کفار امیر در تہلی (تارا گڑھ) شربت شہادت چشید۔ (مکتبہ سروری صفحہ ۱۲)
 (ج) فرشتہ (جلد دوم صفحہ ۵۴) کا بیان ہے :- سید السادات حسین (غالبا سہروردت کی وجہ سے بجائے حسین کے حمی لکھا گیا)
 شہدی امیر ہوئے۔ نگ سوار جرمونی مذہب تھے اور علیہ تقوی و انصاف سے آراستہ تھے (اولیاء اللہ کی ملک میں انتظام رکھتے تھے اور
 سلطان قطب الدین ایک نے ان کو اس شہر (امیر) کا داد و فدا کیا تھا و دوسری جگہ لکھتے ہیں :- سید وجہ الدین شہدی المعروف
 بہ خلج سوار جو سید حسین شہدی در فدا امیر کے علم تھے۔

۳۲ (الف) بقول صاحب مزار ابراہ (صفحہ ۲۹) و فتاح التواریخ (صفحہ ۵۵) سید حسین کا مزار جمیر میں پہاڑ (تارا گڑھ) پر ہے
 اور اکبر نامہ (جلد ثانی صفحہ ۳۱) میں مرقوم ہے :- روز دیگر بتائے تلو امیر (تارا گڑھ) کہ بر کوہ داند است (بقیہ النسخ مغلطہ ہو)

پھر معدا پر لکھتے ہیں: سید وجیہ الدین محمد شہیدی جو سید حسین شہیدی کے عم تھے کہ ان (سید حسین) کا مزار
تہلی (نارنگوہ) پر ہے اور شہید ہوئے ہیں اس خط (اجیر) کے درود تھے۔
گزرا زمانہ حال کے تذکروں (احسن السیر و انفاضات حید وغیرہ) میں سید حسین خٹک سوار کا ۵۹۲ھ
بقول دیگر ۵۹۷ھ یا ۵۹۸ھ میں بموقع شب خون شہید ہوا اور غریب نواز کا ان کو دفن کرنا کھلمے چنانچہ
صاحب احسن السیر صعدہ ۱۲۲-۱۲۳ پر بلا ماخذ لکھتے ہیں:-

آخر آیام سلطنت قطب الدین ایبک میں ہندو اس دیار (اجیر) کے عداوت تہلی سید حسین خٹک سوار
سے بسبب ترقی روز افزوں اسلام کے رکھنے لگے۔ جب خبر فوت حضرت قطب الدین ایبک کی شہر میں پہنچی اس وقت

(بقیہ فوٹ صفحہ ۱۱۲ سابقہ) متوجہ شدند۔ دران حال مقام زیارت سید حسین خٹک سوار کو در زبان عوام از اولاد و امام زین العابدین
است پرداختہ بزرگ جتند و تحقیق آنست کہ سید از زمان شہاب الدین غوریست و ہنگام کہ فتح ہندوستان کردہ مراجعت نمودہ اور ابشقدہ اوی
اجیر گزشتہ و ادانجا نقدیات سپرد و ہر دو ہجوم عوام بآیات مشہور گشت و تریش مطاف مالیان شد۔
(ب) اہل نارنگوہ اس مزار (جو مرغ خالی ہے) کو میرا حسین امیر کا مزار بتاتے ہیں۔ بعض مال کے تذکروں میں بوالہ سال
مجاہد الکفار و حمایت اسلام یا تاریخ ہل سیر (جن میں سے کوئی ایک بھی ہندوستان کے کسی بڑے کتب خانہ میں دستیاب نہیں ہے)۔
محمود غزنوی کا طرف سے یا اسکے زمانہ میں میرا سید حسین امیر کا ۵۹۷ھ یا ۵۹۸ھ میں لشکر کشی کر کے نارنگوہ پر شہید ہونا کھلمے
مگر کسی پرانی کتاب سے اسکی تصدیق نہیں ہوئی۔ اس زمانہ (۵۹۷ھ یا ۵۹۸ھ) کے جو واقعات غزناہ مسعود میں بحوالہ
تاریخ محمودی و فیرو گتھے ہیں ان میں اگرچہ ۵۹۷ھ میں مظفر خاں کا قتلہ اجیر میں پناہ گزین ہونے کے بعد شہر را بیکر محمود غزنوی کو
کھلمے طلب کرنا اور تاریخ ۹ رزی الحبر ۵۹۷ھ میں حکم محمود غزنوی سید سالار ساہو کو جو سید سالار مسعود نازی (بھلا مزار پر تاریخ
میں ہے) کے والد ہیں) کا منجاب محمود غزنوی لشکر جاری کیا اجیر پہنچا اور قریب ہونا کھلمے اور ۵۹۷ھ میں سالار مسعود نازی
کی والدہ کا مالہ ہو کر ۵۹۷ھ میں ہنگام (اجیر سالار مسعود نازی کی ولادت اور دیگر واقعات کا پھر پیر ہونا بہت تفصیل (جو آگے آئیگی)
سے کھلمے گمان میں کہیں میرا حسین امیر کا نام نہیں ہے۔ محمود غزنوی نے جو طے ۵۹۷ھ میں فیروہ میں ہندوستان پر لگے ہیں ان میں
سے بھی کسی میں فرشتہ اور رفتہ العفا وغیرہ نے کہیں سید حسین کے کسی حاکم کوئی ذکر نہیں کیا ہے (ج) غزناہ نارنگوہ پر ہے اور
اسکے متعلق اکبر اور مرہٹوں کے زمانہ کی تیسری ہوئی متعدد عبارات ایک مسیحی عالمین واقع ہیں۔ بقول ملیں (دکھتری ۱۵۷ھ) سید حسین شہید
نہیں ہوئے بلکہ انکی وفات ہوئی مگر جب اقتباس (الانوار صفحہ ۱۲۷) میں العلوم صعدہ ۱۲۲ و فیروہ سید حسین کی شہادت آئی۔

رائے پتورا کے علاقہ وادان نے ایک جماعت کثیر کو اپنے ساتھ لیکر ارادہ شخون کا کیا۔ آپ (سید حسین) جماعت قلیل
 کیساتھ اس رات قلعہ پر تشریف رکھتے تھے اور لشکر کے آدمی اکثر ہر گھنٹہ میں واسطے تحصیل زرشاہی کے
 متفرق تھے۔ الفتن وقت شب تاریک سترہویں رجب کو کہ سنہ ہجری پانچواں اٹھانوے تھے کند کی راہ
 ہزار ہا گمراہ قلعہ میں اترے اور شخون کیا حضرت امیر سید حسین کہ اس کمرے محض بے خبر تھے مد جماعت
 مسلمین شہید ہوئے۔ مگر کفار بھی آپ کے اہل مردان موجودہ کے ہاتھ سے اس قدر مارے گئے تھے کہ
 خون کا نالہ قلعہ تارالکٹھ پر بنے لگا تھا تاریخ شہادت حضرت مددوح کی ہاتھاب ملک ہند ہے حضرت
 خواجہ بزرگ کو اس واقعہ کی پہلے ہی خبر تھی وقت صبح مع اپنے مریدوں اور فادموں کے قلعہ پر تشریف
 لیا مگر سید حسین اہل ان کے ہمراہیوں کو جو شہید ہوئے تھے دفن کیا؟

شب خون کے سنہ وغیرہ کے متعلق تحقیق | صاحب احسن السیر (ص ۱۲۷) وغیرہ نے ۵۹۸ھ میں شب

وغیرہ نے سال شب خون ۵۹۲ھ لکھا ہے۔ بقول صاحب احسن السیر شب خون کے موقعہ پر سلطان
 قطب الدین ایبک کی خبر وفات مشہور ہوئی۔ بقول فرشتہ (جلد اول ص ۶۳) سلطان موصوت کا انتقال
 لاہور میں چوگان بازی کرتے ہوئے گھوڑے سے گر کر ۶۰۷ھ میں ہوا ہے۔ اسلئے ۵۹۲ھ یا ۵۹۸ھ
 میں قطب الدین کی خبر وفات کا مشہور ہونا مطابقت نہیں ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ یہ متفقہ ہے کہ سید حسین
 مشہدی شہید ہوئے اور حسب تذکرۃ العابدین (ص ۱۹۹) وغیرہ الامصفا (جلد اول ص ۲۵) سید حسین
 سنہ ۶۰۷ھ میں شہید ہوئے ہیں بایں وجہ بھی شب خون کا ۵۹۲ھ یا ۵۹۸ھ میں واقع ہونا صحیح نہیں۔
 نیز ہمارے نزدیک چونکہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ میں سفر غوراساں (جسکی تشریح آگے ہے) پر گئے ہوئے
 تھے اس لئے یہ بھی صحیح نہیں کہ غریب نواز نے سید حسین اور شہداء تارالکٹھ کو دفن کیا۔ البتہ
 یہ قرین قیاس ہے کہ رحمۃ اللہ علیہ میں راجپوتوں نے حضرت سید حسین کو رات کے وقت شہید
 کیا مگر اس واقعہ کے ساتھ ۵۹۲ھ یا ۵۹۸ھ لکھنا اور یہ بیان کرنا کہ غریب نواز نے سید حسین اور
 شہداء تارالکٹھ کو دفن کیا، الحاقی ہے۔

آخر ۶۱۰ یا شروع ۶۱۰

سفر خراسان سے واپسی اجمیر یعنی ورود ہند یا زنجم (ورود اجمیر بار چہارم)

صاحب سیر العارنین (صفحہ ۱۹) فرشتہ (جلد دوم صفحہ ۵۶، ۵۷، ۵۸) سیر القباب (صفحہ ۱۲) خزینۃ الاصفیاء (جلد اول صفحہ ۲۷) مکرر ابراہار (صفحہ ۴۰) جواہر فریدی (صفحہ ۱۴) مسالک الاساکین (جلد دوم صفحہ ۲۹) اور دوسرے تذکروں میں یہ روایت ہے: "جب حضرت جلال الدین تبریزی بار دوم خراسان سے بغداد آئے تو ان کے اور خواجہ قطب صاحب کے درمیان نہایت اتحاد اور محبت ہو گئی تھی۔ اس اثنا میں حضرت قطب الدین بختیار کاکی لکھو معلوم ہوا کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی خراسان سے ہندوستان تشریف لے گئے ہیں اور دہلی میں رونق افروز ہیں۔ قطب صاحب اپنے پیرو مشد کے اشتیاق ملاقات میں نہایت بیقرار ہو گئے اور وہاں (بغداد) سے دہلی کی طرف روانہ ہوئے۔ شیخ جلال الدین تبریزی بوجہ فرما محبت قطب صاحب کے ہمراہ روانہ ہوئے۔ دونوں حضرات لمان پہونچ کر حضرت ذکریا لمانی کی محبت میں چند روز رہے انہی دنوں کفار مغلوں (بقول فرشتہ ترکان خطا و فتن) کا لشکر لمان میں پہونچا اور قلعہ لمان کا محاصرہ کر لیا سلطان ناصر الدین قباچ بیگ حاکم لمان نے قطب صاحب سے بہت واستعانت (باطنی) چاہی۔ قطب صاحب نے سلطان موصوف کو ایک تیر خنایت کر کے فرمایا: اسکو شام کے وقت کمان کے چلہ میں جوڑ کر غنیم کی طرف پھینک دینا؟ سلطان موصوف نے ایسا ہی کیا۔ اسی شب مغلوں کا لشکر فرار ہو گیا۔"

۲۱۰ حسب تفصیل گذشتہ قطب صاحب بار اول ۵۸۵ھ میں غریب نواز کے ہمراہ وارد اجمیر ہوئے بعد بقول مسالک الاساکین (جلد دوم صفحہ ۲۹-۲۹۸) سلطان شاہاب الدین کے ہمراہ آویز قطب الدین ایک کے بعد لاول میں اپنی والدہ کے پاس آؤش (کائنات موش بغداد) تشریف لے گئے وہاں سے وارد بغداد ہوئے (اور جب کفار مغلوں کے لشکر نے زمانہ قباچ بیگ (۵۸۵ھ) لمان کا محاصرہ کیا اس وقت بغداد سے پیرو مشد کے اشتیاق ملاقات میں پیرو مشد روانہ ہوئے۔ غریب نواز کے اس ورود ہند کے موقع پر قطب صاحب کے ہمراہ ہونے سے ثابت ہے کہ یہ (ورود زنجم) اس ورود کا موقع نہیں ہے جہیں حب دلیل العارنین (صفحہ ۵۵) حسب تفصیل گذشتہ قطب صاحب غریب نواز کے ہمراہ تھے۔ بلکہ یہ کسی دوسرے وقت وارد ہند (ورود ہند بار پنجم) ہونے کا موقع ہے۔ ۳۲ دیکھو فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۵۔ ۵۶ (الف) دیکھو ملفوظات خواجگان چشت صفحہ ۱۷ مطبوعہ مسلم پریس دہلی و رامت علی ۲۵۰ و سیرالاولیا صفحہ ۵ (ب) صاحب سیرالاولیا نے بھی اس روایت کا ایک حصہ لکھا ہے۔ (ج) روایت سے ظاہر ہے کہ خواجہ قطب صاحب لمان کے محاصرہ کے وقت لمان میں تشریف فرما تھے اور غریب نواز اسی زمانہ میں کافر سے قبل دہلی میں تشریف فرما ہو چکے تھے۔

سفر خراسان کے واپسی کے سنہ کی تحقیق حسب روایت مندرجہ بالا جو کہ غریب نواز سفر خراسان سے اس زمانہ میں واپس ہندوستان تشریف لے گئے جب کفار مغلوں نے قلعہ لمان کا محاصرہ کر لیا تھا (محاصرہ سے چند ماہ قبل آپ وارد ہندستان ہو گئے تھے) چونکہ صاحب منتخب التواریخ (صفحہ ۱۷۷) کا اس محاصرہ کے متعلق حسب ذیل بیان ہے :-

”سنہ ۱۱۱۵ھ میں کفار مغلوں نے فوج کشی کی اور چالیس دن تک لمان کا محاصرہ کیا۔ سلطان ناصر الدین (قباچ بیگ) نے خزانہ کا دروازہ کھول کر اور آثار جلالت ظہور میں لا کر ان کی شرک و دفع کیا۔ آخر ایس سال حکومت کرنے کے بعد بدست سلطان شمس الدین (الفتش) گرفتار ہو گیا اور وفات پائی۔
لہذا ہی زمانہ آخر سنہ ۱۱۱۵ھ یا اوّل سنہ ۱۱۱۶ھ (سفر خراسان سے واپس ہو کر غریب نواز کے دہلی پہنچنے کا ہے۔ بعد ازاں آپ دہلی سے اجیر میں تشریف فرما ہوئے۔

سنہ مطابق ۱۱۱۴ھ

بعد سلطان شمس الدین الفتش اجیر سے بار اوّل سفر دہلی

قطب صاحب کی درخواست حاضری قطب صاحب نے بعد اسے براہ لمان دہلی پہنچ کر آپ کی خدمت میں داجیر

جواب میں لکھا ”دہلی کا کارولایت تمہاری سپرد ہے تم وہیں سکونت رکھو کچھ دن بعد ہم خود دہلی آئیں گے“

سنہ مطابق ۱۱۱۵ھ بعد سلطان شمس الدین الفتش آپ خواجہ قطب صاحب سے ملنے دو بار اجیر سے دہلی تشریف لے گئے۔ چنانچہ (جواب خط بھیجنے کے کچھ عرصہ بعد) آپ اجیر سے دہلی تشریف لائے۔ حضرت

قطب صاحب کی خانقاہ میں قیام فرمایا قطب صاحب نے چاکر ایک تشریف آوری کی سلطان کو خبر دیں مگر غریب نواز نے غفلت کا اثر دہام ہوئی کہ وجہ سے منع فرمایا۔ قطب صاحب خاموش ہو گئے۔ مگر باوجود اسکے سلطان شمس الدین اور خواص غوام دہلی کو آپ کی تشریف آوری کی خبر ہو گئی اور لوگ آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتے رہے۔

علی دیکھو فیض الادب ص ۱۲۱ خزینۃ الاسماء جلد اول صفحہ ۲۶۷ سال ۱۱۱۵ھ میں سلطان شمس الدین الفتش کو قطب الدین ایبک نے بطور مقام جنگ ہندوستان کے بعد (سنہ ۱۱۱۵ھ میں) خرید لیا تھا۔ قطب الدین کی وفات سنہ ۱۱۱۵ھ میں ہوئی دیکھو فیض جلد اول ص ۱۲۱ دیکھو تاریخ اربعین ص ۱۲۱ دیکھو تاریخ قطب ص ۱۳۳ سال ۱۱۱۵ھ میں سلطان شمس الدین (الفتش) نے دہلی کو خود دروازہ مقرر فرمایا (الغفل) بہشت ورت ۱۱۱۵ھ جو قاضی سحر الدین صاحب دکنی شہر مولوی کے کتابخانہ میں موجود ہے۔ دیکھو سال ۱۱۱۵ھ میں سلطان شمس الدین جلد دوم صفحہ ۲۶۷

رمضان المبارک ۱۲۱۵ھ

بابا فرید الدین گنج شکر کو آپ خلعت عطا فرمانا

دور آن قیام دہلی میں حضرت قطب صاحب اور دیگر حضرات نے اپنی اپنی لیاقت کے مطابق آپ سے نعمت حاصل کی جب موجودہ لوگ فیضیاب ہو چکے تو آپ نے قطب صاحب سے دریافت فرمایا: تمہارے مریدوں میں سے کیا کوئی نعمت پانے سے رو گیا ہے؟ قطب صاحب نے عرض کیا: مسودہ بابا فرید الدین گنج شکر رو گیا ہے وہ جگہ میں بیٹھا ہے: غریب نواز کھڑے ہو گئے اور فرمایا: آؤ اسے دیکھیں: دونوں بزرگ جبرہ کے دروازہ پر تشریف فرما ہوئے اور دروازہ کھولا۔ حضرت بابا فرید بوجہ ضعف و نقاہت تعظیم کے لئے کھڑے نہ ہو سکے ناچار چشم پر آب ہو کر زمین پر سر رکھ دیا غریب نواز نے یہ حال دیکھ کر فرمایا: اسے قطب ابکتک اس پیارہ کو مجاہدہ میں گھلاؤ گے۔ آؤ اسے کچھ عطا کریں؟ داتا باز و غریب نواز نے اور بایں باز و قطب صاحب نے پکڑ کر بابا صاحب کو اٹھایا اور غریب نواز نے آسمان کی طرف منہ کر کے جناب باری میں عرض کیا: خدا یا! ہمارے فرید کو قبول فرما اور اکل درویش کے مرتبہ پر پہنچا: آواز آئی: ہم نے فرید کو قبول کیا یہ وحید عصر ہوگا: یہ سن کر بابا صاحب کی حالت متغیر ہو گئی۔ بعد ازاں غریب نواز نے قطب صاحب سے فرمایا: اسم اعظم جو خواجگان چشت میں سینہ بسینہ چلا آتا ہے

یہ صاحب فرائد السالکین صفحہ اول ۲۲ رمضان و صاحب کمال السالکین جلد دوم صفحہ ۵۳، ۵۴ رمضان اور صاحب ذوار السالکین صفحہ ۳۸ پر فرمودہ رمضان ۱۲۱۵ (الف) صاحب کمال السالکین (جلد دوم صفحہ ۱۶۹) نے جو الفرائد و سیر السالکین لکھا ہے کہ جس زمانہ میں قباہ بیگ حاکم لٹان سے کفار مغلوں کی جنگ ہوئی اس زمانہ میں (اس واقعہ کے چند ماہ بعد) بابا فرید گنج شکر شرف بیعت (بیت خلافت) سے مشرف ہوئے۔ چونکہ صاحب روایت نقب التوارخ (صفحہ ۱۶) یہ جنگ ۸۱۵ھ میں ہوئی اور صاحب سیر السالکین (صفحہ ۱۶) بابا صاحب موجودگی غریب نواز دہلی میں شرف بیعت (بیت خلافت) سے مشرف ہوئے۔ اس لئے بہدشمس الدین التمش دہلی میں قطب صاحب سے ملنے کے لئے غریب نواز کی تشریف آوری کا بھی یہی سنہ ہے۔ چونکہ بہدشمس الدین التمش آپ نے بقول سیر السالکین (صفحہ ۱۶) بار اول دہلی سے تشریف لاکر وفات سے سات سال قبل (۸۱۵ھ میں) شادی کی اس لئے غریب نواز کا یہ دور دہلی (بعد سفر خراسان) بہدشمس الدین التمش بار اول تھا۔ (دب) مولوت افغانی (صفحہ ۱۶۴) و فرعون نے اس زمانہ میں بھقام لٹان بابا صاحب کا بیعت ارادت (بیت اول) سے بزمانہ طالب ملی مشرف ہونا لکھا ہے مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں ہمارے نزدیک حب تعقیل گزشتہ بابا فرید کا بیعت ارادت (بیت اول) سے مشرف ہونے کا زمانہ غلط ہے۔

اے تلقین کرو: بہرکت اسم اعظم بابا صاحب کو علم لدنی منکشف ہو گیا۔ بابا صاحب اور ذات مطلق کے درمیان سے حجابات اٹھ گئے۔ بعد ازاں غریب نواز نے بابا صاحب کو خلعت عطا فرمایا۔ اور قطب صاحب نے دتاروشال اور دیگر لوازمات خلافت عطا فرمائے۔ اس موقع پر غریب نواز نے فرمایا: "قطب بڑے شہباز کو دام میں لائے اس کا آئینہ صدر المنتہی ہو گا" اس محفل میں قاضی حمید الدین ناگوریؒ، مولانا علی کرانیؒ، علامہ الدین کرانیؒ، سید نور الدین غزنویؒ، مولانا مبارکؒ، شیخ نظام الدین ابوالمویدؒ، مولانا شمس الدین ترکؒ، خواجہ محمود موہنہ دوزؒ اور دیگر مشائخ موجود تھے اس موقع پر ایک شاعر نے فی البدیہہ اشعار مطابق حال پڑھے

بخشش کو نین از شمعین شد در باب تو | باد شاہی یافتن از بادشاہن جہاں
مملکت دنیا دیں گشتہ مسلم بر ترا | عالم کن گشتہ اقطاع تو لے شاہ جہاں

حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ کی دہلی میں تشریف آوری
اور غریب نوازؒ کا قدمبوس ہونا
قدس سرور العزیز کے ہندوستان تشریف لانے
کے متعلق دوسرے مورخین میں اختلاف ہے

صاحب اقتباس الانوار نے آنحضرت کے ہندوستان تشریف لانے سے انکار کیا ہے۔ بعض نے اس باب میں کچھ نہیں لکھا۔ مگر صولت افغانی میں صفحہ ۴۴ پر لکھا ہے: حضرت خواجہ عثمان صاحبؒ طرف شہر دہلی تشریف لے گئے اس وقت میں سلطان شمس الدین بادشاہ دہلی کا قاضی تشریف آوری خواجہ صاحبؒ (خواجہ عثمان) منکر پیشوائی کو باہر آئے اور باخلاص و اعتقاد تمام ملازمت کر کے ساتھ اعزاز و اکرام تمام کے شہر میں لائے۔

نیز فرشتہ نے جلد دوم کے صفحہ ۵۴۵-۵۴۶ پر بحوالہ تاریخ حاجی (حاجی محمد) قندھاری لکھا ہے: خواجہ معین الدین محمد چشتیؒ کے پیر یعنی خواجہ عثمان ہارونیؒ قدس سرور شمس الدین التمش کے عہد میں دہلی تشریف لائے جو آنحضرت (خواجہ عثمان) کا مرید تھا آپ کی تعظیم و تکریم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور اس زمانہ میں خواجہ معین الدین چشتیؒ اجیر میں متوطن تھے۔ اس صورت میں معلوم نہ ہوا کہ ہندوستان میں پھر ان سے ملاقات ہوئی یا نہیں؟ اس بیان سے ثابت ہے کہ حاجی قندھاری حضرت

علا بہن نے اس طرح لکھا ہے: بخشش کو نین از شمعین برگزیدہ - بادشاہی یافتن از بادشاہن جہاں؟
ملک ویکو سیرا قطب ص ۱۱۰ - سیرا عارضین ص ۱۱۱ ساکب اسالکین جلد دوم صفحہ ۳۲ - سیرا ویا ص ۱۱۱

خواجہ عثمانؒ کے ہندوستان آنے سے تو متفق ہیں مگر خواجہ غریب نوازؒ سے ملاقات ہونے کے متعلق لاطمی ظاہر کرتے ہیں۔ مگر ہندوستان میں حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونیؒ قدس سرہ الفریز سے غریب نوازؒ سے ملاقات ہوئے نہ ہونکی طویل بحث قلمی نسخہ گنج اسرار (مرتبہ غریب نوازؒ) کے بیان سے ختم ہو جاتی ہے اور ہندوستان کی طرح یہ امر ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونیؒ بکمال شفقت و محبت غزوہ ذی الحجہ (۱۱۸۰ھ) میں

جلد (الف) اس سنہ میں حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونیؒ قدس سرہ کے تشریف فرما ہونے کے وجوہات حسب ذیل ہیں :-
 چونکہ حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونیؒ قدس سرہ کا درود دہلی میں حسب گنج اسرار بہد سلطان شمس الدین القتش ہوا اور آنحضرتؐ کا وصال حسب ماکہ اساکین جلد دوم صفحہ ۲۶۷ میں ہوا اس لئے اس درود کا زمانہ ششہ حرقت نشین سلطان موموت (۱۱۸۰ھ) اور سالہ (سنہ وصال حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونیؒ قدس سرہ) کے درمیان ہے۔
 لیکن چونکہ حسب گنج اسرار حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونیؒ قدس سرہ نے ذی الحجہ میں ہندوستان اگر تین سال تک ہر دو کی غریب نوازؒ مسلسل دہلی میں قیام فرمایا اور حسب تفصیل گزشتہ غریب نوازؒ (۱۱۸۰ھ) میں سفر خراسان سے ہندوستان تشریف لائے۔ پس اگر سنہ واپسی سے کم از کم ایک سال قبل بھی غریب نوازؒ کا سفر خراسان پر جانا مان لیا جائے تو سالہ میں آپ خراسان میں تھے اس لئے آؤ سالہ اور سالہ کے درمیان یہ درود نہیں ہو سکتا۔ پس ایسے وجوہات نیزہ چونکہ حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونیؒ قدس سرہ کا ہندوستان سے واپس کی طویل مسافت طے کرنے کے بعد بقول ماکہ اساکین جلد دوم صفحہ ۲۶۷ شوال سالہ میں وصال ہوا اس لئے یہ درود سالہ یا سالہ میں ہونا ممکن ہے۔ لیکن ہمارے نزدیک سالہ قابل ترجیح ہے۔
 (ب) اس باب میں یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ حسب ماکہ اساکین جلد دوم صفحہ ۲۶۷-۲۶۸ وغیرہ غریب نوازؒ بہد سلطان شمس الدین دو مرتبہ قلب صاحب سے ملنے دہلی تشریف لے گئے اور قلب صاحبؒ آؤ زمانہ شہاب الدین غوریؒ یا شہرہ زمانہ قلب الدین ابیک میں دہلی سے اپنی والدہ سے ملنے اوش تشریف لے گئے تھے اور حسب تفصیل گزشتہ سالہ میں ہندوستان سے دہلی تشریف لائے لہذا اس درمیان میں نہ قلب صاحبؒ دہلی میں تھے نہ غریب نوازؒ ان سے ملنے دہلی تشریف لے گئے۔ اس لئے اس زمانہ (سالہ تا سالہ) میں حضرت خواجہ عثمانؒ ہارونیؒ قدس سرہ کا دہلی تشریف لانا اور دہلی میں غریب نوازؒ سے ملا فیہر ممکن ہے۔

بمقام دہلی قدم رنجہ فرما کر تین سال قیام فرمایا اور غریب نواز اپنے مرشد سے قدبوس ہوئے۔ اس باب میں گنج اسرار کا بیان حسب ذیل ہے۔ اور بعض جگہ جو عبارت حذف کی گئی ہے اس کو فٹ نوٹ میں لکھ دیا گیا ہے:

عبارت فارسی گنج اسرار درق ص ۳۴

۱۔ چرا کہ مصنف ایں طغونا معین الدین حسن بنجری میگوید کہ در مدت بست و دو سال در مسافر خدمت حضرت ملازمت برائے تلمیقین ارشاد و دریافتن معرفت جذبہ اصلاح باطن صحبت تربیت مرشد کامل رکاب خدمت خواجہ عثمان اردنی رحمۃ اللہ علیہ بودم چوں بعد از مدت مدید خواجہ عثمان اردنی در شہر دہلی رسید مقام خلوت گاہ و در غزوة ماہ ذی الحجہ متکلف گشت۔ ایں مصنف برائے غزلت خلوت سکونت مقام التماس نمود۔ خواجہ فرمود معین الدین مدت چند روز دیگر در صحبت ماباش تا از تربیت تلمیقین استقامت عالم سیر و طیر کمالیت رسانم بعد ازاں در مقام جبر سکونت فرمای

ترجمہ اردو

ان لغو لغات کے مصنف (خواجہ) معین الدین حسن بنجری کہتے ہیں کہ میں بجات مسافرت با ایں سال تک سلسلہ حصول معرفت و اصلاح باطن اپنے پیر مرشد خواجہ عثمان اردنی رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ و دران مسافرت حاضر خدمت رہا۔ مدت مدید کے بعد خواجہ عثمان اردنی شہر دہلی میں تشریف فرما ہوئے۔ اور بتاریخ غزوة ماہ ذی الحجہ ایک تہائی کی جگہ آنحضرت نے اعتکاف فرمایا ایں مصنف نے اپنے واسطے مقام خلوت سکونت کیلئے عرض کیا آنحضرت نے فرمایا معین الدین چند روز اور ہماری صحبت میں رہو تا کہ تربیت و تلمیقین کی استقامت سے عالم سیر و طیر تک پہنچا دوں۔ بعد ازاں اجیر میں سکونت پذیر فرمایا

۲۔ صاحب قیاس لاوار ص ۳۴ پر لکھتے ہیں:۔ از عبارت گنج اسرار پان معلوم می شود کہ خواجہ عثمان اردنی دس سرہ از بنایت ہر بان اشتیاق و محبت دیدن حضرت خواجہ بزرگ خواجہ معین الدین حسن بنجری کا دہلی تشریف آورد دست و چند روز ہر دو بزرگ باہم در دہلی بودہ ولیکن ایں روایت بنایت ضعیف است چرا کہ کتاب گنج اسرار بیخبر جاوردان جمع کردہ اندر ان اقدامت نیست شیخ فخر الدین از ان مقلد انکار نموده است؟ خیر الجالس اور سیر الاندین میں کسی پوری تصدیق کو اسکے نام کیساتھ جاوردوں کی تصدیق نہیں لکھا گیا بلکہ بعض ایسی باتوں کو کتاب جاوردان و فیروانہ ہونا لکھا ہے جو ابھان چشت کے علم و ارشاد کے مطابق نہیں ہیں۔ حسب تفصیل گذشتہ خیر الجالس خود الحاقی بیانات سے ظہور نہیں ہے اس کے متعلق پوری بحث پیچھے آچکی ہے۔ پس ہمارے نزدیک حضرت خواجہ عثمان اردنی کے درود دہلی کی روایت الحاقی نہیں ہے۔ اس درود کی تصدیق بوالہ تاریخ غازی قداری فرشتہ کے بیان سے بھی ہوتی ہے۔ لہذا اقتباس الاوار کا مندرجہ بالا بیان قابل تسلیم نہیں۔ علامہ حسب فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۵ غریب نواز اردن میں بیت اول کے بعد ڈائی سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ اس ڈائی سال کے عوم میں غالباً دو سال تک بجات مسافرت ہمراہ مرشد کے رہے بعد ازاں حسب انہیں اور اوارح مصلحہ بیٹا سال تک پھر ہر باب مرشد رہے ان دونوں مدتوں کا مجموعہ بائیس سال ہوتا ہے۔ علامہ گنج اسرار کے اس بیان سے ثابت ہے کہ غریب نواز مجدد سلطان محمد سوم (الدین) کے شریعہ (دستہ ۳) ہونے کے بعد تک ہی اجیر میں متعلق عہد سے سکونت پذیر نہیں ہوئے تھے البتہ بغیر تلمیقین اجیر میں ہی کی مدت تھی

ہم دینِ حکایت دو ماہ ذی الحجہ سلطان شمس الدین
طالب صادق برائے ملاقات خواجہ عثمان ہارونی آمد
بعد ملاقات مشکم شد۔ سو گند سوال کر دو گفست
بحق اک خدا کے کہ شمار اجاں دادہ براہ حقیقت
سوئے معرفت حق تعالیٰ راہ راست نمودہ است
بعدق آمدہ ام مارا راہ حقیقت سوئے معرفت حق
تعالیٰ پیوستن استقامت قوت حضرت راہ راست
نمائند و لطف بیعت ارادت از تربیت قبول کیند
ہما کہ چون خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ سلطان
را طالب صادق و انسان کامل شناخت بعد صحبت
تربیت کلاہ ارادت حوالہ کرد۔ اما بدانکہ چون خلیفہ
دلی مدت از صحبت تربیت خواجہ عثمان ہارونی مدتی
... بکلی استقامت گرفت و تاملت سہ سال از
ہیات اعراض خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ مدام
درویشاں اصنع العباد معین الدین حسن سجری
فرمود کہ برائے استقامت تربیت طالب صادق
سلطان شمس الدین ... از آیات و مدنیات قول
مشارع رحمۃ اللہ علیہم در تعریفات معانی آیات
نظمات منقولات ادبیات از سنہائے کبار

اس گفتگو کے دوران میں بتاریخ ۲۲ ماہ ذی الحجہ
در ۱۱۱۳ طالب صادق سلطان شمس الدین حضرت خواجہ
عثمان ہارونی کی ملاقات کیلئے حاضر ہوا بعد ملاقات
قسم کے ساتھ عرض کیا کہ اس خدا کے لئے جس نے
حضرت کو جان عطا فرمائی ہے اور حقیقت کے
راستہ سے معرفت الہی کی طرف رہنمائی کی ہے
میں صدق دل سے حاضر ہوا ہوں مجھ کو حقیقت
کامیاب ہا راستہ معرفت کی طرف پیوستن استقامت
قوت کیساتھ دکھائے اور لطف بیعت ارادت
کیساتھ میری تربیت فرما تا قبول فرمائے خواجہ
عثمان ہارونی نے سلطان کو طالب صادق اور انسان
کامل پا کر بعد صحبت تربیت کلاہ ارادت عطا فرمائی
خلیفہ دلی نے مدت تک صحبت تربیت خواجہ عثمان
ہارونی ... سے مستفیض ہو کر کلی استقامت حاصل
کر لی۔ تین سال تک ہمت سے اعراض کر کے
خواجہ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ نے مدام درویشاں
اصنع العباد معین الدین حسن سجری سے فرمایا کہ طالب
صادق سلطان شمس الدین کی ... استقامت تربیت کی آیات و مدنیات
قول مشارع تعریفات معانی آیات نظمات منقولات ادبیات

یہاں حضرت بلال اول ص ۶۶۶-۶۶۷ علیہ السلام کی ایک شریفی کے بعد فرمایا کہ ہاں کمال مقرر کیا اور اپنی فخر کی شادی کے سلطان الدین نے شمس سے
۱۱۳۳ء میں بنگال سلطان حکومت کی کلام از صحبت تربیت خواجہ عثمان ہارونی مدتی استقامت بخندے روزات ملتزم ارشاد تربیات معانی
حرفائے علم دینی چون استقامت یافتن از معرفت جذبہ اصلاح اعلیٰ در ملاقات پاسبانی عالم جبروت پیوست کثرت ملازمت ہایات تعلیمات
ملتزم مملکت خفا ملکب اطاعت اہل یلوا ہمارا بدل و جان کل استقامت گرفت ہما کہ برائے استقامت و تربیت طالب صادق شمس الدین از معرفت
جذبہ اصلاح اہل ملتزم عالم جبروت در یافتن استقامت راہ حقیقت پاسبانی یلوا حق تعالیٰ بدل جان تربیات حضرت رمان استقامت کی آیات و مدنیات

ملفوظات تصنیف کن کہ در سفر و حضر ملازمت کند
 مادل سلطان از تفرق خطرات غیر اللہ نفسانی کلی
 باز آید۔۔۔۔۔ بکشت کرامات اظہار کمالیت
 رسد بیدانکہ مصنف بحکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی
 دستے برائے تصنیفات ملفوظات از تفرقات عیا
 ۔۔۔۔۔ بروایات صحیح از مفاد و چند نہائے سلوک
 برائے استہمام سالکان و طالبان راہ حقیقت
 و جوئے گان۔۔۔۔۔ آغاز بتاریخ دہم ماہ محرم
 سنہ امدی دین خسائیہ (ہجری)۔۔۔۔۔ و
 ایہ ملفوظات راستہ بر تفصیل بست و پنج معرفت
 جمع آورده گنج اسرار نام نہاد و برائے تلیقین
 ارشاد و خدمت سلطان شمس الدین رسانید۔

ملفوظات تصنیف کرو جو سفر و حضر میں بادشاہ کے
 کام آئے اور اس کا دل تفرقہ و خطرات غیر اللہ نفسانی
 سے بالکل باز رہے۔۔۔۔۔ اور کشف و کرامات کے
 اظہار سے کمالیت کو پہونچے اس مصنف نے یقین
 ارشاد خواجہ عثمان ہارونی۔۔۔۔۔ بروایات صحیح ملفوظات
 تصنیف کر ٹیکے لئے سترے زیادہ نہائے سلوک
 برائے استہمام سالکان و طالبان راہ حقیقت و جوئے گان
 ۔۔۔۔۔ یہ ملفوظات تاریخ ۱۰ محرم ۹۵۰ (غالباً ہجری) مراد ہر
 لکھا شروع کئے۔۔۔۔۔ اور پچیس معرفتوں
 پر جمع کر کے گنج اسرار نام رکھا
 اور تلیقین ارشاد کیلئے سلطان شمس الدین
 کے پاس پہنچائے۔

ملکہ ہوسے اطاعت باطن اعلیٰ روحانی و روحانی دل و جان از معرفت پاسبانی یا حق بند و در استقامت عبادات خیات کہ حقیقی
 ملازمت حفظ قلوب قرب حضرت بکشت و کرامات۔۔۔۔۔ از تقریرات معانی آیات و حدیثات حضرت رسالت و تعریفات قول شائع و در یافتن
 معانی آیات نظرات تربیات ادب و کبار ملفوظات اسرار حقیقت بروایات صحیح ۹۵۰ و جوئے گان استقامت قرب حضرت تلیقین ارشاد
 و دریافتن عبادات خیات تربیات اطاعت باطن ثابت معمولات انبیاء و مشغولات خلفاء مقتدا پرستش کشف و کرامات ادب و آغاز
 (الف) چونکہ ۹۵۰ میں سلطان شمس الدین کا ہند تھا بلکہ مومون کا ہند ۹۵۰ سے شروع ہوا ہے اور کتاب گنج اسرار بہر
 سلطان مومون لکھا شروع کی گئی اس لئے سنہ کے کہنے میں یقیناً ہو کہ کتابت ہوا ہے۔ (ب) ۹۵۱ میں گنج اسرار کی تالیف
 اسوجہ سے بھی غیر ممکن ہے کہ اس شخص صدی کا کلام درج ہے اور شیخ مومون کی ولادت بالاتفاق ۹۵۱ء تک نہیں ہوئی تھی بلکہ
 ہماری تحقیق کے بموجب ۹۵۰ء میں ہوئی شیخ مومون ۹۵۰ء اور ۹۵۱ء کے درمیان ہندوستان میں موجود تھے اور اپنی ایام میں
 وہی میں حضرت خواجہ سے ملاقات کی۔ تفصیلات آگے درج ہیں۔ ۹۵۰ء برائے تلیقین ارشاد و مراد و سالکان غیر مذہب و دریافتن استہمام
 تربیات معانی رموزات سر اللہ نہائی بر موزات کشور پرداخت و اس ملفوظات (بقیہ صفحہ ۱۲۳ پر دیکھئے)

بدانکہ بعد مسافرت خواجہ عثمان ہارونی مدتے خلیفہ
دہلی استقامت تربیت، صحبت مصنف گرفت در
مطالعہ ملازمت گنج اسرار علیہ..... سالک راہ
گشت بغایت اللہ تعالیٰ استقامت قرب حضرت
عنقریب الایام بکشف و کرامات اظہار اتصال مع اللہ
کمالت یافت دیکے از واصلان حق گشت بعدہ
مصنف بر حکم فرمان خواجہ عثمان ہارونی رحمت اللہ علیہ
در مقام اجیر سکونت گرفت و

خواجہ عثمان ہارونی کے تشریف لے جانے کے
بعد خلیفہ دہلی استقامت تربیت کے لئے ایک مدت
تک مصنف کی صحبت میں ملازمت گنج اسرار کے
مطالعہ میں مصروف رہا..... اور مقوڑے ہی
عرصہ میں بغایت اللہ تعالیٰ استقامت قرب حضرت
اور کشف کرامات اظہار اتصال مع اللہ کمالت
حاصل کی اور واصلان حق میں سے ہو گیا بعدہ مصنف
نے حسب الحکم خواجہ عثمان ہارونی اجیر میں سکونت اختیار کی

(بقیہ صفحہ ۱۲۲) علی (الف) اس رسالہ میں مولانا جلال الدین رومی کا بعد تحصیل علوم حضرت شمس الدین تبریزی سے فیضیاب
ہونے اور کتب خانہ ترک کر کے لاواقدہ مدح ہے مگر سوانح مولانا دوم میں مصنف پر مولانا شبلی نے بحوالہ مناقب العارفین مولانا کی
سند نشینی فقر کا آغاز ۷۳۲ھ میں لکھا ہے اور فی ایضہ کیا ہے جو تذکرہ بطور مقدمہ مولانا عبد الماجد نے لکھا ہے انکے مصنف پر مولانا شمس الدین
تبریزی سے ملاقات کا سال ۷۳۳ھ مرقوم ہے اس لئے اس واقعہ کا گنج اسرار کہنے تک بطور پذیر ہونا مطابقت نہیں پس ہماری رائے میں
یہ روایت بعد میں کہی گئی (ب) صاحب غاویہ مجمل نے صفحہ ۱۰۰ پر لکھا ہے کہ حضرت شمس الدین تبریزی علیہ السلام مطابقت ۷۳۳ھ میں
مولانا دوم سے ملے اور مفتاح التواریخ کے بیان صلاۃ اخلاصہ ہے کہ جب مولانا جلال الدین رومی کے والد بہار الدین دلا کا
انتقال ۷۳۳ھ میں ہو گیا تو مولانا جلال الدین نے اپنے والد کے مرید سید برہان الدین رندھی کے مرید جو کرآن کی خدمت میں فو سال
۷۳۴ھ تک سرسری جب اُن کا انتقال ہو گیا تو پانچ سال بعد ۷۳۹ھ شمس الدین تبریزی سے پیوستہ ہوئے۔ پس اس
روایت کے پیش نظر یقیناً حضرت شمس الدین تبریزی سے پیوستہ ہونیکے روایت زمانہ الیف گنج اسرار در میان ۷۳۳ھ و ۷۳۴ھ
اور غریب فو از کے وصال ۷۳۴ھ کے بعد کی ہے لہذا یہ بعد وصال غریب فو از بڑھائی گئی اور بقول صاحب سیر اعرافین مبادیوں
نے اس روایت کا اضافہ کیا۔

مولانا در مطالعہ ملازمت گنج اسرار دریا حق ترفیات سنبھالے رموزات بیہم مافی حدود قبلے علم لدنی دل سلطان طالب صادق
ملازمت تلاوت خطا قلوب پیوست و در پاسبانی جذبہ اصلاح باطنی یا حق تعالیٰ بدل دجان ساکب ملہ گشت :-
علی اس بیان سے ثابت ہے کہ غریب فو از نے بہد سلطان شمس الدین ۷۳۹ھ کے بعد اجیر میں سکونت اختیار کیا کہ قبل از آن پابھر تشریف اجیر آئے تھے
قیام فرمائے تھے پھر تشریف لے جاتے تھے۔

آخر ۱۱۲۵ھ
شیخ سعدی شیرازی سے ملاقات

غریب نواز قطب صاحب کو ایک خط ارتقا م فرماتے ہیں جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے :-

”بھائی میرے شیخ عثمان ہارونی تیس سو فرماتے ہیں کہ سوا اہل معرفت کے اور کسی کو روزِ عشق سے واقف نہ کرنا چاہئے۔ جب شیخ سعدی دیکھائی دے آپ (خواجہ عثمان) سے دریافت کیا کہ اہل معرفت کو کیسے پہچان سکتے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے جیسے ترک ہے یقین جانو وہ اہل معرفت سے ہے اور اُسے خدا شناسی حاصل ہے جیسے ترک نہیں اس میں معرفت حق تعالیٰ کی ہو نہیں، وغیرہ وغیرہ۔

خط کی عبارت سے صاف ظاہر ہے کہ شیخ سعدی کا حضرت خواجہ عثمان ہارونی تیس سو سے یہ کلام غریب نواز کے سامنے ہوا خواجہ الطاف حسین حالی نے حیات سعدی کے صفحہ ۲۹۰ پر سرگودا کی صاحب ذیل بیان نقل کیا ہے :-

”شیخ (سعدی) کو چار مرتبہ ہندوستان آیکا اتفاق ہوا ہے ازاں جگہ ایک دفعہ پٹنہ انگلش کے وقت میں اور دوسری مرتبہ فاس امیر خسرو سے ملنے دہلی آیا ہے۔“

پھر صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں :- اس نے سومات سے نکل کر ایک بار مغربی ہندوستان کا دورہ کیا ہے اور وہاں سے بحر ہند اور بحر عرب کے راستے میں اور حجاز میں پہنچا ہے۔

”شیخ کے سفرِ حقد رگستان و بوتاں سے ثابت ہوتے ہیں اُسکی تفصیل یہ ہے کہ مشرق میں خراساں ترکستان اور تاتار تک گیا ہے اور بلخ و کاشغر میں مقیم رہا ہے۔ جنوب میں سومات تک آیا ہے اور ایک مدت یہاں ٹہرا۔ سومات سے مغربی ہندوستان میں پھر کر دریا کی راہ سے عرب چلا گیا؟

”شیخ (سعدی) نے تفصیل علم سے فارغ ہو کر سیاحت شروع کی اور ایک مدت دراز تک سفر کرتے رہے جبکہ مدت عام تذکروں میں بیس سال لکھی ہے۔“

نک دیکھو اسرارِ اولیٰین ص ۱۱۵ و ترجمہ مکتوبات خواجہ سعدی خاں ص ۱۱۵ بعض نسخوں میں لکھا ہے (الف) شایر سلطان انگلش کے بجائے انگلش لکھا گیا (حیات سعدی ص ۱۱۵) (ب) انگلش ایک بادشاہ ترکستان کا نام ہے (غیاث اللغات ص ۳۵) (ج) سلطان شمس الدین بزرگ زادگان ترکستان فرامانی میں ہے (فرشتہ جلد اول ص ۱۱۵) (د) انگلش سردارِ فوج کہتے ہیں (غیاث اللغات ص ۲۹) بعض نے تیس سال بعض نے چالیس سال بھی لکھا ہے۔

آگے صفا پر لکھتے ہیں: شیخ (سعدی) نے جب سیاحت شروع کی تو فارس میں آتا بجان سلفی کی حکومت تھی یہ سلسلہ بھی اور سلسلوں کی طرح بلوچیوں کا دست پرور تھا اور اس سلسلہ کا پانچواں حکمراں سعد زنگی شیخ سعدی کا ہمعصر تھا۔ لیکن اس (سعد زنگی المتوفی ۱۱۳۱ھ) کے آخر زمانہ تک سعدی وطن میں نہیں آئے ہر چند کہ شیخ سعدی کے سنہ ولادت میں اختلاف ہے۔ ڈاکٹر براؤن نے ۱۱۵۹ھ فی جاسٹن نے ۱۱۵۵ھ سرگودہ راہی نے ۱۱۵۹ھ احمد حنین خان لاہوری نے ۱۱۶۸ھ اور صاحب تذکرۃ العابدین نے ۱۱۵۵ھ سنین ولادت لکھے ہیں مگر ہنری جارج کین نے باپو گرائیکل وکشنری میں ۱۱۵۵ھ سنہ ولادت لکھا ہے ہیں بھی اسی سے اتفاق ہے۔ اس سنہ ولادت کو صاحب مفتاح التواریخ نے بھی صفا پر جمع تسلیم کیا ہے۔ بروایت انسانی کو پیڈیا بریٹیکا صفا شیخ کی ولادت ۱۱۵۵ھ مطابق ۱۱۵۵ھ میں ہوئی۔ اور ۱۱۶۲ھ (۱۱۶۲ھ) میں سیاحت شروع کی اور براہ پنج و غزنین ہندوستان آیا۔ عرصہ تک دہلی میں قیام کیا اور عمری راستہ سے واپس ہوا۔ مگر بروایت انسانی کو پیڈیا آف اسلام شیخ سعدی نے تیس سال کی عمر میں سیاحت شروع کی۔ لیکن ہمارے نزدیک شیخ سعدی اپنے اس شعر:

پہل سال عمر عزیت گذشت
مزان تو از حال طفلی گشت

کے مطابق چالیس سال کی عمر (۱۱۶۲ھ) میں درس و تدریس کے بعد مدرسہ سے نکل کر سیاحت شروع کی اور حسب حیات سعدی از احمد حنین خان لاہوری وغیرہ پہلے شیخ نے سفر ہندوستان اختیار کیا اور چھ سال (۱۱۶۲ھ لغایت ۱۱۶۸ھ) ہندوستان میں رہا۔ ہمارے نزدیک انہی ایام (آخر ۱۱۶۲ھ آخر ۱۱۶۸ھ) میں شیخ دہلی آئے اور انہی دنوں میں حسب تفصیل گذشتہ خواجہ غریب نواز مجذمت حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ دہلی میں مقیم رہے اور در مالہ گنج اسرار حکم مرشد سلطان شمس الدین کی تعلیم و تلقین کیلئے مکمل فرمایا جس میں شیخ سعدی سے چند احادیث بھی نقل فرمائی گئی ہیں اور موصوف کے اختصار بھی لکھے گئے ہیں۔

۱۔ دیکھو کتاب کریا معنفہ شیخ سعدی مطبوعہ مطبع محمدی بمبئی ۱۹۲۲ء میڈیا دل انڈیا کے ص ۳۶۳-۳۶۴ پر لاٹوری پر تباد کہتے ہیں: ”مگر ہمارے آؤٹ لائن ویبیس نے پھر کے ص ۲۸ پر لکھا ہے کہ سندھ سے قبل ہندوستان کے علم و ادب اور شاعری پر اسلامی اثر بالکل نہیں ہوا تھا بلکہ اس زمانہ میں سرقند و بخارا و ہندو اسلام کے مرکز تھے چونکہ گنج اسرار سندھ سے قبل لکھی گئی ہے اس لئے یقیناً اس مواد سرقند و بخارا و ہندو سے لکھی ہوئی ہوگی مگر فراہم کیا گیا یا دور ان سیاحت غریب نواز نے فراہم کر دیا تھا اور جب شیخ سعدی ہندوستان آئے تو ان سے بھی بعض احادیث اور اشعار اس میں نقل کیے گئے۔

ایں وجوہات حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ و خواجہ بزرگ سے شیخ محمدی دشرن الدین بن مصلح الدین
عبداللہ کی ملاقات دہلی میں درمیان ۱۱۶۵ھ و ۱۱۷۵ھ ہونا قابل تسلیم ہے۔

درمیان ۱۱۶۵ھ - ۱۱۷۵ھ

دہلی سے اجیر واپس کر مستقل قیام و زوج ثانی

درمیان ۱۱۷۵ھ و ۱۱۸۰ھ دہلی سے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ الغزنی کے تشریف
غریب نواز کی دہلی سے اجیر واپسی ایجابانے کے بعد ایک عرصہ تک سلطان شمس الدین نے غریب نواز کی
صحبت میں بہ کمر گنج اسرار کے رموز کی تعلیم حاصل کی بعد ازاں حضرت خواجہ دہلی سے اجیر تشریف لاکر
مستقل طور سے قیام پذیر ہوئے۔

۱۱۸۰ھ مطابق ۱۲۲۳ء زون چٹائی
سید و جہیہ الدین مشہدی جو سید حسین مشہدی کے عم ہیں شہید ہوئے اور ان کا
مزار ٹیلی ڈار اللہ (پرسہ) خطہ مذکور (اجیر) کے درود فقہ۔ ان کی ایک لڑکی
بی بی عصمت اللہ با عصمت و عفت تھیں۔ چونکہ لڑکی سن بلوغ کو پہنچ چکی تھی اس لئے موصوف
چاہتے تھے کہ ان کا نکاح کسی بزرگ زادہ سے کریں اپنے فائدہ میں ان کو کوئی ایسا نظر آیا جس
سے رشتہ کرتے۔ اس لئے وہ متفکر رہتے تھے۔ ناگاہ ایک رات انہوں نے (عالم رویا میں) حضرت امام
جعفرؑ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں:-

اے فرزند! رسول خدا کا حکم ہے کہ اس لڑکی کا نکاح شیخ معین الدین کیساتھ کر دو۔ شیخ جہیہ الدین
نے یہ واقعہ حضرت خواجہ سے کہا غریب نواز نے فرمایا: اگرچہ میں سن رسیدہ ہو گیا ہوں مگر بوجہ ارشاد
نبویؐ یہ رشتہ قبول کرتا ہوں۔ پس آپ سید و جہیہ الدین کی لڑکی کو اپنے حوالہ نکاح میں لائے۔

ع (الف) شیخ سعدی ۷۰ سال بعد ۱۲۱۲ھ سال ۱۱۸۰ھ میں ہوا مگر صحیح یہ ہے کہ شیخ نے بمر ۱۲۰ سال ۱۱۸۰ھ
میں وفات پائی (مفتاح التاریخ ص ۶)

(ب) حناویہ میں انڈیا آفس کے ایک قدیم نسخہ کے حوالے سے جو سعدی کے ۳۶ برس بعد کا ہے) شرن الدین درج ہے
دیکھو منادیہ ص ۱۹۳ ع ۲ دیکھو قلی نسخہ گنج اسرار درج ع ۲ دیکھو سیرا کتاب ص ۱۲۷ ع ۲ دیکھو سیرا الحارثین ص ۱۲

زمانہ نکاح کے متعلق تحقیق | سیر العارفین کے صولاً پر مولانا احمد سے روایت ہے کہ یہ نکاح اس وقت ہوا جب غریب نواز دہند سلطان شمس الدین التمش (بار اول اجیر سے دہلی تشریف لے گئے اور واپس آئے اور نکاح کے تقریباً سات سال بعد تک حیات ظاہری میں ہے۔ چونکہ صاحب سیر العارفین نے اس روایت میں آپ کا سات سال بعد تک حیات ظاہری میں رہنا لکھا ہے اور حسب مرآۃ الاسرار آپ کا وصال ۷۲۲ھ میں ہوا ہے بایں وجہ نکاح (زوج ثانی) کا ۶۲۰ھ برآمد ہوتا ہے۔

در بیان ۶۲۰ھ ————— ۶۲۲ھ
۱۲۳۳ھ ————— ۱۲۳۵ھ

بعہد شمس الدین التمش آپ کا بار دوم اجیر سے سفر دہلی قیام

بار دوم سفر دہلی کے نہ کی تحقیق | حسب تفصیل گذشتہ چونکہ بعہد شمس الدین التمش بار اول سفر دہلی سے واپس اجیر آنے پر یعنی بار دوم دہلی تشریف لے جانے سے قبل

غریب نواز ۶۲۰ھ میں متاثر ہوئے لہذا سفر دہلی بار دوم بعہد شمس الدین التمش ۶۲۰ھ یا اس کے بعد ہونا ممکن ہے۔ مؤلف وقایع شاہ معین الدین جشتی اور سیرالاولیا کے مندرجہ ذیل بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ کاشت و اگداشت کرانے کا واقعہ بعہد شمس الدین التمش سفر دہلی بار دوم کے موقعہ پر ہوا اور صاحب سیرالاولیا نے صفحہ ۵۴۰ پر اسی سلسلہ سفر میں شیخ نجم الدین صغریٰ سے دہلی میں ملاقات وغیرہ کے واقعات (جو آگے درج ہیں) کہے ہیں چونکہ شیخ نجم الدین صغریٰ کا وصال بقول تذکرۃ العابدین صولاً ۶۱۹ھ میں ہوا اس لئے سفر دہلی بار دوم بعہد شمس الدین التمش ۶۲۰ھ اور ۶۲۱ھ کے درمیان ہوا اگر ہمارے نزدیک ۶۲۱ھ قابل ترجیح ہے۔ اس سفر دہلی کے واقعات حسب ذیل ہیں۔

در بیان ۶۲۰ھ و ۶۲۲ھ | کتاب جامع الکلم مرتبہ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز کے صفحہ ۲۰ پر حسب ذیل روایت درج ہے:-
خواجہ بزرگ اجیر سے دہلی تشریف لائے جب دہلی میں تشریف آوری

علی بعض بعد کے تذکروں میں وصال سے سترہ سال قبل نکاح ہونا لکھا ہے مگر یہ اس سے اتفاق نہیں ہے۔

شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ نے سنا، استقبال کیا اور جس طرح مرید ہو کر سیر کی خدمت میں ہونا چاہیے
اسیں ذرہ بھر کی نہیں کی۔ جب غریب نوازؒ نے مکان میں قدم رنجہ فرمایا قطب صاحب نے عرض کیا خدائے
برتر نے کس وجہ سے حضور کو یہاں تشریف فرما کیا ہے؟ غریب نوازؒ نے فرمایا: بابا بختیار میں نے کعبتی
کی ہے وہ تیار ہو چکی ہے حاکم فرماں طلب کرتا ہے لڑکوں نے مجھے معذور نہیں چھوڑا ادھر بھجوا دیا تم
یہاں پہلے سے ہو کوئی تدبیر بتاؤ۔ یہی روایت مختصر الفاظ میں صاحب سیراؒ دویانے بھی لکھی ہے مگر
صاحب وقایع شاہ معین الدین چشتیؒ نے اس باب میں ایک دوسری روایت لکھی ہے اور مندرجہ بالا
روایت سے بوجہات ذیل انکار کیا ہے۔

وجہات مندرجہ وقایع شاہ معین الدین ص ۴۹۔ (الف) چونکہ سلطان شمس الدین عقیدت
تمام رکھتا تھا اس لئے بجائے خود تشریف لے جانے کے اگر آپ اپنے کسی خادم کو اس کام کی انجام
دہی کیلئے دہلی روانہ کر دیتے تو سب کام آسانی ہو جاتا۔
(ب) اکثر اہلِ ائندہ نے مشغوت اور حکومت کو قبول نہیں فرمایا۔

روایت وقایع شاہ معین الدین چشتیؒ | دہلی تشریف لانے کے متعلق وقایع شاہ معین الدین چشتیؒ
کے ص ۴۹۔ ۵۰ پر بذیل کی روایت لکھی ہے۔

ایک کا شکار نے غریب نوازؒ سے عرض کیا کہ میرے کھیت کی پیداوار حاکم نے ضبط کر لی ہے۔ کہتا
ہے کہ جنگ شاہی فرمان نہ لاؤ گے اسیں سے کچھ نہ پاسکو گے لہذا حضرت کی امداد کا خواہاں ہوں تاکہ
اس سال کے خراج سے نجات ملے کیونکہ میری روزی کا وسیلہ سوائے اسکے اور کچھ نہیں ہے۔ آپ
نے فرمایا: بعد ازاں حاکم کیا کرے گا؟ اس نے عرض کیا: جو حکم سلطان کا ہو گا اس کے مطابق عمل
کرے گا۔ آپ نے فرمایا کہ اگر استراہی فرمان دستیاب ہو جائے تو ہمیشہ کیلئے یہ تکلیف دور ہو جائے۔
اس نے عرض کیا: اگر حضور قطب صاحب کو سفارشی خط لکھیں تو استراہی یا میعادِ فرمان مل جائیگا۔
آپ نے غور و تامل کے بعد فرمایا: اگرچہ سفارش سے تیری مقصد براری آسان ہے مگر اللہ تعالیٰ نے
مجھے تیرے کام کے لئے متعین کیا ہے لہذا میرے ساتھ چل۔ چنانچہ آپ اسی وقت اس کو ہمراہ لیکر
دہلی روانہ ہو گئے۔

پہلے جب آپ دہلی تشریف لے گئے تھے تو اپنی تشریف آوری سے قطب صاحب کو مطلع فرمایا

تعاگر اس مرتبہ (بعد سلطان شمس الدین سفد دہلی بار دوم) آپ نے اپنے دہلی پہنچنے کی اطلاع نہیں دی
مگر اتفاق سے راستہ میں ایک شخص ملا۔ اس نے دودھ کر قطب صاحب کو آپ کے تشریف لائے کی اطلاع
کر دی قطب صاحب آپ کی اپانک تشریف آوری سے متعجب ہوئے اور بادشاہ کو آپ کی آمد سے مطلع
کیا بادشاہ نے افواج اور جلوس کیساتھ استقبال کیا۔

حضرت قطب صاحب نے لوگوں کے چلے جانے کے بعد آپ کی خدمت میں عرض کیا: بلا اطلاع
کیا بارگ حضوری کے تشریف لانے کا کیا سبب ہے؟ آپ نے کسان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: اسکے
کام کیلئے آیا ہوں: قطب صاحب نے عرض کیا: حضور کے خادموں میں سے کوئی بھی سلطان سے عرض
کرتا تو اس شخص کا کام ہو جاتا۔ اس کام کیلئے حضور کو تکلیف کرنیکی کیا ضرورت تھی؟ آپ نے ارشاد فرمایا: یہ
ٹھیک ہے مگر اہل اسلام ذلت اور غربت کے وقت خدا کی رحمت سے قریب ہوتا ہے۔ جب یہ شخص میرے
پاس آیا تھا بہت رنجیدہ تھا۔ میں نے مراقب ہو کر دربار ایزدی میں اس کے متعلق عرض کیا۔ ارشاد ہوا
سین و غم میں شریک ہونا عین بندگی ہے بس میں حق تعالیٰ کی بندگی کیلئے خود بہانہ تک آیا ہوں۔

جامع الکلم اور دقاہ شاہ معین الدین چشتی کی مندرجہ بالا روایات میں اس طرح تطبیق ہو جاتی ہے
کہ جب غریب نواز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے پیش نظر کسان کو ساتھ لیکر دہلی آنے لگے تو آپ کے ماحجزادگان
نے بھی اپنی کاشت و لگداشت ہو جانے کے متعلق آپ سے فرمان شاہی لائے کی درخواست کی اور آپ نے
باری تعالیٰ کے اس حکم: **وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِ الْقُرْبَىٰ** کی تعمیل میں دہلی پہنچکر اولین حجازداران
یعنی ماحجزادگان کے معاملہ کے متعلق حضرت قطب صاحب سے مشورہ کیا بقول سیرالاولیاء (ص ۲۵) اس
موقع پر قطب صاحب نے غریب نواز سے عرض کیا: حضور کے تشریف لے جانے کی ضرورت نہیں حضور
قیام فرمائیں میں جاتا ہوں۔ چنانچہ شیخ الاسلام خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سلطان شمس الدین کے پاس

تشریف لے گئے اور فرمان معافی لے آئے۔
در بیان **صلی اللہ علیہ وسلم** مطابق **صلی اللہ علیہ وسلم** ۲۵
شیخ نجم الدین صغریٰ کی درخواست پر آپ کا قطب صاحب کو
اجمیر لے جانیکا قصد اور اہل دہلی کا بہت روک لینا
قیام دہلی کے زمانہ میں غریب نواز سے ملنے
اہل دہلی آئے مگر شیخ نجم الدین صغریٰ نہ

آئے۔ حالانکہ اُن سے خراسان کی ملاقات تھی۔ لیکن غریب نوازؒ بابتابار طلع محمدی دوسرے یا تیسرے دن خود اُن کے مکان پر تشریف لے گئے۔ اس وقت شیخ نجم الدین صفریؒ اپنے صحن خانہ میں ایک صفحہ تحریر کر رہے تھے۔ غریب نوازؒ کے وہاں تشریف فرما ہونے پر نہ انہوں نے آپ کا استقبال کیا نہ آپ کی جانب متوجہ ہوئے۔ یہ بیگانگی کا برتاؤ غریب نوازؒ پر گراں گزرا آپ نے فرمایا: "اے نجم الدین (صفری)، ایسی تجھ پر کیا بلا آئی کہ شیخ الاسلامی کے لشہ میں انسانیت سے درگزر اور راہ و رسم دیرینہ اور وضع داری قدیم کو یکبارگی ترک کیا۔ یہ منکر شیخ نجم الدین صفریؒ غریب نوازؒ کے قدموں پر سر رکھ کر مذرت خواہ ہوئے اور کہنے لگے۔ میں پہلے جیسا آپ کا مخلص تھا ویسا ہی اب بھی ہوں مگر قطب الدین بختیار نے میری منزلت بالکل برباد کر دی ہے جب سے وہ مرید آپ کا یہاں آیا ہے تمام مخلوق اس کی طرف رجوع ہے۔ میں برائے نام شیخ الاسلام ہوں کوئی میری پرستش نہیں کرتا۔ یہ سن کر غریب نوازؒ نے تبسم فرمایا اور کہا: "تو خاطر جمع رکھ میں اس بار گراں کو جو تیرے دل پر ہے اپنے ہمراہ امیر لے جاؤں گا: یہ فرما کر آپ وہاں سے چلے گئے ہر چند شیخ نجم الدین صفریؒ نے احضار کیلئے اصرار کیا مگر آپ نے قبول نہ فرمایا اور چلے آئے۔ جب آپ امیر تشریف لے جانے لگے تو قطب صاحبؒ کو اپنے ہمراہ لیا جو مکہ اہل دہلی کو قطب صاحبؒ سے محبت ملی ہو گئی تھی اس لئے جب قطب صاحبؒ بقصد امیر شہر سے باہر تشریف لائے تو کوئی شخص فراق کی تاب نہ لاسکا، شہر میں اضطراب پھیل گیا، اہل شہر دیوانہ وار آپ کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جہاں آپ قدم رکھتے لوگ اس جگہ کی خاک تبرکاً اٹھا لیتے اور آنکھوں سے لگاتے رہتے۔

جب سلطان شمس الدین قطب صاحبؒ کی روانگی سے مطلع ہوا بے اختیار دوڑ آیا اور غریب نوازؒ سے بہت و زاری عرض کیا: "حضور قطب صاحبؒ کو امیر نہ لے جائیں ہیں ہستے دیں: غریب نوازؒ نے جب تمام شہر کو قطب صاحبؒ کا شیعہ و فریفتہ پایا سلطان کی التجا قبول کی اور فرمایا: "بابا قطب تم میں رہو تمہارے جانے سے اہل شہر پریشان و بیقرار ہوں میں نہیں چاہتا کہ اتنے لوگوں کے دلوں کو تمہاری آتش بدلتی سے کباب کروں۔ میں نے اس شہر کو تمہاری حمایت میں چھوڑا: یہ فرما کر غریب نوازؒ امیر تشریف لے گئے اور آپ (قطب صاحبؒ) رخصت ہو کر اپنے مقام پر آئے اور حضرت خواجہ بزرگ کی زیارت کیلئے امیر آتے جاتے رہے۔

۱۵ جمادی الثانی ۱۲۷۷ مطابق یکم مئی ۱۲۳۳

آپ کا حضرت قطب الدین بختیار کاکی کو رخصت فرمانا

حضرت قطب الاقطاب دلیل العارفين (ص ۵۵-۵۶) کی بارہویں مجلس میں اتریاں فرماتے ہیں :-
 ”جب آپ (غریب نوازؒ) نے یہ فریاد تمام کئے تو چشم پر آب ہو کر جان سجد اجیر (جامع التمس یعنی ڈائی دن کا جھوٹا) میں فرمایا : اے درویش مجھے اس مقام پر اس لئے لائے تھے کہ میرا بدن اسی جگہ ہو اب میرے سفر آخرت کے چند روز باقی ہیں ! پھر حضرت خواجہ علی شہرزی سے فرمایا : مثال تحریر کرد خلافت (خلافت جانشینی) قطب الدین بختیار کاکی کو عطا کی دہلی اس کا مقام ہے :- جب یہ فرمان تیار ہوا دماغو (قطب صاحب) کو عطا فرمایا ۔ دماغو زمین بوس ہوا ۔ فرمایا : ”نزدیک آؤ“ نزدیک ہو نچا تو دماغو کے سر پر دستار مع کلاہ مبارک رکھا خرقہ پہنایا ، اور حضرت عثمان ہارونی قدس سرہ کا عصا غایت فرمایا ۔ بعد ازاں مصحف منجلی اور نعلین عطا فرمائیں ۔ پھر ارشاد فرمایا : ”یہ امانت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو ہمارے خواجگان کو سلسلہ بسلسلہ پہنچتی رہی ہے میں اس کو تیرے حوالہ کرتا ہوں جیسا اس کا حق میں بجالایا تبکو لازم ہے کہ تو بھی اسی طرح اس کا حق بجالاتا کہ مجھے کل قیامت میں خواجگان کے ماننے شرمندگی نہ ہو“ بعد ازاں دماغو کا ہاتھ پکڑا اور روئے مبارک آسمان کی طرف کر کے فرمایا : ”میں نے تجھے حق تعالیٰ کی سپرد کیا اور منزل نگاہ عزت پر پہنچایا : میں نے پھر زمین چومی آپ نے فائزہ پڑھ کر فرمایا : جاؤ جہاں رہو مرد رہو“ میں رخصت ہو کر دہلی آیا اور سکونت پذیر ہوا“ (اجیر سے آئے چالیس دن گزرے تھے کہ ایک شخص (اجیر سے آیا) ادب بیان کیا ۔ تمہارے (قطب صاحب) جانے کے جس دن بعد خواجہ علیہ رحمۃ (غریب نوازؒ) حق تعالیٰ سے واصل ہو گئے :-

۱۷ چارہم شبان (دیکھو افکار اہل غیار ص ۲۱) ۲۰ پیر مرشد جبکو سہارہ (منجلی) فرماتے ہیں :- ”مج سہارہ نشین دہائیں ہوتا ہے۔ حقیقی سجادگی نسباً اور ناشائستگی ہے بلکہ طبع مرشد ہے جیسا کہ پسر نوح علیہ السلام کے واقعے ثابت ہے۔“
 ۲۱ قطب صاحب کے رخصت ہونے کے میں دن بعد ششم رجب غریب نواز صلا مال ہوا اس صاب سے قطب صاحب
 بتاریخ ۱۵ جمادی الثانی غریب نواز سے اجیر میں رخصت ہو کر دہلی تشریف لے گئے ۔ (دیکھو دلیل العارفين ص ۵۵ و

ساکن اسراکین جلد دوم ص ۲۳۳ و سیر العارفين ص ۱۷)

وفات شریف

زمانہ وفات کے متعلق
ایک غلط فہمی کا ازالہ

سیرالادیا کے معادہ کے حاشیہ پر ذیل کی عبارت مرقوم ہے۔ سرسری طور پر پڑھنے سے یہ ایک ہی روایت معلوم ہوتی ہے مگر تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت آشکارا ہو جاتی ہے کہ یہ دو روایتیں ہیں اور دو مختلف اوقات کی ہیں ان دونوں کو آپس میں ملا دیا گیا ہے۔ ہم نے ہر دو روایات کو نمایاں کرنے کے ان پر شمار کے ہندسے ڈال دیے ہیں۔

ترجمہ اردو

(۱) اور انھوں (شیخ نجم الدین صغریٰ) نے روگردانی کی شیخ معین الدین نے دوسری طرف جا کر ان کا ہاتھ پکڑا۔ نجم الدین صغریٰ کہنے لگے: بختیار کو ہم پر کیوں گماشتہ کیا ہے؟ انہیں منع نہیں کرتے؟ شیخ معین الدین نے فرمایا کہ: منع کر دیں گے۔ اس وقت شہر دہلی میں شیخ قطب الدین قدس سرہ الغریزہ کی شہرت بہت تھی۔ تمام شہر ان کی طرف متوجہ تھا۔ شیخ معین الدین جب مکان پر آئے تو فرمایا کہ: بابا بختیار تم اس قدر مشہور ہوئے کہ مخلوق تمہاری شکایت کرنے لگی یہاں سے اجیر چلو وہاں تم بیٹھا اور میں تمہارے سامنے کھڑا ہوں گا؟ شیخ قطب الدین نے عرض کیا کہ مخدوم میری تو یہ مجال بھی نہیں کہ خواجہ کے سامنے کھڑا ہوں بلکہ مخدوم کے قدموں سے لیٹا ہوں نہ کہ میں بیٹوں؟

(۲) الغرض یہ روایت ہے کہ شیخ معین الدین

قدس سرہ الغریزہ اجیر رواں شد ہنوز

عبارت فارسی حاشیہ سیرالادیا ص ۵۹
(۱) داود (شیخ نجم الدین صغریٰ) روئے برگردانید
(شیخ معین الدین) طرف دیگر رفت و دست او
(نجم الدین صغریٰ) گرفت۔ شیخ نجم الدین آغاز کرد
بختیار را بر آماج گماشتہ اور اسخ نکلی؟ شیخ معین الدین
فرمود: کہ منع خواہم کرد۔ و در اں وقت صیت و
شہرت شیخ قطب الدین قدس سرہ الغریزہ در شہر
قوی شدہ بود و ہمہ شہر رخ بخدمت او آورد۔
شیخ معین الدین چوں در خانہ آمد فرمود: کہ بابا
بختیار ہم کیا چنین مشہور شدی کہ خلق را دوست تو
شکایت کردن گرفت۔ ازیں جابر خیزد را جمیر
بیا بنشین من پیش تو بایستم؟ شیخ قطب الدین
فرمود: کہ مخدوم مراچہ مجال آں باشد کہ پیش
خواجہ بتوانم ایستاد بلکہ در پائے مخدوم بقلطم
و بنیتم تکلیف کہ بنشستم۔

(۲) الغرض چنین روایت کردہ اند کہ شیخ معین الدین
قدس سرہ الغریزہ در سوائے اجیر رواں شد ہنوز

شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ الغریبہ ریدہ
بود کہ شیخ قطب الدین بختیار در شہر بر صحت حق پیوست

شیخ معین الدین قدس اللہ سرہ الغریبہ ریدہ
پہونچے تھے کہ شہر میں قطب الدین بختیار داخل ہوئے

روایت نمبر ۱۷ شیخ نجم الدین مغربی کے زمانہ حیات سے متعلق ہے اور چونکہ شیخ نجم الدین مغربی کی وفات حسب تذکرۃ العارفين وغیرہ ص ۱۲۲ھ میں ہوئی۔ پس ثابت ہوا کہ روایت اولیٰ ۱۲۲ھ یا اس سے قبل کی ہے مگر بایں وجہ کہ حضرت قطب صاحب کا وصال قریب قریب بالاتفاق ۶۳۳ھ میں ہوا اس لئے روایت دوم ۱۲۳ھ سے متعلق ہے۔ روایت دوم سے ثابت ہوتا ہے کہ قطب صاحب کا وصال غریب نواز سے پہلے ہوا۔ حالانکہ دلیل العارفين (ص ۵۹) میں حضرت قطب صاحب خود فرماتے ہیں: جس روز حال وفات حسرت آیات (حضرت خواجہ) معلوم ہوا اس روز معلے پر مجھے حالت سنج و الم میں غزوگی آگئی۔ آپ (غریب نواز) کو دیکھا کہ زیر عرش اتار دہے ہیں۔ میں نے اپنا سر آپ کے قدموں پر رکھا اور استفسار حال کیا: آپ نے فرمایا: حق تعالیٰ نے مجھے بخشید اور کرو بیان ساکنان فرش کے نزدیک مجھے جگہ عنایت فرمائی؟ اس بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ قطب صاحب بعد وصال غریب نواز حیات ظاہری میں موجود تھے۔ پس ہمارے نزدیک روایت دوم میں جن معین الدین کے اجمیر پہونچے سے قبل قطب صاحب کا وصال پایا بیان کیا گیا ہے وہ شیخ معین الدین خلیفہ خواجہ غریب نواز ہیں۔ ان کا نام بسلسلہ خلفاء غریب نواز مساکین الساکین جلد دوم ص ۲۹ پر اقتباس الانوار ص ۱۴ پر اور سیر العارفين کے ص ۱۴ پر درج ہے۔

سنہ وفات کی تحقیق صاحب سیر الاولیاء اور سیر العارفين نے آپ کا کوئی سنہ وفات نہیں لکھا مگر سیر العارفين کے ص ۱۴ پر آپ کی تاریخ وفات ۶ رجب ۱۲۳۰ھ روز دوشنبہ لکھی ہے۔ لیکن قلمی نسخہ تاریخ محمدیہ میں مرزا محمد عارشی بدخشی دہلوی نے ۱۲۳۰ھ کو صحیح سنہ وفات تسلیم کیا ہے اور تحت ۱۲۳۰ھ ایک بیان دیا ہے جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:-

”تاریخ وفات خواجہ معین الدین چشتی چھ رجب سنہ مذکور (یعنی ۱۲۳۰ھ) ہے نیز کہا جاتا ہے کہ ۱۲۳۳ھ میں

مطابق کتاب تعظیم بھری و میسوری مرتبہ ابو الفریحہ غازی ۱۲۳۰ھ میں تاریخ ۶ رجب سنہ ۱۲۳۰ھ اور جادی اشانی ۲۹ دن کا حاکم ۳۰ دن ۱۲۳۰ھ سے ۶ رجب کو پیر کا دن ہوتا ہے۔

مطابق یہ قلمی نسخہ دو جلدوں میں ہے جلد دوم راجپور کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ مولف نے اس میں ۱۶ برین و شاہ برین کے سنہ ۱۱۰۰ھ و اوقات بڑی کاہش سے منع کئے ہیں۔ جلد اول میں سنہ ۱۱۰۰ھ سے سنہ ۱۱۰۰ھ و اوقات میں سنہ ۱۱۰۰ھ کے بعد کے اوقات ہیں۔

اور یہی مشہور ہے اور کہا جاتا ہے کہ ۶۳۲ھ میں اور تذکرہ گنائی میں ۳۵۰ھ مرقوم ہے۔ عمر میں اختلاف ہے۔ اس کے نزدیک ۹۶ سال کی ہوئی دوسری روایت ۹۷ سال کی ہے تیسری روایت ۹۳ سال کی ہے چوتھی روایت ۹۰ سال کی ہے اور پانچویں روایت ۱۰۴ سال کی ہے۔

چونکہ مندرجہ بالا قطب صاحب کے بیان کے مطابق غریب نواز کا وصال قطب صاحب سے پہلے ہوا اور یہ امر قریب قریب بالاتفاق ہے کہ خواجہ قطب صاحب کا وصال ربیع الاول ۶۳۲ھ میں ہوا پس چونکہ مندرجہ بالا سنیں وفات میں رجب ۶۳۲ھ اور ۶۳۳ھ قطب صاحب کی وفات کے بعد کے زمانہ ہیں اس لئے یہ ہر دو سنیں صحیح سنیں وفات غریب نواز نہیں ہیں اگر ۶۳۳ھ کو سنہ وفات تسلیم کیا جائے تو سیر العارفین کی اس روایت کہ حضرت خواجہ کا وصال بعمر ۹ سال ہوا کے پیش نظر ۶۳۲ھ میں سے ۹ مہنا کرنے سے سنہ ولادت ۵۳۵ھ برآمد ہوتا ہے مگر اس سنہ میں ولادت کی روایت کسی مستند کتاب میں نظر سے نہیں گذری۔ پس ان حالات میں چونکہ ۶۲۷ھ میں وفات ہوئی مطابقت صاحب مرآۃ الانساب صفحہ ۱۶۷ کے مرقوم سنہ ولادت ۵۳۵ھ میں سیر العارفین صفحہ ۱۱ اور سیر الاقطاب صفحہ ۱۳ کے بیان کردہ عمر ۹ سال ملا دینے سے سنہ وفات ۶۲۷ھ برآمد ہوتا ہے۔ نیز اقتباس الانوار میں صفحہ ۱۴ پر بحوالہ مرآۃ الاسرار و کلمات العادقین اس سنہ (۶۲۷ھ کو) لفظ بالتحقیق کیساتھ بایں الفاظ لکھا ہے: "آپ (خواجہ بزرگ) کا وصال بالتحقیق بعمر ۹ سال ۶۲۷ھ میں بعد سلطان شمس الدین التمش ہوا۔ پس ہمارے نزدیک بوجہ جہات مذکورہ بالا خواجہ بزرگ کا صحیح سنہ وفات ۶۲۷ھ ہے۔

۶۲۷ھ مطابق ۱۲۳۳ھ شب وصال چند اولیا اللہ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم رویا حالات وفات شریف

ہم آج اس کے استقبال کے لئے آئے ہیں۔
شب ششم رجب ۶۳۲ھ مطابق ۲۱ مئی ۱۲۳۳ھ بروز دوشنبہ بعد نماز عشاء آپ نے حجرہ کا

علا اس ایک محل قلمی نسخہ برنش میوزیم لندن کی لائبریری میں ہے (۱) (۲) (۳) (۴) (۵) (۶) (۷) (۸) (۹) (۱۰) (۱۱) (۱۲) (۱۳) (۱۴) (۱۵) (۱۶) (۱۷) (۱۸) (۱۹) (۲۰) (۲۱) (۲۲) (۲۳) (۲۴) (۲۵) (۲۶) (۲۷) (۲۸) (۲۹) (۳۰) (۳۱) (۳۲) (۳۳) (۳۴) (۳۵) (۳۶) (۳۷) (۳۸) (۳۹) (۴۰) (۴۱) (۴۲) (۴۳) (۴۴) (۴۵) (۴۶) (۴۷) (۴۸) (۴۹) (۵۰) (۵۱) (۵۲) (۵۳) (۵۴) (۵۵) (۵۶) (۵۷) (۵۸) (۵۹) (۶۰) (۶۱) (۶۲) (۶۳) (۶۴) (۶۵) (۶۶) (۶۷) (۶۸) (۶۹) (۷۰) (۷۱) (۷۲) (۷۳) (۷۴) (۷۵) (۷۶) (۷۷) (۷۸) (۷۹) (۸۰) (۸۱) (۸۲) (۸۳) (۸۴) (۸۵) (۸۶) (۸۷) (۸۸) (۸۹) (۹۰) (۹۱) (۹۲) (۹۳) (۹۴) (۹۵) (۹۶) (۹۷) (۹۸) (۹۹) (۱۰۰) (۱۰۱) (۱۰۲) (۱۰۳) (۱۰۴) (۱۰۵) (۱۰۶) (۱۰۷) (۱۰۸) (۱۰۹) (۱۱۰) (۱۱۱) (۱۱۲) (۱۱۳) (۱۱۴) (۱۱۵) (۱۱۶) (۱۱۷) (۱۱۸) (۱۱۹) (۱۲۰) (۱۲۱) (۱۲۲) (۱۲۳) (۱۲۴) (۱۲۵) (۱۲۶) (۱۲۷) (۱۲۸) (۱۲۹) (۱۳۰) (۱۳۱) (۱۳۲) (۱۳۳) (۱۳۴) (۱۳۵) (۱۳۶) (۱۳۷) (۱۳۸) (۱۳۹) (۱۴۰) (۱۴۱) (۱۴۲) (۱۴۳) (۱۴۴) (۱۴۵) (۱۴۶) (۱۴۷) (۱۴۸) (۱۴۹) (۱۵۰) (۱۵۱) (۱۵۲) (۱۵۳) (۱۵۴) (۱۵۵) (۱۵۶) (۱۵۷) (۱۵۸) (۱۵۹) (۱۶۰) (۱۶۱) (۱۶۲) (۱۶۳) (۱۶۴) (۱۶۵) (۱۶۶) (۱۶۷) (۱۶۸) (۱۶۹) (۱۷۰) (۱۷۱) (۱۷۲) (۱۷۳) (۱۷۴) (۱۷۵) (۱۷۶) (۱۷۷) (۱۷۸) (۱۷۹) (۱۸۰) (۱۸۱) (۱۸۲) (۱۸۳) (۱۸۴) (۱۸۵) (۱۸۶) (۱۸۷) (۱۸۸) (۱۸۹) (۱۹۰) (۱۹۱) (۱۹۲) (۱۹۳) (۱۹۴) (۱۹۵) (۱۹۶) (۱۹۷) (۱۹۸) (۱۹۹) (۲۰۰) (۲۰۱) (۲۰۲) (۲۰۳) (۲۰۴) (۲۰۵) (۲۰۶) (۲۰۷) (۲۰۸) (۲۰۹) (۲۱۰) (۲۱۱) (۲۱۲) (۲۱۳) (۲۱۴) (۲۱۵) (۲۱۶) (۲۱۷) (۲۱۸) (۲۱۹) (۲۲۰) (۲۲۱) (۲۲۲) (۲۲۳) (۲۲۴) (۲۲۵) (۲۲۶) (۲۲۷) (۲۲۸) (۲۲۹) (۲۳۰) (۲۳۱) (۲۳۲) (۲۳۳) (۲۳۴) (۲۳۵) (۲۳۶) (۲۳۷) (۲۳۸) (۲۳۹) (۲۴۰) (۲۴۱) (۲۴۲) (۲۴۳) (۲۴۴) (۲۴۵) (۲۴۶) (۲۴۷) (۲۴۸) (۲۴۹) (۲۵۰) (۲۵۱) (۲۵۲) (۲۵۳) (۲۵۴) (۲۵۵) (۲۵۶) (۲۵۷) (۲۵۸) (۲۵۹) (۲۶۰) (۲۶۱) (۲۶۲) (۲۶۳) (۲۶۴) (۲۶۵) (۲۶۶) (۲۶۷) (۲۶۸) (۲۶۹) (۲۷۰) (۲۷۱) (۲۷۲) (۲۷۳) (۲۷۴) (۲۷۵) (۲۷۶) (۲۷۷) (۲۷۸) (۲۷۹) (۲۸۰) (۲۸۱) (۲۸۲) (۲۸۳) (۲۸۴) (۲۸۵) (۲۸۶) (۲۸۷) (۲۸۸) (۲۸۹) (۲۹۰) (۲۹۱) (۲۹۲) (۲۹۳) (۲۹۴) (۲۹۵) (۲۹۶) (۲۹۷) (۲۹۸) (۲۹۹) (۳۰۰) (۳۰۱) (۳۰۲) (۳۰۳) (۳۰۴) (۳۰۵) (۳۰۶) (۳۰۷) (۳۰۸) (۳۰۹) (۳۱۰) (۳۱۱) (۳۱۲) (۳۱۳) (۳۱۴) (۳۱۵) (۳۱۶) (۳۱۷) (۳۱۸) (۳۱۹) (۳۲۰) (۳۲۱) (۳۲۲) (۳۲۳) (۳۲۴) (۳۲۵) (۳۲۶) (۳۲۷) (۳۲۸) (۳۲۹) (۳۳۰) (۳۳۱) (۳۳۲) (۳۳۳) (۳۳۴) (۳۳۵) (۳۳۶) (۳۳۷) (۳۳۸) (۳۳۹) (۳۴۰) (۳۴۱) (۳۴۲) (۳۴۳) (۳۴۴) (۳۴۵) (۳۴۶) (۳۴۷) (۳۴۸) (۳۴۹) (۳۵۰) (۳۵۱) (۳۵۲) (۳۵۳) (۳۵۴) (۳۵۵) (۳۵۶) (۳۵۷) (۳۵۸) (۳۵۹) (۳۶۰) (۳۶۱) (۳۶۲) (۳۶۳) (۳۶۴) (۳۶۵) (۳۶۶) (۳۶۷) (۳۶۸) (۳۶۹) (۳۷۰) (۳۷۱) (۳۷۲) (۳۷۳) (۳۷۴) (۳۷۵) (۳۷۶) (۳۷۷) (۳۷۸) (۳۷۹) (۳۸۰) (۳۸۱) (۳۸۲) (۳۸۳) (۳۸۴) (۳۸۵) (۳۸۶) (۳۸۷) (۳۸۸) (۳۸۹) (۳۹۰) (۳۹۱) (۳۹۲) (۳۹۳) (۳۹۴) (۳۹۵) (۳۹۶) (۳۹۷) (۳۹۸) (۳۹۹) (۴۰۰) (۴۰۱) (۴۰۲) (۴۰۳) (۴۰۴) (۴۰۵) (۴۰۶) (۴۰۷) (۴۰۸) (۴۰۹) (۴۱۰) (۴۱۱) (۴۱۲) (۴۱۳) (۴۱۴) (۴۱۵) (۴۱۶) (۴۱۷) (۴۱۸) (۴۱۹) (۴۲۰) (۴۲۱) (۴۲۲) (۴۲۳) (۴۲۴) (۴۲۵) (۴۲۶) (۴۲۷) (۴۲۸) (۴۲۹) (۴۳۰) (۴۳۱) (۴۳۲) (۴۳۳) (۴۳۴) (۴۳۵) (۴۳۶) (۴۳۷) (۴۳۸) (۴۳۹) (۴۴۰) (۴۴۱) (۴۴۲) (۴۴۳) (۴۴۴) (۴۴۵) (۴۴۶) (۴۴۷) (۴۴۸) (۴۴۹) (۴۵۰) (۴۵۱) (۴۵۲) (۴۵۳) (۴۵۴) (۴۵۵) (۴۵۶) (۴۵۷) (۴۵۸) (۴۵۹) (۴۶۰) (۴۶۱) (۴۶۲) (۴۶۳) (۴۶۴) (۴۶۵) (۴۶۶) (۴۶۷) (۴۶۸) (۴۶۹) (۴۷۰) (۴۷۱) (۴۷۲) (۴۷۳) (۴۷۴) (۴۷۵) (۴۷۶) (۴۷۷) (۴۷۸) (۴۷۹) (۴۸۰) (۴۸۱) (۴۸۲) (۴۸۳) (۴۸۴) (۴۸۵) (۴۸۶) (۴۸۷) (۴۸۸) (۴۸۹) (۴۹۰) (۴۹۱) (۴۹۲) (۴۹۳) (۴۹۴) (۴۹۵) (۴۹۶) (۴۹۷) (۴۹۸) (۴۹۹) (۵۰۰) (۵۰۱) (۵۰۲) (۵۰۳) (۵۰۴) (۵۰۵) (۵۰۶) (۵۰۷) (۵۰۸) (۵۰۹) (۵۱۰) (۵۱۱) (۵۱۲) (۵۱۳) (۵۱۴) (۵۱۵) (۵۱۶) (۵۱۷) (۵۱۸) (۵۱۹) (۵۲۰) (۵۲۱) (۵۲۲) (۵۲۳) (۵۲۴) (۵۲۵) (۵۲۶) (۵۲۷) (۵۲۸) (۵۲۹) (۵۳۰) (۵۳۱) (۵۳۲) (۵۳۳) (۵۳۴) (۵۳۵) (۵۳۶) (۵۳۷) (۵۳۸) (۵۳۹) (۵۴۰) (۵۴۱) (۵۴۲) (۵۴۳) (۵۴۴) (۵۴۵) (۵۴۶) (۵۴۷) (۵۴۸) (۵۴۹) (۵۵۰) (۵۵۱) (۵۵۲) (۵۵۳) (۵۵۴) (۵۵۵) (۵۵۶) (۵۵۷) (۵۵۸) (۵۵۹) (۵۶۰) (۵۶۱) (۵۶۲) (۵۶۳) (۵۶۴) (۵۶۵) (۵۶۶) (۵۶۷) (۵۶۸) (۵۶۹) (۵۷۰) (۵۷۱) (۵۷۲) (۵۷۳) (۵۷۴) (۵۷۵) (۵۷۶) (۵۷۷) (۵۷۸) (۵۷۹) (۵۸۰) (۵۸۱) (۵۸۲) (۵۸۳) (۵۸۴) (۵۸۵) (۵۸۶) (۵۸۷) (۵۸۸) (۵۸۹) (۵۹۰) (۵۹۱) (۵۹۲) (۵۹۳) (۵۹۴) (۵۹۵) (۵۹۶) (۵۹۷) (۵۹۸) (۵۹۹) (۶۰۰) (۶۰۱) (۶۰۲) (۶۰۳) (۶۰۴) (۶۰۵) (۶۰۶) (۶۰۷) (۶۰۸) (۶۰۹) (۶۱۰) (۶۱۱) (۶۱۲) (۶۱۳) (۶۱۴) (۶۱۵) (۶۱۶) (۶۱۷) (۶۱۸) (۶۱۹) (۶۲۰) (۶۲۱) (۶۲۲) (۶۲۳) (۶۲۴) (۶۲۵) (۶۲۶) (۶۲۷) (۶۲۸) (۶۲۹) (۶۳۰) (۶۳۱) (۶۳۲) (۶۳۳) (۶۳۴) (۶۳۵) (۶۳۶) (۶۳۷) (۶۳۸) (۶۳۹) (۶۴۰) (۶۴۱) (۶۴۲) (۶۴۳) (۶۴۴) (۶۴۵) (۶۴۶) (۶۴۷) (۶۴۸) (۶۴۹) (۶۵۰) (۶۵۱) (۶۵۲) (۶۵۳) (۶۵۴) (۶۵۵) (۶۵۶) (۶۵۷) (۶۵۸) (۶۵۹) (۶۶۰) (۶۶۱) (۶۶۲) (۶۶۳) (۶۶۴) (۶۶۵) (۶۶۶) (۶۶۷) (۶۶۸) (۶۶۹) (۶۷۰) (۶۷۱) (۶۷۲) (۶۷۳) (۶۷۴) (۶۷۵) (۶۷۶) (۶۷۷) (۶۷۸) (۶۷۹) (۶۸۰) (۶۸۱) (۶۸۲) (۶۸۳) (۶۸۴) (۶۸۵) (۶۸۶) (۶۸۷) (۶۸۸) (۶۸۹) (۶۹۰) (۶۹۱) (۶۹۲) (۶۹۳) (۶۹۴) (۶۹۵) (۶۹۶) (۶۹۷) (۶۹۸) (۶۹۹) (۷۰۰) (۷۰۱) (۷۰۲) (۷۰۳) (۷۰۴) (۷۰۵) (۷۰۶) (۷۰۷) (۷۰۸) (۷۰۹) (۷۱۰) (۷۱۱) (۷۱۲) (۷۱۳) (۷۱۴) (۷۱۵) (۷۱۶) (۷۱۷) (۷۱۸) (۷۱۹) (۷۲۰) (۷۲۱) (۷۲۲) (۷۲۳) (۷۲۴) (۷۲۵) (۷۲۶) (۷۲۷) (۷۲۸) (۷۲۹) (۷۳۰) (۷۳۱) (۷۳۲) (۷۳۳) (۷۳۴) (۷۳۵) (۷۳۶) (۷۳۷) (۷۳۸) (۷۳۹) (۷۴۰) (۷۴۱) (۷۴۲) (۷۴۳) (۷۴۴) (۷۴۵) (۷۴۶) (۷۴۷) (۷۴۸) (۷۴۹) (۷۵۰) (۷۵۱) (۷۵۲) (۷۵۳) (۷۵۴) (۷۵۵) (۷۵۶) (۷۵۷) (۷۵۸) (۷۵۹) (۷۶۰) (۷۶۱) (۷۶۲) (۷۶۳) (۷۶۴) (۷۶۵) (۷۶۶) (۷۶۷) (۷۶۸) (۷۶۹) (۷۷۰) (۷۷۱) (۷۷۲) (۷۷۳) (۷۷۴) (۷۷۵) (۷۷۶) (۷۷۷) (۷۷۸) (۷۷۹) (۷۸۰) (۷۸۱) (۷۸۲) (۷۸۳) (۷۸۴) (۷۸۵) (۷۸۶) (۷۸۷) (۷۸۸) (۷۸۹) (۷۹۰) (۷۹۱) (۷۹۲) (۷۹۳) (۷۹۴) (۷۹۵) (۷۹۶) (۷۹۷) (۷۹۸) (۷۹۹) (۸۰۰) (۸۰۱) (۸۰۲) (۸۰۳) (۸۰۴) (۸۰۵) (۸۰۶) (۸۰۷) (۸۰۸) (۸۰۹) (۸۱۰) (۸۱۱) (۸۱۲) (۸۱۳) (۸۱۴) (۸۱۵) (۸۱۶) (۸۱۷) (۸۱۸) (۸۱۹) (۸۲۰) (۸۲۱) (۸۲۲) (۸۲۳) (۸۲۴) (۸۲۵) (۸۲۶) (۸۲۷) (۸۲۸) (۸۲۹) (۸۳۰) (۸۳۱) (۸۳۲) (۸۳۳) (۸۳۴) (۸۳۵) (۸۳۶) (۸۳۷) (۸۳۸) (۸۳۹) (۸۴۰) (۸۴۱) (۸۴۲) (۸۴۳) (۸۴۴) (۸۴۵) (۸۴۶) (۸۴۷) (۸۴۸) (۸۴۹) (۸۵۰) (۸۵۱) (۸۵۲) (۸۵۳) (۸۵۴) (۸۵۵) (۸۵۶) (۸۵۷) (۸۵۸) (۸۵۹) (۸۶۰) (۸۶۱) (۸۶۲) (۸۶۳) (۸۶۴) (۸۶۵) (۸۶۶) (۸۶۷) (۸۶۸) (۸۶۹) (۸۷۰) (۸۷۱) (۸۷۲) (۸۷۳) (۸۷۴) (۸۷۵) (۸۷۶) (۸۷۷) (۸۷۸) (۸۷۹) (۸۸۰) (۸۸۱) (۸۸۲) (۸۸۳) (۸۸۴) (۸۸۵) (۸۸۶) (۸۸۷) (۸۸۸) (۸۸۹) (۸۹۰) (۸۹۱) (۸۹۲) (۸۹۳) (۸۹۴) (۸۹۵) (۸۹۶) (۸۹۷) (۸۹۸) (۸۹۹) (۹۰۰) (۹۰۱) (۹۰۲) (۹۰۳) (۹۰۴) (۹۰۵) (۹۰۶) (۹۰۷) (۹۰۸) (۹۰۹) (۹۱۰) (۹۱۱) (۹۱۲) (۹۱۳) (۹۱۴) (۹۱۵) (۹۱۶) (۹۱۷) (۹۱۸) (۹۱۹) (۹۲۰) (۹۲۱) (۹۲۲) (۹۲۳) (۹۲۴) (۹۲۵) (۹۲۶) (۹۲۷) (۹۲۸) (۹۲۹) (۹۳۰) (۹۳۱) (۹۳۲) (۹۳۳) (۹۳۴) (۹۳۵) (۹۳۶) (۹۳۷) (۹۳۸) (۹۳۹) (۹۴۰) (۹۴۱) (۹۴۲) (۹۴۳) (۹۴۴) (۹۴۵) (۹۴۶) (۹۴۷) (۹۴۸) (۹۴۹) (۹۵۰) (۹۵۱) (۹۵۲) (۹۵۳) (۹۵۴) (۹۵۵) (۹۵۶) (۹۵۷) (۹۵۸) (۹۵۹) (۹۶۰) (۹۶۱) (۹۶۲) (۹۶۳) (۹۶۴) (۹۶۵) (۹۶۶) (۹۶۷) (۹۶۸) (۹۶۹) (۹۷۰) (۹۷۱) (۹۷۲) (۹۷۳) (۹۷۴) (۹۷۵) (۹۷۶) (۹۷۷) (۹۷۸) (۹۷۹) (۹۸۰) (۹۸۱) (۹۸۲) (۹۸۳) (۹۸۴) (۹۸۵) (۹۸۶) (۹۸۷) (۹۸۸) (۹۸۹) (۹۹۰) (۹۹۱) (۹۹۲) (۹۹۳) (۹۹۴) (۹۹۵) (۹۹۶) (۹۹۷) (۹۹۸) (۹۹۹) (۱۰۰۰)

دعا زہ بند کر لیا اور خدام کو اندر آنیکی مانگت فرمائی۔ خدام حجرہ کے باہر موجود رہے اُن کے کانوں میں تمام شب صدائے وجد آتی رہی آخر شب میں وہ صدابند ہو گئی۔ جب نماز صبح کا وقت ہوا اور حجرہ کا دروازہ حسب معمول نہ کھلا تو دروازہ توڑ کر دیکھا گیا کہ آپ واصل بحق ہو چکے ہیں اور جبین مبارک پر بخط قدرت "هَذَا حَبِيبُ اللَّهِ مَاتَ فِي حُبِّ اللَّهِ" منقوش ہے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَيْہِ سَاجِدُونَ)۔

بعد وفات جب آپ سے عالم رویا میں موت، گور، اور عکس کبر کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے سب کچھ آسان ہو گیا۔ جب مجھے عرش کے نیچے لے گئے تو میں نے سر سجدہ میں رکھا۔

آواز آئی: "میعین الدین! سر اٹھا۔ میں نے سر اٹھایا۔ ارشاد ہوا: تم ایسے کیوں ڈرتے؟ عرض کیا: تیری تجاویز و تہاری کی وجہ سے؟ ارشاد ہوا: جو شخص ہمارے کام میں مشغول ہے ہم اُس کے کام میں مشغول ہیں اور جس نے ذی الحجہ کے عشرہ میں سورہ فجر پڑھی اسے ڈر سے کیا واسطہ ہم نے تجھے بخش دیا اور تجھے اپنا وارث بنالیا۔

چونکہ تاقیامت محل ادبہار بادہ: صمیم کہ برجالش دو جہاں شاد باد

پسماندگان اور انکی اولاد

(الف) آپ کی ازواج و اولاد:-

صاحب سیر العارفین نے صلاً پر آپ کا متاہل ہونا لکھا ہے۔ نیز آپ کے متاہل اور صاحب اولاد ہونے کے متعلق صاحب سیر الاقطاب نے صلاً ۱۲ پر اور خزینۃ الاصفیاء (جلد اول) نے صلاً ۲۶۲-۲۶۴ پر حسب ذیل بیان دیا ہے:-

"بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ غریب نواز لا ولد تھے ہرگز قابل اعتبار نہیں کیونکہ شیخ فرید جو سلطان اتاکرین صوفی حمید الدین ناگوری کے نمبر و ہیں اپنے جدِ بزرگوار سے ذیل کی روایت نقل کرتے ہیں:-

"ایک روز حضرت خواجہ نے مجھ سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے حمید الدین! میں اولاد ہونے سے

پہلے جوان و توانا تھا اس وقت بغیر ان کے ہر بات پوری ہوتی تھی اب جبکہ میں بوڑھا اور صاحب اولاد ہو گیا ہوں تو مانگنے اور دعا کرنے بے مقصد برامی ہوتی ہے۔ میں نے عرض کیا: حضرت پر سب ظاہر و روشن ہے۔ چنانچہ جب تک حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیدا نہیں ہوئے تھے بی بی مریم کو جاڑے کی میوہ گرمی میں اور گرمی کی میوہ جاڑے میں بغیر طلب و خواہش ملتے تھے مگر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام تولد ہو گئے تو وہ رزق کا انتظار کرتی تھیں۔ حکم باری تعالیٰ ہوا کہ کعبور کی شاخوں کو ہلاؤ تاکہ اس سے تازہ کعبوریں گریں۔ پس بی بی مریم نے شاخوں کو ہلا کر تازہ کعبوریں حاصل کیں۔ یہ پہلی اور بعد کی بات کا فرق ہے۔ حضرت خواجہؒ نے یہ بات سنی اور پسند فرمائی۔ بتنیر الفاظ یہی روایت صاحب گزاردہ ابراہار نے بھی ص ۲۲ پر بحوالہ کتاب سرود العود (مؤلفہ شیخ فرید) نقل کی ہے۔ حسب فرشتہ جلد دوم ص ۵۳، ۵۴، ۵۵ دیگر کتب غریب نواز کے دو پارسیویاں تھیں۔

زنجبیل مطابق علیہ السلام حسب تفصیل گذشتہ غریب نواز نے پہلا رشتہ زوج بی بی امہ اللہ (جوراج کی لڑکی تھیں) کے ساتھ ۱۵۵۵ء میں کیا۔ حسب روایت مولانا شمس الدین طاہر ان کے بطن سے خواجہ فرید الدین ابو الخیر خواجہ حسام الدین ابو صالح اور بی بی مافظہ جمال تاج المستورات تولد ہوئیں۔

خواجہ فرید الدین ابو الخیر خلف اکبر آپ غریب نواز کے خلف اکبر ہیں۔ آپ کی ولادت ۱۱۹۵ھ - ۱۲۶۱ھ

۱۲۶۱ھ یعنی خواجہ فرید الدین ابو الخیر سید کے صاحبزادے ہیں اور سلطان قاری شمس الدین ناگوری کے پوتے ہیں۔ (گزار ابراہار ص ۳) ۱۲۶۱ھ یعنی خواجہ فرید الدین کی عرفیت منیا الدین لکھی ہے۔ بعض نے خواجہ ابو سعید کا نام منیا الدین لکھا ہے۔ بعض نے خواجہ ابو سعید کا نام عی الدین لکھا ہے۔ بعض نے منیا الدین ابو سعید لکھا ہے مگر ہمارے نزدیک مندرج بالا اسلمے گرمی اور ان کی عرفیت جیح ہے (دیکھو احسن السیر ص ۱۵۹-۱۶۰ و ماہک الساکین جلد دوم ص ۲۹۱ و غیرہ) دیکھو احسن السیر ص ۱۵۹ و غیرہ ۱۵۹۵ھ (الف) صاحب خزینۃ الامنی ص ۲۶۱ پر خواجہ ابو سعید کو خلف اکبر لکھا ہے مگر صاحب احسن السیر نے ص ۱۵۹-۱۶۰ پر خواجہ فرید الدین کو فرزند اکبر لکھا ہے۔ ہمارے نزدیک یہی قول آفریح ہے۔

(ب) بعض نے خواجہ عی الدین کا سنہ وفات ۱۲۶۵ھ لکھا ہے اور خواجہ منیا الدین کو ابو الخیر کہتے ہوئے ان کا سنہ وصال ۱۲۶۵ھ لکھا ہے مگر میں اس سے اتفاق نہیں۔

۹۱ھ میں ہوئی۔ آپ نے موضع **باندل** (جو اجیر سے تین منزل کے فاصلہ پر ہے) میں بود و باش اختیار فرمائی۔ یہاں زراعت کر کے اکل حلال سے قوت پسری فرماتے تھے۔

آپ بزرگ عالی مرتبت اور صاحب مقام عالیہ میں علوم ظاہری و باطن اور کمالات صوری و معنوی سے آراستہ تھے۔ آپ کا وصال بمر، سال ۶۶۱ھ میں ہوا۔ تاریخ وصال ۵ شعبان ہے۔ مزار شریف قصبہ سرداؤ شریف میں ہے۔ یہ قصبہ اجیر سے تقریباً ۳۲ میل کے فاصلہ پر علاقہ کشن گدھ میں واقع ہے۔ حال ہی میں سید عبدالحمد صاحب خادم درگاہ غریب نوازؒ نے آپ کے مزار شریف پر سنگ مرمر کا تعویذ و گنبد اپنی طرف سے پیش کیا ہے اور مسجد و فرش کی تعمیر بھی کرائی ہے۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہوئے۔ ازاں جلد ایک شیخ حسام الدین سوختہ ہیں۔

آپ کا عرس شریف سالانہ ۳ شعبان سے ۶ شعبان تک سرداؤ شریف میں ہوتا ہے۔ بتاریخ ۲ شعبان غریب نوازؒ کی درگاہ سے باہتمام خادم آستانہ چادر شریف جلوس کیساتھ سرداؤ شریف جایا کرتی ہے عرس شریف میں لنگر کا انتظام بھی خادم صاحبان ہی کرتے ہیں۔ خادمی وقف کی طرف سے بتاریخ پنجشنبہ شب میں محفل سماع کے موقع پر چائے پیش ہوتی ہے اور بعض دیگر مراسم بھی ادا ہوتے ہیں۔

خواجہ حسام الدین ابو صالح **لچسٹروم** آپ غریب نوازؒ کے فرزند اوسط ہیں۔ آپ کے متعلق مختلف روایات ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ بمر ۴۵ سال بغض کے نزدیک خورد سالی میں ابراہیم کی صحبت میں شامل ہو گئے۔ آپ کے سات صاحبزادے تھے۔

۱) **دافت**، اقتباس الانوار کے صفحہ ۱۲ پر نامزد کھایا۔ مگر وقایع شاہ معین الدین چشتی کے صفحہ ۴ پر موضع **اندن** کھایا۔
 (ب) **انشی** **باندل** **بھیل** **واڑو** کے متعلق اجیر سے ۵۰ میل کے فاصلہ پر ہے۔ (دیوے نامیہ میل بلای اینڈ سی۔ آئی آر ایزیم کونٹرولنگ بورڈ)
 صفحہ ۱۲ **ساگ** **ساگین** **جلد دوم** صفحہ ۲۱۱ و **احسن البیر** صفحہ ۱۶ **غزنیہ** **اصفیا** صفحہ ۲۴ **الف** **مراۃ الانساب** صفحہ ۱۲
 (ب) صاحب اخبار الافکار وغیرہ نے غریب نوازؒ کے وصال کے ۲۰ سال بعد آپ کا وصال ہونا کھایا ہے مگر ہیں آخر ان کے روایت سے اتفاق نہیں۔

۲) **ساگ** **ساگین** **جلد دوم** صفحہ ۲۱۱

۳) تذکرۃ الاولیاء ہند صفحہ ۱۲ **معین** **الادریا** صفحہ ۱۲

۴) **اخبار** **الافکار** صفحہ ۱۲

۵) **اقتباس** **الانوار** صفحہ ۱۲ **غزنیہ** **اصفیا** صفحہ ۲۶ **احسن البیر** صفحہ ۱۶

تاج المستورات بی بی حافظہ جمال | آپ کا نکاح شیخ رضی الدین عرف عبداللہ بن قاضی حمید الدین

آگوری (ساکن موضع منڈل علاقہ ناگور) کے ساتھ ہوا۔ آپ کے دو صاحبزادے ہوئے مگر دونوں کاجالت طفلی انتقال ہو گئے۔ آپ کا مزار غریب نواز کے پائوں میں زیارت گاہ خلایق ہے۔ روضہ غریب نواز کے خدام بی بی کے مزار کی بھی خدمت کرتے ہیں۔ ایک خادم حاضر رہتا ہے۔ بی بی کا عرس شریف بتاریخ ۷ رجب بمقام درگاہ شریف ہوتا ہے اور بی بی کے چلہ پر لب نور چشمہ ۱۹ رجب کو سالانہ ہوتا ہے۔ اخیر شریف میں یہ نال کا میلہ اور بی بی حافظہ جمال کے میلہ کے ۱۰ مے مشہور ہے۔ آپ بڑی مابہ زادہ یکتا ہیں۔ نور چشمے پر آپ کی چلہ کشی کا حجرہ موجود ہے۔

سلسلہ مطابق ۱۲۲۳ھ | یہ رشتہ بی بی عصمت اللہ کے ساتھ ہوا۔ ان کے بطن سے حضرت خواجہ زون ثانی۔ ضیا الدین ابوسعید تولد ہوئے۔ مزید تفصیلات پیچھے آچکی ہیں۔

خواجہ ضیا الدین ابوسعید پیر سوم | آپ غریب نواز کے فرزند خود ہیں غرض شریف پچاس سال کی ہوئی آپ کے دو صاحبزادے تھے۔ مزار شریف درگاہ غریب نواز کے احاطہ میں لب جہالہ سایہ گھاٹ پر زیارت گاہ خلایق ہے۔ آپ کا عرس شریف بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ ہوتا ہے۔ محی الاوقات حبیبی گدڑی شاہی ابنمن (رجسٹرڈ) عرس شریف میں بوقت شب بموقعہ محفل سماع چائے پیش کرنیکی سعادت حاصل کرتی ہے۔ صاحب معین الاولیاء نے صفحہ ۱۲ پر لکھا ہے کہ آپ کے ہر دو صاحبزادگان کے نام خواجہ احمد و خواجہ وحید ہیں۔ ان کا ذکر فوائد الغوائد میں ہے۔ ہائے نزدیک یہی ہر دو حضرات ابوالفرید الدین گنجشکر کے ہمصر ہو سکتے ہیں نہ کہ شیخ ابویزید بن خواجہ غم الدین کے پسران (خواجہ احمد و خواجہ وحید)

علا (الف) دیکھو جابر فریدی صفحہ ۱۶۹ و اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۳۰ و سیر الاقطاب صفحہ ۱۳ (د) بعض حال کے تذکروں نے بلا ماخذ بی بی حافظہ جمال کو راجہ کی بیٹی لکھا ہے جو غریب نواز کے دست حق پرست پر ایمان لائیں مگر ہمارے نزدیک یہ روایت مستند نہیں۔ (ج) بعض حال کے تذکروں میں مقدمات کے در بیان آپ کا تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دینا لکھا ہے۔

علا آپ کا مزار شریف ناگور سے تقریباً ایک کوس کے فاصلہ پر حوض مندہولا کے کنارہ ہے (احسن السیر صفحہ ۱۳)

علا سیر الاقطاب صفحہ ۱۶۹ و اقتباس الانوار صفحہ ۱۴۳۰ و افاضات حمید صفحہ ۱۶ دیکھو سیر الاقطاب کے صفحہ ۱۳۰-۱۳۶۔ مولانا شمس الدین طاہر کی بیان کردہ روایت علا دیکھو احسن السیر وغیرہ صفحہ ۱۶

آپ کے مبارک اور ان کی اولاد

حضرت خواجہ شام الدین سوختہؒ آپ خواجہ فخر الدین ابن غریب نواز کے صاحبزادے ہیں۔ بڑے کامل و اکمل ہوئے ہیں۔ آپ کا سینہ سوز محبت سے داغدار

اور آنکھیں درد طلب میں اشکبار رہتی تھیں۔ سلطان المشائخ حضرت نظام الدین دلاویا کے ہم صحبت رہے ہیں آپ کے دو فرزند تھے۔ آپ کا دھمال سلاست میں ہوا۔ مزار شریف قصبہ سانجھ میں ہے۔ یہ قصبہ ریلوے جکشن چلیس سے ایک اسٹیشن پر واقع ہے یہاں نمک بنایا جاتا ہے۔

آپ کا عرس شریف ۱۲ لغایت ۱۴ رجب سانجھ شریف میں ہوتا ہے۔ دیوان صاحب درگاہ غریب نواز اور ملازمین درگاہ عرس شریف کی خدمات بجالاتے ہیں۔

حضرت خواجہ احمدؒ خواجہ فیاض الدین کے بہر ہیں۔ خواجہ احمد فرماتے ہیں: کہ میرے دوستوں میں ایک شخص سپاہی پیشہ تھا۔ ایک دن ہم اور وہ جنگل میں تھے وقت غیر ہو گیا اُس جگہ

چوروں کا زور تھا۔ شام کی نماز کا وقت ہوا۔ ہم نے تو تین فرض اور دو سنت ادا کرے لیکن اس یار نے باوجود اس خوف کے دو رکعت سلامتی ایمان بھی ادا کی۔ الغرض جب اُس کی موت کا وقت نزدیک آیا تو مجھے خبر ملی میں حالت پوچھنے کے لئے اس کے پاس گیا تو اس کا انتقال اسی طرح ہوا جس طرح ہونا چاہیے۔

حضرت خواجہ وحیدؒ آپ خواجہ احمد کے جانی اور غریب نواز کے نبیرہ ہیں۔ جب آپ بابا فزید الدین حج شکر کے پاس مرید ہونے گئے تو بابا صاحب نے فرمایا: میں نے یہ نعمت

تمہارے خاندان سے پائی ہے میری کیا مجال جو بیعت کرنے کے لئے تمہارا تھوکر پڑوں! آخر بیعت اصرار کے بعد بابا صاحب نے آپ کو بیعت کیا۔

۱۔ ان کے پد (خواجہ فخر الدین) نے اپنے گم شدہ جانی کی یاد میں اُن کے نام پر ان کا نام رکھا تھا (مگزوار ابرار صفحہ ۲)

۲۔ دیکھو اخبار الاخبار صفحہ ۱۱ و مگزوار ابرار صفحہ ۲ و تذکرۃ اولیائے ہند صفحہ ۱۳

۳۔ دیکھو اخبار الاخبار صفحہ ۱۱ و فراموشانہ صفحہ ۲ و معین الاولیاء صفحہ ۱۲ و الف (فرشتہ بعد دوم صفحہ ۵ و اخبار الاخبار

(ب) فرشتہ نے اُن کا نام وحید الدین رکھا ہے بعض نے وحید الدین رکھا ہے۔

حضرت خواجہ معین الدین خورد | آپ حضرت شیخ حسام الدین سوختہ ابن خواجہ فخر الدین ابن
غریب نواز کی روح پر فتوح سے فیض حاصل کر لیتے تھے۔ اپنے شیخ نصیر الدین چراغ دہلوی سے
خرقہ پایا۔ آپ سے بہت اولاد ہوئی۔

صاحب اقتباس الانوار نے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے: "فرزندان خواجہ معین الدین خورد بن شیخ حسام الدین
مالوہ جاکر سکونت پذیر ہوئے۔ بعد ازاں کچھ مال معلوم نہ ہوا، صاحب اخبار الاخبار کا صفحہ ۱۱ پر بیان ہے جب
سلطنت دار الملک دہلی میں فتر ہوا آپ کے فرزند انانڈو (جو مالوہ میں ہے) جاکر سکونت پذیر ہوئے۔
جب تذکرۃ الاولیاء کے ہند آپ کا وصال ۱۱۶۱ھ میں ہوا مگر تاریخ گنج کے صفحہ ۵۲ آپ کا سال وفات ۱۱۶۲ھ
لکھا ہے۔

شیخ قطب الدین الماطب چشت خاں | آپ سید فرید الدین بن نظام الدین بن خواجہ معین الدین
خورد کے صاحبزادہ ہیں۔ سلطان محمود غلہ نے آپ کو چشت
خاں کا خطاب دیکر باہر سواروں پر افسر کیا تھا۔ سلطان محمود نے جب اجیر میں رونق اسلام تازہ کی تو
آپ کے اجیر دینا چاہا مگر چونکہ آپ منڈو (مانڈو) میں چھوٹے سے بڑے ہوئے تھے اسلئے آپ نے اجیر جانا
پسند نہیں کیا منڈو ہی میں رہے۔

حضرت شیخ قیام الدین بابر یاں | آپ خواجہ معین الدین خورد کے برادر اور خواجہ حسام الدین سوختہ

۱۱ اخبار الاخبار صفحہ ۱۱

۱۲ الف) معین الاولیا صفحہ ۱۲ د ب) صاحب اخبار الاخبار نے انہیں از اولاد (بنائے) خواجہ معین الدین خورد لکھا ہے۔
مگر صاحب مخزن ابراہان نے انہیں خراج معین الدین خورد کا بنایا لکھا ہے۔

۱۳ اھ) مانڈو یا منڈو زمانہ قدیم میں مالوہ کا بڑا شہر تھا گربا ویران ہے (مگر از ابراہام صفحہ ۲۲)
د ب) مانڈو اندلس سے تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر ہے۔

۱۴ معین الاولیا صفحہ ۱۲ اخبار الاخبار صفحہ ۱۱ د ب) بال معنی عظمت و شان (مگر از ابراہام صفحہ ۲۲)

۱۵ سالہ فکرو میں معین الدین دوم (خورد) کو لاد لکھا ہے مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں۔

کے پسر خور ہیں۔ آپ وجہ دلاور اور نیک طینت بزرگ تھے۔ جب سلطنت اسلامیہ دہلی میں فتور آیا تو آپ کے نیا رنگرات میں جا کر تعلیم و علم میں مصروف ہوئے۔ آپ کے ایک فرزند تھے (بقول اخبار الاخیار) صوفی آپ سے بہت اولاد ہوئی، آپ کا دس سال ۷۶۷ھ میں ہوا مزار آپ کا سنگ سفید کے احاطہ میں غریب نواز کے مزار کے پائیں کی جانب ہے۔

صاحب اقتباس الانوار ص ۱۲۵ پر لکھتے ہیں: خواجہ قیام الدین بن شیخ حمام الدین (د سوختہ) نے اجیمیر میں سکونت اختیار کی اور حضرت خواجہ غریب نواز کے فرزند جانشین ہوئے۔ چنانچہ خواجہ قیام الدین منصور کے فرزندوں میں سے ایک خواجہ حسین اجیمیری عہد جاگیر تک سجادہ نشین رہے۔ ان کی عمر سو سال کی ہوئی۔ عبادت اور حق پرستی میں بسر کی۔ یہ بہت بزرگ تھے۔ ان کے بعد ان کے بھائی خواجہ ابوالخیر کے ماجزادہ معین الدین (اربعہ) سجادہ نشین ہوئے۔ ان کے بعد ان کے برادر زادہ ملا الدین سجادہ نشین ہوئے۔ یہ بہت خلیق اور زیور علاج و بزرگی سے آراستہ تھے اور شاہ عالم بن مالگیر کے عہد میں سراج الدین سجادہ نشین ہوئے۔ یہ بہت خلیق و صالح تھے غریب نواز کی بشارت (باطنی) پر مسند سجادگی پر آئے۔

مگر غریب نواز کی اولاد کا جو مختصر شجرہ رسالہ شکوہ کے صفحہ ۹ پر دیا گیا ہے اس میں دیوان صاحبان ہونے کی ترتیب اس طرح ہے:- دیوان سید خواجہ حسین کے بعد ان کے بھائی خواجہ ابوالخیر کے ماجزادہ دیوان سید ولی محمد ان کے بعد دیوان سید عبدالستار یہ اولاد تھے اس لئے ان کے بعد ان کے چچا دیوان سید عظیم الدین ان کے بعد ان کے لڑکے دیوان سید علاء الدین ان کے بعد ان کے لڑکے سید محمد ان کے بعد ان کے لڑکے سید فخر الدین معزول (ان کی اولاد قصبہ جھنجھن علاقہ جے پور میں موجود ہے) ان کے بعد دیوان سید سراج الدین ان کے بعد دیوان سید منیر الدین ان کے بعد دیوان سید امام الدین ان کے بعد دیوان سید اصغر علی ان کے بعد دیوان سید ذوالفقار علی ان کے بعد دیوان سید شمس علی

علا اخبار الاخیار ص ۱۱۵ علا سیر الاولیاء ص ۱۲۷

علا رسالہ شکوہ نے انہیں دیوان نہیں کہا مگر کہا جا آ ہے کہ لفظات جاگیر سے ان دیوان ہونا ثابت ہے۔

علا اولاد غریب نواز کے متعلق بعض تفصیلات کتاب خواہر فریدی کے ص ۱۱۹-۱۲۰ پر بھی درج ہیں۔

ان کے بعد دیوان سید مہدی علی ان کے بعد ان کے جتھے دیوان سید سراج الدین ان کے بعد دیوان سید
غیاث الدین ان کے بعد سید امام الدین (لا ولد) دیوان ہوئے۔ بعد ازاں مولف کے زمانہ میں سید
امام الدین کے بعد سید شرف الدین ان کے بعد سید آل رسول ان کے پاکستان جانے کے بعد موجودہ
دیوان سید مکیم غیاث حسین دیوان ہوئے۔

دیوان صاحبان کی مندرجہ بالا ترتیب کی تصدیق ایک معمر واقف حال پیر زادہ سید عبدالرشید
صاحب عرف پیر جی نے بھی کی۔ صاحب اقتباس الانوار نے بعض درمیانی نام چھوڑ دئے ہیں۔
شیخ نجم الدین خالدؒ ابن خواجہ قیام الدین بن حسام الدین سوختہ کے دو صاحبزادے کمال الدین حسنؒ
اور سید ابو زید تھے اور سید ابو زید کے دو صاحبزادے تھے جن کے اسمائے گرامی
خواجہ احمد اور خواجہ وحید ہیں شیخ نجم الدین خالد کا وصال ۷۷۷ھ میں ہوا۔

سید کمال الدین حسن احمدؒ آپ خواجہ نجم الدین خالد کے پسر دوم ہیں آپ کی وفات ۷۸۶ھ میں
ہوئی آپ کے فرزند سید شہاب الدین کے صاحبزادے تاج الدین بایزید تھے
حضرت تاج الدین بایزید بزرگؒ آپ سید شہاب الدین کے صاحبزادے ہیں۔ بقول اخبار الاخبار
ص ۱۱۱ بایزید بزرگ قیام الدین بابر مال کے فرزندوں میں سے ہیں
آپ بزمانہ فتور سلطنت اسلامی دہلی سے بغداد کی طرف چلے گئے اور علوم تحصیل کئے۔ بقول حسن السیر
ص ۱۱۲ آپ بیت اللہ شریف چلے گئے تھے۔ حسب اخبار الاخبار وغیرہ جب سلطان محمود غلجی نے سالہا
سال بعد اجیر میں پھر اسلام قائم کیا تو آپ منڈو میں تشریف لائے اس وقت شیخ محمود (جو منڈو میں
شیخ الاسلام تھے اور علمائے وقت میں صدر نشین تھے) نے اپنی دختر کا نکاح شیخ بایزید سے کر دیا
سلطان محمود غلجی شیخ بایزید کا معتقد ہو گیا۔ چشتی خاں کی تحریک پر سلطان نے انہیں روضہ غریب نواز
میں درس دینے کیلئے اجیر بھیج دیا۔ چونکہ آپ برسوں بعد سفر سے واپس تشریف لائے تھے بایں وجہ
اجیر میں مدت تک قیام کرنے کے بعد ایک جماعت نے آپ کا اولاد غریب نواز میں ہونا تسلیم نہیں کیا۔

۱۔ دیکھیں ص ۱۳۷ دیکھیں ص ۱۳۷-۱۳۸

۲۔ صاحب معجزات ابرار نے ص ۳ پر شیخ بایزید بزرگ کو شیخ قیام الدین بابر مال کا پسر لکھا ہے۔

یہ معاملہ سلطان محمود غزنوی تک پہنچا۔ بادشاہ نے علمائے وقت و مشائخین سے دریافت کیا۔ شیخ حسین ناگوری اور مولانا رستم اجیری اور اکثر اکابر و مشائخ نامدار نے اس امر کی شہادت دی کہ یہی شیخ بایزید خواجہ بزرگ معین الدین چشتی قدس سرہ الغریزہ کی اولاد میں ہیں۔ شیخ حسین ناگوری نے شیخ ابو زید (بایزید نہیں ابو زید) کے فرزند ان خواجہ احمد اور خواجہ وحید کی سادہ پیوند خویشی بھی پیدا کر لیا تھا۔ بقول مونس الارواح فریب اللہ نے فرمایا تھا: میری اولاد اور حمید الدین (سوالی) کی اولاد ایک ہے۔ اس فرمان کا اس رشتہ خویشی سے اظہار ہوا۔ تفصیلات اوپر کے بیان اور بعد کے بیانات میں درج ہیں۔ اور بعد کے زمانہ میں بھی ایسے رشتے ہوتے رہے جنکی بعض تفصیلات آگے درج ہیں۔

شیخ نور الدین طاہرؒ | آپ شیخ تاج الدین بایزید بزرگؒ کے فرزند ہیں آپ کی زوجہ خواجہ معتمد حسینؒ ناگوری کی ماجزادی ہیں۔ ایک مدت تک جادہ میسخت و ارشاد پر متکفل رہے۔ وصال ۹۰۵ھ میں ہوا۔

شیخ رفیع الدین بایزید خورڈؒ | آپ سید نور الدین کے ماجزادے ہیں۔ آپ کی زوجہ صوفی حمید الدین سوالی ناگوری کے خاندان سے تھیں۔ آپ سلوک کے طریقہ میں ظاہر و باطن سے آراستہ تھے برسوں تک اباۓ کرام کے سجادہ پر طالبان حق کی رہنمائی کرتے رہے۔

سید معین الدین ثالثؒ | آپ سید رفیع الدین بایزید خورڈ کے فرزند ہیں۔ جب اجیر میں راجگان ہند نے ظلم پر کمر باندھی تو جاں نثار قدم آپ کو آپ کی والدہ کے وطن یعنی ناگور (علاقہ جود پور) میں لے گئے۔ آپ نے وہیں اقامت اختیار کر لی اور وہیں صوفی حمید الدین سوالی ناگوری کے خاندان میں نکاح کر لیا۔ آپ کا وصال مسئلہ میں ہوا۔ مرقد آپ کا صوفی حمید الدین سوالی کے جوار میں ہے۔ آپ کے تین فرزند خواجہ حسن۔ خواجہ حسین اور خواجہ ابوالخیر تھے علیاً

جلد ۱ الف) دیکھو اخبار الانبیاء صفحہ ۱۱۵۔ گزرا ابرار صفحہ ۲۱۵۔ افادات حمید معطلہ۔ مونس الارواح صفحہ ۶۶ و ۶۷۔ ۸۰۶۔ سیر القباب صفحہ ۱۳۱۔ حسن السیر صفحہ ۱۳۱۔ معین الدین صفحہ ۱۲ (ب) زمانہ حال کی تالیف کتاب التتبع میں تصدیق فرمادی سے انکار کیا ہے۔

جلد ۲ دیکھو معین الدین صفحہ ۱۱۵۔ دیکھو معین الدین صفحہ ۱۲۔ گزرا ابرار صفحہ ۲۱۵۔

جلد ۳ دیکھو معین الدین صفحہ ۱۲-۱۳۹۔

خواجہ حسن مجذوب سالک | آپ کے دو صاحبزادیاں تھیں ایک کا نام بی بی سلطان خاتون تھا ان کا نکاح خواجہ ابوالخیر کے صاحبزادہ سید ولی محمد سے ہوا۔ دوسری ملکہ جہاں تھیں ان کا نکاح سید شاہ مہربن خواجہ ابوالخیر کیساتھ ہوا۔ صاحب گزدار ابراہار نے صفحہ ۴۳۳-۴۳۵ پر لکھا ہے کہ آپ نے سید حبیب اللہ (وفات ۸۸۵ھ) کی پرورش فرزند کی طرح کر کے مرید کیا۔ آپ کا سلسلہ نسب زریطن سے خواجہ فخر الدین پسر غریب نوادہ تک پہنچتا ہے۔

دیوان خواجہ حسین اجمیری | مشہور ہے کہ آپ خواجہ معین الدین چشتی سہروردی کی اولاد بنا کر میں سے ہیں بعض دشمنوں نے مشائخ فتح پوری (فتح پور سیکری) کی رہ نمونی سے جو اپنے ابناءے فس کے استیصال میں ماعی جیلہ کرتے تھے یہ ثابت کیا کہ شیخ معین الدین کی اولاد میں نہ تھے۔ اس لئے انہیں اجمیر کی تولیت سے محروم کیا گیا۔ شیخ (حسین) کو بڑا مقدور تھا اس صوبہ میں بادشاہ زندگی بسر کرتے تھے اس لئے بادشاہ (اکبر) نے انہیں کہ معظہ کی طرف فاتح البلد ہونے کا حکم دیا۔ یہ حج کو گئے اور سفر حجاز سے واپس آ کر پھر بادشاہ کے پاس حاضر ہوئے مگر شرائط آداب جو ایجاد ہوئی تھیں بجا نہ لائے اس لئے بادشاہ نے انہیں بے اخلاص جان کر قلعہ بکر (مئد) میں حبس کا حکم دیا۔ آپ نے شادی بھی نہیں کی۔ اور تین سال تک مقید رہے۔ بادشاہ نے اپنی والدہ مریم مکانی کی سفارش پر جی انہیں رہا نہیں کیا۔

علاء الدین حسین اولیاء صفحہ ۱۲۹-۱۳۰ء یعنی نے اسے بکھر لکھا ہے ع (الف) دیکھو اقبال نامہ اکبری صفحہ ۹۷ (د) در اوقات تقسیم نمودات کہ سلطانی وافر بود جی کہ دعویٰ فرزندی خواجہ داشتند مجدد تولیت با ایشان مغرض بود و ریاست این طائفہ شیخ معین داشت تمام زہائے خرد را متصرف می گشتند و میاں او دو مجاہدان اس رفیع مقام مناقشہ و نزاع بہم رسید و خبر این شد کہ شایخ مرزا کہ مقتدی تولیت مدعوہ و اوقات بود دعویٰ فرزندی کہ تزیب کردند و در این گفت و شنید لاتے در میان بود و آنحضرت حاضر اشرف را بہ تحقیق من انگشتان احوال نفس او مرگاشہ ثقات و مدد دل را بر این داشتند کہ از قرائد اقصیٰ تحقیق نمودہ بنور اشرف رسانند بعد از چندی بسیار ظاہر شد کہ دعویٰ فرزندی اصل نہ داشت بنابراین تولیت ان کل مقدس شیخ محمد بخاری کہ اذا لاہر سادات ہند و تان بدانش و عقیدت ممتاز بود تفویض فرمودند (اکبر نامہ جلد دوم صفحہ ۳۲)

علاء دیکھو کتاب التفتیح صفحہ ۱۵۰ معین الاولیاء صفحہ ۱۵۰ بحوالہ منتخب التواریخ

آپ کے ممتدوں کی سفارش سے بکرے آپ کو طلب کیا گیا اور آپ قیدیوں کے ساتھ بادشاہ کے دربار پہنچے اور قیدیوں نے سجدہ کر کے غلامی پائی مگر اس پر سو فیصد سالہ نے بوسع قدیم و کریم کی اس لئے بادشاہ نے پھر بکرے پیدا وہاں تین سو بیگہ آراضی وجہ معاش مقرر کر دی۔ بالآخر ستائیس میں اکبر نے آپ کو رہا کر دیا۔

جہانگیر اپنے عہد میں آپ کو ششماہی زر نقد دیا کرتا تھا۔ چنانچہ توڑک جہانگیری میں لکھا ہے :-

ترجمہ

عبارت توڑک جہانگیری صفحہ ۵۲

۱۔ خواجہ حسین کہ از بنا خواجہ معین الدین چشتی
است بمقام نیمہ سالہ ہزار روپیہ عنایت نمودم
۲۔ خواجہ معین الدین چشتی کے پوتے خواجہ حسین
کو ششماہی ہزار روپیہ میں نے عنایت کئے۔
شیخ مذکور ہمیشہ ریاضت و عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ مائتم الدہر اور قائم الیل تھے۔ آپ شیخ
امام ربانی (جکا و حال ۹۵۸ء میں ہوا) کے پیرو مرشد ہیں۔

آپ سب سے پہلے دیوان ہیں آپ ہی سے دیوان کے منصب کا سلسلہ شروع ہوتا ہے آپ سے
بعد کے حضرات (اولاد خواجہ) کے حالات نامطریق کتاب معین الاولیاء میں پڑھ سکتے ہیں۔

ہندوستان میں بعض آپ کے اہل قرابت کے متعلق روایات

حضرت خواجہ علی سہریؒ | آپ حضرت خواجہ معین الدین حسنؒ کے خواہر زادہ ہیں آپ کا مزہ مال غلامی
غریب نوازؒ کے سلسلے میں درج ہے۔

حضرت عظیم الدین عالم نوازؒ | کہا جاتا ہے کہ آپ حضرت خواجہ کے ہمیشہ زادہ ہیں آپ کا مزار ہارنپور
سے تقریباً چار میل پر موضع شیخ پور میں ہے۔ مزار شریف پر ایک پرانی وضع کا گنبد ہے۔ بیرون گنبد

۱۔ اقبال نامہ اکبری صفحہ ۹۴ ۲۔ دیکھو کتاب التعمین صفحہ ۱۵۵ ۳۔ بحوالہ منتخب التواریخ

۴۔ اقبال نامہ اکبری صفحہ ۹۴ ۵۔ دیکھو گزارش ابرار صفحہ ۳۴ ۶۔ صورت اخلاقی صفحہ ۶۴۔

چاروں طرف ایک بلند چبوترہ ہے جبوترہ کے گوشہ مشرق و جنوب میں کنواں ہے اور مغرب و شمال میں ایک مسجد ہے مزار شریف کے چاروں طرف بنبرہ زار کا دلکش منظر ہے۔ مؤلف نے یہاں حاضری دی ہے۔ آپ کے فیض بے پایاں کے انہار سے قلم قاصر ہے۔

حضرت شرف ابدال شاہؒ | عوام میں آپ بھی حضرت خواجہ کے ہمیشہ زادہ مشہور ہیں آپ کا مزار شریف دھولپور میں ایک پہاڑی پر واقع ہے۔

حضرت شاہ علاء الدینؒ | عوام میں مشہور ہے کہ آپ غریب نواز کے بھانجے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی وضع تلندرانہ تھی۔ آپ کا مزار شریف مراد آباد میں محلہ پیر زادوں میں واقع ہے۔ متصل مزار ایک بڑا قبرستان اور پختہ مسجد مستف ہے۔ اس کے علاوہ چند تلندرانہ مساجد بھی آپ کے احاطہ میں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ مراد آباد کے شاہ ولایت ہیں۔ آپ کا عرس شبان کی ۱۴ اتر تاریخ کو سالانہ ہوا کرتا ہے۔ اہل مراد آباد آپ کے فیضان سے مستفیع ہیں۔

حضرت پیر فتح اللہ شاہؒ | بروایت زبانی عوام میں مشہور ہے کہ آپ غریب نواز کے بھانجے ہیں آپ کا مزار شریف زیر قلعہ راجہ رائے سین بھوپال سے تقریباً ۲۲ میل پر ہے۔ موجودہ نواب بھوپال (حمید اللہ خاں صاحب) آپ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ اور اکثر آپ کے مزار پر حاضری دیتے ہیں۔

حضرت خواجہ خانوںؒ (یا خانوں) | آپ حضرت خواجہ حسین ناگورئی کے مرید ہیں اور اپنے زمانہ کے نام آور اصفا میں سے ہیں۔ عبادت و ریاضت میں مشغول رہتے تھے آپ نے شیخ اسماعیل غلف شیخ حسین سرمستؒ سے بھی فیض حاصل کیا ہے۔ آپ حضرت خواجہ معین الدین خشتیؒ کی روح پر فتوح سے استفادہ کرتے تھے۔ اور بہت ارادت و محبت رکھتے تھے۔ شیخ نظام الدین نازولویؒ اور ان کے بھائی شیخ محمد اسماعیل نے آپ سے خلافت حاصل کی۔ آپ کی وفات ۹۴۴ھ میں ہوئی۔ عام طور سے مشہور ہے کہ آپ غریب نوازؒ کے بھانجے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ غریب نوازؒ کی ہمیشہ یاد نشہ کی ہمیشہ

علی مؤلف اکثر آپ کے مزار اقدس پر حاضر ہوا ہے۔

۲۷ صحت الاولیاء ص ۲۶ بحوالہ شہرہ جنت و اخلاص ص ۷۷

کی اولاد میں ہوں۔ مگر یہ مقدمہ نہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کا نبی سلسلہ حضرت قاضی حمید الدین ناگوری سے ملتا ہے۔ آپ کا مزار شریف گوالیار میں ہے۔ سالانہ عرس شریف ہوتا ہے۔
حضرت چین حشتی باباؒ آپ کا مزار شریف مندسور میں ہے۔ بروایت زبانی مشہور ہے کہ آپ غریب نوازؒ کے بھانجے ہیں۔

حضرت برہان الدین عرف تالے والے باباؒ نواح جے پور آپ کا مزار ہے۔ عرس شریف کے موقع پر بہت لوگ بیل گاڑیوں میں آپ کے مزار پر پہنچتے ہیں۔ یہ میلہ تالے کے میلے کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کی عمارت درگاہ میں پرانے زمانہ کی وضع کا بلند دروازہ اور نوبت خانہ ہے۔ بروایت زبانی مشہور ہے کہ آپ غریب نواز کے ماموں ہیں مگر یہ روایت کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گزری۔

میراں ناطع شاہؒ آپ کی خدمت میں شہاب الدین غوریؒ اور راجہ جے چند کی حاضری کے حالات پیچھے افاضات حمید سے لکھے جا چکے ہیں۔ مگر حال میں غیر مطبوعہ چند اوراق میں آپ کے بعض مزید حالات ملے ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جا رہا ہے۔
آپ کے والد بزرگوار حضرت سید میراں سہماں نے کوہ ہرات سے دو منزل پر قصبہ نیلان میں سکونت اختیار فرمائی تھی۔ یہیں آپ اپنی والدہ بی بی عصمت خاتون کے بطن سے تولد ہوئے۔ اس وقت آپ کے والد کی عمر چالیس سال کی تھی۔ آپ کا نام سید میراں حمید اللہ لقب میراں ناطع شاہ (عرف نام میں ناواں شاہ) ہے۔ آپ نے بڑے ہو کر سید عبدالرزاق چرخانی (چرخانی) سے شرف بیعت حاصل کیا۔ مرشد نے اپنے دست مبارک سے کہنے سے ہو کر مقررہ چلائی اور آپ کے چاروں ابو و تراش دیئے۔ خرقہ درویشی عطا فرما کر نماز شکرانہ کی دو رکعتیں پڑھوائیں شربت کا جام خود نوش فرما کر آپ کو پلایا اور میراں ناطع شاہ کے ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر آپ کے لئے دعا فرمائی۔ آپ اس وقت بیہوش ہو گئے۔ جب بیرو مرشد نے اپنا عتاب دہن آپ کے منہ میں ڈالا تو آپ ہوش میں آ گئے۔ بعد ازاں دو ترکہ کلاہ آپ کے

علیہ السلام میں دلیرے انشیں ہے (دیکھو نام ٹیل بی بی۔ ایڈ۔ سی۔ آئی۔ آر۔ مٹ۔) روایت کسی معتبر کتاب میں نظر سے نہیں گزری
علیہ السلام چرخ وایت غزنین میں رکھائوں ہے (ترجمہ منقول القدس و خراول معلول)

سرپرستی آپ پانچ سال تک مرشد کی خدمت میں حاضر رہے ازاں بعد حضرت سید عبدالرزاق نے اپنے خلیفہ اول موسیٰ خاں کو خراسان اور خلیفہ دوم مرتضیٰ کو بغداد اور خلیفہ سوم ناطع شاہ کو حضرت خواجہ عثمان اردونی کی خدمت میں نیشاپور کے قصبہ اردون میں روانہ کیا۔ اور نادہی کہ تیرے معصوم در معصوم (اہل سلسلہ سے مراد ہے) پشہا پشت تک ملک ہندوستان میں قائم مقام رہیں گے۔ بعدہ آپ غریب نوازؒ کے پونچنے سے ایک سال قبل قاسم مجید کی مسجد کے متصل ایک مجرہ میں حضرت خواجہ عثمان اردونیؒ سے قدموس ہوئے۔ جب غریب نوازؒ اپنے مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مرشدی حضرت خواجہ عثمان اردینیؒ نے غریب نوازؒ سے فرمایا: معین الدین تمہارے اموں زاد بھائی سید حمید اللہ (ناطق شاہ) موجود ہیں اُن سے معاملہ کرو۔ یہ قیامت تک تمہارے ہمراہ رہیں گے۔ غریب نوازؒ نے آپ سے معاف کیا۔ دربار رسالت سے آپ کو قصود الہند کا خطاب عطا ہوا آپ کے اجمیر پہنچنے پر راجہ سادت پناؤ کا پرتارتن پناؤ آپ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوا اور مرید ہوا۔ آپ نے طریقت میں اُس کا نام ملک شاہ چھترتی رکھا۔

آپ کا مزار اکبری شہر شاہ کی دیوار سے ملحق بجانب جنوب واقع ہے یہ مقام زیادہ تر ناواقفان شاہ کے سیکھ کے نام سے مشہور ہے آپ کا مفضل مال بردگان دین کے چلوں کے سلسلے میں آگے آئے۔ آپ کے مزار کی خدمات متعلقہ آپ کے سلسلہ کے ایک دعوتی سید عیادت علی شاہ انجام دیتے ہیں۔ یہی حضرت خواجہ بزرگ کے قتل کے دن بعد قتل حضرت خواجہ کی گدی پر سماع خانہ میں مہر گردہ فقرا آکر بیٹھتے ہیں حضرت میرزا ناطع شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس سالہ ذی قعدہ ۱۰۰۰ھ ارزدی الحجہ کو ہوتا ہے۔

آپ کے پیر بھائی اور آپ سے فیض خلافت یافتہ برادران طریقت
(الف) آپ کے بعض پیر بھائی خلفا اور برادران طریقت

حضرت شیخ محمد ترک مار نولویؒ | آپ کا وطن ترکستان ہے۔ وطن سے ترک مکتوت کر کے آپ نے مار نول (ملاقہ چیلال) میں قیام فرمایا۔ آپ مجرہ متوکل اور منصور سے

علی معنی لوگ میرزا کا خطاب اُن حضرات کے نام کے ساتھ لکھتے ہیں جو مہلات تجرود مذہبی گنہگار کہ شہید ہو جاتے ہیں مگر یہ خطاب بعض نادہی شدہ بزرگوں کے نام کیساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

اپنی زندگی میں کسی کو مرید نہیں کیا۔ آپ نازل میں حوض کے کنارہ پر باکرتے تھے۔ جوہ کے دن جب مسلمانان
جامع مسجد میں جمع تھے ہندو تنگی کواریں لے آئے اپنے اودان پر طرہ کر دیا آپ اس ہنگامہ میں شہید ہوئے۔
آپ حضرت خواجہ فغان ہارونی قدس سرہ الغریب کے مرید و خلیفہ ہیں مگر غریب نوازؒ سے بھی خزد
خلافت پایا۔ وفات ۱۰۳۶ھ میں ہوئی۔ مزار شریف نازل میں زیارت گاہ ظاہری ہے۔ آپ کا سالانہ عرس
شاندار طور پر سارا کیا تاہم نازل میں ہوتا ہے مگر ۱۰۳۶ھ کے فسادات کے بعد سے نہیں معلوم آپ کا
عرس شریف ہوتا ہے یا نہیں اور آپ کا مزار کس حالت میں ہے۔

۱۰۳۶ھ ۱۰۳۶ھ ۱۰۳۶ھ | ابن خواجہ احمدی ولادت ۱۰۳۶ھ بمقام گردیز (جو علاقہ کابل میں متصل قندار
خواجہ محمد الدین گردیزی | ایک ضلع ہے) واقع ہوئی ہے۔

آپ سادات حسینی سے ہیں تیرہ واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے
سب تفصیلات گذشتہ آپ نے ۱۰۳۶ھ میں غریب نوازؒ کے ہمراہ مفرافعیان کیا۔
مونس الارواح کے صواب پر مرقوم ہے حضرت قلب الدین بختیار اوستی فرماتے ہیں: میں ہر
میں آپ (غریب نوازؒ) کی محبت میں رہا میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ آپ نے کسی کو اپنے پاس (توبہ تر)
آنے دیا ہو۔ جب باورچی خانہ میں کچھ نہ ہوتا فادم اگر عرض کرتا آپ مضطرب اٹھا کر فرماتے: آج کے خوج
کے بقدر لے لے۔ فادم اسی قدر لے لیتا۔ اسی طرح برسوں اور بیٹوں رو دیٹوں کا وظیفہ پہنچاتا تھا۔
کہا جاتا ہے لشکر کی خدمت خواجہ فخر الدین کی سپرد تھی مگر ایسا کسی پرانی کتاب میں ہماری نظر سے نہیں
گذرا البتہ ترجمہ مونس الارواح مطبوعہ نامی پریس گنتو کے صواب پر فادم مطبع کا نام فخر الدین لکھا ہے مگر کوئی تالیف
کے قلمی نسخہ میں کوئی نام نہیں ہے۔ کتاب مولہ حقائق رسول میں جو الکتاب کشن مرقوم ہے

علی دیکھو تھو ہمارے موصوفہ ۶۶۶ھ تک خزینۃ الصفا جلد اول صفحہ ۲۰ تاریخ سلف میں آپ کا سند ولادت
۱۰۳۶ھ لکھا ہے مگر میں اس سے اتفاق نہیں کیونکہ آپ ۱۰۳۶ھ سال غریب نوازؒ کی وفات کے دس سال بعد ہونا
لکھا ہے ہمارے تفتیش کے بموجب غریب نوازؒ کا وصال ۱۰۳۶ھ میں ہوا لہذا ہمارے نزدیک آپ کا وصال بعد ۱۰۳۶ھ
میں ہونا معتبر ہے اس سند وصال اور عمر کے پیش نظر آپ کی ولادت ۱۰۳۶ھ میں ہوئی ہے بقول ابراہیم دفتراول
معد کابل میں ہے۔ ۱۰۳۶ھ دیکھو تاریخ سلف صفحہ ۱۱۱

کہ آپ غریب نواز کے پیر معانی ہیں۔ صاحب گلزار ابرار صفحہ ۳۸ پر آپ کو بزمہ خلفائے غریب نواز کہتے ہوئے بیان کرتے ہیں: آپ (خواجہ فخر الدین) کو پیر کی خدمتگاری اور پرستاری میں درجہ غلامی حاصل تھا آپ پیر کے نامانہ کلام کو کلمہ لیا کرتے تھے اپنی تمام زندگی ریاضت اور عبادت کے لئے وقف کر رکھی تھی جب غریب نواز نے نکاح ثانی کیا تو آپ سے بھی سنت نکاح کی ادائیگی کے لئے فرمایا آپ نے عرض کیا: اس کبر سنی میں کیا شادی کروں۔ خدا معلوم اولاد کیسی ہو۔ اس کا بار میرے دوغس پر رہے گا۔ غریب نواز نے ارشاد فرمایا: تم اس کا خیال نہ کرو تمہاری اولاد میں جو بڑے ہوں گے ہم ان کو سنبھالیں گے؟ چنانچہ بتعلیل ارشاد غریب نواز کے زوج دوم کے بعد آپ نے بھی سنت نکاح بعمر ۷۰ سال ادا کی۔

آپ کے تین صاحبزادے مولانا مسعود۔ حضرت سید محبوب عرف جلیل اور سید ابراہیم ہوئے آپ کی اولاد اس وقت بھی متعدد کثیر بلقب صاحبزادگان و سید زادگان خدام درگاہ اجیر میں موجود ہے۔

۱۔ دیکھو تاریخ مملکت صفحہ ۱۳۱ دیکھو تاریخ مملکت صفحہ ۱۳۲ ان تینوں حضرات کے مزارات درگاہ غریب نواز میں رو بہ دیوگی والاں ہیں ان پر زرد رنگ کے پتھر کے نشانات بنا دئے گئے ہیں۔ یہ وہ مسودہ ہیں جن سے صاحب سیر العارین نے غریب نواز کے وصال کے تقریباً تین سو سال بعد اجیر پوچھ کر آستانہ عالیہ میں ملاقات کی تھی بعض لوگوں نے انہیں غلطی سے فرزند سید فخر الدین سمجھ لیا ہے بلکہ بقول صاحب سیر العارین ان مسودہ کے والد و اجداد مولانا احمد بن محمد خدام بن قاضی تاج بن محمد خدام قاضی شمس الدین دہلوی بنیرہ امام محمد شبان ہیں ان کی عربوت طاعت اتنی سال کی تھی۔
یہ یہ خطاب بوقت ماضی آستانہ خواجہ بزرگ مولانا فخر الدین دہلوی علیہ رحمۃ نے خدام آستانہ کو عطا فرمایا۔
(تاریخ مملکت صفحہ ۱۵۵)

۲۔ کہا جاتا ہے کہ زمانہ سابق میں غریب نواز کی بعض روحانی اولاد (مریدین) جس طرح آپ کی بیات ظاہری میں خدات بجالاتی تھی۔ اسی طرح آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے روضہ مقدس کی متعلقہ خدات کی بجا آوری میں سلف بعد سلف مصروف رہی اور دنیاوی تمام ذرائع آمدنی سے اقتباب کر کے توکل اختیار کیا اور حضرت خواجہ کی عطا پر اکتفا کیا مگر اب عرصہ دراز سے خواجہ فخر الدین گریزی اور یادگار محمد سبزو داری کی اولاد کے سوا اور کسی کی اولاد مصروف خدمت نہیں ہے۔

جس طرح ان کے جد (خواجہ فخر الدین گودیزیؒ) غریب نواز کی حیات ظاہری میں خدمات بجالاتے تھے اسی طرح یہ حضرات نائب الہنی کے وصال کے بعد بھی خواجہ بزرگ کے روضہ اطہر کی خدمات بجالا کر اپنے جد کی یہ سنت و فلاح داری اور استقامت کی ساقہ تقریباً سات سو سال سے برابر ادا کرتے رہے ہیں۔ صاحب تاریخ سلف نے اقتباس الاولاد و مراۃ الاسرار کے بیانات صفحہ ۱۳۳-۱۳۴ پر نقل کئے ہیں ان کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ فخر الدین سید ابوالحسن ساکن کٹرا مانگ پور کی اولاد سے ہیں چنانچہ صاحب مراۃ الاسرار لکھتے ہیں: "آستانہ متبرکہ خواجہ بزرگ کے مجاہدین سید فخر الدین کی اولاد ہیں اور کہتے ہیں سید فخر الدین سید ابوالحسن ساکن کٹرا مانگ پور کی اولاد ہیں۔" صاحب تاریخ سلف نے براہِ راست اس امر سے تو انکشاف کیا ہے کہ سید فخر الدین سید ابوالحسن کی اولاد سے ہیں مگر یہ ثابت کیا ہے کہ اولاد سید فخر الدین اور اولاد سید ابوالحسن ہم جدید ہیں۔

آپ کا وصال بتاریخ ۲۶ رجب ۱۲۳۷ھ بمطابق ۱۹ سال بمقام اجیر ہوا۔ اس تاریخ پر غریب نوازؒ کی درگاہ میں آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔ بتاریخ ۲۵ رجب بوقت عصر سید محمد انیس نیازی کے مکان سے چادر شریف موبطوس درگاہ میں آتی ہے۔

حضرت قاضی قدوة الدین عرف قاضی قدوةؒ آپ دراصل سید ہیں بادشاہ روم نے جوہی اسرائیل سے تمام اپنی دختر کی شادی قاضی قدوة کے والد کی ساقہ کی تھی اُن کے بطن سے قاضی قدوة تولد ہوئے اس سلطانی نسب کے فخر کی وجہ سے اہل انیس بنی اسرائیل سے کہتے ہیں۔ سلطان میرک کے بعد دو بیٹے تھے بڑے حضرت قاضی صاحب قدس سرہ الغریز

مے صاحب اقتباس الاولاد صفحہ ۱۳۷ پر لکھتے ہیں۔

کتاب مراۃ الاسرار میں مذکور ہے کہ کادوان آتازہ حضرت خواجہ بزرگؒ قدس سرہ الغریز اولاد سید فخر الدین ساکن قصبہ کٹرا مانگ پور) میگوریا نندو زبان آہنا معلوم مشیر فخر الدین از اکابر مادات مالی نسبت قصبہ مذکورہ است بسبب محبت و رعایت پاک حضرت خواجہ بزرگؒ از وطن انتقال نمود و حضرت امیر سکونت اختیار کرد۔ چنانکہ از فرزندان او ہندو خدمت آتازہ متبرکہ موجودہ اند و ملازمت و اہلیت دادند و باہر کے خواضع و انعام پیش ہی آئند۔

خواجہ فخر الدین گودیزیؒ کے حالات میں دیکھ کر تفصیل محروم نہ رہ کر فٹ نوٹ ۵۲ دیکھ کر بزرگ خاتمی

اور جیسے نصرت الدین . سلطان میرک کے بعد جب تو ان میں مردہ سلطنت چھوٹے بیٹے نصرت الدین کو تخت و تاج سپرد ہوا اور قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ مندر شریعت یعنی عہدہ قضا پر شکن ہوئے اور سلطان نصرت الدین چونکہ ارتکاب منافی شریعہ کے خوگر تھے بہ خیال اس کے کہ حضرت قاضی صاحب دار گیر شرعی میں سخت ترین اور قاضی کے احکام سلطان کے لئے قانوناً واجب التعمیل تھے اس وجہ سے اپنے تمام ناپسندیدہ افعال میں اخفاء نظر رکھتے تھے مگر تاجہ کے . چند ہی روز میں یہ راز فاش ہو گیا اور قاضی صاحب نے سختی سے احکام شرعی نافذ فرمائے . شرعی کشاکش سلطان نصرت الدین کے لئے سب ناگواری کا ہوئی اور بقوت عساکر حدود سلطنت سے نکل جانے کا حکم صادر کیا . قاضی صاحب چونکہ سلطان نصرت الدین کے اس شرابی پر پہلے ہی سے بدول ہو چکے تھے یہ خبر سنتے ہی بلاتامل اپنے وطن مالوٹ سے مد اہل و عیال کے روانہ ہوئے . آپ کے ساتھ آپ کی محنت آب بیوی صالحہ اور بیٹے عزیز الدین جو بیوی صالحہ کے بطن سے تھے اور ایک ہزار آدمی سوار اور دس غلام روانہ ہوئے . غلاموں کے نام یہ ہیں . فرخ . بہراب . اختر . نسیم . آفرید . اسکر . میدا . جمشید یا جمشیر . میدوں . اور شیر قاضی صاحب روم سے نکل کر بلاد شام عراق بصرہ بکھام بخارا و ماوراء النہر وغیرہ ہوتے ہوئے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان اردونی قدس سرہ الغریز کے حکم سے بہر سلطنت سلطان شہاب الدین غوری دہس نے پر غوری راج کو قتل کیا تھا) ۷۹۵ھ میں داخل ہندوستان ہوئے . اور اپنے پیر بھائی حضرت سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ الغریز کے ایسا سے شہر اودھ میں سکونت اختیار فرمائی . چنانچہ کتاب بحر زخار میں بحوالہ مرآۃ الاسرار مرقوم ہے : آپ حضرت خواجہ عثمان اردونی قدس سرہ الغریز کے مرید و تلمیذ ہیں . اگلی شاہد مولوی عبدالحی رحمۃ اللہ علیہ کے بیان سے بھی ہوتی ہے .

الغرض جب سلطان شہاب الدین غوری نے یہ خبر سنی کہ قاضی صاحب روم سے داخل ہندوستان ہوئے تو اپنے وزیر کو مع چند غوری سواروں کے قاضی صاحب کی خدمت میں بھیج کر نہایت تمنا و اشتیاق کے ساتھ ملاقات کی اور دہلی میں استقامت کے واسطے اسے مستعد کیا .

۷۹۷ھ میں دار ہندوستان ہو کر حبایا خواجہ غریب نواز اودھ میں سکونت پذیر ہوئے . پس ثابت ہوا کہ اس سلسلہ میں غریب نواز ہندوستان میں موجود تھے یعنی ۷۹۷ھ سے قبل غریب نواز ہندوستان میں آچکے تھے .

حضرت قاضی صاحب نے پیام سلطانی منظور فرمایا اور وزیر کے ہمراہ دہلی روانہ ہوئے جب دہلی کے قریب پہنچے تو خود سلطان شہاب الدین نے فرط مسرت سے معمار اکین سلطنت دہلی سے باہر آکر استقبال کیا اور نہایت عزت و احترام سے دہلی میں لے جا کر محلات شاہی سے ایک مکان حضرت قاضی صاحب کے واسطے مخصوص کر دیا۔ دہلی میں آپ نے دو سال پانچ مہینہ اور سات روز قیام فرمایا اسی اثنا میں سید ذکریا صاحب مدنی نے جو سلطان شہاب الدین کے ساتھ غور سے موہل و میال تشریف لائے تھے اور مستقل طور سے دہلی میں حکومت اختیار کی تھی۔ سلطان شہاب الدین کی وساطت سے آپ کے بیٹے حضرت قاضی عزیز الدین کے ساتھ اپنی بیٹی کے نکاح کا پیغام دیا۔ حضرت قاضی صاحب چونکہ حضرت ذکریا صاحب مدنی کے سببی حالات سے واقف نہ تھے اس وجہ سے جواب آپ نے سلطان شہاب الدین سے فرمایا کہ تا وقتیکہ حضرت شریف صاحب مدینہ جو اولاد خاص حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم سے ہیں سید نہ کر یا صاحب کی سیادت پر تصدیق نہ فرمائیں گے مجھے اس مقدمہ میں تاثر ہے۔ یہ جواب پا کر سلطان شہاب الدین نے سید صاحب کی سیادت کے متعلق شریف مدینہ سے استفسار کیا۔ شریف صاحب نے جواب اس کے تحریر فرمایا کہ سید ذکریا صاحب کا نسب مثل آفتاب کے ہے اور ہمارے ان کے درمیان خاندانی واسطہ بھی ہے۔ قاضی صاحب یہ تحریر دیکھ کر نہایت خوش ہوئے اور بلا تاثر ۱۱ رجب ۷۹۸ھ کو سید صاحب کی بیٹی سے قاضی عزیز الدین صاحب کا عقد کر دیا۔ نکاح کی فراغت کے بعد ایک دن سلطان شہاب الدین نے قاضی صاحب سے کہا کہ صوبہ اودھ جو قوم بہر سے آباد ہے بطور نذہ آپ کے واسطے مٹا کر رہا ہوں۔ جتنے مواضعات آپ ان کفار سے پاک کریں گے وہ آپ اور آپ کی اولاد کی ملک رہیں گے اور معافی صوبہ اودھ کا فرمان اپنا دخلی قاضی صاحب کے حوالہ کیا۔

صوبہ اودھ اس وقت اگرچہ سلطنت دہلی کے زیر فرمان تھا مگر برائے نام تقابیاں کے علاقہ دار اور زمیندار اپنے اپنے محکومات و مقبوضات پر پورے پورے اختیار کے ساتھ متصرف تھے قاضی صاحب جب اپنے ہمراہی ایک ہزار سواروں اور دس غلاموں کے ساتھ اودھ کی جانب

روانگی پر تیار ہوئے تو سلطان شہاب الدین نے پانچ ہزار غوری سوار اور آپ کے ساتھ گئے۔ آپ جلد چہرہ ہزار
سوار لیکر روانہ ہوئے اور ۱۷ رمضان ۵۹۹ھ موضع جگدیو پور (جگور) کے قریب خیمہ زن ہوئے۔ آپ
کے لشکر کے چند آدمی سوار کسی ضرورت سے موضع جگدیو پور گئے وہاں کے سرکش لوگوں نے دیکھتے ہی راجہ
جگدیو یا اودھراج (جو نہایت متعصب اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا) کے حکم سے بلا خطا سواروں کو شہید
کر ڈالا اور گھوڑوں و اسلحہ وغیرہ کو مال غنیمت سمجھے۔ قاضی صاحب نے یہ خبر سنتے ہی نہایت غصناک حالت
سے تین ہزار غوری سواروں کے ساتھ جگدیو پور پر حملہ کر دیا۔ صبح سے تا شام نہایت ہولناک جنگ
ہوتی رہی بالاخر ناز مغرب کے قریب راجہ اودھراج شکست کھا کر معہ بیوی بچوں کے واصل جہنم ہوا۔ اور
موضع جگدیو پور پر قاضی صاحب قاضی صاحب نے پہلا موضع ہے جو قوم بہر سے فتح کر کے قاضی صاحب اپنے
قبضہ میں لائے اس سرکہ میں تین سو غوری اور غوری سوار شہید ہوئے۔ اور راجہ اودھراج کے لشکر سے
دو ہزار مقتول ہوئے۔ اسکے بعد ۷ رشتال ۵۹۹ھ کو موضع ہر سولی (ر سولی) میں دانیال دارجن سے
جوراجہ گنیش اور سورج بھان کے بجائی تھے امد موضع سرسندھہ و بھٹیادودھ کے زمیندار تھے
جنگ عظیم واقع ہوئی۔ دانیال نے دغا بازی سے رات کو قاضی صاحب کے لشکر پر حملہ کر کے پانچ سو
آدمیوں کو شہید کیا۔ لیکن صبح ہوتے ہی دانیال دارجن کے لشکر سے شیخون کے عیوض قاضی صاحب نے
چار ہزار کو قتل کیا۔ دانیال دارجن اس خوفناک حملہ کو برداشت نہ کر سکے اور نہایت مضطرب حالت
سے مغرور ہوئے۔ اُن کے جاگتے ہی اُن کا تمام لشکر درہم برہم ہو گیا۔ لیکن نبرد آذا سپاہیوں کی
مگر نوش تلواروں سے جانبری کب ہو سکتی تھی آخر کار دونوں (دانیال دارجن) کے سر قاضی صاحب
کے سامنے لا ڈالے گئے۔ اور رسول پور پر پورا قبضہ ہو گیا اس سے فراغت پا کر چیلانی (بڑا گڈوں)
کی جانب قاضی صاحب متوجہ ہوئے یہاں بھی خفیف سی جنگ کے بعد قبضہ ہو گیا اسی طرح بہاؤں
(بھیارہ) پر بھی۔ کل تین سال میں یعنی ۵۹۹ھ سے ۶۰۲ھ تک باون مواضعات پر قاضی صاحب نے فتح ہو گئے
قاضی اجل ابن قاضی عماد بیان کرتے ہیں کہ جب میں نوے سال کا ہوا تو میرے دادا قاضی محمد بک
موطن سترکہ جنہوں نے ایک سو تتریس کی عمر میں وفات پائی مجھ سے بیان فرماتے تھے کہ میں نے
اپنے والد سے سنا ہے کہ حضرت قاضی قدوة صاحب نے باون مواضعات فتح کرنے کے بعد بہار
سید۔ اسکر۔ آفرید و سیدوں کو معہ بقیہ سواروں کے سرسندھہ و گرنڈہ وغیرہ مواضعات کی نگرانی

کے واسطے چوڑا اور جھیدہ جیشیر کو قاضی غزیر الدین صاحب کے ہمراہ اور فہم و فرخ و اختر کو اپنے ساتھ رکھا۔ ۱۰۲۰ھ میں آپ اچھو بیا تشریف لے گئے اور وہیں ایک محلہ میں قیام فرمایا۔ یہ محلہ تھوڑے ہی دنوں میں اُن کے نام سے موسوم و مشہور ہو گیا یعنی قدوائی محلہ کہلایا۔ کچھ کم تر تین سال قیام کے بعد یہیں اور جب ۱۰۲۵ھ میں آپ کا دصال ہوا۔ اور اسی قدوائی محلہ میں مدفون ہوئے۔ اس تاریخی مصرع سے حضرت قاضی صاحب کا سنہ وصال نکلتا ہے ۵۰۰۰۔ **یٰٰنذا ایتا ہے اُن کے دصال کی تاریخ**

جب سنہ ۱۰۲۵ھ میں دریائے گھاگرہ کا ٹپا ہوا قریب مزار اقدس کے پہنچ گیا تو حضرت قاضی صاحب نے اپنی اولاد سے ایک صاحب کو جو نواب سادات علی خاں برہان الملک ناظم اودھ کی فوج میں کسی عہدہ پر متنازع تھے۔ حالت خواب میں حکم فرمایا کہ دریا چاہتا ہے کہ میرے جد کو بہا لے جائے لہذا تم میری نقش یہاں سے نکال کر فلاں جگہ پر دفن کرو۔ اس امر میں اُن کو کچھ تاثر ہوا دوسری شب کو پھر فرمایا کہ "میں نے برہان الملک کو بھی اطلاع دیدی ہے لہذا کل اسکی ضرورت قیل ہو جائے" صبح کو نواب صاحب اسی غور و فکر میں تھے کہ یہ صاحب پہنچ گئے۔ اور کل کیفیت بیان کی نواب صاحب نے بھی اسکی تصدیق کی اور کہا کہ مجھے بھی اس معاملہ میں ہی حکم ہوا ہے لہذا تم فوراً اس کی تعمیل کرو۔ نواب صاحب کی اس تائید پر آپ کی نقش نکال کر ایک صندوق میں رکھی گئی اور شہر اودھ کے کنارہ جہاں آپ کا مزار اقدس زیارت گاہ عام ہے دفن کئے گئے۔ جسم اقدس یا کفن میں اس وقت تک جبکہ ۵۹۵ برس کا زمانہ ہوا تھا کسی قسم کا تغیر نہ ہوا تھا۔ اس مقام سے یہ بات بھی معلوم ہوتی کہ آپ کی شہرت کے اسباب کچھ شانہ و ادب کی یا منصب و فضا سے نہ تھے بلکہ وہ اسرار ربانی و لطائف روحانی تھے جن کے لازمی نتائج قبولیت عام اور حیات علی الدوام ہیں اور ذیقعدہ کو آپ کا عرس اچھو دیا گیا ہوتا ہے۔ آپ کی فاتحہ خوانی خود بریاں اور نبات پر ہوتی ہے آپ سے کثیر تعداد میں خوارق عادت ظہور پذیر ہوئے۔

مذکورہ سال حکمی مولفہ جبرائیل صاحبہ قدوائی ماکن برائوں محلہ بارہ بجلی (اودھ) مرتبہ از تاریخ انہیں۔ مجوز فارہ تاریخ اربعہ قدوائی تاریخ۔ ملفوظ حضرت قاضی شہاب الدین پرہارہ آتش۔ ملفوظ شاہ فیاض صاحب قدسی سرور کتاب علمی در حالات ملایم کرام فرنگی محلہ صاحب رزاقیہ۔ خاندانی پرانے لافعات متعلق حضرت قاضی قدوائی۔
مذکورہ فارہ علمی۔

حضرت حاجی رومیؒ

آپ حضرت خواجہ عثمان ارونی قدس سرہ الغریز کے مرید ہیں۔

سید معین الدینؒ

آپ بھی حضرت خواجہ عثمان ارونی قدس سرہ الغریز کے مرید ہیں۔ مزار بیانہ مقتل بھرت پور، میں ہے۔

سلطان شمس الدین التمشؒ

بقول طبقات نامری، صفحہ ۱۶۶-۱۶۷ شمس الدین بلاد ترکستان کے قبیلہ البری میں سے تھے۔ ان کے والد کا نام یلیمان تھا۔ ان کے چچا زاد بھائی یا

برادر ان کے حسن و کیاست کی وجہ سے ان سے حذر رکھتے تھے۔ ایک دن یہ نگلہ اپنا ساتماں دکھانے کے بہانہ سے انہیں لے گئے اور ایک بازار گان کے ہاتھ فروخت کر دیا اس نے بخارا کے صدر جہاں کے اقربا کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ ایک دن انہیں بازار سے انگوڑ خریدنے بھیجا گیا مگر قراغہ گم ہو گیا یہ بچے تھے خون سے روئے گئے۔ ایک پیر مرد نے روتا دیکھ کر انہیں انگوڑ خرید کر دیدیئے اور اس بات کا عہد کیا کہ دولت و ملک ملنے پر فقرا کی تعظیم و تکریم کروں گا۔ کچھ عرصہ بعد انہیں قطب الدین ایبک نے دہلی میں خرید لیا۔ اور اپنا بیٹا بنایا۔ امیر شکار گاہ کیا اور کالیور کا امیر کر دیا۔ اس علاقہ میں قصبہ برن (بلند شہر) اور اس کے مصافات انہیں ملے۔ مساکم السالکین کے مصنف پر مرقوم ہے: سلطان (شمس الدین) مرید حضرت خواجہ عثمان ارونی رضی اللہ عنہ کے تھے۔ اور تعلیم (قلیم تصرف) ان کی حضرت خواجہ بزرگ علیہ رحمۃ سے تھی۔ لیکن ان کو آپ (قطب صاحب) کے ساتھ انتہا درجہ کی محبت اور عقیدت تھی عجب نہیں بعد میں آپ (قطب قطاب) کی ارادت کو بھی پہونچے ہوں۔ مگر ہمارے نزدیک صحیح یہ ہے کہ جب گنج اسرار سیر الاقطاب وغیرہ سلطان شمس الدین خواجہ قطب صاحب کے مرید و خلیفہ تھے۔ غریب نوازؒ سے فیض حاصل کیا اور حضرت خواجہ عثمان ارونی قدس سرہ سے برائے حصول نسبت اعلیٰ تجدید بیعت کی۔

حضرت قاضی دانیال قطرئیؒ

آپ نواح قطر سے سکونت ترک کر کے جیس اسلامی کے ہمراہ وارد ہندوستان ہو کر لاہور میں مقیم ہوئے تھے۔ بعد ازاں دیوبند میں کچھ

علاقلی مندرجہ ذیل کے علاقے: جالپور، موہا، جاکب خانہ، آمیر، جیرا، بادکن میں موجود ہے علاقلی مندرجہ ذیل فار۔ مگر دیکھو خزینۃ الصفا ص ۲۰۷ گنج اسرار ترقی۔ سیر الاقطاب ص ۱۵۹ علاقلی نواح قطب و عمال میں ایک شہر کا نام ہے۔ آجکل کی اٹلیوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قطر نامہ شہر کے ایک صوبہ کا نام بھی ہے۔ (اکل التواریخ جلد اول ص ۲۰۷)

دن دیکر آپ نے بکثرت لوگوں کو مستفیض کر کے شہرت حاصل کر لی۔ سلطان شمس الدین کے اشتیاق افزا طلب کی بدولت اقنوں ائمہ بدایوں بلائے گئے۔ عزت و تکریم سے غیر مقدم کر کے عظمت و وقار کی مسند پر بٹھایا۔ ہمدہ نقی حکومت کی جانب سے پیش کیا گیا۔ اس وقت سے آپ دائرہ حکومت شمس میں قاضی القضاۃ بن ہوئے۔ قاضی صاحب ظاہری علوم کو کیا تہ باطنی کمال کے بھی دلدادہ تھے اور حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ الغریب کی جوش مقیدت نے سلسلہ عالیہ خشتہ کے زمرہ ارادت میں آپ کو داخل کر دیا تھا۔ آپ کے سال رطت کا پتہ نہیں چلا۔ مزار آپ کا حضرت پیر محمد صاحب غلیہ رحمۃ کی حریم کے مشرقی دروازہ کے سامنے گوشہ جنوب میں بتایا جاتا ہے۔ آپ کے بعد آپ کی نسل میں علم و فضل سلاسل اب تک چلا آئے۔

شیخ عبداللہ رازی (ساکن رے متصل طہران) آپ پہلے آتش پرست تھے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے مثل غلیل اللہ کرامت دیکھ کر اسلام قبول کیا۔ آخر کار خواجہ معین الاولیاء کی نظر معرفت سے ولایت اور کمالات کی پاشنی چمکی درجہ حق شناسی پر پہنچے۔ صاحب محزار ابرار نے صفحہ ۳ پر انہیں خفا سے غریب نواز کے زمرہ میں لکھا ہے۔ ہم کرامت غلیل کا مفصل حال پیچھے کہہ چکے ہیں۔

شیخ صفی الدین ابراہیم رازی آپ وہ ہی مظل ہیں جن کو کائنات پر بٹھا کر حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ آگ میں چلے گئے تھے اور غمزدی آگ والا ابراہیمی جلوہ دکھا کر معج سالم نکل آئے تھے۔ کہتے ہیں کہ آپ اپنے پیر (خواجہ عثمان ہارونی) کی تلاش میں ہندوستان بھی آئے تھے۔ جب اجیر پور پہنچے تو خواجہ معین الاولیاء کی ملازمت سے شرف حاصل کیا۔ خدمت میں کمر بستہ رہے آخر کار ولایت اور سعادت حاصل کی۔ رطت کے بعد آپ کو حضرت خواجہ کے روضہ کی دیوار کے نیچے جگہ ملی۔ صاحب محزار ابرار نے صفحہ ۳۹۳ پر انہیں غریب نواز کے خفا میں لکھا ہے۔

تاسیخ و اتیال اس زمانہ میں بایں لوگوں کو جب سلطان شمس الدین بدیع بدایوں (الحرم) منہاں طلب الدین ہو گیا۔ غائباً اس زمانہ میں بیت ہوئے جب حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے دار و دہلی پر کتب سال تقیم رہے۔ مگر آپ کا مزار آستانہ عالیہ قادریہ (بدایوں) سے گوشہ مشرق جنوب میں تھوڑے فاصلہ پر ہے۔ (اکمل التواریخ صفحہ ۲)

مکمل التواریخ جلد اول صفحہ

۳۹۳ صاحب محزار ابرار صفحہ ۳۹۳

ان کا مفصل مال حضرت خواجہ عثمان ارونی قدس سرہ کے ہندوستان آنے کے سلسلہ میں پیچھے آچکا ہے۔
حضرت سید عرب ساتویں صدی کے شروع میں آپ بدایوں تشریف لائے۔ بڑے صاحبِ باطن و معرفت ہیں۔ مزار شریف بدایوں میں ہے۔ آپ کو بعت حضرت خواجہ عثمان ارونی قدس سرہ سے ہے۔

شیخ صدی لنگوچی اور شیخ نجم الدین صغریٰ یہ حضرات بھی حضرت خواجہ عثمان ارونی قدس سرہ الغزوی کے خلیفہ اور غریب نواز کے پیرو بھائی ہیں۔

(۳) آپ کے خلفا صاحب اقتباس الانوار نے صفحہ ۱۲ پر و انوار العارفین نے صفحہ ۲۹ پر اور ساک السالکین جلد دوم نے صفحہ ۲۹ پر غریب نواز کے تیرہ خلفائے میں مگر سیرالقطاب نے صفحہ ۱۲ پر چودہ لکھے ہیں۔ صاحب ساک السالکین نے شیخ احمد الدین کرمانی سلطان مسعود غازی اور محترمہ بی بی حافظ جمال کے خلیفہ ہونے کی روایت کو ضعیف لکھا ہے مگر صاحب سیرالقطاب نے بی بی حافظ جمال کا خلیفہ ہونا تسلیم کیا ہے۔ بقیہ ہر دو حضرات کا خلیفہ ہونا تسلیم نہیں کیا ہے۔ صاحب اقتباس الانوار نے بی بی حافظ جمال اور سید سالار مسعود غازی کو غریب نواز کا خلیفہ تسلیم نہیں کیا البتہ شیخ احمد الدین کرمانی کو غریب نواز کا خلیفہ تسلیم کیا ہے۔ تفصیلات حسب ذیل ہیں:-

حضرت قطب الدین بختیار کاکی آپ سادات حسینی سے ہیں۔ غریب نواز کے خلیفہ اعظم ہیں اور حقیقی

سید مہدی حسن امروہی نے یہ روایت اپنی تالیف میں نقل کی ہے۔ چونکہ اس کتاب کا مسودہ زاد قاضی اعظم اسحاق نام لکھنے سے قاصر ہیں۔ ہرچند کہ مومنوں کی تعانیف امروہی سے بہتے لکھیں تاہم مطلوب کتاب و ستاب نہ ہوئی۔ عذرا دیکھو ساک السالکین جلد دوم صفحہ ۱۲۔ سیرالقطاب صفحہ ۱۲۔ اقتباس الانوار صفحہ ۱۲۔ سید سالار مسعود غازی (جنگ مرزا بہرائچ میں ہے) کی ولادت ۸۵۰ھ اوقات فتنہ میں ہوئی۔ یعنی غریب نواز کی ولادت سے ۵۰ سال قبل ہوئی۔ (۳۰ تاریخ کٹرہ پکیر دی صفحہ ۱۲) شیخ احمد الدین کرمانی شیخ رکن الدین سناسی کے مرید ہیں۔ (دیکھو فہامات صفحہ ۵۳) آپ کا مفصل مال ساک السالکین جلد دوم کے صفحہ ۲۹-۳۰ پر اور دوسرے تذکرہ میں درج ہے۔ علامت مولانا افغانی صفحہ ۱۳ میں بحوالہ کتاب تذکرۃ اہل خواص۔ تقویت الایمان صفحہ ۱۹ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مرزا شاہجہاں آباد (دہلی) میں لکھا ہے۔ نیز آپ کو قوم چٹان سے لکھا ہے۔ مگر مرآۃ الانساب احمد دوسری سند کتابوں میں جو شرف دے گئے ہیں ان کے مطابق آپ سادات عظام سے ہیں اس لئے ہمارے نزدیک آپ چٹان لکھنا صحیح نہیں۔

سجادہ نشین و جانشین ہیں۔ حسب منشر تفصیلات گزشتہ آپ کی ولادت ۵۶۹ھ یا بعد ماہ ربیع الاول
 ۵۶۹ھ میں بمقام اوش ہوئی ۵۸۲ھ میں آپ نے اوش میں غریب نوازؒ سے بیعت ارادت کا شرف
 حاصل کیا بعد ازاں بعمر ۱۳ سال بمقام بغداد شریف ۵۸۶ھ میں بیعت خلافت سے مشرف ہوئے ۵۸۶ھ
 میں ورود بند بار دوم (ورود اجیر بار اول) کے موقع پر آپ غریب نوازؒ کے ہمراہ اجیرائے بعد ازاں
 شروع زمانہ قطب الدین ایک (سلسلہ) میں آپ اپنی والدہ سے لئے اوش تشریف لے گئے۔ پھر
 بغداد پہنچے۔ ۵۸۸ھ میں آپ اور شیخ جلال الدین تبریزیؒ براہ ملتان وارد دہلی ہوئے۔

آپ چشت میں خواجہ مودود چشتی (خواجہ قطب الدین مودود چشتی) کی خدمت (مزار پر) میں دس
 سال تک رہے۔ اور بدخشاں وغیرہ کا سفر بھی کیا تھا۔ غریب نوازؒ کا سلسلہ فقر آپ سے چلا آپ کا وصال
 غریب نوازؒ کے پانچ سال آٹھ ماہ آٹھ یوم بعد بتاریخ ۴ ربیع الاول ۶۳۳ھ بعد سلطان شمس الدین التمش
 ہوا مزار شریف قصبہ مہرولی (متصل دہلی) دہلی کنبہ میں زیارت گاہ خلافت ہے۔ بقول سیر الاولیاء ص ۵۷
 سلطان شمس الدین التمش و قطب الدین بختیار کاکیؒ و مولانا قطب الدین کاشانیؒ کا وصال ایک ہی سال
 میں ہوا۔ حضرت سلطان الشارح (نظام الدین و الاولیاء) نے یاد کر کے یہ تاریخ بتائی۔ شعر
 ۷۰ سال سی شش صدوسی و سہ بود کہ از ہجرت ہر نماند شاہ بہاں شمس الدین عالمگیر

بتاریخ ۳۴ ربیع الاول آپ کے عرس شریف کے مراسم سالانہ ادا ہوتے ہیں۔ حال میں آپ کے روضہ اقدس
 پر سنگ مرمر کی بارہ دری اور گنبد شریف بھی تعمیر ہوا ہے آپ کے خلیفہ اعظم اور سجادہ نشین حضرت ابوالفریہ الدین صاحب شکر علیہ رحمۃ ہیں

۱ خواجہ قطب الدین مودود چشتی کی وفات حسب سادک السالکین جلد دوم ص ۲۵۵ و خزینۃ الاولیاء جلد اول ص ۲۵۲ میں ہوئی
 اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی ولادت حسب تفصیل مجرستہ ص ۲۵۵ (حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی کی وفات سے
 ۱۴ سال بعد) میں ہوئی اس لئے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کا خواجہ قطب الدین مودود چشتیؒ سے بڑا زمانہ یات ناممکن نہیں۔
 م (الف) دیکھو ترجمہ رات القلوب ص ۱۲ (ب) ہمارے نزدیک خزار پر رہنے سے مراد ہے۔

م (ب) دیکھو ترجمہ اسرار الاولیاء ص ۱۰۲

۲۵۰ (الف) دیکھو سادک السالکین جلد دوم ص ۲۹۱ وغیرہ (ب) بعض نے قطب صاحب کا سال وصال ۶۳۳ھ لکھا
 ہے مگر ہمارے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے۔

حضرت خواجہ فخر الدین خلف غریب نوازؒ آپ کے حالات باب ازدواج و اولاد میں پیچھے لکھے جا چکے ہیں۔

سلطان التارکین حضرت صوفی حمید الدینؒ سوالی ناگوریؒ | کینت ابو احمد ہے۔ حضرت سعد بن زید

(صحابی رسول اللہؐ) کی اولاد سے ہیں۔ صاحب کشف و کرامت اور عالی مرتبہ شیخ کامل ہیںؒ۔

حضرت شیخ معین الدینؒ | آپ وہ ہی بزرگ ہیں جو بقول سیر الاولیاء دہلی سے روانہ ہو کر ابھی اجیر نہیں ہوئے تھے کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ کا دہلی میں وصال ہو گیا۔

صاحب سیر الاقطاب۔ سالک السالکین جلد دوم۔ اقتباس الانوار۔ انوار العارفین وغیرہ نے آپ کو خلفاء غریب نواز میں لکھا ہے۔

قاضی حمید الدین ناگوریؒ | آپ خلیفہ و مرید شیخ شہاب الدین عرسہ وردی علیہ رحمۃ کے ہیں مگر غریب نوازؒ کی طرف سے بھی صاحب اجازت تھےؒ۔

سلطان شمس الدین التمش غلامی کی حالت میں اپنے آقا کے پاس بنداد میں تھا کہ ایک دن اُس کے آقا کے مکان پر درویشوں کی مجلس سماع منعقد ہوئی۔ اس مجلس میں قاضی حمید الدین ناگوریؒ بھی تھے۔

التمش نے تمام رات مجلس میں خدمت نگہ کیے شیخ کی اس خدمت سے درویش خوش ہوئے اور اُس پر نظر ڈالی اس برکت سے فدائے تعالیٰ نے التمش کو بادشاہ ہندوستان کا بنایا۔ قاضی حمید الدین ناگوریؒ جب

دہلی تشریف لائے اور سماع متنا شروع کیا تو قاضی عابد وغیرہ نے اس پر اعتراض کیا۔ اور قاضی حمید الدین ناگوریؒ کو بادشاہ کے دربار میں بلانے کا سوال کیا کہ سماع حلال ہے یا حرام؟ قاضی صاحب نے جواب دیا کہ اہل

قال کو حرام ہے اور اہل حال کے لئے حلال ہے۔ اور پھر سلطان کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ کو یاد ہوگا کہ ایک بار بنداد میں درویش سماع کرتے تھے اور آپ اپنے آقا کے حکم سے اُس رات خدمت نگہ کیے

شمع انجام دیتے تھے آپ پر درویشوں نے نظر ڈالی اُس کی برکت سے آپ بادشاہ ہوئے سلطان کو بات یاد آگئی اُس نے رقت کی اور قاضی صاحب کو اپنے پہلو میں بٹھایا اس دن سے سلطان عقیدت کے ساتھ

۱۔ دیکھو خزینۃ الصفا جلد اول صفحہ ۳۰۹ ۲۔ (الف) موصی سوالی اجیرت و وزنگ پر ہے۔ (سیر العارفین صفحہ ۱۳۰) (ب) موصی سوالی

سہ نام اہل سماعی ہے۔ (افانان حمید ص ۲۱) ۳۔ دیکھو سالک السالکین جلد دوم صفحہ ۲۹۱ و گھزار ابرار صفحہ ۲

ساعت لذت حاصل کرنے لگا۔

آپ کی ولادت ۱۲۸۵ھ میں ہوئی اور نہم رمضان المبارک ۱۲۸۵ھ میں بمصر ۹۰ سال تھا کہ حضرت قطب صاحب کی وفات کے بعد آپ دس سال تک دہلی میں بقید حیات رہے آپ کے سات فرزند اور دو صاحبزادیاں بی بی حیرہ ابوبکر کرمانی کے بطن سے شہر پشور میں پیدا ہوئیں۔

آپ کی علمی یادگار طوابع الشمس، شرح اسلمے حسنہ، رابع، رابع، مطالع شرح چل حدیث ہیں۔ اہل ناگور کہتے ہیں کہ ان کتابوں کے آپ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے اصل قلمی نسخے قصبہ رطل پر گنہ ناگور قلعہ جو دسپور رارڈ میں موجود ہیں۔

شیخ وجیہ الدین خراسانی آپ کی وفات بتاریخ ۹ جمادی الآخر ۱۲۸۵ھ میں ہوئی۔ مزار شریف ہرات میں ہے۔

شیخ برہان الدین عرف بدو آپ کا وصال بتاریخ ۱۳ رجب ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف اجیر میں ہے۔

حضرت شیخ احمد آپ کا وصال ۱۳ محرم ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف اجیر میں ہے۔
شیخ شمس الدین فوتابی آپ کا وصال بتاریخ ۹ صفر المظفر ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔ مزار شریف احمد آباد میں ہے۔
اچے پال جوگی یعنی عبداللہ میا بانی آپ لباس جوگیان رہا کرتے تھے۔ ریاضت کی بدولت صاحب

شیخ محمد محسن۔ شیخ سلیمان غازی کرشکی و حضرت شیخ حسن خیاط

(ب) آپ کے نزدیک خلافت موجب غلو ۱۰ ابراہیم، نزمینۃ الاحفیاء تذکرۃ الاولیاء ہند۔

مولانا حکیم ضیاء الدین حامد لمحنی آپ کا حال سفر نامے میں آچکے ہیں۔

سید حسین شہیدی آپ سادات شہد مقدس سے ہیں اور ظاہر و باطن سے آراستہ تھے۔ آپ بریت

ذکر دیکھو فرشتہ ہمدان صفحہ ۱۰۶ و ۱۰۷ زانافات حید صفحہ ۵۰ مولا دیکھو زانافات حید صفحہ ۵۰
۱۰۶۰۰ اس مغزات کی تاریخاں سے رجال اور مقامات عرفین ملے کہ تہ کر دین کہ تہ تاریخ آئینہ نقون لکھے ہیں مگر ابراہیم
۱۰۶۰۰ مگر ابراہیم صفحہ ۳۵ و ۳۶ مگر بعض نے انہیں شہیدی لکھا ہے۔

جہاد شہاب الدین غوری کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے۔ قطب الدین ایک نے آپ کو اجیر کا مالک مقرر کیا۔ اجیر میں آپ کے اور حضرت خواجہ کے درمیان بہت محبت ہو گئی تھی اور اکثر فرائض اجیر کے لوگ ان کی سستی سے حضرت خواجہ کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

صاحب گلزار ابرار نے صفحہ ۲۵۴ پر ان کو خلفاء غریب نوازؒ لکھا ہے۔ اور ان کا مزار اجیر میں ایک پہاڑی کے پشتہ پر بتایا ہے۔ نیز لکھا ہے کہ آجکل خٹک سوار کے لقب سے مشہور ہیں۔

شیخ نظام الدین ناگوریؒ آپ کا کلمہ من غاب خباب پر عمل تھا۔ ہمیشہ اپنے پیر کے آقا پر متکلف رہتے تھے۔ اسی طرح آپ کی گزران تھی۔ جدائی پر ایک لمحہ بھی صبر نہیں کر سکتے تھے۔ اکثر پیر کی زبان پر یہ کلمات آجاتے تھے کہ ہمارا فخر خزانہ الدین کے ساتھ ہے اور ہمارا نظام نظام الدین کے ساتھ ہے۔

شیخ محمد الدین سبزیؒ آپ حضرت خواجہ کے سفر و حضر میں رفیق تھے۔ غریب نوازؒ کی خدمت و ملازمت (جو آپ کی خاص عادت تھی) سے مراد کوہ پونچھ۔ آپ نے پیر کی جہاں پیائی کے زانہ میں پیر کی ہمراہی اور کمان برداری سے کسی وقت اپنے آپ کو باز نہیں رکھا۔ اس سبب سے آپ کی رسائی کا تیر مراد کے نشاۃ پر جا لگا۔

مولانا احمد خادمؒ آپ نے ہمیشہ (مرشد کی) خدمت گزاری میں بسر کی۔ راز و دو جہانی کے محرم تھے۔ اجیر میں مزار ہے۔

حضرت شیخ ہتھایا منٹاؒ غریب نوازؒ نے آپ کے لئے دعائے اکرام کی تھی۔ مخلوق میں آپ اتنے عزیز ہوئے کہ لوگ آپ کا بول و براز بطور تبرک لے جاتے تھے۔

حضرت شیخ علی سبزیؒ غریب نوازؒ آپ سے خلافت نامہ لکھوایا کرتے تھے۔ آپ کو حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ سے بہت محبت تھی۔ خاندان چشت کے تذکروں میں اکثر آپ کا نام

آیا ہے۔ آپ کا مراد زیر مینار مسجد قوت الاسلام دہلی میں ہے۔ صولت افغانی میں صفحہ ۶۳ پر آپ کو حضرت خواجہ غریب نواز کا خواہر زادہ لکھا ہے۔

شاہ عبداللہ کرمانیؒ آپ سے سلسلہ کے ہزاروں فقیر ہیں جو کرمانیہ کہلاتے ہیں۔
 پیر کریم سیلونیؒ آپ غریب نواز کے خلیفہ ہیں کامل وقت تھے، صاحب گردہ ہیں۔ آپ کے سلسلہ کے لوگ کریمیہ کہلاتے ہیں۔ آپ کی وفات ۱۲۶۳ھ میں ہوئی تھا

شیخ صدر الدین کرمانیؒ

(۷۰) آپ کے بعض مقتدر مریدین و خلفاء کواثر تاریخ آئینہ تصوف وغیرہ

بعض نے بحوالہ تاریخ آئینہ تصوف مندرجہ ذیل حضرات کو بھی آپ کا خلیفہ تسلیم کیا ہے اور ان کے سینہ و مقامات خلافت تحریر کئے ہیں۔ ہماری رائے میں ان حضرات کا خلفاء اصغر یا مقتدر مریدین ہونا قرین قیاس ہے۔ مگر جو سینہ و مقامات حصول خلافت کئے گئے ہیں ان سے ہمیں اتفاق نہیں کیونکہ ان میں بعض حضرات کے مقام اجمیر خلافت پانے کے وہ سینہ و درج ہیں جبکہ بالاتفاق نہ غریب نواز اجمیر آئے تھے نہ اُس وقت تک خود مرید و صاحب اجازت ہوئے تھے۔ اس لئے ہم نے انہیں نظر انداز کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ ان حضرات کے نام کتاب مواقیت الفوارق کے قلمی نسخہ میں بھی موجود ہیں ہم نے گواہوں سے اس کتاب کی نقل منگائی تھی مگر مالک کتاب نے جواب میں لکھا کہ ایک صاحب مانگ کر لے گئے ہیں ابھی واپس نہیں کی شاید تلف ہو گئی۔

۱۔ (الف) مسجد قوت الاسلام لاٹ آجی (منقل قلب نیامہ) کے قریب ہے (دیکھو نقشہ لاٹ آجی و مسجد قوت الاسلام مندرجہ تاریخ آئینہ ہند درمیان صفحات ۴۶ و ۴۷ ج) مینار قلب صاحب سد و دروازہ قوت الاسلام سلطان شمس الدین التمش نے لاٹ میں قلب صاحب کے مزار کے پاس دہلی سے گیارہ میل کے فاصلہ پر گاؤں کی سڑک کے کنارے بنائی (تواریخ ہفت قلزم معمر عمارات)

(۷۰) لاٹ (قلب نیامہ) کے نیچے مسجد قوت الاسلام اور اس کی مختلف عمارتیں نظر آتی ہیں یہ مسجد قلب الدین ایکب کی بنوائی ہوئی ہے (دیکھو چراغ دہلی صفحہ ۵۰) تذکرۃ الاولیائے ہند صفحہ ۱۳۱ تذکرۃ الاولیائے ہند صفحہ ۱۳۱

حضرت شیخ محمد یادگار سہروردی :- آپ کا وصال بتاریخ ۲۵ رجب ۱۰۵۷ھ میں ہوا۔

حضرت برہانچی سداسہاگ :- مبلغ اسلام تھے بتاریخ ۶ محرم ۱۰۵۷ھ میں وصال ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے حضرت احمد تبار اور حضرت امیر قنداری کے ہم عصر ہیں۔

حضرت نیاز اللہ بن شفیق احمد خراسانی :- آپ خراسان میں پیدا ہوئے۔ تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں بتاریخ ۵ ربیع الاول ۱۰۵۷ھ میں انتقال ہوا

حضرت امام الدین بن نجم الدین دمشقی :- آپ غریب نوازؒ کے خلیفہ ہیں۔ اشاعت اسلام میں جھریے تھے وطن سے ہندوستان آئے ہر کی خدمت میں رہ کر فیض حاصل کیا بتاریخ ۱۰ ربیع الاول ۱۰۵۷ھ میں وصال ہوا۔ حضرت داؤد بن شیخ سلیم ساکن طایلت :- آپ کی پسر داؤد میر کے ہندوؤں میں تبلیغ اسلام کا کام کیا آپ کے ذریعہ بہت سے راجپوت غریب نوازؒ کے ہاتھ پر مشرف ہوئے اسلام ہوئے آپ کا وصال ۲۸ محرم ۱۰۵۷ھ میں ہوا مزار اجمیر میں ہے۔

حضرت قادر رحید :- آپ کی خدمات تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں قابل قدر ہیں آپ بنارس میں تبلیغ اسلام کرتے تھے آپ کا وصال ۱۹ رجب ۱۰۵۷ھ میں ہوا مزار اجمیر شریف میں ہے حضرت احمد خاں دہرائی :- آپ حضرت سلطان شاہ متونی کے ہم عصر تھے آپ کا وصال ۴ شعبان ۱۰۵۷ھ میں ہوا۔

حضرت سلطان شاہ :- آپ کا وصال ۱۹ جمادی الاول ۱۰۵۷ھ میں ہوا۔

حضرت غلام ہادی ترک :- آپ کا وطن ترکستان تھا۔ جوانی میں ہندوستان آئے۔ مجاہد تھے۔ جہاد میں حصہ لیا بعد حصول خلافت اپنے اثناعت اسلام کی خدمت میں انجام دی بتاریخ ۱۱ رجب ۱۰۵۷ھ میں آپ کا وصال ہوا۔

حضرت امیر قنداری :- آپ کی وفات، اردی الحجہ ۱۰۵۷ھ میں ہوئی مزار شریف دہلی میں ہے۔ حضرت نعیم احمد عرف احمد کالبی :- آپ نے بنارس کی طرف تبلیغ اسلام کی خدمات انجام دیں حضرت قادر رحید کے ساتھی ہیں آپ کی وفات ۹ محرم ۱۰۵۷ھ یا ۱۰ شعبان ۱۰۵۷ھ میں ہوئی۔

حضرت اظہر خاں ترک دہلوی :- آپ کی تاریخ وفات ۹ شعبان ۱۰۵۷ھ ہے مزار دہلی میں ہے۔

- حضرت سبحان علی خاں حقیقیؒ: آپ کا وصال ۹ ذی الحجہ ۱۱۹۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت فقیر احمد جبرودئیؒ: آپ کا وصال ۲۷ جمادی الآخر ۱۲۰۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت احمد خاں نلزیؒ: آپ نے فریب نواز کا فیضِ محبت حاصل کیا تھا۔ تنوچ میں تبلیغ اسلام کی۔ آپ کا وصال ۱۸ رذیقہ ۱۲۰۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف تنوچ میں ہے۔
- حضرت ہادی محمد عفت قرانیؒ: آپ کا وصال ۶ ذی الحجہ ۱۲۰۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت نظام خاں ترکؒ: آپ کا وصال ۲۰ ربیع الثانی ۱۲۱۲ھ میں ہوا۔
- حضرت سوغی بہادر شاہؒ: آپ کا وصال ۱۱ رجب ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت مراد بیگ نعلؒ: آپ کا وصال ۷ شوال ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت شبان خاں نرکؒ: آپ کا وصال ۱۴ جمادی الآخر ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت محمد اصغر بہاریؒ: آپ کا وصال ۱۱ رجب ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
- حضرت مرد عار خاں ترکؒ: آپ کا وصال ۱۶ شبان ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت نعمت احمد صفاؒ: آپ کا وصال ۱۴ جمادی الآخر ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت محمود احمدؒ: آپ کا وصال ۱۵ محرم ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت اکبر شاہؒ: آپ کا وصال ۱۹ رمضان ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت غریب اصغرؒ: آپ کا وصال ۱۴ صفر ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف اجیر میں ہے۔
- حضرت شہاب ولیؒ: آپ کا وصال ۱۶ جمادی الآخر ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت سرور احمدؒ: آپ کا وصال ۱۸ شبان ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت ظہیر الدین بن شمس الدینؒ: آپ کا وصال ۸ شوال ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت صفیان احمدؒ: آپ کا وصال ۶ رجب ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
- حضرت مراد شہاب الدین قریشیؒ: آپ کا وصال ۱۹ صفر ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت عبداللہ اصغرؒ: آپ کا وصال ۱۱ شبان ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
- حضرت عبدالغفارؒ: آپ کا وصال ۲۵ رجب ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
- حضرت عزیز احمد شاہؒ: آپ کا وصال ۶ ذی الحجہ ۱۲۱۷ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔

حضرت موشیوخ عراقیؒ :- آپ کا وصال ۲۳ محرم ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
 حضرت کریم شعیب بن محمود شاہ ایرانیؒ :- آپ کا وصال ۲۳ رجب ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
 حضرت یعقوب خانؒ :- آپ کا وصال ۲۴ محرم ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
 حضرت حسن داد دوجیؒ :- آپ کا وصال ۱۹ رجب ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف اجیر میں ہے۔
 حضرت کریم احمد شاہؒ :- آپ کا وصال ۱۲ رذی الحجہ ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
 حضرت ابوالفتح قریشیؒ :- آپ کا وصال ۱۴ رذیقندہ ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
 حضرت خواجہ احمد شاہؒ :- آپ کا وصال ۲۳ صفر ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
 حضرت شیخ محمد زاہد ترکؒ :- آپ کا وصال ۱۱ محرم ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
 حضرت شیخ محمد قازؒ :- آپ کا وصال ۹ رجب ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔
 حضرت خواجہ یادگار خرمؒ :- آپ کا وصال ۱۰ محرم ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف غزنی میں ہے۔
 حضرت خواجہ سیر یادگاریؒ :- آپ کا وصال ۲۱ رذی الحجہ ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف قندار میں ہے۔
 حضرت شیخ احمد قہر بن فقیر جبارؒ :- آپ کا وصال ۱۶ رحوال ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار شریف دہلی میں ہے۔
 حضرت شیخ وجیہ الدینؒ :- آپ کا وصال ۱۱ رجب ۸۲۸ھ میں ہوا۔ مزار ملتان میں ہے۔
 حضرت خواجہ محی الدینؒ :- مزار اجیر شریف میں ہے۔
 حضرت احمد شہاب کوئیؒ :- آپ کا وصال تباریخ ۱۳ شبان ہوا۔ مزار اجیر شریف میں ہے۔

(د) بموجب اکل التوارخ و وقایع شاہ معین الدین چشتی وغیرہ :-

حضرت حسن کی المعروف پیر مکہ بدایونیؒ :- آپ بدایوں کے متقدمین ادبیاد کرام میں سے ہیں کہا جاتا ہے کہ مجذوبانہ صفات کے ساتھ مستی محبت میں مستغرق رہتے تھے۔ اور ایک بوزہ گر کا مکان آپ کی قیام گاہ تھا۔ مشہور ہے کہ آپ جمعہ مکہ معظمہ میں پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت مولانا حاجی جمال اللہ ملتان قدس سرہ بھی بذریعہ طے الارض مکہ معظمہ میں جمعہ کی نماز ادا کرتے تھے۔ ایک دن اتفاق سے امام حرم کی طبیعت ناساز تھی۔ نماز کے لئے حاضرین نے حضرت پیر کی بدایونی کو پکارا حاجی صاحب بدایوں کا نام سن کر چونکے۔ معلوم ہوا کہ یہ بزرگ بدایوں رہتے ہیں۔ اپنی لاعلمی پر تعجب ہوا۔ بعد نماز جب دونوں

بزرگ اپنے کمال باطنی کے تقرن سے بدایوں آگئے تو حاجی جمال اللہ صاحب کو پیر کمرے ملنے کا شوق پیدا ہوا بہت تلاش کیا بوقت معلوم ہوا کہ ایک ستانہ صفت نفیر اس نام کا ایک بوندہ گھر کے مکان میں موجود رہتا ہے۔ وہیں پہنچے۔ زندانہ مدارات کی گئی۔ پیر کمرے نے اپنے ہاتھ سے جام لبریز کر کے حاجی صاحب کو دیا۔ یہ متشرع بزرگ پاس ادب سے منع نہ کر سکے جام شراب کو گرمیاں میں لوٹ لیا۔ واپسی پر اپنی کینز کو کرتہ پاک کرنے کو دیا۔ لونڈی نے دیہون پی لیا۔ نفیر خدا رسیدہ کا عطیہ رنگ لایا انگشتان باطنی ہو گیا حمایت اٹھ گئے۔ حاجی صاحب یہ زبردست تقرن دیکھ کر دل میں نادوم ہوئے۔ دوبارہ پیر کمرے کی خدمت میں گئے اور معذرت کی۔ فرمایا: وقت گزر چکا۔ غرض آپ اپنے کالات سے مشہور ہیں۔ مزار شریف آپ کا آستانہ قادریہ (بدایوں) کے گوشہ مغرب و جنوب میں فتورے فاصلہ پر ہے۔ تاریخ وصال از طبقات الاولیاء یہ ہے:-

قطعه:-

آں حسن کی مرید خواجہ ہند الولیؒ داشتہ شہرت بنام پیر کمرے بالتام
چوں سوئے دار البقا رفت از جہاں با تن گفتؒ ہو نور غناں ہست سال وصل آن دلا حرامؒ
دوران قیام دہلی ایک دن حضرت خواجہ تجمائے کی طرف سے گزر رہے تھے وہاں
ہفت حمید الدینؒ سات اشخاص بت پرستی میں مشغول تھے۔ جب انہوں نے حضرت خواجہ کو دیکھا
آپ کی قوت روحانی سے متاثر ہو کر آپ کے قدموں پر گرے اور مشرق بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے اُن
ساتوں کا اسلامی نام حمید الدین رکھا۔ جب حضرت خواجہ نے سب سے بڑے کا نام حمید الدین رکھ کر دوسرے
کا نام رکھنے کا قصد کیا تو اُن سب نے التماس کیا کہ جس طرح ہم نے کفر میں نیز اسلام میں شرکت ہاتھ
سے نہیں جانے دی اسکی طرح بہتر یہ ہے کہ نام میں بھی ہم سب شریک ہی رہیں بایں وجہ یہ ساتوں اشخاص
ایک نام سے نامزد ہوئے۔

کہا جاتا ہے کہ ان ساتوں کے مزارات ناگور شریف (علاقہ جودپور) میں ہیں۔ اُن سے لوگ
فیض حاصل کرتے ہیں یہ حضرات وہاں ان ناموں سے مشہور ہیں۔

علا دیکھو اکمل التوازیخ جلد اول صفحہ ۱۲۷ صاحب مگزوار ابراہیم صفحہ ۲ پر غزنین سے لاہور اور لاہور سے دہلی آتے
ہوئے کساہ صفحہ ۱۲۷ اقتباس از التوازیخ صفحہ ۱۲۷ بحوالہ امراة الاسراء صفحہ ۳۸ و ۳۹۔

(۱) خونی حمید الدین (۲) کاسر بردار حمید الدین (۳) عیاد بردار حمید الدین (۴) مشرقی حمید الدین (۵) مغربی حمید الدین (۶) حمید الدین خاصہ (۷) حمید الدین دہلوی۔

خواجہ حمید الدین بہوانیؒ آپ خواجہ غریب نوازؒ کے مرید اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کے ہم پیش لوٹیں۔ خواجہ حمید الدین بہوانیؒ نے جانے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ مجاہد گوشت میں بیٹھو مجھ مسکین کو چھوڑ دو میں نے اپنا کربند اتنا مضبوط باندھ لیا ہے کہ بہشت میں عروں پر نہیں کھلے گا۔

ملک خطاب ماکم بٹیلیؒ آپ ہی نے راجہ کی فخر کو جو جہاد میں گرفتار ہو کر آئی تھیں غریب نوازؒ کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ غریب نوازؒ کے مرید تھے۔ آپ کا ذکر وہ پیچھے آچکا ہے۔

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ

آپ کی روحانی اولاد کا سلسلہ بہت وسیع ہے ہندوستان کا قریب قریب کوئی شہر ایسا نہیں جہاں آپ کی روحانی اولاد موجود نہ ہو بلکہ چھوٹی چھوٹی اسلامی بستیوں تک میں آپ کا سلسلہ مبارک پہنچا ہوا ہے اگر کہیں خشتی نظامی کے نام سے منسوب ہے تو کہیں خشتی ماہری کے لقب سے مشہور ہے۔ صاحب گزار ابراہیم صاحب کا بیان ہے کہ جس قدر مشائخ چشت ہند میں مدفون ہیں سب اپنے سلسلے کو حضرت خواجہ ملک منتہی کرتے تھے۔ سوائے ایک سلسلہ شیخ عزیز اللہ منڈو (مانڈو) والہ کے کہ وہ شیخ رکن الدین ہندوستان سے ملتا ہے اور شیخ رکن الدین اپنے آپ کو چچ داسطوں سے خواجہ مودود چشتیؒ تک پہنچاتے ہیں۔ آپ کا سلسلہ مبارکہ رداوار فرادہؒ اور بے متعین کا حامل ہے۔ چنانچہ دیگر مذاہب کے لوگ

ملک (الف) حمید الدین دہلوی ان سب حضرات میں مشہور ہیں۔ (انتہاس الاولاد ص ۳۱۷) ان حضرات کے علاوہ ایک حمید الدین دہلوی بھی ہے سلطان شہاب الدین غوری کے حوالے سے پہلے اور قاضی حیدر الدین ناگوری سے بھی بہت عرصہ پہلے بکھر میں لڑائیں لائے تھے۔ (دیکھو انعام حیدر ص ۷۵)

ملک سلم پریوں والے کے مصلیٰ حضرت خواجہ علیؒ میں بابت بہوانی کے بہوانی کہے۔
ملک خواجہ السائیں ص ۱۷۰ طبع کردہ ملک چمن الدین لاہوری کے انتہاس الاولاد ص ۳۱۷

آجکل بھی آپ کے حلقہ عقیدت میں داخل نظر آتے ہیں مثلاً شاہ نظام الحق صاحب چشتی صابری راست
جاوہر کے عبدالشکور صاحب چشتی صابری اور رضا علی خان صاحب چشتی ٹوکی وغیرہ کے مریدین میں بھی
اس وقت ہندو اور بعض پارسی صاحبان اپنے مذہب پر قائم رہتے ہوئے سلسلہ عالیہ کے حلقہ بگوش نظر
آتے ہیں۔ البتہ اگر کوئی بلیب خاطر اسلام قبول کرے تو مانعت بھی نہیں۔ آپ کے خلفا اور مقتدر مریدین
کی فامی تعداد ہے جسکا تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔ مگر اس باب میں آپ کی جانشین کا شرن حضرت قلب الدین
بنقیار کاکیؒ کو حاصل ہے۔ حضرت قطب الاقطاب کے بھی بہت خلفا ہیں مگر جانشین دسرگرہ حضرت
بابا فرید الدین گنج شکرؒ ہیں۔ حضرت بابا گنج شکرؒ کے بھی خلفا بہت ہیں مگر مقتدر و صاحب سلسلہ حضرت
نظام الدینؒ والادایاؒ اور حضرت مخدوم علاء الدین صابر کھیریؒ ہیں۔ یہاں سے سلسلہ چشتیہ کی ہندوستان
میں دو شاخیں پھیلیں ایک نظامی چشتی مشہور ہوئی دوسری صابری چشتی کہلاتی۔ سلسلہ سلسلہ مولانا فرید الدینؒ
دہلوی الموسوم بہ مولانا فرید صاحب سے نظامی سلسلہ کی دو شاخیں ہو گئیں ایک شاخ حاجی نور محمد صاحبؒ
سے چلی جو تونسوی کہلاتی ہے دوسری شاخ شاہ نیاز احمد صاحب بریلویؒ سے چلی جو نیاززی کہلاتی
ہے۔ ہر دو شاخوں میں اس وقت ہندوستان کے لاکھوں افراد شامل ہیں۔ صابریہ سلسلہ کو دائرہ بھی بہت
دیس ہے۔ ہندوستان میں لاکھوں افراد اس سلسلہ میں نظر آتے ہیں۔ مراد آباد۔ حیدر آباد دکن۔ پانی پت
روولی شریف۔ یو۔ پوری دہلی اور دیگر بہت سے مقامات پر صابریہ خانقاہیں موجود ہیں۔

آپ کے بعض معاصرین

(الف) ہر محضر علما۔ اصفیا۔ مشائخین و شعرا۔

شیخ ضیا الدین ابونجیب سہروردیؒ | آپ حضرت ابوبکر مدیق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں۔ آپ کی
ولادت تقریباً ۷۱۰ھ میں ہوئی۔ آپ کا نام عبدالقادر کنت

عند آپ کی وفات ۸۰۵ھ میں بہہ سلطان غیاث الدین بلبن برہمپور دیکھو مساک السالکین جلد دوم صفحہ ۳۱۱

عند (الف) آپ کی ولادت بتاریخ ۲۰ سنہ ۷۱۰ھ میں بروز آخری چار شنبہ بعد سلطان دہلیہ بیک تغیرہ ایوں میں ہوئی ادباً تاریخ

۸۰۵ھ بروز چار شنبہ بعد سلطان محمد تغلق ذہبت پائی۔ مساک السالکین۔ جلد دوم صفحہ ۳۳۹

(ب) اکبر بادشاہ نے تاریخ ۲۰ جمادی الاولیٰ ۹۰۱ھ آپ کے خزانہ کی زیارت کی (قابل تذکرہ اکبری صفحہ ۱۱)

عند آپ کا وصال بتاریخ ۱۲ ربیع الثانی ۸۱۰ھ بہہ سلطان جلال الدین خلجی دیکھو مساک السالکین جلد دوم صفحہ ۳۲۲

ابو نجیب اور لقب ضیاء الدین ہے۔ آپ سلسلہ بہروردیہ میں اپنے عم معظم شیخ وجہ الدین ابو حفص عمر بہروردی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ اور سلسلہ کبرویہ میں حضرت ابو الفتوح ولد امام احمد غزالی کے مرید و خلیفہ ہیں۔ آپ غوث الاعظم حضرت شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلانیؒ کی محبت میں رہے ہیں۔ اور آنحضرت سے خرقہ بھی پایا ہے اور حسب تفصیل گزشتہ سلطان الہند حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی سنجری سے ہنگامہ نزول بغداد آپ سے ملاقات ہوئی ہے آپ نے اپنے وطن بہرورد سے بغداد آ کر علوم ظاہر کی تحصیل بغداد کے مدرسہ نظامیہ میں کی۔ آپ کا وصال ۷۵۳ھ میں ہوا مزار شریف بغداد میں دریائے دجلہ کے کنارے ہے۔

شیخ ۷۵۳ھ - ۷۵۳ھ
حضرت شیخ شہاب الدین عمر بہروردیؒ آپ کی ولادت ۷۵۳ھ میں ہوئی۔ آپ برادر زادہ حقیقی اور مرید و خلیفہ اعظم شیخ ضیاء الدین ابو نجیب بہروردی کے ہیں۔

خوار و سال میں آپ کی پرورش بھی شیخ موصوف نے کی۔ آپ حضرت محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ اور خواجہ معین الدین چشتیؒ کی صحبت سے متفیض ہوئے ہیں شیخ سعدی شیرازی وغیرہ آپ کے مرید ہیں۔ آپ کا وصال بمر ۹۳ سال ۷۵۳ھ میں ہوا۔ مزار شریف بغداد شریف میں ہے۔

وفات ۷۵۳ھ
حضرت شمس الدین تبریزیؒ ابن خاوند غلام الدین آپ کیانیوں کی اولاد میں ہیں۔ آپ کے والد اجداد کے مذہب سے کنارہ کر کے مجددوں کے دفتر اور رسالہ کو جلا دیا۔ اور اسلام کے آثار مجددوں کے قلعہ میں ظاہر کئے۔ اور پوشیدہ طور پر حضرت شمس الدین کو تحصیل علم کے لئے تبریز روانہ کیا وہاں بابر موصوف نے عورتوں سے زبردستی بھی سبکی بایں وجہ زبردستی کے لقب سے مشہور ہوئے بعد تحصیل علوم ظاہر آپ ابو بکر مسلمہ ابن تبریزی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ ریاضت و عبادت میں مشغول ہوئے۔ آپ شیخ رکن الدین سنجاہی اور شیخ احمد الدین کرمانیؒ کی خدمت میں مدتوں تک رہے۔ مگر بقول تاریخ خلفائے

۱۔ دیکھو سائلک الاساکین جلد دوم صفحہ ۲۹۰ و ۲۹۱

۲۔ صاحب مآثر تذکرۃ اکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام صفحہ ۴۵۰ آپ کی ولادت ۷۵۳ھ میں ہوئی مگر بعض نے ۷۵۴ھ بھی لکھی ہے۔

۳۔ دیکھو سائلک الاساکین جلد دوم صفحہ ۵۰۳ و ۵۰۴ تذکرۃ اکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام صفحہ ۴۵۰

۵۔ تذکرۃ الامیین صفحہ ۱۴۵

عرب و اسلام جب حضرت شمس الدین علوم ظاہر سے ماہر ہوئے تو حضرت رکن الدین شمس سے مرید ہوئے
ان کا سلسلہ دو واسطوں سے حضرت نجم الدین کبریٰ سے ملتا ہے۔ ایک دن حضرت رکن الدین نے حضرت
شمس الدین سے کہا کہ روم میں جاؤ اور ایک سوختہ کے آگ لگاؤ۔ آپ حسب الحکم قونیہ پہنچے اور مولانا
جلال الدین رومی کو متغیض کیا۔

حضرت شمس الدین تبریزی کا وصال ۶۲۵ھ میں ہوا۔ مزار مولانا بہا الدین ولد کی قبر کے بغل میں ہے
بقول تذکرۃ العابدین صفحہ ۱۵۷ آپ کا وصال بتاریخ ۳۱ شوال ۶۲۵ھ میں ہوا مزار بغداد شریف میں ہے
بقول خزینۃ الامنیاء جلد دوم صفحہ ۲۲ آپ وہ شمس الدین تبریزی نہیں ہیں جن کا مزار لمٹان میں ہے
مقامی شمس الدین تبریزی سادات موسوی سے ہیں۔ ان کی اولاد اور یہ حضرات لاہور وغیرہ میں سادات
شمس کے نام سے مشہور ہیں۔

شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی ۶۹۱ھ - ۷۵۵ھ ابتدا میں لاہور شیخ میں آنا تک سعدی شمس کا زمانہ تھا۔ مگر آخر ایام میں
آنا تک ابو بکر بن سعدی شمس شیرازی میں حکمران تھا۔ آپ نے دوسرے
نظامیہ بغداد میں تعلیم پائی۔ شیخ ابو الفرخ ابن جوزی کے شاگرد ہیں آپ نے بیت المقدس میں مدتوں تک
سقاوی کی ہے۔ چودہ ج پاپادہ کئے ہیں۔ شیخ شہاب الدین ہروردی کے ساتھ ایک کشتی میں سفر دیا بھی کیا
محمد قان نے جو لمٹان کا حاکم اور سلطان غیاث الدین بلبن کا پسر بزرگ تھا۔ لمٹان سے آپ کے
بلانے کے لئے دو مرتبہ سفر خرچ اور قاصد روانہ کیا مگر بوجہ ضعف پیری آپ نے معذرت کی اور غزل بھیج دی
آپ نے خط میں حضرت امیر خسرو کے اشعار کی تحسین لکھی اور سفارش کی۔ آخر زمانہ میں آپ سجادہ پر یاد
الہی میں مشغول رہے آپ کی وفات ماہ شوال ۶۹۱ھ میں ہوئی۔

آپ کی علمی یادگاریں گلستاں و بوستاں وغیرہ ہیں گلستاں ۶۵۶ھ میں اور بوستاں ۶۵۵ھ میں لکھی گئی
آپ مشہور شاعر و ادیب ہیں۔ حسب تفصیل گذشتہ آپ نے سیاحت بہت کی اور ۶۷۱ھ و ۶۷۲ھ کے
درمیان آپ نے دہلی میں بہمد سلطان شمس الدین التمش حضرت خواجہ سے ملاقات کی۔

۱۔ تذکرۃ اکرام تاریخ خلفائے عرب و اسلام صفحہ ۲۵ و فتاح التواریخ صفحہ ۵

۲۔ ۲۵۲ و دیگر فتاح التواریخ صفحہ ۶۱-۶۳ و دیگر فتاح التواریخ صفحہ ۱۴

مولانا جلال الدین محمد مشہور بہ مولانا رومیؒ آپ مولانا بابا الدین ولد کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کی ولادت ۷۸۳ھ میں ہوئی۔ آپ اصل باشندہ بلخ کے

ہیں۔ مغربی میں شیخ فرید الدین عطارؒ سے مشرف ملاقات حاصل کیا۔ جب ۸۱۲ھ میں آپ کے والد نے وفات پائی تو سلطان صلاح الدین سلجوقی نے آپ کو ان کا جانشین بنایا۔ آپ اپنے والد کے مرید حضرت برہان الدین ترمذیؒ کی صحبت میں نو سال تک رہے۔ ان کی وفات کے پانچ سال بعد آپ حضرت شمس الدین تبریزیؒ سے پیوست ہوئے آپ کی وفات بتاریخ ۸۶۱ھ بنجم جمادی الآخر ۸۶۱ھ (بقول دیگر ۸۶۲ھ) میں ہوئی۔ مثنوی مولانا روم آپ کی مشہور تعین ہے۔

حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ آپ ادا اہل شباب میں تحصیل علوم ظاہر میں مشغول رہے۔ شیخ کامل تھے جس پر آپ کی نظر پڑ جاتی تھی واجب ولایت ہو جاتا تھا۔ آپ کا نسب ارادت و طرح پر ہے۔ ایک شیخ ہار یا ستر سے دوسرا شیخ محمد اسماعیلؒ سے۔ مگر بابا فرخ تبریزیؒ نے بھی آپ کو جابر پناہ ہے۔ لشکر چنگیزی نے آپ کو بتاریخ ۸۱۰ھ جمادی الاول ۸۱۰ھ میں ۶۶ سال شہید کیا۔ مزار مقدس خوارزم (خیوا متصل بخارا) میں ہے۔ حسب تفصیل گذشتہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ سے آپ کی ملاقات ۸۵۰ھ میں ہوئی۔

شیخ وجیہ الدین ابو حفص سہروردیؒ آپ حضرت ابو محمد عمویہؒ کے خلیفہ ہیں۔ اولیاء کبار میں آپ کا شمار ہے۔ آپ کی نسبت دو طرح ہے ایک شیخ مشاد علود خوریؒ

سے دوسری حضرت اخفی فرخ ریجانیؒ سے۔ شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کو آپ ہی سے فیض کامل ہوا ہے۔ شیخ موصوف آپ کے برادر زادہ ہیں آپ کی وفات بتاریخ ۸۵۵ھ میں ہوئی۔

وفات ۸۵۵ھ آپ خلیفہ اعظم حضرت یوسف ہمدانیؒ کے ہیں۔ مولد بخارا کے قریب غجدان شیخ عبدالخالق غجدانیؒ ہے۔ ذکر خفی آپ ہی سے شروع ہوا ہے۔ آپ نے اپنے صاحبزادے کو وصیت نامہ لکھا کہ جاہل صوفیوں سے پرہیز کرنا۔ لموک سے صحبت نہ رکھنا۔ زیادہ سنا نہ سننا۔ مخلوق خدا

علا دیکھو مفتاح التاریخ ص ۱۲۱ علا دوسری روایت ۸۵۵ھ میں وفات پانے کا ہے علا دیکھو تذکرۃ العابدین ص ۱۲۱ (انفحات الانس)

مع ۳۴۹-۳۵۰ علا تذکرۃ العابدین ص ۱۵۹

کو کثرتہ جاننا۔ اپنے آپ کو بہتر نہ جاننا۔ خدمت خلق میں جہاں تک ہوسکی کرنا۔ شاخ کو عزیز رکھنا۔ وغیرہ وغیرہ۔
آپ کی وفات غمدان میں بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۵۴۵ھ میں ہوئی۔ وہیں مزار ہے۔

وفات ۵۴۵ھ میں آپ حضرت عبدالخالق غمدانی کے خلیفہ و سجادہ نشین میں ادلیاے کبار
شیخ محمد عارف دیوبند کے شاخین نظام میں آپ کا شمار ہے۔ مسجد دمشق میں خواجہ عثمان اردنی
قدس سرہ خواجہ معین الدین چشتی اور شیخ عبداللہ کرمانی سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ وفات ۵۴۵ھ میں
ہوئی مزار قبہ دیوبند میں کنارے اٹھارہ کوس پر ہے۔

وفات ۵۴۳ھ میں آپ حضرت عبدالقادر جیلانی قدس سرہ کے فرزند و شاگرد و مرید ہیں
شیخ تاج الدین عبدالرزاق آپ کی وفات ۶ شوال ۵۴۳ھ میں ہوئی۔ مزار بغداد شریف میں
ہے کتاب علماء الخواطر میں آپ نے غوث پاک کے ملفوظات جمع کئے ہیں۔ چونکہ حضرت غوث الاعظم
غریب نواز کے ماموں ہیں اس رشتہ سے آپ غریب نواز کے ماموں زاد بھائی ہیں۔

سید احمد کبیر رفعی آپ سے سلسلہ بعیدہ کی رفاہی شاخ نکلی۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۲ جمادی الاول ۵۴۳ھ میں ہوا۔
وفات ۵۴۳ھ میں آپ کا نام محمد بن علی بن محمد ہے۔ آپ کی ولادت قریہ بلاد اندلس
شیخ محمد محی الدین ابن عربی (اسپین) میں بتاریخ ۱۰ رمضان ۵۴۳ھ میں ہوئی۔ وفات بتاریخ

ربیع الاول ۵۴۳ھ میں ہوئی۔ مزار جیل میں قریب دمشق ہے۔ آپ بڑے عارف۔ محقق اور صاحب
تصانیف کثیرہ ہیں۔ فتوحات کی خصوصاً الحکم اور تفسیر آپ کی مصنفہ ہیں۔

شیخ نظام الدین گنجوری آپ حضرت انجی زنجانی کے مرید ہیں وفات ۵۹۶ھ میں ہوئی۔

۱۔ تذکرۃ العابدین ص ۱۸۱۔ ۲۔ تذکرۃ العابدین ص ۱۸۲

۳۔ دلیل العارنین ص ۴۲۰۔ ۴۔ دوسری روایت یکم شوال ۵۴۵ھ میں وفات پانے کی ہے۔

۵۔ تذکرۃ العابدین ص ۱۸۱۔ ۶۔ دوسری روایت ۵۴۵ھ میں وفات پانے کی ہے۔ ۷۔ تذکرۃ العابدین ص ۱۸۱

۸۔ دیکھو میر الاقطاب ص ۱۸۱۔ ۹۔ دیکھو تذکرۃ العابدین ص ۲۴۲-۲۴۳

۱۰۔ بعض نے آپ کی ولادت ۵۴۵ھ میں اور وفات ۵۴۳ھ یا ۵۴۴ھ میں لکھی ہے۔

۱۱۔ دیکھو تاریخ خلفائے عرب و اسلام ص ۴۵۲ و خزینۃ الانبیاء وغیرہ ص ۱۸۱ و کیمیۃ تذکرۃ العابدین ص ۲۹

۵۱۳ھ - ۶۲۶ھ
حضرت فرید الدین عطارؒ ولادت ۵۱۳ھ میں ہوئی۔ آپ کی اصل قریہ گدن (نواح خیساپور) سے ہے۔ ابتدا میں عطاری کرتے تھے۔ بعد ازاں حضرت رکن الدین کافؒ کی اور

حضرت مجد الدین بندادیؒ کی ملازمت میں رہے۔ خرقہ فقر اخرا ذکر سے پنا۔ مولانا رومؒ آپ سے بچرچہ سال ۶۱۸ھ میں ملے تھے آپ کی وفات ۶۲۶ھ میں ہوئی۔ عمر شریف ایک سو چودہ سال کی تھی۔ آپ کی تصانیف چالیس رسالہ نظم ہیں۔ منطق الطیر آپ ہی کی تصنیف ہے۔

حضرت شیخ بہاد الدین زکریا ملتانیؒ آپ کے والد قطب الدین بن کمال الدین قریشی ہیں۔ ولادت ۵۶۵ھ بمقام کوٹ کروڑ (ملاقہ ملتان) میں ہوئی۔

صغیر سن میں آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ بعد تحصیل علم آپ نے سیاحت شروع کی بغداد پہنچ کر آپ شیخ شہاب الدین عمر ہرودیؒ سے مرید ہوئے۔ قنوٹے ہی غرض میں خلافت حاصل کر لی۔ بعد ازاں ملتان میں تشریف لائے۔ شیخ فرید الدین گنج شکرؒ سے آپ کا بہت ربط و اتحاد تھا۔ آپ کا وصال ۶۶۷ھ میں ہوا خوار شریف ملتان میں ہے۔ حسب تفصیل گذشتہ قلب صاحبؒ آپ کی ملاقات ہوئی۔

وفات ۶۳۲ھ
شیخ احمد الدین کرمانیؒ آپ شائین کبیر اور ملائے صوفیہ میں سے ہیں شیخ رکن الدین سبائیؒ کے مرید ہیں۔ جو قطب الدین ہرودیؒ کے مرید تھے اور قطب الدین ہرودیؒ

شیخ ابو نجیب ہرودیؒ کے مرید تھے۔ آپ شاہ پرست تھے۔ شیخ شمس الدین تبریزیؒ و شیخ نعمی الدین ابن عربیؒ سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے۔ آپ کی وفات ۶۳۲ھ بقول دیگر ۶۳۵ھ میں ہوئی۔ بقول الشاہیر ص ۲۱۱ آپ کا مزار دمشق میں ہے۔ حسب سفرنامہ امیر البحر ترکی (شاید دمشق کے محلہ) قصار

مل دیکھو تاریخ خلفائے عرب و اسلام صفحہ ۲۴۲-۲۴۹ مل سوانح مولانا روم از شبلی نعمانی ص ۵۴

مل دیکھو تاریخ خلفائے عرب و اسلام میں سنہ وفات ۶۱۸ھ مرقوم ہے۔ مل دیکھو نفحات الانس ص ۵۴

مل ذکرۃ العابدین ص ۲۹۹ مل دیکھو تاریخ خلفائے عرب و اسلام صفحہ ۲۴۳-۲۴۹

مل بعض نے آپ کا ہر صد سال ۶۶۵ھ میں بعض نے ۶۶۷ھ یا ۶۶۸ھ میں وصال پانا لکھا ہے۔

مل خزینۃ الامنیاء جلد دوم ص ۲۶۵-۲۶۶

مل دیکھو مناقب التواتر ص ۶۲

میں ہے۔ اور حسب تفصیل گزشتہ غریب نواز اور خواجہ عثمان اردوئی قدس سرہ الخریز سے آپ کی ملاقات ہوئی ہے اور بعض سفر میں ساتھ رہے ہیں۔

وفات ۱۲۲۳ شمسی بہار ۱۲۲۳ آپ شیخ ابوسعید تبریزی کے مرید ہیں فقر کی تکمیل شیخ شہاب الدین بہروردی سے کی بعد ازاں ہندوستان میں آئے اور دہلی میں حضرت خواجہ معین الدین سہری چشتی کی خدمت میں رہے۔ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی سے بہت فیض پایا اور مشایخ چشت میں آپ کا شمار ہوا۔ بہر دہلی سے بنگالہ گئے وہاں مساجد اور خانقاہ کی تعمیر کی۔ آپ کی وفات ۱۲۲۳ میں ہوئی۔ آپ کا مزار دیو محل بندر (سلہٹ) میں ہے۔

وفات ۱۲۳۳ حضرت عمار یاسر شیخ ضیاء الدین ابو نجیب عبدالقادر بہروردی کے خلیفہ نامدار ہیں۔ حضرت شیخ نعم الدین کبریا کے مرشد ہیں۔ آپ کی وفات بتاریخ ۱۶ ربیع الآخر ۱۲۳۳ میں ہوئی۔ مزار بغداد شریف میں ہے۔

۱۲۳۳ امام فخر الدین رازی آپ کی اصل طبرستان ہے آپ کی ولادت بتاریخ ۲۵ رمضان ۱۲۳۳ میں ہوئی۔ رے میں پیدا ہونے کی وجہ سے رازی کہلاتے ہیں۔ آپ نے اپنے والد سے تفصیل علم کی۔ والد کے انتقال کے بعد بھتان میں پلے آئے۔ بسبب کمال علوم ظاہر امام کہلاتے ہیں۔ وفات بتاریخ یکم شوال ۱۲۳۳ مطابق ۲۹ مارچ ۱۲۳۳ بروز دوشنبہ (بقول دیگر ۲۵ میں) ہوئی۔ مزار خیابان ہرات میں ہے۔ آپ کی مشہور تصانیف میں سے حدائق الانوار اور تفسیر کبیر ہیں۔

۱۲۳۳ حضرت خواجہ علاء الدین غجدوانی آپ حضرت خواجہ غریب نواز کے برگزیدہ یار تھے۔ غریب نواز کی اجازت سے خواجہ یاسر کی خدمت اختیار کر لی تھی۔ خواجہ یاسر آپ سے ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ آپ کے دیدار سے خواجہ بزرگ کی گلابی نسبت ہمیشہ دلیں تانہ ہو جاتی ہے آپ کے معاصین بموجب تذکرۃ الکرام خلفائے عرب اسلام ۵۵۷ھ - ۱۵۵۷ھ (۱) حضرت شہاب الدین قلیل اللہ سال وفات ۵۸۶ھ (۲) سلطان الشراء فاتانی شہر دانی

عظیم دکنیہ سرودی المعروف بہ گنج تاریخ ۴۵۵ھ مہ مبارک حاشیہ دکنیہ ابراہیم ۵۵۷ھ دکنیہ تذکرۃ الصالحین ۵۵۷ھ

تاریخ خلفائے عرب و اسلام کے ۵۵۷ھ پر سال وفات ۵۵۷ھ مرقوم ہے۔ دکنیہ یاسر بزرگ، ذیل دکنیہ شہرستانی شدہ بہری جامع

کے ۵۵۷ھ انتفاع التاریخ ۵۵۷ھ: تاریخ خلفائے عرب و اسلام ۵۵۷ھ - ۵۵۷ھ مرقوم ہے۔ ابراہیم ۵۵۷ھ

خلفائے بغداد:- خلیفہ مقتدی نے ۵۲۰ھ سے ۵۵۵ھ تک خلیفہ مستنجد نے ۵۵۵ھ سے ۵۶۶ھ تک خلیفہ مستنزی بامر اللہ ابو محمد یوسف نے ۵۶۶ھ سے ۵۷۵ھ تک خلیفہ ناصر الدین ناصر نے ۵۷۵ھ سے ۶۲۲ھ تک خلیفہ ظاہر نے ۶۲۲ھ سے ۶۲۳ھ تک اور خلیفہ مستنصر نے ۶۲۳ھ سے ۶۲۴ھ تک حکمرانی کی۔

سلاطین لاہور:- بہرام شاہ بین الدولہ - خسرو بن بہرام شاہ - خسرو ملک تاج الدولہ بن خسرو شاہ ۵۸۸ھ - ۶۰۲ھ
شہاب الدین غوری - ۶۰۲ھ - ۶۰۳ھ

راجگان اجمیر:-
پرتھوی راج
حسب تفصیل گزشتہ شہاب الدین غوری نے ۵۸۸ھ میں پرتھوی راج کو ترائی کے میدان میں شکست دیکر قتل کیا بعد ازاں مفتوحہ علاقہ اس کے لڑکے گوہر راج کو دیکر اپنا باجگزار اجمیر کا راج بنایا
۵۹۲ھ - ۵۹۳ھ
جب شہاب الدین غوری گوہر راج کو اجمیر کا راج بنا کر غزنین چلا گیا تو اس کے چچا گوہر راج (جو پرتھوی راج کا چھوٹا بھائی تھا) نے ۵۸۹ھ مطابق ۱۱۹۲ھ میں اسے تخت سے اتار کر خود اجمیر کا راج بن گیا۔

۵۹۲ھ - ۵۹۳ھ
ہری راج یا ہیران مگر بقول تاج الماثر ہیران نے ۵۸۹ھ میں بذریعہ اپنے فوجی افسر جیہر راج دہلی تک فوج کشی کی۔ قطب الدین ایبک نے ۵۹۲ھ

۵۹۰ھ
علی دیکھو ابن خلدون ترجمہ از دو جلد نہم کتاب ثانی صفحہ ۲۰۹-۲۱۰ علی فرشتہ جلد اول صفحہ ۵۹۰
۵۹۱ھ
۵۹۲ھ
۵۹۳ھ
۵۹۴ھ
۵۹۵ھ
۵۹۶ھ
۵۹۷ھ
۵۹۸ھ
۵۹۹ھ
۶۰۰ھ
۶۰۱ھ
۶۰۲ھ
۶۰۳ھ
۶۰۴ھ
۶۰۵ھ
۶۰۶ھ
۶۰۷ھ
۶۰۸ھ
۶۰۹ھ
۶۱۰ھ
۶۱۱ھ
۶۱۲ھ
۶۱۳ھ
۶۱۴ھ
۶۱۵ھ
۶۱۶ھ
۶۱۷ھ
۶۱۸ھ
۶۱۹ھ
۶۲۰ھ
۶۲۱ھ
۶۲۲ھ
۶۲۳ھ
۶۲۴ھ
۶۲۵ھ
۶۲۶ھ
۶۲۷ھ
۶۲۸ھ
۶۲۹ھ
۶۳۰ھ
۶۳۱ھ
۶۳۲ھ
۶۳۳ھ
۶۳۴ھ
۶۳۵ھ
۶۳۶ھ
۶۳۷ھ
۶۳۸ھ
۶۳۹ھ
۶۴۰ھ
۶۴۱ھ
۶۴۲ھ
۶۴۳ھ
۶۴۴ھ
۶۴۵ھ
۶۴۶ھ
۶۴۷ھ
۶۴۸ھ
۶۴۹ھ
۶۵۰ھ
۶۵۱ھ
۶۵۲ھ
۶۵۳ھ
۶۵۴ھ
۶۵۵ھ
۶۵۶ھ
۶۵۷ھ
۶۵۸ھ
۶۵۹ھ
۶۶۰ھ
۶۶۱ھ
۶۶۲ھ
۶۶۳ھ
۶۶۴ھ
۶۶۵ھ
۶۶۶ھ
۶۶۷ھ
۶۶۸ھ
۶۶۹ھ
۶۷۰ھ
۶۷۱ھ
۶۷۲ھ
۶۷۳ھ
۶۷۴ھ
۶۷۵ھ
۶۷۶ھ
۶۷۷ھ
۶۷۸ھ
۶۷۹ھ
۶۸۰ھ
۶۸۱ھ
۶۸۲ھ
۶۸۳ھ
۶۸۴ھ
۶۸۵ھ
۶۸۶ھ
۶۸۷ھ
۶۸۸ھ
۶۸۹ھ
۶۹۰ھ
۶۹۱ھ
۶۹۲ھ
۶۹۳ھ
۶۹۴ھ
۶۹۵ھ
۶۹۶ھ
۶۹۷ھ
۶۹۸ھ
۶۹۹ھ
۷۰۰ھ
۷۰۱ھ
۷۰۲ھ
۷۰۳ھ
۷۰۴ھ
۷۰۵ھ
۷۰۶ھ
۷۰۷ھ
۷۰۸ھ
۷۰۹ھ
۷۱۰ھ
۷۱۱ھ
۷۱۲ھ
۷۱۳ھ
۷۱۴ھ
۷۱۵ھ
۷۱۶ھ
۷۱۷ھ
۷۱۸ھ
۷۱۹ھ
۷۲۰ھ
۷۲۱ھ
۷۲۲ھ
۷۲۳ھ
۷۲۴ھ
۷۲۵ھ
۷۲۶ھ
۷۲۷ھ
۷۲۸ھ
۷۲۹ھ
۷۳۰ھ
۷۳۱ھ
۷۳۲ھ
۷۳۳ھ
۷۳۴ھ
۷۳۵ھ
۷۳۶ھ
۷۳۷ھ
۷۳۸ھ
۷۳۹ھ
۷۴۰ھ
۷۴۱ھ
۷۴۲ھ
۷۴۳ھ
۷۴۴ھ
۷۴۵ھ
۷۴۶ھ
۷۴۷ھ
۷۴۸ھ
۷۴۹ھ
۷۵۰ھ
۷۵۱ھ
۷۵۲ھ
۷۵۳ھ
۷۵۴ھ
۷۵۵ھ
۷۵۶ھ
۷۵۷ھ
۷۵۸ھ
۷۵۹ھ
۷۶۰ھ
۷۶۱ھ
۷۶۲ھ
۷۶۳ھ
۷۶۴ھ
۷۶۵ھ
۷۶۶ھ
۷۶۷ھ
۷۶۸ھ
۷۶۹ھ
۷۷۰ھ
۷۷۱ھ
۷۷۲ھ
۷۷۳ھ
۷۷۴ھ
۷۷۵ھ
۷۷۶ھ
۷۷۷ھ
۷۷۸ھ
۷۷۹ھ
۷۸۰ھ
۷۸۱ھ
۷۸۲ھ
۷۸۳ھ
۷۸۴ھ
۷۸۵ھ
۷۸۶ھ
۷۸۷ھ
۷۸۸ھ
۷۸۹ھ
۷۹۰ھ
۷۹۱ھ
۷۹۲ھ
۷۹۳ھ
۷۹۴ھ
۷۹۵ھ
۷۹۶ھ
۷۹۷ھ
۷۹۸ھ
۷۹۹ھ
۸۰۰ھ
۸۰۱ھ
۸۰۲ھ
۸۰۳ھ
۸۰۴ھ
۸۰۵ھ
۸۰۶ھ
۸۰۷ھ
۸۰۸ھ
۸۰۹ھ
۸۱۰ھ
۸۱۱ھ
۸۱۲ھ
۸۱۳ھ
۸۱۴ھ
۸۱۵ھ
۸۱۶ھ
۸۱۷ھ
۸۱۸ھ
۸۱۹ھ
۸۲۰ھ
۸۲۱ھ
۸۲۲ھ
۸۲۳ھ
۸۲۴ھ
۸۲۵ھ
۸۲۶ھ
۸۲۷ھ
۸۲۸ھ
۸۲۹ھ
۸۳۰ھ
۸۳۱ھ
۸۳۲ھ
۸۳۳ھ
۸۳۴ھ
۸۳۵ھ
۸۳۶ھ
۸۳۷ھ
۸۳۸ھ
۸۳۹ھ
۸۴۰ھ
۸۴۱ھ
۸۴۲ھ
۸۴۳ھ
۸۴۴ھ
۸۴۵ھ
۸۴۶ھ
۸۴۷ھ
۸۴۸ھ
۸۴۹ھ
۸۵۰ھ
۸۵۱ھ
۸۵۲ھ
۸۵۳ھ
۸۵۴ھ
۸۵۵ھ
۸۵۶ھ
۸۵۷ھ
۸۵۸ھ
۸۵۹ھ
۸۶۰ھ
۸۶۱ھ
۸۶۲ھ
۸۶۳ھ
۸۶۴ھ
۸۶۵ھ
۸۶۶ھ
۸۶۷ھ
۸۶۸ھ
۸۶۹ھ
۸۷۰ھ
۸۷۱ھ
۸۷۲ھ
۸۷۳ھ
۸۷۴ھ
۸۷۵ھ
۸۷۶ھ
۸۷۷ھ
۸۷۸ھ
۸۷۹ھ
۸۸۰ھ
۸۸۱ھ
۸۸۲ھ
۸۸۳ھ
۸۸۴ھ
۸۸۵ھ
۸۸۶ھ
۸۸۷ھ
۸۸۸ھ
۸۸۹ھ
۸۹۰ھ
۸۹۱ھ
۸۹۲ھ
۸۹۳ھ
۸۹۴ھ
۸۹۵ھ
۸۹۶ھ
۸۹۷ھ
۸۹۸ھ
۸۹۹ھ
۹۰۰ھ
۹۰۱ھ
۹۰۲ھ
۹۰۳ھ
۹۰۴ھ
۹۰۵ھ
۹۰۶ھ
۹۰۷ھ
۹۰۸ھ
۹۰۹ھ
۹۱۰ھ
۹۱۱ھ
۹۱۲ھ
۹۱۳ھ
۹۱۴ھ
۹۱۵ھ
۹۱۶ھ
۹۱۷ھ
۹۱۸ھ
۹۱۹ھ
۹۲۰ھ
۹۲۱ھ
۹۲۲ھ
۹۲۳ھ
۹۲۴ھ
۹۲۵ھ
۹۲۶ھ
۹۲۷ھ
۹۲۸ھ
۹۲۹ھ
۹۳۰ھ
۹۳۱ھ
۹۳۲ھ
۹۳۳ھ
۹۳۴ھ
۹۳۵ھ
۹۳۶ھ
۹۳۷ھ
۹۳۸ھ
۹۳۹ھ
۹۴۰ھ
۹۴۱ھ
۹۴۲ھ
۹۴۳ھ
۹۴۴ھ
۹۴۵ھ
۹۴۶ھ
۹۴۷ھ
۹۴۸ھ
۹۴۹ھ
۹۵۰ھ
۹۵۱ھ
۹۵۲ھ
۹۵۳ھ
۹۵۴ھ
۹۵۵ھ
۹۵۶ھ
۹۵۷ھ
۹۵۸ھ
۹۵۹ھ
۹۶۰ھ
۹۶۱ھ
۹۶۲ھ
۹۶۳ھ
۹۶۴ھ
۹۶۵ھ
۹۶۶ھ
۹۶۷ھ
۹۶۸ھ
۹۶۹ھ
۹۷۰ھ
۹۷۱ھ
۹۷۲ھ
۹۷۳ھ
۹۷۴ھ
۹۷۵ھ
۹۷۶ھ
۹۷۷ھ
۹۷۸ھ
۹۷۹ھ
۹۸۰ھ
۹۸۱ھ
۹۸۲ھ
۹۸۳ھ
۹۸۴ھ
۹۸۵ھ
۹۸۶ھ
۹۸۷ھ
۹۸۸ھ
۹۸۹ھ
۹۹۰ھ
۹۹۱ھ
۹۹۲ھ
۹۹۳ھ
۹۹۴ھ
۹۹۵ھ
۹۹۶ھ
۹۹۷ھ
۹۹۸ھ
۹۹۹ھ
۱۰۰۰ھ

پس چترانج کو شکست دیکر اجمیر تک اُس کا نقاب کیا اور اجمیر واپس لے لیا۔ اس لڑائی میں غاسب
ہری راج مارا گیا اور گوند راج کو پھر ملک واپس دے دیا گیا۔
سلاطین دہلی:-

شہاب الدین غوری اپنے بھائی غیاث الدین سام کے حکم سے ۷۸۹ھ
۷۸۹ھ یا ۷۹۰ھ ۷۹۱ھ ۷۹۲ھ ۷۹۳ھ ۷۹۴ھ ۷۹۵ھ ۷۹۶ھ ۷۹۷ھ ۷۹۸ھ ۷۹۹ھ ۸۰۰ھ
۸۰۱ھ ۸۰۲ھ ۸۰۳ھ ۸۰۴ھ ۸۰۵ھ ۸۰۶ھ ۸۰۷ھ ۸۰۸ھ ۸۰۹ھ ۸۱۰ھ ۸۱۱ھ ۸۱۲ھ ۸۱۳ھ ۸۱۴ھ ۸۱۵ھ ۸۱۶ھ ۸۱۷ھ ۸۱۸ھ ۸۱۹ھ ۸۲۰ھ ۸۲۱ھ ۸۲۲ھ ۸۲۳ھ ۸۲۴ھ ۸۲۵ھ ۸۲۶ھ ۸۲۷ھ ۸۲۸ھ ۸۲۹ھ ۸۳۰ھ ۸۳۱ھ ۸۳۲ھ ۸۳۳ھ ۸۳۴ھ ۸۳۵ھ ۸۳۶ھ ۸۳۷ھ ۸۳۸ھ ۸۳۹ھ ۸۴۰ھ ۸۴۱ھ ۸۴۲ھ ۸۴۳ھ ۸۴۴ھ ۸۴۵ھ ۸۴۶ھ ۸۴۷ھ ۸۴۸ھ ۸۴۹ھ ۸۵۰ھ ۸۵۱ھ ۸۵۲ھ ۸۵۳ھ ۸۵۴ھ ۸۵۵ھ ۸۵۶ھ ۸۵۷ھ ۸۵۸ھ ۸۵۹ھ ۸۶۰ھ ۸۶۱ھ ۸۶۲ھ ۸۶۳ھ ۸۶۴ھ ۸۶۵ھ ۸۶۶ھ ۸۶۷ھ ۸۶۸ھ ۸۶۹ھ ۸۷۰ھ ۸۷۱ھ ۸۷۲ھ ۸۷۳ھ ۸۷۴ھ ۸۷۵ھ ۸۷۶ھ ۸۷۷ھ ۸۷۸ھ ۸۷۹ھ ۸۸۰ھ ۸۸۱ھ ۸۸۲ھ ۸۸۳ھ ۸۸۴ھ ۸۸۵ھ ۸۸۶ھ ۸۸۷ھ ۸۸۸ھ ۸۸۹ھ ۸۹۰ھ ۸۹۱ھ ۸۹۲ھ ۸۹۳ھ ۸۹۴ھ ۸۹۵ھ ۸۹۶ھ ۸۹۷ھ ۸۹۸ھ ۸۹۹ھ ۹۰۰ھ ۹۰۱ھ ۹۰۲ھ ۹۰۳ھ ۹۰۴ھ ۹۰۵ھ ۹۰۶ھ ۹۰۷ھ ۹۰۸ھ ۹۰۹ھ ۹۱۰ھ ۹۱۱ھ ۹۱۲ھ ۹۱۳ھ ۹۱۴ھ ۹۱۵ھ ۹۱۶ھ ۹۱۷ھ ۹۱۸ھ ۹۱۹ھ ۹۲۰ھ ۹۲۱ھ ۹۲۲ھ ۹۲۳ھ ۹۲۴ھ ۹۲۵ھ ۹۲۶ھ ۹۲۷ھ ۹۲۸ھ ۹۲۹ھ ۹۳۰ھ ۹۳۱ھ ۹۳۲ھ ۹۳۳ھ ۹۳۴ھ ۹۳۵ھ ۹۳۶ھ ۹۳۷ھ ۹۳۸ھ ۹۳۹ھ ۹۴۰ھ ۹۴۱ھ ۹۴۲ھ ۹۴۳ھ ۹۴۴ھ ۹۴۵ھ ۹۴۶ھ ۹۴۷ھ ۹۴۸ھ ۹۴۹ھ ۹۵۰ھ ۹۵۱ھ ۹۵۲ھ ۹۵۳ھ ۹۵۴ھ ۹۵۵ھ ۹۵۶ھ ۹۵۷ھ ۹۵۸ھ ۹۵۹ھ ۹۶۰ھ ۹۶۱ھ ۹۶۲ھ ۹۶۳ھ ۹۶۴ھ ۹۶۵ھ ۹۶۶ھ ۹۶۷ھ ۹۶۸ھ ۹۶۹ھ ۹۷۰ھ ۹۷۱ھ ۹۷۲ھ ۹۷۳ھ ۹۷۴ھ ۹۷۵ھ ۹۷۶ھ ۹۷۷ھ ۹۷۸ھ ۹۷۹ھ ۹۸۰ھ ۹۸۱ھ ۹۸۲ھ ۹۸۳ھ ۹۸۴ھ ۹۸۵ھ ۹۸۶ھ ۹۸۷ھ ۹۸۸ھ ۹۸۹ھ ۹۹۰ھ ۹۹۱ھ ۹۹۲ھ ۹۹۳ھ ۹۹۴ھ ۹۹۵ھ ۹۹۶ھ ۹۹۷ھ ۹۹۸ھ ۹۹۹ھ ۱۰۰۰ھ

کھرام و اجمیر پر قبضہ کر لیا۔ بعد فتح شہاب الدین غوری اجمیر آیا پھر دہلی گیا دہلی میں رائے پتھور کے کسی
غزنیہ کو اپنا باجندہ بنایا اور قطب الدین ایک کو اپنا قائم مقام بنا کر سواک کی راہ سے غزنیہ روانہ ہوا۔ اور
اسی سال میں غزنیہ سے آکر قنوج کے راجہ جے چند کو آدھ کے قریب شکست دی راجہ مارا گیا۔ پھر
سلطان نے بنارس آکر وہاں کا انتظام قطب الدین ایک کی سپرد کیا اور خود غزنیہ روانہ ہو گیا۔ ۷۹۳ھ
میں شہاب الدین قوم بکھر کی گوش مالی کے واسطے آیا اور انہیں منرا دیکر جب واپس غزنیہ جا رہا تھا راستہ
میں بکھران نے شب کے وقت غیمہ میں آکر اسے شہید کیا۔

۷۹۳ھ ۷۹۴ھ ۷۹۵ھ ۷۹۶ھ ۷۹۷ھ ۷۹۸ھ ۷۹۹ھ ۸۰۰ھ ۸۰۱ھ ۸۰۲ھ ۸۰۳ھ ۸۰۴ھ ۸۰۵ھ ۸۰۶ھ ۸۰۷ھ ۸۰۸ھ ۸۰۹ھ ۸۱۰ھ ۸۱۱ھ ۸۱۲ھ ۸۱۳ھ ۸۱۴ھ ۸۱۵ھ ۸۱۶ھ ۸۱۷ھ ۸۱۸ھ ۸۱۹ھ ۸۲۰ھ ۸۲۱ھ ۸۲۲ھ ۸۲۳ھ ۸۲۴ھ ۸۲۵ھ ۸۲۶ھ ۸۲۷ھ ۸۲۸ھ ۸۲۹ھ ۸۳۰ھ ۸۳۱ھ ۸۳۲ھ ۸۳۳ھ ۸۳۴ھ ۸۳۵ھ ۸۳۶ھ ۸۳۷ھ ۸۳۸ھ ۸۳۹ھ ۸۴۰ھ ۸۴۱ھ ۸۴۲ھ ۸۴۳ھ ۸۴۴ھ ۸۴۵ھ ۸۴۶ھ ۸۴۷ھ ۸۴۸ھ ۸۴۹ھ ۸۵۰ھ ۸۵۱ھ ۸۵۲ھ ۸۵۳ھ ۸۵۴ھ ۸۵۵ھ ۸۵۶ھ ۸۵۷ھ ۸۵۸ھ ۸۵۹ھ ۸۶۰ھ ۸۶۱ھ ۸۶۲ھ ۸۶۳ھ ۸۶۴ھ ۸۶۵ھ ۸۶۶ھ ۸۶۷ھ ۸۶۸ھ ۸۶۹ھ ۸۷۰ھ ۸۷۱ھ ۸۷۲ھ ۸۷۳ھ ۸۷۴ھ ۸۷۵ھ ۸۷۶ھ ۸۷۷ھ ۸۷۸ھ ۸۷۹ھ ۸۸۰ھ ۸۸۱ھ ۸۸۲ھ ۸۸۳ھ ۸۸۴ھ ۸۸۵ھ ۸۸۶ھ ۸۸۷ھ ۸۸۸ھ ۸۸۹ھ ۸۹۰ھ ۸۹۱ھ ۸۹۲ھ ۸۹۳ھ ۸۹۴ھ ۸۹۵ھ ۸۹۶ھ ۸۹۷ھ ۸۹۸ھ ۸۹۹ھ ۹۰۰ھ ۹۰۱ھ ۹۰۲ھ ۹۰۳ھ ۹۰۴ھ ۹۰۵ھ ۹۰۶ھ ۹۰۷ھ ۹۰۸ھ ۹۰۹ھ ۹۱۰ھ ۹۱۱ھ ۹۱۲ھ ۹۱۳ھ ۹۱۴ھ ۹۱۵ھ ۹۱۶ھ ۹۱۷ھ ۹۱۸ھ ۹۱۹ھ ۹۲۰ھ ۹۲۱ھ ۹۲۲ھ ۹۲۳ھ ۹۲۴ھ ۹۲۵ھ ۹۲۶ھ ۹۲۷ھ ۹۲۸ھ ۹۲۹ھ ۹۳۰ھ ۹۳۱ھ ۹۳۲ھ ۹۳۳ھ ۹۳۴ھ ۹۳۵ھ ۹۳۶ھ ۹۳۷ھ ۹۳۸ھ ۹۳۹ھ ۹۴۰ھ ۹۴۱ھ ۹۴۲ھ ۹۴۳ھ ۹۴۴ھ ۹۴۵ھ ۹۴۶ھ ۹۴۷ھ ۹۴۸ھ ۹۴۹ھ ۹۵۰ھ ۹۵۱ھ ۹۵۲ھ ۹۵۳ھ ۹۵۴ھ ۹۵۵ھ ۹۵۶ھ ۹۵۷ھ ۹۵۸ھ ۹۵۹ھ ۹۶۰ھ ۹۶۱ھ ۹۶۲ھ ۹۶۳ھ ۹۶۴ھ ۹۶۵ھ ۹۶۶ھ ۹۶۷ھ ۹۶۸ھ ۹۶۹ھ ۹۷۰ھ ۹۷۱ھ ۹۷۲ھ ۹۷۳ھ ۹۷۴ھ ۹۷۵ھ ۹۷۶ھ ۹۷۷ھ ۹۷۸ھ ۹۷۹ھ ۹۸۰ھ ۹۸۱ھ ۹۸۲ھ ۹۸۳ھ ۹۸۴ھ ۹۸۵ھ ۹۸۶ھ ۹۸۷ھ ۹۸۸ھ ۹۸۹ھ ۹۹۰ھ ۹۹۱ھ ۹۹۲ھ ۹۹۳ھ ۹۹۴ھ ۹۹۵ھ ۹۹۶ھ ۹۹۷ھ ۹۹۸ھ ۹۹۹ھ ۱۰۰۰ھ

جب ۷۹۳ھ میں شہاب الدین غوری شہید ہوا اور اُس کا بیٹا سلطان محمود بن غیاث الدین سام
تحت نشین ہوا تو اُسے قطب الدین ایک کو جو اس وقت تک ملک تھا چتر و امارت بادشاہی خطاب سلطانی
کیا۔ خط آزادی روانہ کیا اور سلطان قطب الدین ایک نے ۷۹۳ھ میں تخت لاہور پر جلوس شای
کیا۔ یہ بادشاہ عدل و سخاوت سے رہا یا کہ خوشحال اور مطمئن رکھتا تھا۔ لاکھوں روپے دیتا تھا اس واسطے
کہ بخش مشہور ہوا۔ تاریخ تراب کا بحوالہ تاریخ تاج الماشریان ہے کہ قطب الدین ایک ہندوستان
کے تمام باجگزار راجاؤں کا فرمانروا تھا۔ اس نے ہند میں چند عمارتیں بھی تعمیر کرائیں۔ پرانی دہلی میں

قطب مینار اسی کی بنوائی ہوئی ہے۔ لاہور میں بحالت چوگان بازی گھوڑے سے گر کر ^{۱۲۰۶ھ} ^{۱۲۰۶ھ} میں
 داخل ہوا۔ یہ بادشاہ شجاعت و سخاوت میں بے نظیر تھا۔ اخلاق حمیدہ سے متصف تھا اصول
 جہانداری اور آئین شہزادگی سے خوب واقف تھا۔

ارام شاہ بن قطب الدین ایک ^{۱۲۰۶ھ} ^{۱۲۰۶ھ} قطب الدین ایک کی وفات کے بعد ایک مجلس امرانے جو
 قطب الدین کا غلام بطنی تھا بادشاہ تجویز کیا مگر اسی آرام طلبی
 کی وجہ سے امرانے اسے مغول کرنے کی تجویز کی۔

سلطان شمس الدین التمش ^{۱۲۱۱ھ} ^{۱۲۱۱ھ} آخر کار سلطان شمس الدین جو قطب الدین ایک کا غلام اور داماد تھا۔
 بدایوں سے آکر خیف عمارہ کے بعد سریر آرائے سلطنت ہو واجب
 سلطان تاج الدین نے ہند میں آکر فساد برپا کیا تو سلطان شمس الدین نے اسے شکست دیکر بدایوں میں
 قید کر دیا ^{۱۲۱۸ھ} ^{۱۲۱۸ھ} میں سلطان جلال الدین خوارزم شاہ کو جو چنگیز خاں سے ہنسرم ہو کر آیا قادیان کیا تاریخ
 ۲۰ شعبان ^{۱۲۳۳ھ} ^{۱۲۳۳ھ} داخل ہوا متصل مسجد قوۃ الاسلام سنگین مقبرہ (جو اس کی دختر رضیہ کا بنوایا ہوا ہے)
 میں مدفون ہے۔ نیک سیرت، خوبصورت، شجاع اور عدل دوست تھا۔



۱۔ دیکھو تاریخ تراج ^{۱۳۵۰ھ} ^{۱۳۵۰ھ} و فرشتہ جداول ^{۱۳۵۰ھ} ^{۱۳۵۰ھ}۔ ۲۔ پسر خوانہ قادیان جداول بادشاہان ہندستان
 ص ۲ در میان ص ۳۱۲ و ۳۱۳۔

۳۔ دیکھو تاریخ تراج ^{۱۳۵۰ھ} ^{۱۳۵۰ھ}۔ ۴۔ فرشتہ جداول ^{۱۳۵۰ھ} ^{۱۳۵۰ھ}۔ ۵۔ چراغ دہلی ^{۱۳۵۰ھ} ^{۱۳۵۰ھ}۔ ۶۔

حَـذِّوْـمِ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اوصافِ حمیدہ

(الف) فقر و درویشی۔

عبادات آپ نفوذِ ناجزبہ و تفرہِ ازہد و عبادت میں بجانہ روزگار۔ تھو۔ شکر گزار بندوں کی طرح آپ نے اپنی تمام عمر عبادات و مجاہدات میں بسر کی، بیشتر میں تک شب میں استراحت نہیں فرمائی اور پہلوئے مبارک زمین سے نہیں ہٹا۔ اس عرصے میں سوائے نغائے عبادت کے برابر باوجود رہے۔ آپ عموماً غنا کے دھوئے صبح کی نماز ادا کرتے تھے۔ سفر و حضر تک میں آپ دُورِ قرآن روزانہ ختم کرتے تھے۔ ایک دن میں دوسرارات میں پڑھ لینے لگے۔ اور بعد ازاں "دینِ کمک عرفان" مکمل عبادت تہذیب یعنی جو عرفان میں کامل ہوتا ہے وہ عبادت میں بھی کامل ہوتا ہے آپ عبادت و عرفان میں کامل اکل تھے۔

عشقِ خدا ارے مبارک پر عینگی اور ادا اسی بھائی رہتی تھی۔ حضرت قلب الاقلاب فرماتے ہیں کہ میں جیسے برس تک حاضر خدمت رہا میں نے نہیں سنا کہ کبھی آپ نے اپنی صحت کی دُعا مانگی ہو بلکہ آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ خداوندِ جہاں کہیں در و محبت ہو اپنے معین الدین کو عطا فرما۔ میں نے ایک بار ازراہ گستاخی عرض کیا "یا حضرت یہ کیا دعا ہے جو آپ اپنے حق میں کیا کرتے ہیں۔" ارشاد ہوا: جب کوئی مسلمان درویش مبتلا ہوتا ہے تو اُس کے گناہ عفو ہوتے ہیں اور ابتلا مسلمان کے لئے دلیلِ صحتِ ایمان ہے۔

ذوقِ سماع آپ کو سماع کا بہت ذوق تھا کبھی محفلِ عالی سماع سے خالی نہ رہتی تھی۔ آپ اکثر حالتِ ذوق و شوق میں بیہوش ہو جاتے تھے۔ اکثر علماء و فضلاء مشائخ کبار آپ کی محفلِ سماع میں شریک ہوتے تھے۔ جو شخص آپ کی محفلِ عالی میں ایک بار بھی سماع سنا لینا تھا صاحبِ ذوق و شوق ہو جاتا تھا۔ کبھی کوئی آپ کے سماع سننے پر مستغنی نہیں ہوا بلکہ اکثر علماء و فضلاء کب فیوض کے لئے حاضر مجلس ہوتے تھے اور آپ کی حضور کی سادات جانتے تھے۔

حضرت قطب الدین بختیار کاکی فرماتے ہیں کہ ہمارے خواجہ (غریب نواز) کی محفل سماع میں حضرت شیخ شہاب الدین عمر سروردی، حضرت شیخ محمد کرمائی، شیخ محمد اصفہانی، شیخ جلال الدین ہریزی (میر شیخ ابوسعید)، شیخ احمد الدین کرمانی، شیخ احمد واحد، شیخ برہان الدین غزنوی، خواجہ سلیمان، شیخ عبدالرحمن قدس اللہ سرادہم اور دیگر شائقین بغداد و اکناف اکثر آپ کی پاؤں کے لئے آتے تھے۔ ہر ایک آپ سے فیض پاتا تھا۔ جب آپ سے عقیدت رکھتے تھے اور حلقہ گوشہ تھے۔

شان جلال و جمال آپ کی حالت کبھی جمال اور کبھی جلال کی تھی۔ جب جمال کا قلب ہوتا تو آپ ایسے مستغرق ہو جاتے تھے کہ تمام عالم اور کل اسوا کی مطلق خبر نہ رہتی تھی۔ نماز کا وقت آنا نہ سبوتا۔ قطب الانطاب قطب الدین بختیار کاکی و قاضی محمد الدین ناگوری قدس سرہما سامنے جانے اور دست بستہ کھڑے ہو کر آواز بلند فرماتے "الصلاة الصلاة"۔ مگر آپ کو خبر نہ ہوتی پھر گوشہ مبارک میں آواز بلند یہی کہتے اس پر بھی آپ کو آگاہی نہ ہوتی تب ناچار شانہ مبارک کو جنبش دیتے اس وقت آپ چشم مبارک کھولتے اور فرماتے: "شرع محمدی سے چارہ نہیں۔ سبحان اللہ مجھے کہاں سے کہاں لائے۔"

جب حالت جلال کا قلب ہوتا تو حجب کا دروازہ بند کر کے منقول ہو جاتے۔ حضرت قطب الانطاب اور حضرت شیخ فہیم الدین ناگوری قدس سرہم دروازے کے سامنے پتھروں کے ڈھیر کا پردہ کر لیتے اور ان کے عقب میں چھپ کر حاضر رہتے۔ نماز کے وقت جب آپ حجرہ سے باہر تشریف لاتے اور پتھروں پر آپ کی نظر پڑتی تو وہ خاکستر ہو جاتے۔ جب آپ نماز شرع کرتے تو ہر دو حضرات پیچھے ہونچ کر اقتدا کرتے اور جیسے ہی آپ سلام پھیرتے ہر دو صاحبان بھاگ کر چھپ جاتے تھے۔

استغراق آپ اکثر حالت استغراق میں آنکھیں بند رکھتے تھے۔ جب نماز کا وقت ہو جاتا آنکھیں کھولنے کہتے ہیں اس حالت میں جس پر آپ کی نظر مبارک پڑ جاتی دلی کال ہو جاتا تھا۔

سلسلہ نوازی آپ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ میں الدین اس وقت تک جنت میں قدم نہیں رکھے گا جب تک اپنے مریدوں اور مریدوں کے مریدوں کو جو بات تک سلسلہ میں پہنچے جنت میں نہ

لیجا بگا۔

علا و دیگر مرید الانطاب ص ۱۱۱ علا و دیگر مرید الدین جلد دوم ص ۲۸۰ و اقتباس از نوار ص ۱۱۱

علا و دیگر مرید الدین جلد دوم ص ۲۸۰ علا و دیگر مرید الانطاب ص ۱۱۱

تعظیم مرشد | تعظیم مرشد آپ کے دل میں بدرجہ اتم ممکن تھی۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ آپ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے سلوک کی نسبت کچھ فرما رہے تھے لیکن جب داہنی طرف نظر پڑتی تھی تو کھڑے ہو جاتے تھے۔ حاضرین بتاتے تھے کہ بار بار اٹھ کر آپ کس کی تعظیم کرتے ہیں۔ جب آپ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ اُس طرف میرے پیر مرشد کا روضہ تھا جب میں اُس طرف دیکھتا تھا نظر آ جاتا تھا اس لئے میں تعظیم کے لئے اٹھ کھڑا ہوتا تھا۔

پابندی سنت رسول | آپ سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بدرجہ اتم پابند تھے اور بھان ددل اُس کی رعایت بجالاتے تھے۔

محبوبیت | آپ کے مرشد حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ نے بار بار فرمایا: ہمارا معین الدین خدا کا محبوب ہے۔ مجھے اس کی مریدی پر فخر ہے۔

آپ کے لوگوں کو عقیدت اور فتوحات | جب آپ کی کرامات کی اجیر اور نواسہ اجیر بلکہ تمام ہندوستان میں شہرت ہوئی تو غیر مسلم صاحبان کی جماعتیں بھی آپ کی بارگاہ میں عقیدت سے حاضر ہونے لگیں۔ آپ شرب صوفیہ کے مطابق جوابان لانا اُسے شہرت باسلام فرمانے جو نہ لانا اوس سے مزاحم نہ ہوتے۔ آپ ہر رفتے کے ساتھ نوافل سے پیش آتے باقی وجہ مسلم و غیر مسلم، خویش و بیگانہ سب آپ سے محبت رکھتے تھے اور آپ کی زیارت سے بغیاب ہوتے تھے چنانچہ آجک یہ سلسلہ جاری ہے کہ ہندو صاحبان اور دیگر اقوام ہندوستان کے مختلف حصوں سے بزمانہ عرس اور دیگر اوقات میں آکر روضہ مطہر پر نذر و نیاز صدق و خلوص کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

بہت سے لوگ جوابان نہیں لاتے تھے وہ بھی بے حد نذر و فتوحات آپ کی خدمت میں بھیجتے تھے۔ آجک بھی غیر مسلم صاحبان اسی طرح سے مستند ہیں۔ ہر سال (مہینہ عرس) آتے ہیں اور آپ کے آستانہ پاک کی خاک سر پہ رکھتے ہیں۔ اور آپ کے روضہ مطہر کے بمباروں کو زرنذر کرتے ہیں اور اُن کی خدمت بجالاتے ہیں۔

تحالیف قبول کرنا | آپ کو اگر محبت سے کوئی تحفہ دینا تو قبول فرمائیے چنانچہ جب آپ کو شیخ صدر الدین محمد سیستانی نے دو خرے دیئے تو آپ نے قبول فرمائیے۔ اور وجہ کے کنارے جب ایک متکلف بزرگ نے

علیہ السلام ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲ علیہ السلام ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲ علیہ السلام ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲

رات القلوب صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ سیم پری دہلی علیہ السلام ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲ علیہ السلام ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲

علیہ السلام ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲ علیہ السلام ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲ علیہ السلام ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲

دوب دے تو انہیں بھی آپ نے قبول فرمایا

خوف خدا خوف خدا آپ پر اس درجہ غالب تھا کہ آپ ہمیشہ کانپتے اور رونے رہتے تھے۔ فرمایا کرتے تھے کہ
اے لوگو! اگر تم کو خوشگن ذی رفاک کا حال ذرہ بھر بھی معلوم ہو جائے تو تم کھڑے کھڑے پھل
جاؤ اور شل نمک کے پانی ہو جاؤ۔

آپ کے فیوض و برکات جو شخص تین روز تک آپ کی صحبت یا برکت میں رہتا صاحب کرامت ہو جاتا۔ چنانچہ
ایک شخص جو نہایت فاسق و فاجر تھا بنظر استعنا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے
اوس سے توبہ کر لی اور وہ اسی روز مراد کو پہونچ گیا۔

آپ کے مریدین سلسلہ ہندوستان میں، قریب قریب ہر جگہ بطور صاحب ولایت شاہی کرتے ہیں اور یہاں تقریباً
کوئی شہر ایسا نہیں جہاں ان حضرات میں سے کوئی آسودہ مشرف نہ ہو۔ نیز آپ کی ولایت معنوی سے دیگر سلاسل کے مشہور
اصناف بھی مستفیض ہیں ان میں سے بعض نے آپ کے سلسلہ سے خرقہ پایا ہے بعض نے صرف فیض روحانی حاصل کر کے کمال
حاصل کیا ہے اور چار دانگ ہندوستان میں سنا ان حضرات نے معرفت کیا ہے۔ وحدانیت میں آپ کا فیض روحانی
ان کا ہر زمانہ میں مددگار رہا ہے۔

آپ کمال استغراق و صحت الوجود بلا امتیاز مذہب ملت خویش و بیگانہ جو ملنے آنا اُس سے کٹا ہوا چٹائی
اور تواضع سے پیش آتے تھے اگر کوئی مرید یا حاجت مند آنا اور خواستگار بہت عالی کا ہوتا تو آپ دہلی کے ساتھ
اُس کا حال پوچھتے اور اس کی حاجت براری فرماتے۔ اسکے حق میں دعائے خیر کرتے اور جو کچھ اسکی قسمت کا ہوتا اسے
کے نیچے سے نکال کر اس کو عنایت فرماتے۔ چنانچہ حیات ظاہری کی اس عادت کے مطابق بعد وصال اس زمانہ میں
بھی مصلاتی، پارسی، ہندو صاحبان اور دیگر مذاہب کے لوگ بلا تفریق مذہب و ملت آپ کی درگاہ میں حاضر ہو کر
اُسی طرح فیضیاب ہوتے ہیں۔

ایک دن آپ بہت خوش تھے حاضرین سے فرمایا: مانگو جس کو جو مانگنا ہے قبولیت کا در کھلا ہے۔ ایک شخص
نے دینا مانگی دوسرے نے عقبی مانگی دونوں اپنے مقصد کو پہونچے۔ بعد ازاں آپ نے صوفی شیخ حمید الدین کی طرف

ع۔ دیکھو دلیل الدین ص ۱۱۰ نسخہ فارسی ع۔ سالک ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲ ع۔ دیکھو سالک سالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲

ع۔ دیکھو اقتباس الانوار ص ۱۱۰ نسخہ فارسی ع۔ دیکھو اقتباس الانوار ص ۱۱۰ سالک ساکین جلد دوم صفحہ ۲۸۲

رُخ کے فرمایا کہ "تو کیا مانگنا ہے؟" شیخ نے عرض کیا کہ "بندہ کی کیا مجال ہے جو سوال کے لئے زبان کو ملے
 مولا کا جامہ بوسیرا چاہا ہے۔" فرمایا "میں نے تیرے لئے خدا سے دعا کی ہے کہ تو دنیا و آخرت میں سوز و کرم ہے
 بعد ازاں آپ نے خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: تو بھی جو کچھ چاہے مانگے۔ انھوں نے
 جواب میں عرض کیا کہ

"ہر چہ تو خواہی بخوام دوستے سر پر ہستام بندہ را فراں بناشد ہر چہ برائی برانم"
 آپ دونوں سے خوش ہوئے اور فرمایا: التماسك من الدنيا والفسخ من العقبی: سلطان التامین
 محمد الدین مونی: قطب واصلین قطب الانطاب قطب الدین بختیار کاکیؒ: اُس دن سے صوفی محمد الدین سلطان التامین اور
 حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ قطب الانطاب ہوئے۔ ہر دو حضرات اپنی خطابات سے یاد کئے جاتے ہیں۔

درویشوں کے ساتھ یگانگت کا برتاؤ
 حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ قطب صاحب کا بیان ارغام فرماتے ہیں کہ "میں
 (قطب صاحب) حضرت غریب نوازؒ کے ہمراہ خلا میں بیس سال تک رہا ایک مرتبہ
 ہم ایسے جنگل میں پہنچے جہاں پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا تھا۔ ہم تین دن تک اُس جنگل

میں پھرتے رہے۔ جس نے سنا تھا کہ اس پہاڑ کے پاس ایک پہاڑ پر ایک بزرگ رہتے ہیں حضرت خواجہ نے درودِ دنیا
 سطلے کے نیچے سے نکال کر چھو دیں اور فرمایا کہ ان بزرگ کی خدمت میں یہ لیجاؤ اور میرا سلام کہو۔ میں نے روڈیاں ان
 بزرگ کے سامنے رکھیں اور سلام عرض کیا۔ انھوں نے ایک روٹی مجھے دی اور دوسری انظار کے لئے رکھ لی۔ پھر
 سطلے کے نیچے سے چار کھجوریں نکال کر مجھے دیں اور کہا: یہ عین الدین کو دیدیا۔ جب میں کھجوریں لے کر آیا تو حضرت
 غریب نوازؒ مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اے درویش! پیر کا فرمان رسول اللہ کا فرمان ہوتا ہے۔ پس جو
 پیر کا فرمان بکالاتا ہے وہ گویا رسول کا فرمان بکالاتا ہے۔

راز داری
 حضرت قطب الانطاب فرماتے ہیں کہ میں کئی سال تک حضرت خواجہ بزرگ کی خدمت میں رہا لیکن
 یہ کبھی نہ دیکھا کہ آپ نے کبھی دوست کا بھید ظاہر کیا ہو۔ آپ اس کا تذکرہ تک نہیں فرماتے تھے
 نہ ان افراد کو ذرہ بھر ظاہر فرماتے تھے جو آپ پر نازل ہوتے تھے۔

علی دیکھو انوار الابرار صحت وغیرتہ الاصفیاء (جلد اول) صحت علی دیکھو جو اسرار اللہ باریا صحت علی کرہ ملک فضل الدین بکچین الدین
 لاہور صحت دیکھو ترجمہ اردو قواعد اس آئین صحت

مرید نوازی | خواجہ قطب الدین بختیار کاکی علیہ رحمۃ بہت عسرت میں گزارتے تھے اس لئے آپ نے انکو پانچ سو روپے ایک فرض کر لینے کی اجازت عطا فرمائی تھی جو بقول بعض آپ ادا فرماتے تھے۔

فیض معنوی سجادگی | آپ کے دھال کے بعد سے ہرزمانہ میں آپ کے مریدان سلسلہ میں سے کوئی ایک آپ کا سلسلہ زیارت کے بعد دیگرے جاری رہے گا جیسا کہ کسی عادت نے کہا ہے :-
اگر گین سراسر باد گبرد چرایغ بستان ہرگز نمرد

دربار ایزدی میں مقبولیت | صاحب انقباس الانوار کو الہ زبہ الکھائن کہتے ہیں کہ ایک دن خواجہ

اے غمان جانتے ہو کہ تمہارے اور تمام موجودات کے پیدا کرنے سے ہمارا کیا مقصد ہے؟ عرض کیا "نہیں جانا" ارشاد ہوا "ہمارا مقصد تمہارے اور جمیع مخلوقات کے پیدا کرنے سے وجود معین الدین ہے۔ اگر اس کا پیدا کرنا درمیان میں نہ ہوتا تو نہ ہم مخلوقات میں سے کسی کو پیدا کرتے نہ اپنی فدائی ظاہر کرتے۔ کیونکہ دربار ایزدی سے رسول خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطلق بھی ایسا ہی ارشاد ہوا ہے اس لئے اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت غریب نواز کو ذات مہول میں فائے مار حاصل تھی۔

ریاضت و مجاہدہ | فوت آپ کی بقدر لایموت تھی ہمیشہ روزہ سے رہتے تھے۔ مجاہدہ کے زمانہ میں شریات روز بعد ایک ٹکڑا خشک روٹی کا جو وزن میں پانچ مثقال (تقریباً ۲۲ ۱/۲ ماش) سے زیادہ نہ ہوتا تھا۔ پانی میں بھگو کر تناول فرماتے تھے۔

آپ کے مراتب عالیہ | آپ تمام مقامات غوثی و قطبی و قطب الاقطابی طے کر کے قطب وحدت یعنی مرتبہ محبوبیت پر پہنچ گئے تھے اور استغراق فنا سے احدیت میں دوست کے ساتھ یک رنگ ہو گئے تھے۔

۱۔ دیکھو انوار الانوار میں حالات قطب صاحب ۷۷ دیکھو انقباس الانوار ص ۱۳۱ ۷۸ بقول انقباس الانوار زبہ الکھائن حضرت قطب الدین بختیار کاکی کی مرتبہ ہے ۷۹ دیکھو انقباس الانوار ص ۱۳۲ ۸۰ ایک مثقال مائے چار ماش یا چار ماش چھ روٹی کا ہوتا ہے مگر مثقال میری چار ماش کا ہوتا ہے۔ (بستان الغرقات ص ۱۳۹) ۸۱ مسائل لائیکن جلد دوم ص ۲۸۸ ۸۲ انقباس الانوار ص ۱۳۳

نے آپ کو تمام پسندیدہ عادات، نیک خصائل اور اخلاق اوصاف حمیدہ سے مزین فرمایا تھا۔

تخل و عفو ایک مرتبہ حضرت خواجہ اپنے باروں کے ہمراہ بیٹھے تھے۔ ایک شخص نے اگر اداوت ظاہر کی مگر دراصل وہ ہلاک کرنے کی نیت سے آیا تھا۔ آپ نے اُس سے مسکرا کر فرمایا کہ "درویش جب

درویشوں کے پاس آئے ہیں تو صفائی (صفائی قلب) کے لئے آئے ہیں نہ کہ ظلم کرنے کے لئے تم جس نیت سے آئے ہو وہ کام اختیار کرو یا اپنا عقیدہ درست کرو یہ سن کر اُس نے اقرار جرم کیا اور کاردار استین سے نکال کر پھینک دی مرید ہوا اور ایسا راسخ الاعتقاد ہوا کہ مشکل امور کی انجام دہی کے لئے اس سے کہا جاتا تھا اور وہ انجام دینا تھا۔ بعد میں اُس نے ہینالیس (بقول احسن البصر صفحہ ۳۷) چپن) جمع کئے۔ آخر خانہ کعبہ کے بجاوروں میں اوس کا دفن ہوا۔

عطا و بخشش عطا و بخشش کا یہ عالم تھا کہ کبھی کوئی سائل یا فقیر آپ کے در سے محروم نہ گیا۔ حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں کہ میں مدت تک آپ کی خدمت میں رہا مگر میں نے کبھی کسی سائل یا فقیر کو آپ کے در سے محروم جاتے نہیں دیکھا۔

حلم و انکسار آپ بہت حلیم اور منکسر المزاج تھے اور سلام میں ہمیشہ سبقت فرماتے تھے۔

نبیل و سخا آپ کے مطبخ میں روزانہ اس قدر کھانا پکنا تھا کہ شہر کے تمام غریب و مساکین میر ہو کر کھاتے تھے خادم مطبخ خرچہ پویہ کے لئے دست بستہ عرض کرنا آپ مصلے کا گوشہ اٹھا کر فرماتے "جس قدر آج کے خرچہ کے واسطے درکار ہو بیٹے وہ موافق مقدار خرچہ لے لیا اور کھانا بچو اگر غریب و مساکین کو تقسیم کرنا علاوہ ازیں آپ کے یہاں سے درویشوں کا وظیفہ بھی جاری تھا۔ چنانچہ آج تک آپ کی درگاہ میں روزانہ انگڑ اور وظائف مستحقین کا سلسلہ جاری ہے۔

آداب بزرگان آپ اپنی عمر سے زیادہ عمرداؤں کی تعظیم و ذکر کرتے تھے اور انہیں سلام کیا کرتے تھے۔
مخلوق نوازی آپ غریب اور محتاجوں کی امداد فرماتے تھے۔ بھوکوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اپنے محل کی برہنہ خان اور بڑھی عورتوں کی روزانہ صبح کی ناز کے بعد خبر گیری فرماتے تھے اور ان کے کاموں میں انکی مدد فرماتے تھے۔

آپ کے متعلق حلقہٴ صوفیا میں بعض مشہور روایات

حضرت عبدالرحیم شاہ المودنی بہ قاضی گدڑی شاہ اجیرمی فرماتے تھے: جب خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان اردنی قدس سرہ آپ کو اپنے ہمراہ کعبۃ اللہ لے گئے ہیں اس وقت غلاب کعبہ پجور کر آپ کے لئے خواجہ اعظم نے ذیل کی دعائیں مانگی ہیں اور ایک دعا کے بعد آپ دوسری دعا اس وقت مانگئے تھے جب پہلی کی قبولیت کا اظہار ہو جاتا تھا:

”خداوند! معین الدین کو مجھ عیا (قانی الشیخ) کو دے“

”خدا یا! معین الدین کو اپنے عیا (قانی اللہ) کو دے“

”خدا یا! میری قبر کو شاد دے معین الدین کی قبر کو تاقیامت آباد و برقرار رکھ“

نفل شاہ مراد آبادی کہتے تھے کہ جب بسلسلہ راز و نیاز حضرت خواجہ عثمان علیہ الرحمۃ مندرجہ تشریف لے جانے لگے تو صفائی مرید آپ سے برگشتہ ہو گئے مگر چونکہ غریب نواز ذات سے دوستی رکھتے تھے اس لئے آپ مرشد کے ساتھ رہے اور فرمایا کہ مجھے ہر حال میں پیر کا اتباع لازم ہے جس کی حال میں انہیں نہیں چھوڑ سکتا جب آدمی رات کے وقت ازراہ ذرہ نوازی نور محمدی جلوہ گر ہوا تو آپ نے آواز دی ”کوئی ہے“ حضرت خواجہ نے عرض کیا: ”معین الدین حاضر ہے“ فرمایا ”آؤ“ غریب نواز حاضر خدمت ہوئے تو نور محمدی کے طواف کے لئے فرمایا ”آپ نے اپنے مرشد کا طواف کیا۔ یہ ادا بادگاہ رسالت میں پسندیدہ ہوئی۔“

کہا جاتا ہے کہ حضرت خواجہ عثمان سفر ہندوستان کے موقع پر بنگال بھی تشریف لے گئے چنانچہ وہاں آپ کا چلہ اب تک زیارت گاہ خلائین ہے اور یہیں کسی مندرجہ میں آپ تشریف فرما ہوتے تھے مگر یہ روایت ہمارے نزدیک مستند نہیں ہے۔

نظام الدین شاہ قادری دلیگیر اکبر آبادی نے بیان کیا: ایک مرتبہ حضرت خواجہ عثمان اردنیؒ کا جب مبارک زیادہ عرصہ تک زب تن رہا۔ ایک دن غریب نواز سے فرمایا: اے دھڑالو، مگر دھوکہ پانی ایسی جگہ بہا جہاں کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ غریب نواز نے جب مبارک دھوکہ بہت سوچا مگر ایسی کوئی جگہ نظر نہ آئی لہذا آپ نے وہ پانی خود ہی لیا۔ اس پانی کے پینے سے آپ کا دل منور ہو گیا اور اسرارِ اہلبی منکشف ہو گئے۔

مولانا عبدالشکور نظامی اکبر آبادی کا بیان ہے: ایک دن حضرت خواجہ کے مرشد ازراہ

شفقت آپ سے بہت خوش ہوئے اور دُعا دی کہ "معین الدین مجھ سے وہ جو ذات سے ہوتا ہے یعنی خین ذات میں بدرجہ اتم قنایت حاصل ہو۔"

فیاض الدین صاحب اکبر آبادی کہتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ جو ارے تادل فرمایا تھے جو گھٹیاں آپ فرمے کھا کر پھینکنے تھے۔ غریب نوازؒ اٹھا کر تادل فرماتے تھے تاکہ مرشد کے پس خوردہ کی بے ادبی نہ ہو۔ اس تخم ریزی کی برکت سے آپ نے سرزمین ہندوستان میں اسلام کی ایسی تخم ریزی کی جو بکھلاؤ آج تک بار آور ہے۔

معاشرت مقدس

قوت بصری | ابتدا میں آپ باغ اور پین چلی کی آمد نے قوت بصری فرماتے تھے۔ سفر میں تبرک ان اور چٹان ساتھ رکھتے تھے اور سکار سے گذر اوقات فرماتے تھے۔

لباس مبارک | آپ کا لباس جائیدودنالی نہایت سنجیدگی ہوئی تھی جب حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ نے آپ سے بیعت ارادت کی تو آپ نے وہ دوہر حضرت قطب الاقطاب کو عطا فرمائی بعد ازاں یہی دہر

قطب الاقطاب نے حضرت بابا فریدؒ کو شکر اور بابا فرید نے حضرت شیخ الشانچ نظام الدین دلاویؒ اور شیخ الشانچ نے حضرت نصیر الدین چراغ دہلویؒ کو عطا فرمائی۔

جب کوئی کپڑا کہیں سے پھٹ جاتا تو جس قسم کا بھی پاک کپڑا میرا تا بلاتا اس کا پیر نہ لگاتے تھے آپ کا لباس اکثر بوند دار ہوتا تھا۔

معمولات سفر | آپ سفر میں عموماً ایک درویش سے زیادہ کو ساتھ نہیں رکھتے تھے۔ اکثر گورستان یا غیر آباد مقام میں قیام فرماتے تھے جہاں کچھ شہرت ہو جاتی وہاں توقف فرماتے۔

خوراک | آپ کی خوراک گوشت اور خشک روٹی پانی میں ترکہ نہ تھی۔

طرز سکونت | جب آپ دارِ راجپور سے تو پہلے لب اناساگر آمد اہل ہزاری کی ایک گنجائش قیام فرمایا۔

۱۔ دیکھو مالک اسالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۱ - ۲۸۲ ۲۔ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۵۵۵ تذکرۃ الاولیاء ہند ص ۵۵

۳۔ دیکھو مالک اسالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۱ ۴۔ دیکھو مالک اسالکین جلد دوم صفحہ ۲۵۵

۵۔ دیکھو مالک اسالکین جلد دوم صفحہ ۲۸۱ - ۲۸۲ وغیرہ

بعد ازال آپ نے بستی میں آکر مکان میں اس مقام پر سکونت اختیار کی جہاں اس وقت آپ کا روضہ منورہ ہے۔

تبلیغ اسلام

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس جمیع کمالات صوری و منوی ہے اگر ایک طرف آپ صاحب ربالت ہیں تو دوسری طرف صاحب ولایت بھی ہیں چنانچہ آپ نے حسب طلب و استعداد مخلوق کو ان فنون فنون کے فیض سے سرفراز فرمایا۔ علم شریعت علمائے ظاہر کے حصہ میں اور علم لدنی کا گنج مخفی ادیبائے کرام نے پایا علمائے ظاہر نے دلائل و برہان پیش کر کے تبلیغ اسلام کی خدمت انجام دی اور ادیبائے کرام سے کشف و کرامات کا ظہور ہوا۔ ان حضرات نے بشاہدہ صداقت معرفت الہی اور دولت اسلام سے سرفراز فرمایا۔ حضرت خواجہ غریب نواز کی ذات اقدس بغین سید الکونین (صلعم) ہر دو علوم حمیدہ کی حامل ہے۔ آپ نے ہندوستان میں بغین محمدی وہ تبلیغ فدا انجام دیں جن کی سرور عالم نے حجاز مقدس میں مثال قائم فرمائی تھی۔ یہ خدمات بڑی توفیق و قدر مراتب اکثر علماء و صوفیائے انجام دی ہیں مگر غریب نواز کی ذات اقدس نے اس باب میں حجاز کا کارنامہ عالم کے سامنے پیش کیا ہے وہ اپنی مثال خود ہے۔ اور سرور عالم کی سنت تبلیغ کی جتنی جاگتی تصویر ہے۔ بقول صاحب آثار الکلام ادیباء اللہ میں سب سے پہلے اعلیٰ ہندوستان میں سلسلہ ولایت جاری کرنے اور شریعت و طریقت کی نشر کرنے کا شرف آپ ہی کو حاصل ہے۔ یہاں بعض امور میں عرب سے زیادہ دقیق سامنے تھیں۔ وہاں مبلغ کے پاس باشندگان ملک کی بے تکلف آمد و رفت تھی اور وہ مبلغ کی عادات و خصال حمیدہ سے پوری طرح واقف تھے وہ جانتے تھے کہ مبلغ ابام طفلی سے راست گفتار امین و نیک کردار ہے۔ نیز بغین کا مبلغ سے میل جول۔ شناسائی با رشتہ و قرابت تھا۔ علاوہ انہی حماز میں وہ ہی زبان رائج تھی جو مبلغ اعظم کی تھی مگر ہندوستان میں بر خلاف اس کے مبلغ سے موانع جو تواتر و کنارہ بکہ اہل ہند کو مبلغ کے ہم ذہب لوگوں تک سے اتنی منافرت تھی کہ لوگ مسلمان کی صورت تک دیکھنے کے رد ادا نہ تھے۔ پر چھائیں تک سے اجتراز کرتے تھے۔ دوسری شکل یہ تھی کہ مبلغ کی زبان فارسی تھی اور اہل ہند بھاشا یا مارواڑی وغیرہ بولتے تھے۔ چنانچہ ضرورت تبلیغ کے پیش نظر ایک نئی زبان (جسکی تفصیل آگے درج ہے) وجود میں آئی مگر غریب نواز نے بالکلام خداوندی بے بیفان رسالت ان شکلات کے قلعہ کو بھی فتح کر کے ہند الہی، نائب رسول فی الہند اور سلطان الہند کا خطاب پایا ہے

جانشین نبی دریں عالم خطہ مرسلان معین الدین (مؤلف)

آپ صرف ذات خود ہی یہ خدمت انجام نہیں دیتے تھے بلکہ آپ کی ذات گرامی یہ مبارک کام مریدین و ابستگان سے بھی لیتی تھی۔ آپ نے تبلیغ کا ایک شاندار کامیاب نظام قائم فرمایا تھا۔ یہ تبلیغ تلوار کے ذریعہ نہ تھی بلکہ بالعرفات روحانی ذریعہ اخلاق کریمانہ و شفقت بزرگانہ اظہار حق کے ساتھ تھی۔ محافل سماع اس تبلیغ میں غیر مالوس کو مانوس اور موسیقی کے دلدادہ بلکہ عبادت تصور کرنے والے غائبین کو حاضر کرنے میں بہت کامیاب ثابت ہوئیں جیسا کہ پیچھے بالتفصیل لکھا جا چکا ہے۔ اس لئے جہان تک تبلیغ کا تعلق ہے ہم محافل سماع کو بہترین ذریعہ تبلیغ اسلام کہیں تو غیر موزوں نہ ہو گا۔

حضرت خواجہ کی ذات اقدس بت پرستوں کو صرف خدا پرست ہی نہیں بناتی تھی بلکہ علم معرفت کا خزانہ عطا فرما کر انھیں صاحب معرفت اور حق شناس و خدا رسیدہ ہی بنادیتی تھی۔ آپ کی تبلیغ کے زیر اثر تعداد کثیر لوگ مشرف اسلام ہوئے اور بہت سے لوگ عارفان کامل اولیاء اللہ اور صاحب دل ہوئے۔ بالفاظ دیگر آپ صرف تبلیغ شریعت ہی نہیں بلکہ قاسم گنجینہ معرفت و حقیقت بھی ہیں۔ آپ کی تبلیغ کے زیر اثر جہاں ایک کثیر تعداد اہل اسلام کی نظر آتی ہے وہاں ایک بڑی تعداد اہل معرفت یعنی آپ کے مریدین سلسلہ کی بھی سامنے آجاتی ہے۔ ہمارے اس کہنے کے شاہد سیرالقطاب، اسالک السالکین اور اقتباس الانوار وغیرہ کے بیانات ہیں تبلیغ اسلام کے بارے میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں چند کتابوں کے بیانات بھی لکھے جائیں جنکی تفصیل خیر بل ہے دلیل العارفین کے صفحہ ۵۵۲ پر حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ اور قاسم فرماتے ہیں:-

ترجمہ:- ہم (میں اور غریب نوازؒ) اجیر ہو چکے۔ ان دونوں اجیر ہندوؤں کی ملکیت تھا اور انہی کی آبادی سے معمور تھا۔ وہاں ابا اسلام نہ تھا۔ جب حضرت خواجہ کے قدم وہاں پہنچے تو اس قدر ظہور اسلام ہوا جس کی حد نہیں۔

سیر العارفین کے صفحہ ۱ پر مولانا جامالیؒ فرماتے ہیں:-

ترجمہ:- اس دیار (ہندوستان) کے بہت سے کفار نامدار برکت زبدۃ الاسرار (حضرت خواجہ غریب نوازؒ)

علیٰ جبکہ حبیب اللہ قطاب صفحہ ۱۱۱ وغیرہ غریب نواز کا بڑا دشمن ہیں معلوم منشاءات ہے تو ہندوستان میں سماع ترک کرنے کی کوئی خاص وجہ نہیں معلوم ہوتی نیز آپ کی روایت میں اب تک سماع پر نا بدلیل ہے کہ آپ نے براہ راست ظاہری ہندوستان میں بھی سماع کیا اور قطب لاقطاب کا ہندوستان میں سماع کیا بھی اس کا موقد ہے۔

شرن ایمان سے مشرّف ہوئے۔ بہت سے جوانانِ نالائے دہ بھیا، بچہ نذر و فتوح آپ کی خدمت میں بھیجا کرتے تھے صاحب وقایح شاہ معین الدین منشی بابولال صاحب صفحہ ۲۴ پر لکھتے ہیں :-

ترجمہ :- فوائد النواہد کی مجلس چارم میں لکھا ہے کہ حضرت خواجہ غریب نواز کی ہدایت سے سات سو آدمی مشرّف اسلام ہندوستان میں اسلام کیسے پھیلنا ہندوستان میں اسلام غریب نواز کے تصرفات، باطنی، فیوض، روحانی، اخلاق حمیدہ اور اسلام کی صداقت کی وجہ سے پھیلا نہ کہ تموار کے

نذر سے۔ اگر یہاں اسلام نذر مشرّف پھیلا ہوتا تو جیسے بقال، برہمن اور اجوت اقوام میں سے آج کوئی ایک بھی اپنے آبائی مذہب پر نہ ہوتا بلکہ یہ سب مسلمان ہو چکے ہوتے کیونکہ سب سے زیادہ بزدل اور ڈرنے والی قومیں ہی مانی گئی ہیں مگر برخلاف اس کے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ بہادر راجپوت اور شاہکار لاکھوں کی تعداد میں مسلمان ہیں۔ ان بہادر جانناز لوگوں کے لئے ہرگز یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تموار کے خون سے مسلمان ہو گئے بلکہ ایسا گناہ ان بہادر اقوام کی تذلیل کرنا ہے ہمارے اس بیان کا ایک زندہ ثبوت یہ بھی ہے کہ بہادر پرتھوی راج نے شہاب الدین کے ہاتھوں گرفتار ہو کر بھی دعوت اسلام قبول نہ کی اور جان کی سلامتی کے ساتھ اپنے راج پاٹ لینے کا بھی خیال نہ کیا بلکہ اپنی جان دینا گوارا کیا۔ مگر اسی راجہ کی اولاد نے بغیر تموار کے ڈر اور کسی لالچ کے اسلام قبول کیا۔

آپ کی دعوت اسلام کے بعض مخصوص اثرات غریب نواز نے راجہ پرتھوی راج کو جس دعوت اسلام سے

سرفراز فرمایا تھا وہ اگرچہ ادھرت راجہ کو پسند نہ آئی مگر آخر کار رنگ ناکر وہی اور سترھویں پشت میں پرتھوی راج کی اولاد میں سے سب سے پہلے تھپہ مندرایع (علاقہ اور) میں راجہ جام کے پسر راجہ حاجی پانہ بھید فیروز شاہ ۱۳۵۹ ہجری میں مشرّف اسلام ہوئے۔ بعد کی پشتوں میں راجہ معین الدین خاں ولد راجہ اودھو اور دولت خاں، راجہ فیروز خاں، راجہ عمر خاں، راجہ حبیب خاں، راجہ اجڑ خاں و راجہ یوسف علی خاں وغیرہ مشرّف اسلام نظر آتے ہیں۔ راجہ یوسف علی خاں بوجہ خانہ دانی اعزاز ریاست اور کے قحطی سرداروں میں سے تھے۔

صرت آپ کی حیات ظاہری تک تبلیغ کا سلسلہ جاری نہیں رہا بلکہ آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے خلفائے خاص نے آپ کی اس سنت محمودہ کو جاری رکھا۔ بعد ازاں آپ کے اہل سلسلہ برابر یہ خدمت خاص علی نذر استدعا

علی یہ روایت ترجمہ فوائد النواہد مطبوعہ انقلاب پریس لاہور کی مجلس چارم میں نہیں ہے مگر دوسری کتابوں میں ہے۔

انجام دیتے رہے ہیں اور اب تک آپ کے فیوض روحانی اور تعارف باطنی سے تبلیغ اسلام اشاعت شریعت اللہ تعالیٰ علم معرفت کا کام جاری ہے۔

ضرورت تبلیغ کے زیر اثر اردو کی ابتدا | غریب نواز کے ہمراہی اور خود حضرت خواجہ فارسی بولتے تھے
جمہور کی زبان اردو درسی تھی اور دیگر مقامات پر ہندوستان
میں بھاشا وغیرہ بولی جاتی تھی۔ اسی حالت میں تبلیغ اسلام مشکل تھی۔ اس لئے تبلیغ ضرورت کے پیش نظر کچھ دن
بعد فارسی، بھاشا اور اردو درسی ملی ہوئی ایک زبان وجود میں آئی اس کے ذریعے سے باشندگان ملک آپ کا مقصد
سمجھ لیتے تھے اور اپنا مہر و صہ آپ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

بعد ازاں حضرت امیر خسروؒ کے زمانے تک میں بھاشا اور فارسی دونوں زبانوں کا رائج ہونا پایا جاتا ہے
آپ کی شاعری میں یہ دونوں زبانیں موجود ہیں اور بعض عبارات میں مخلوط زبان یعنی اردو کی ابتدا نظر آتی ہے۔ پس
باہر سے آئے ہوئے فارسی بولنے والے مسلمانان اور بھاشا بولنے والے اہل ملک کے پیش نظر یہ قابل تسلیم ہے کہ
غریب و فرقت اور دیگر ضروریات زندگی کے لئے بھی یہی مخلوط زبان کام میں لائی جاتی تھی گویا اردو کے نقش
اول کے بعد یہ نقش دوم تھا۔ یہی زبان ترقی پذیر ہو کر جہانگیر کے زمانہ میں شکر میں ضروریات پورا کرنے کا ذریعہ
بن کر اردو کہلائی۔ پس اردو کے بانی حقیقی یا موجد اعظم حضرت غریب نواز ہیں اور اردو کا شاعر و شاعرانہ زندگی کے مانی ہے۔

آپ کی بعض تصانیف اور مذاق سخن

کنجیل اسرار یا گنج اسرار ہے۔ یہ کتاب زبان فارسی حضرت خواجہ نے اپنے مرشد کے حکم سے دہلی میں سلطان
شمس الدین لکنویس کی تعلیم و تلقین کے لئے لکھی۔ زمانہ تالیف ۱۰۷۲ھ اور ۱۰۷۳ھ کے درمیان ہے بلکہ بعض روایات
کے پیش نظر ان مبین کے بعد بھی اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں زبان فارسی معرفت کی اعلیٰ ترین تعلیم
دی گئی ہے۔ قرآن، احادیث اور بزرگوں دین کے احوال و احوال کے مطابق ظاہری و باطنی پاکیزگی کی
تفصیل مجازی اور حقیقی عبادات کی تشریح اور تصوف کے اعلیٰ مدارج کی تعلیم دی گئی ہے۔
بتلاش بسیار کہیں کہیں اس کاظمی نسخہ مل جاتا ہے۔ یہ زمانہ بہت قدر و حفاظت کے ساتھ رکھنے کی چیز
ہے۔ مولف کے پاس بھی بحمد اللہ اس کا ایک مکمل قلمی نسخہ دوسرا نصف کے قریب موجود ہے۔

انیس الارواح :- اس رسالہ میں آپس نے اپنے پیرو مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی انہیں مجالس کے ارشادات وغیرہ درج فرمائے ہیں اس کی زبان فارسی ہے۔ بعض روایات میں کہیں کہیں سہو کتابت ہے۔ یہ رسالہ مطبوعہ ہے۔ اس کا اردو ترجمہ بھی ہو چکا ہے۔

کشف الاسرار المعروف بہ معراج الانوار :- یہ رسالہ بھی غریب نواز نے طالبان کے لئے مرتب فرمایا ہے۔ یہ ہندوستان میں نشر لینے کے بعد لکھا گیا ہے۔ کیونکہ اس میں بعض اصطلاحات کا ہندی نام بھی درج فرمایا گیا ہے۔ اس میں چار دم، جس دم اور ذکر خنی کی تعلیم دی گئی ہے۔

رسالہ تصوف منظوم :- یہ بھی غریب نواز کی تصنیف ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد دکن میں موجود ہے۔ اس سے آپ کی شاعری اور تعلیم تصوف پر کافی روشنی پڑتی ہے۔

رسالہ فی افاق والنفس :- یہ رسالہ بھی حضرت خواجہ کا معنفہ ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ انڈیا انسٹی ٹیوٹ بری لندن میں موجود ہے۔

دیوان معین :- اس دیوان کے متعلق اہل قلم نے بہت کچھ فائدہ فرمائی کی ہے۔ بعض نے اسے صاحب معارج النبوت مولانا معین الدین (جنہیں بعض نے فراہی بعض نے ہروی یا ہرانی بعض نے کاشانی کہا ہے) کا دیوان بتایا ہے۔ رسالہ آستانہ "اجمبرہ" کی ہی گذشتہ اشاعتوں میں اسے انہی معین الدین کا دیوان بتایا گیا ہے مگر پروفیسر محمود شیروانی نے رسالہ اردو کی اشاعت جولائی ۱۹۲۳ء میں اس دیوان کو خواجہ بزرگ اجیری کا دیوان تسلیم نہیں کیا ہے۔ لیکن پروفیسر عبدالغنی نے اپنی کتاب "پری منل پرشین ان انڈیا" میں اس دیوان کو حضرت خواجہ غریب نواز اجیری کا دیوان مانا ہے مگر پروفیسر شیروانی مرحوم نے رسالہ اردو کی اشاعت جنوری ۱۹۲۲ء میں اس کی مخالفت کی ہے اور پروفیسر عبدالغنی اور پروفیسر شیروانی کے درمیان طویل بحث پھڑی پروفیسر عبدالغنی نے بطور نتیجہ رسالہ معارف" شائع کیا۔ اس رسالہ کا جواب الجواب اور غلط کاری کے سیکڑ کی ۱۹۲۷ء و ۱۹۲۸ء کی تین مختلف اشاعتوں میں پروفیسر ابراہیم دار اسخیل کاریج مہی نے دیا اور اگست ۱۹۲۵ء کے رسالہ اردو" میں بھی ان کا ایک مقالہ دیوان خواجہ معین الدین جشتی کے عنوان سے شائع ہوا۔ پروفیسر محمود شیروانی مرحوم اور پروفیسر ابراہیم دار کی تحقیقات کا خلاصہ یہ ہے "چونکہ مولانا معین الدین فراہی کی تصنیف "معارج النبوت" اور تفسیر سورہ فاتحہ میں بہت سی ایسی غلطیاں ہیں جو دیوان معین میں موجود ہیں اس لئے دیوان معین مولانا معین الدین فراہی کے کلام کا انتخاب ہے۔"

گر نقاب مدین حسن خان صاحب اپنی کتاب شمع النہج کے صفحہ ۲۲۶ پر لکھتے ہیں:-
 "معین الدین چشتی سنجری زبدۃ الاولیاء قدودۃ اصفا از غایت شہرت مثنیٰ ترجمہ نبی دیوانش
 ملاحظہ در آہاں چند بیت از آنحضرت:-"

ز پیش خویش برانگن نقاب عوی را
 لے ترا بر طور دل ہر دم تھلائے دگر
 بہیں بدیدہ صورت جمال معنی را
 مردلم ضابطہ عقل فراغوش آمد
 من چگویم کہ مرا ناطقہ مدہوش آمد
 کہ ہرگز زبان فتنہ دگر گوش آمد
 ہر سب اشار دیوان معین کی غزلیات میں موجود ہیں۔

کتاب گلشن کے صفحہ ۲۲۴ پر مرقوم ہے:-
 "معین مولانا معین الدین ہر دی در علم و فضل دزد و توفی ناقد النبیل بود و در دقیقہ رسی و
 کلمہ یابی معقول و منقول عظیم البدیل کتاب معارج النبوة" از تصنیف ادست از منظر اداست
 چون من ز بادہ شوق و مست بنجرم
 ہمہ جمال تو بہنم ہر چہ می نگرم
 یہ غزل دیوان میں اور معارج النبوة میں موجود ہے۔

"معارج النبوة" کی ابتدا مولانا معین الدین نے جامع سجدہ ہرات میں ۱۰۱۰ھ میں کی۔ اور محب شد مدبر
 حضرت نعیم الدین چراغ دہلوی رسالہ مفتاح العاشقین کی مجلس مفتیم میں حسب بل بیان ار قادم فرماتے ہیں:-
 ترجمہ مفتاح العاشقین مطبوعہ مجازی پریس ہونٹ مجلس سابق
 میں (محب شد مدبر مفتاح العاشقین) نے آداب ہمالا کو
 التماس کیا کہ مجھے شیخ الاسلام خواجہ معین الدین قدس سرہ کا قول
 یاد ہے اگر حکم ہو تو پڑھوں خواجہ صاحب (حضرت نعیم الدین چراغ دہلوی)
 نے فرمایا پڑھو جب ماگو (محب شد مدبر مفتاح العاشقین)
 نے یہ (مندرجہ ذیل) نظم پڑھی تو خواجہ صاحب (حضرت نعیم الدین
 چراغ دہلوی) زار زار روئے اور فرمایا اے درویش
 تجھے اچھی طرح یاد ہے:- اور بہت شاباشی دی۔

"بندہ روئے بزرین آرد و الناس کہ در کہ غزل
 شیخ الاسلام خواجہ معین الدین قدس سرہ العزیز
 یاد آ رہا است اگر فرمان شود بخوانم۔ فرمود: بخوان" چوں
 وہاں کہ اس غزل نہا نہ خواجہ بندہ نواز (خواجہ نعیم الدین
 چراغ دہلوی) اُسے اُسے بگفت دگر بہت و فرمود کہ
 بیکو باداری بسیار استخوان فرمود:-"

بقول مفتاح العاشقین اس موقع پر مندرجہ ذیل غزل پڑھی گئی :-

از مطلع دل زد علم یک لمحہ از رخسار او
 ہر کہ ذرات تم ہر یک ہزاراں دیدہ شد
 خشنش چو آید جلوہ گرفتار نہایت تم تو
 بگذار کوسے آب در آئینہ جانان
 انہار حسن دلبری می بین زہر سر پیکرے
 خواہ کند در خود نظر اندیشہ سازد از بشر
 پر شد جہاں یکسر از شدت یک بد انہار او
 ترسا بولش تانہ لہ از چلبایانہ
 ذرہ ذرہ ہیستم در پردہ انوار او
 یک ذرہ ہم دیدہ نشد از پر تو رخسار او
 از دیدہ دل کن نظر بانگری دیدار او
 با سرے خود ہیں متقل ترے ہم از انوار او
 پیداست در بر منظرے آن حسن آن انوار او
 بازش کند زبرد ز بر جبرائیم اندر انوار او
 مومن از و کا فر از و در قید نور و انوار او
 زلف تو بر ہم تانہ آن حلقہ ز انوار او

مسکین میں دریک غزل بر خواندہ اسرار ازل
 بشنو کلام لم یزل در کونٹ گفتار او

یہ غزل دیوان معین (مسنف حضرت خواجہ بزرگ اجمیری) مطبوعہ بمبائی پریس کانپور کے مسند پر موجود ہے۔
 چونکہ صاحب مالک اس الیکٹرونک جلد دوم مسند حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی کا وصال ۱۸۷۵ء میں ہوا اور حسب تفصیل
 گذشتہ سوانح النبوة کی ابتدا ۱۸۷۵ء میں ہوئی۔ یعنی حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی دیوان معین کی مندرجہ بالا غزل
 "سوانح النبوة" لکھنے سے تقریباً ۱۲۲ سال پہلے سن چکے تھے۔ بایں وجہ دیوان معین خواجہ غریب نواز اجمیری کا دیوان ہے
 جو غریب نواز کے سال وفات ۱۸۷۵ء کے پیش نظر "سوانح النبوة" لکھنے سے تقریباً ۲۴ سال قبل مرتب ہو چکا تھا۔
 چونکہ جہاں آرا بنت شاہجہاں حضرت خواجہ اجمیری سے بہت زیادہ عقیدت رکھتی تھی اس لئے بعض کے نزدیک مولانا
 معین الدین (ہراتی) کا دیوان حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کے نام سے خوب کر کے جہاں آرا بنت شاہجہاں کو پہلی بار
 پیش کیا گیا تاکہ اس کے اس حق عقیدت سے جو حضرت خواجہ بزرگ کے ساتھ اسے تھا خراج تحسین بصورت زرعہ عمل کیا جائے۔
 اس دیوان کا ایک قلمی نسخہ کتب خانہ آمفیہ حیدر آباد دکن میں ہے دوسرا تانہ عالیہ اگرہ میں ہے۔ تیسرا قلمی نسخہ
 دوسرے پور میں نظام الدولہ نواب مردان علی خاں المتخلص بہ نظام سابق دیوان سرکار مارواڑ کے کتب خانہ میں ہے۔ یہ نسخہ
 بمبائی پریس کانپور کے چھپے ہوئے دیوان کے مطابق ہے اس میں ایک مختصر دیباچہ تمہید میں ہے۔ ہر دو کی نقول حسب ذیل ہیں :-
 ناظم حامی مادہ طعاب نیرودہ آبادی نے دوسرے جلد کا کہ تو دیباچہ تمہید پڑھے اور اپنے محبوبہ موصوفہ موصوفہ میں ان کی نقول کو لکھنے کے پاس روانہ کیں۔

نقل دیا جاوے: معین العالمین بہ چشت نہ معین مالک یوم الدین و بہ نستعین معین دین معین خواجہ
ادبیں و اخیرین الحمد للہ بفضلہ بذل الدین صل اللہ علی خیرہ خلقہ محمد والہ و صحابہ اجمعین الی یوم الدین۔

کتاب فضل را دیا جاوے راست

سواد نوک کلک خواجہ است

فلامہ مطلب می آغاز در عالی حاضر ہر نظر اولاً باب عالی جناب می سازد کہ دریں زمان تقدس نشان
دیوان معرفت بجان قطب سائے عرفان خواجہ معین اللہ والہ دین حضرت خواجہ معین الدین چشتی سجری سرور السامی
بنیاد بر کنارائے افادہ طالبین و اقامتہ راغبین

نقل تمہید بطور حاشیہ از قلم نواب مردان علی خاں :-

آجنگ کسی کو معلوم نہ تھا کہ حضرت خواجہ صاحب قدس سرور العزیز دیگر کمالات صوری و معنوی کبریا
خان شروحن بھی رکھتے تھے۔ ایک شب میں نے بمقام لکھنؤ ۱۸۶۵ء میں روئے حادثہ دیکھا کہ حضرت
میرے مکان پر تشریف لائے ہیں۔ میں نے کمال عجز و نیاز سے عرض کیا کہ حضور ایک نقش مجھ کو بھی تبرکاً
عنایت ہو چنانچہ حضرت نے نقش عنایت کیا۔ تب میرا خواب کی یہ ہوئی کہ قدیم کتب خانہ کے کس میں
یہ نسخہ کبریا یعنی دیوان حضرت کا نکلا اس پر موصوفی فیضی والہ الفضل ثبت فیض معلوم ہوا یہ کتب خانہ
اکبر بادشاہ کے زمانہ میں تھا۔ شہنشاہ مجدد از بسکہ مستند خواجہ غریب نواز کا تھا اس نے اپنے عہد
دولت میں یہ بہیم ہو بنجایا۔

دیوان معین کے اس نسخہ پر فیضی اور ابو الفضل کی مہربان ہونے سے ثابت ہے کہ یہ دیوان جہاں آرا کے زمانہ
سے بہت پہلے اکبر کے کتب خانہ میں پہونچ چکا تھا۔ اس لئے جہاں آرا کے سامنے اول مرتبہ اس کا بطور نادر تحفہ
پیش ہونا صحیح نہیں ہے۔

میلان کرنے سے معلوم ہوا کہ اس نسخہ میں وہ ہی غزلیات ہیں جو اس مطبوعہ دیوان معین کے نسخہ میں ہیں جو
باہنام محمد احمد علی مطبع ذوقی بمبئی کا پور میں ۱۳۲۵ء میں طبع ہوا۔ علاوہ انہیں انہیں آفس لائبریری لندن میں دیوان
معین الدین من سجری (س۔ ن۔ ز۔ سی) چشتی کے سات نسخے لیتھو کے مطبوعہ موجود ہیں یہ ۱۸۶۵ء سے ۱۹۳۲ء تک
طبع ہوئے ہیں اور برٹش میوزیم لائبریری لندن میں دیوان کے دو نسخے موجود ہیں یہ دونوں لکھنؤ میں طبع ہوئے
ہیں مگر یہ ایک دوسرے سے بالکل مختلف ہیں۔ ان میں سے ایک ۱۸۶۶ء میں طبع ہوا ہے اور دوسرا ۱۸۶۸ء میں

شائع ہوا ہے۔ ہو سکتا ہے ان میں سے ایک نسخہ ملا معین الدین (صاحب معارض النبوۃ) کا ہو مگر جس نسخہ میں حسب تفصیل گذشتہ وہ غزل ہے جو حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی نے ساعت فرمائی ہے وہ یقیناً حضرت خواجہ معین الدین اجمیری کا کلام ہے۔

غلاوہ ازین بعض غزلیات دیوان (مطبوعہ مجبائی پریس لاہور) میں ایسی موجود ہیں جن پر صاحب معارض النبوۃ نے بھی مولف یا قال عبدالضیف وغیرہ لکھا ہے ان مطلوبوں کی غزلیات صاحب معارض النبوۃ کی ہو سکتی ہیں۔
قال عبدالضیف :- چومن زبادۂ عشق توست بجزم

(معارض النبوۃ صفحہ ۱ دیوان معین صفحہ ۲۹)

ہم جمال تو بنیم بہرچہ در نگرم
ہستی طلبا است ز نور وجود داد

(معارض النبوۃ صفحہ ۲۸ دیوان معین صفحہ ۳۰)

کونین شبنم است ز دہ بایں جوداد
کسے کہ فاشن و موشن خوشین ہر اوست

(معارض النبوۃ صفحہ ۳۱ دیوان معین صفحہ ۳۱)

حریف خلوت و ساتی انجمن ہر اوست
آتشے افروخت عشق دہم جاں من پرست

(معارض النبوۃ صفحہ ۳۲ دیوان معین صفحہ ۳۱)

گفتم آہے بر کشم زباں من بسوخت
حمدیکہ جہو بحر کرم بسکراں بود

(معارض النبوۃ صفحہ ۳۲ دیوان معین صفحہ ۳۳)

حمدیکہ شکر نیت ہر دہ جاں بود
مگر انکے غلاوہ بعض غزلیات دیوان معین اور معارض النبوۃ دونوں میں موجود ہیں لیکن ان پر صاحب معارض النبوۃ نے مولف یا اس قسم کی کوئی دوسری عبادت نہیں لکھی بلکہ ان پر مرث غزل لکھا ہے۔ پس ان مطلوبوں کی غزلیات حضرت خواجہ اجمیری کی ہیں۔

(معارض النبوۃ صفحہ ۳۱ دیوان معین صفحہ ۳۱ معارض النبی صفحہ ۳۱)

غزل :- از مطلع دل ز دل علم یک لمحہ از رخسار داد
شد ذرہ ذرہ بہیم در پر تو دیدار داد

(معارض النبوۃ صفحہ ۳۲ دیوان معین صفحہ ۳۲)

غزل :- گر آتش بایں یک شلہ بر بیرون زند
ایں آتش پہاں علم بر گنبد گردن زند

(معارض النبوۃ صفحہ ۳۳ دیوان معین صفحہ ۳۳)

غزل :- خزانہاںست برابر ز نقد علم و ادب
بکاست آہ سحر و نالہ دل شب

ان کے علاوہ بعض غزلیات ایسی بھی ہیں جو دیوان میں موجود ہیں مگر معارضہ النبوة میں نہیں ہیں ایسی غزلیات بھی بقینا حضرت خواجہ جیمیری کی ہیں۔ پس جو جو بات مندرجہ بالا ہمارے نزدیک دیوان حسین دراصل حضرت خواجہ جیمیری کے کلام کا مجموعہ ہے مگر اس میں صاحب معارضہ النبوة کی بعض غزلیات الحاقی ہیں۔

صاحب تشکدہ آذر نے ص ۳۶۲ پر ذیل کی دو رباعیات کو حضرت خواجہ جیمیری سے منسوب کیا ہے مگر یہ دونوں اس نسخہ دیوان حسین میں نہیں ہیں جس کی غزل حضرت فیصل الدین چراغ دہلوی نے سماع فرمائی ہے ممکن ہے یہ رباعیات دیوان میں لکھنے سے رہ گئی ہوں بہت سے شاعروں کا بعض کلام ان کے دیوان میں نہیں ہے مگر لکھنات وغیرہ میں ملتا ہے

”غاشق ہمہ دم فکر نریخ دوست کند
موشوق کر شمر کہ نیکوت کند
ماجرم و خطا کینم داد و لطف عطا
ہر کس چیزے کا لایق دست کند“

”اے بانج بنی بر سر تو ناز بنی
اے داد شنشاہ زینخ تو بانج بنی
اے تو کہ معسراں تو بالا نرشد
یک قامت احمدی زمراںج بنی“

بعض حضرات ذیل کی رباعیات کو بھی حضرت خواجہ جیمیری سے منسوب کرتے ہیں :-

”شاہ است حسین بادشاہ است حسین
دین است حسین دین بناہ است حسین
مردانہ داد دست دردست یزید
خفا کہ بنائے لا الہ است حسین“

”کار کہ حسین افتخارے کردی
در گلشن مصطفیٰ بہاڑے کردی
از پیچ پیمبران بناہد اس کار
واللہ اے حسین کارے کردی“

”ادھان علی بگنگو ممکن نیست
من ذات را بواجبی کید انم
گنہائش بحر در سبب ممکن نیست
اکلا دائم کوشل او ممکن نیست“

بعض مذکورہ نویسوں نے رسالہ موجودیہ، حدیث المعارف، کتب نصاب اور ظہر نامہ کو بھی آپ کی تعابفت لکھا ہے مگر یہ کتابیں تلاش بسیار بھی اب تک ہمیں ہندوستان میں دستیاب نہ ہو سکیں۔ صاحب بیع سائل نے خراساں میں آپ کی

متعدد تصانیف کا ہونا بیان کیا ہے۔ ممکن ہے وہاں لمبائیں۔

آپ کی تعلیمات باللسان

تعلیمات بالمکالمہ :-

آپ کی مجالس تدریس میں تعلیم و تہذیب کا کام باتوں باتوں میں نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیا جاتا تھا۔ خوش قسمت تھے وہ لوگ جو آپ کی زبان فیضِ ترجمان سے پاکیزہ جملے اور بابرکت ارشادات اپنے کانوں سے سنتے تھے۔ اور بھدراں "الصیحتہ تاثر" فیضِ صوری و معنوی حاصل کرتے تھے اگرچہ وہ مخصوص فیضِ صحبت تو اب کہاں نصیب تاہم آپ کے تصرفات باطنی اور فیوض روحانی کے زیر اثر آپ کی بابرکت مجالس کا ذکر بھی برکت سے خالی نہیں۔

آپ کی مجالس پاک میں غیراندروش کے مطابق کسی شخص کو دوہرہ کسی امر کا حکم یا ممانعت نہیں فرمائی جاتی تھی بلکہ آیات قرآنی، احادیث نبوی اور بزرگانِ دین کے اقوال و اعمال کا ذکر کر کے لوگوں کی اصلاح کی جاتی تھی۔ حاضرین میں سے ہر شخص اپنے حالات کے مطابق متنبض ہو جاتا تھا۔ ان مجالس میں شریعت، طریقت اور معرفت کی طرف لوگوں کو متوجہ کیا جاتا تھا اور اداسی، فزایض و سنت، ریاضت و مجاہدہ، پاکیزگی و خلوص، طہارت، صدق و صفا، خوفِ خدا، خدمتِ درویشاں اور دیگر اچھے کاموں کی طرف رغبت دلائی جاتی تھی۔ احادیث اور قرآنی آیات سے بحث دیا جاتا تھا۔ بزرگانِ دین کے اقوال و احوال کتبِ تائیدِ ایمان کے جاتے تھے۔ اس سے آپ کی عیلت کی بھی شان سامنے آ جاتی تھی۔ ذیل میں مختصراً آپ کے بعض ایسے کلمات نقل کئے جاتے ہیں جو آپ نے اپنی زبان مبارک سے برسرِ مجلس ارشاد فرمائے ہیں۔

ترغیب خدمتِ مرشد برسرِ مجلس حضرت قطب الاقطاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: "جب میں شیخ الاسلام ارادت کے ساتھ بیعت کا شرف پایا تو آٹھ سال کی مدت تک مرشد کی خدمت گزاری میں ایک لمحہ نفس کو آسودگی نہ دی جہاں حضرت مسافرت فرماتے۔ دعا گو حضرت کا جائہ خواب اور توشہ سفر سر پر لئے ہر کام رہتا۔ پیر و مرشد نے دعا گو کی یہ خدمت دیکھ کر وہ نعمت عطا فرمائی جس کی حد نہیں" پھر فرمایا: "جس نے پایا خدمت سے پایا۔ مرید کو چاہئے کہ پیر کے فرمان سے ذرہ بھر تجاوز نہ کرے۔ مرشد جو کچھ ناز و امداد و وظائف کے لئے فرمائے اس کو گوشِ ہوش سے سنے اور اس پر عمل کرے تاکہ اس مقام پر پہنچے جہاں پیر مرید کا مشاطہ ہے۔ پیر جس امر کی

مرد کو ترغیب دیجادو حصول کمال کے لئے ہوگی۔

بعد ازاں فرمایا "برادر مر شیخ شہاب الدین سروردی کا بھی یہی معاملہ ہے وہ بھی اپنے پیر کا سامان سفر سرور رکھے ہوئے سفر حج میں جلتے تھے اور واپس آتے تھے آخر انھوں نے وہ نعمت پائی جس کی انتہا نہیں، نہ اُس کو لوگ سمجھ سکتے ہیں۔"

فرمایا: "امام فقید ابوالثمر قندی کی کتاب تبریں لکھا دیکھا گیا ہے کہ روزانہ ترغیب ادائیگی فرض و سنت ایک فرشتہ بکار کر کتاب ہے جو شخص خدا کا فریضہ ادا نہیں کرتا وہ خدا کی بخشش سے دور ہو جاتا ہے۔ دوسرا فرشتہ کتاب ہے جو رسول خدا کی سنت ترک کرتا ہے وہ آپ کی شفاعت سے محروم ہو جاتا ہے۔"

فرمایا: "ایک مرتبہ مسجد کبریٰ میں بندہ کے ادبیار اللہ کے ساتھ بیٹھا تھا، وضو میں انگلیوں کے خلال کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی، میں نے کہا یہ بھی ایک سنت ہے، نیز سرورد عالم نے صحابہ کو انگلیوں میں خلال کرنے کی طرت متوجہ کیا ہے؟ پھر فرمایا: "ایک مرتبہ خواجہ اجل شیرازی کے پاس بیٹھا تھا، نماز شام کا وقت ہو گیا، خواجہ موصوف نے وضو کیا مگر انگلیوں میں سہواً خلال نہیں کیا، ہاتھ غیب نے آواز دی کہ اے خواجہ اجل ہمارے محمد (صلعم) سے محبت کا دعویٰ رکھتے ہو، انکے اُمتی ہو لیکن اُن کی سنت کو ترک کرتے ہو۔ بعد ازاں خواجہ اجل نے پابندی سنت کی قسم کھائی، اُس دن سے مرنے وقت تک اُن سے کوئی سنت ترک نہ ہوئی۔"

فرمایا: "ایک دن خواجہ اجل شیرازی کو بہت پریشان دیکھا، میں نے دریافت کیا "کیا ماجرا ہے؟" کہنے لگے کہ جب دن سے انگلیوں میں خلال کرنا دیکھا اوس دن سے حیران ہوں کہ کل قیامت کے دن سرورد عالم کو کیا نہ دکھا دیں گا؟ ترغیب طہارت فرمایا شرع عارفان میں آیا ہے کہ جو بندہ بہ طہارت سوتا ہے فرشتے اس کی روح کو زیر پرورش لیجاتے ہیں۔ حکم ایزدی ہوتا ہے کہ اسے نور کا خلعت پہناؤ، مگر جو بہ طہارت سوتا ہے اس کی روح کو فرشتے آسمان اوّل سے گرا دیتے ہیں۔"

ترغیب نشستن بر مصلیٰ بعد نماز فجر اور محفوظ پر لکھا ہے کہ جو شخص صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک جائے نماز پر بیٹھا رہے گا، ذکر حق میں مشغول ہو گا

اور اشراق کی نازاد کرے گا اُسے آدمی اگر ستر ہزار بھی ہونگے تو بخند نہیے جائیگے۔ چنانچہ ایک کفن چور اسی نیکی کی وجہ سے بخش گیا!ؑ

ترغیب نماز فرمایا: ”لوگ نمازیں منزل گاہِ عتق کے قریب ہوتے ہیں۔ کیونکہ نماز مومن کی سوزنا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے الصلوٰۃ معراج المؤمنین“ یعنی نماز مومن کی سوزنا ہے پھر فرمایا: ”نماز ایک راز ہے جو بندہ اپنے پروردگار سے کھتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے: ”الحلیٰ یناجی سرہ“۔ اس موقع پر بندہ علی قدر حضوری قلب اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتا ہے۔ؑ

اس موقع پر یہ بھی فرمایا: ”بھار ایں میں نے دسار بندوں سے یہ حکایت سنی ہے کہ ایک مرتبہ کسی نے سرورِ عالم (کو عالم رویا میں) دیکھا کہ آپ ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھ رہے ہیں اور وہ دیکھ اور سجدہ کا حق پورا ادا نہیں کرتا جب وہ نماز پڑھ چکا تو آپ نے اس سے دریافت فرمایا: ”کہ تو کتنے روز سے اس سرت نماز پڑھتا ہے؟“ اُس نے عرض کیا: ”چالیس سال سے“ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا کہ: ”اس چالیس سال کے عرصہ میں تمہاری کوئی نماز نہیں ہوئی۔ اس درمیان میں اگر تم مر جاتے تو میری سنت پر نہ ہوتے۔“

پھر فرمایا میں نے حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ سے سنا ہے کہ کل قیامت کے دن انبیاء اولیاء اور مسلمانوں سے نماز کا حساب ہوگا۔ پس جو نماز سے عہدہ برآ ہوگا غلامی پائے گا، جو اس کے جواب سے قاصر رہے گا عذاب دوزخ میں مبتلا ہوگا۔ؑ

فرمایا: ”اے درویش! نماز دین کا رکن ہے اور رکن متون ہونے سے پس جب ستون قائم ہو گیا تو مکان بھی قائم ہوگا۔ جب ستون نکل جائیگا تو چھت گر پڑیگی چونکہ اسلام اور دین کے لئے نماز بمنزل ستون ہے پس جب نماز میں فرض، سنت، رکوع اور سجود میں خلل پڑے گا تو حقیقت اسلام و دین اور اس کے جزئیات خراب ہو جائیگے۔“

فرمایا: ”صلوٰۃ مسعودی کی شرح میں امام زاہد علیہ الرحمہ واسعدہ میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسی عبادت میں ایسی ناکید و تشدید نہیں فرمائی جیسی نماز میں۔“

فرمایا کہ ”امام جعفر صادقؑ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں باہمی نصیحت کی ہے۔ انہیں سے بعض

علیٰ دلیل العارضین ص ۱۰۰ دین العارضین ص ۱۰۱ علیٰ غائبانہ جو کتابت بریکہ اندک احوال میں لکھی گئی علیٰ دلیل العارضین ص ۱۰۲ علیٰ ترجمہ دلیل العارضین ص ۱۰۳ مجلس دوم و ستر فارسی ص ۱۰۴ علیٰ دلیل العارضین فارسی ص ۱۰۵ و ترجمہ دلیل العارضین ص ۱۰۶

میں بہ لفظ مرع خطاب ہے بعض بطور ترغیب اور بعض بطور ترہیب (خوف دلانا) سات سو مقامات پر ایسی نصیحتیں
 کی ہیں کہ نماز کو قائم کر دیکونکہ یہ دین کا سنون ہے۔ تفسیر میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن بکواس مختلف مقامات پر مختلف
 سوالات ہر آدمی سے پوچھے جائیں گے پہلے مقام پر ایمان اور اس کے شرائط و صفات و شناخت باری تعالیٰ کے متعلق
 دریافت کیا جائیگا اگر بیان نہیں کر سکے گا تو وہ دوسرے مقام دوزخ میں بھیجا جائیگا بعد ازاں دوسرے مقام پر
 نماز اور فرائض کے متعلق سوال کریں گے اگر عہدہ برآ ہوگا تو بہتر درجہ وہیں سے دوزخ میں بھیجا جائیگا
 اس موقع پر فرمایا کہ ”شیخ الاسلام خواجہ عثمان اردونی علیہ الرحمۃ سے سنا ہے کہ امام زاہد کی تفسیر میں
 لکھا ہے ”فی اللصیلین الذین ہم عن صلواتہم سناہون“ یعنی دوزخ میں ایک کواں ہے۔ بعض
 کہتے ہیں دوزخ کی ایک دادی ہے جس میں سخت سے سخت عذاب اُن لوگوں پر ہوگا جو نماز میں غفلت کرتے ہیں
 پھر دوزخ کے لئے فرمایا کہ دوزخ میں ستر ہزار مرتبہ اللہ تعالیٰ سے رو کر پوچھا کہ ایسا سخت عذاب کن لوگوں پر ہوگا؟
 حکم ہوا اُن پر جو نماز دقت پر ادا نہیں کرتے اور قضا کرتے ہیں“ فرمایا کہ نماز ایک امانت ہے جو اللہ تعالیٰ نے بندوں کی
 سپرد کی ہے۔ پس بندوں پر واجب ہے کہ اس امانت میں کسی قسم کی خیانت نہ کریں“

ارشاد فرمایا کہ ”کیسے ہیں وہ مسلمان جو دقت پر نماز ادا نہیں کرتے اور اس قدر
 دیر کرتے ہیں کہ دقت گزر جاتا ہے“ پھر فرمایا ”میرا گذر ایک ایسے شہر میں
 ہوا جہاں یہ رسم تھی کہ دقت سے پہلے لوگ نماز کے لئے تیار ہو جاتے تھے“

وقت پر اور صحیح طور سے
 نماز ادا کرنے کی ترغیب

میں نے اُن سے پوچھا کہ اس میں کیا حکمت ہے کہ تم سب دقت سے پہلے ہی تیار ہو جانے ہو؟ کہنے لگے ”سبب یہ ہے
 کہ جب دقت ہو جائے تو فوراً نماز ادا کر لیں۔ اگر تیار نہ ہونگے تو شاید دقت گزر جائے۔ پھر یہ منہ رسول خدا کو کس
 طرح دکھا سکیں گے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے ”مجلوباً لتوبۃ قبل الموت ومجلوباً بالصلوۃ قبل الفوت“ یعنی
 مرنے سے پہلے توبہ کے لئے جلدی کرو اور نماز فوت ہونے سے پہلے نماز کے لئے جلدی کرو“

پھر فرمایا کہ امام بخاری حسن زندہ دہی کے روضہ میں واسطہ کے اندر میں نے لکھا دیکھا ہے اور مولانا حامد محمد زکریا
 سے جو میرے استاد تھے منہ سے کہ رسول خدا فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ نماز فرائض میں اس قدر دیر کی جائے

کہ وقت گزر جائے اور پھر وہ نماز میں اکٹھی ادا کی جائیں۔

پھر فرمایا کہ "میں نے فقہ ہادیہ میں شیخ الاسلام خواجہ عثمان ہارونیؒ کو لکھی ہوئی یہ حدیث دیکھی ہے۔
"اسفر و بالیغ فائدہ عظیم الاثر" یعنی صبح کی نماز سپیدی میں ادا کرو کہ ثواب زیادہ ہو۔" ظہر کی نماز میں سنت
طریقہ یہ ہے کہ اس قدر تاخیر کی جائے کہ ہوا سرد ہو جائے اور موسم سرما میں جب سایہ ڈھل جائے تو ادا کی جائے
چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے: "خابر و دابا ظہر فان شدت الحر من فبح جھنہ" یعنی گرمی میں ظہر کی نماز
تھکدے وقت ادا کرو۔

فرمایا کہ "تفسیر محبوب قریش میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص پانچوں نماز میں وقت پرادا کر تلے وہ زیامت کے
دن اس کی رہنمائی ہیں۔"

فرمایا کہ جب انسان نماز ادا کرے تو رکوع و سجود کا وقت بجالائے اور ارکان نماز اچھی طرح ملحوظ رکھے۔
فرمایا صلوٰۃ مسعودی میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ جب لوگ نماز اچھی طرح ادا کرتے ہیں اور اسکے تمام
حقوق بجالاتے ہیں اور رکوع و سجود، قراءۃ اور تسبیح کو ملحوظ رکھتے ہیں تو فرشتے اس نماز کو آسمان پر لپکاتے ہیں پھر
اس نماز سے نور شایع ہوتا ہے اور آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں جب وہ نماز عرش کے نیچے لائی جاتی ہے
تو حکم ہوتا ہے کہ سجدہ کر اور اپنے ادا کرنے والے کے لئے بخشش مانگے کہ وہ تیرے حقوق اچھی طرح بجالایا
ہے۔ پھر حضرت خواجہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ "یہ تو اچھی طرح نماز ادا کرنے والوں کے حق میں ہے مگر جو ارکان
نماز کو تنہا ملحوظ نہیں رکھتے جب انکی نماز کو فرشتے آسمان پر لپکانا چاہتے ہیں تو آسمان کے دروازے نہیں
کھلتے اور حکم ہوتا ہے کہ اس نماز کو اسی نمازی کے منہ پر مار دو پھر نماز بجا لائی سے کہتی ہے کہ جس طرح تو نے
مجھے ضیاع کیا ہے خدا تجھے خیال کرے۔"

پھر فرمایا کہ "ایک مرتبہ امیر المومنین حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شام کی نماز ادا کی جب آسمان کی طرح
دیکھا تو سارے نظریات غماںک ہو کر آپ اندر چلے گئے اور اُس کے کفارہ میں ایک غلام آزاد کیا اس کا سبب یہ تھا
کہ حکم ہے کہ جب سورن غروب ہو فوراً نماز ادا کرو۔ کیونکہ ایسا کرنا سنت ہے۔"

ترغیب صدقہ فرمایا کہ جو بھوکوں کو سیر کرنا ہے اسکے اور دوزخ کے درمیان سات حجاب پیدا ہوجاتے ہیں۔
 فرمایا کہ جو بھوکے کو کھانا دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی ہزار حاجتیں پوری کرتا ہے۔ اسکو دوزخ
 سے خلاصی ملتی ہے۔ بہشت میں اُس کے لئے ایک محل تیار ہوتا ہے۔

غسل جنابت میں احتیاط کی ترغیب ہر مجلس ارشاد فرمایا کہ جنابت ہر بال کے نیچے ہوتی ہے اس لئے
 ہر بال کے نیچے پانی پہونچانا چاہئے۔ تمام بالوں کو اچھی طرح تر
 کرنا چاہئے۔ کیونکہ اگر ایک بال بھی خشک رہ جائیگا تو غسل کرنے والے کا جسم اُس کے ساتھ دشمنی کرے گا۔ بعد ازاں
 ارشاد ہوا کہ قدامتے غیر میں میں نے پڑھا ہے کہ آدمی کا منہ پاک ہے اور کھالت جنب اگر وہ پانی پیتا ہے تو وہ پانی
 پلید نہیں ہوتا۔ اگر کوئی مومن یا کافر بے طہارت ہو یا جنب و حیض کی حالت میں ہو تب بھی اُس کا منہ پلید نہیں ہوتا۔ بعد
 فرمایا کہ سرورِ دہا جسے ایک صحابی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ اگر کوئی حالت جنب میں ہو اور گرمی کا موسم ہو اور اسکے
 کپڑے پسینہ سے تر ہو جائیں تو کیا وہ پلید ہو جائیگے؟ سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ پلید نہیں ہونگے۔ آپ دہن پاک ہے
 اور کپڑے سے لگ جائے تو ناپاک نہیں ہوتا۔

ترغیب شریعت و طریقت فرمایا راستہ چلنے والوں کے لئے اول راہ شریعت ہے۔ جب طالبان راہ
 شریعت میں ثابت قدم رہیں اور فرماں شریعت بکمالیں اور ذرہ بھر بتکادرو
 و معرفت و حقیقت تفاوت نہ کریں تب طریقت تک پہونچتے ہیں۔ جب اس مرتبہ پر قائم رہتے ہیں
 اور فرماں طریقت مطابق سنت سابقین بکالاتے ہیں اور کسی دقت اس سے سجدہ نہیں کرتے تب وہ مرتبہ معرفت
 تک پہونچتے ہیں اور اس مقام کی شناخت اور جگہ سے خبردار ہونے میں روشنائی پیدا ہوجاتی ہے۔ جب اس مقام
 پر ثابت قدم رہتے ہیں تو مرتبہ چارم میں گذر جاتا ہے وہ مرتبہ حقیقت ہے اس مقام پر پہونچنے کے بعد جو کچھ مانگا جانا
 ہے وہ حاصل ہوتا ہے۔

ترغیب صدق و ترک دروغ گوئی فرمایا جس نے بھوٹی قسم کھائی اُس نے گویا اپنے گھر کو دیران کیا۔ اوس کے
 یہاں سے خبر و برکت اٹھ جاتی ہے۔

عک ترجمہ دلیل العارفين معك دليل العارفين شوق فارس معك عک ترجمہ دلیل العارفين معك

عک ترجمہ دلیل العارفين معك عک ترجمہ دلیل العارفين معك

فرمایا "بغداد کی جامع مسجد میں ایک مرد نیک مولانا عماد الدین بخاری رہتے تھے۔ میں نے ان سے یہ حکایت سُن کر خدا سے عز و جل نے دوزخ کے بارے میں موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ "اے موسیٰ میں نے دوزخ میں ایک دادی پائی ہے جو ساتواں دوزخ ہے اس میں سخت عذاب ہے اس کی آگ سیاہ اور تیز ہے اس میں بکثرت ساپ بچھیں اُسے ہر روز گندک کے پتھر دل سے پتایا جاتا ہے۔ اگر اس گندک کا ایک قطرہ بھی دُنیا میں آجائے تو نام دُنیا کا پانی خشک ہو جائے اور اُس کی تیزی سے پہاڑ بربزہ ریزہ ہو جائیں اور زمین کے ساتواں طبقہ اُس کی گرمی سے پھٹ جائیں۔ یہ سخت عذاب ہم نے دو گروہ کے لئے پیدا کیا ہے۔ ایک وہ گروہ جو تارک نماز ہے۔ دوسرے وہ لوگ جو برے نام کی چھوٹی قسم کھاتے ہیں۔"

پھر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ خواجہ محمد اسلم طوسی ایک بزرگ تھے۔ ایک دن انھوں نے حالت سُکر میں سچی قسم کھائی جب عالم صحو میں آئے دریافت کیا کہ "کیا آج میں نے قسم کھائی ہے؟" لوگوں نے کہا "ہاں" فرمانے لگے کہ "آج میرا نفس اس سچی قسم کھانے سے خیر ہو گیا کل اور قسم کھائے گا پھر یہ عادت ہو جائے گی۔" انھوں نے اس سچی قسم کے کفارہ میں چالیس سال تک کسی سے بات نہیں کی۔ اس دُعا کو نے اُن سے الٹا کیا کہ اگر کچھ کام ہو کر سے تو آپ فرمادیا کریں۔"

ترغیب عشق صادق ایک دن مجلس عالیہ میں شیخ شہاب الدین سرحدی خواجہ اجل شیرازی اور شیخ سیف الدین باخوزی موجود تھے۔ صدق بہت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جس پر دوست بلا نازل کرے اور وہ اس کو برغبت قبول کرے پھر شیخ شہاب الدین سرحدی نے فرمایا کہ محبت میں صادق وہ ہے جس پر شوق و اشتیاق استعد غالب ہو کہ اگر سو ہزار تلواریں بھی اُس کے سر پر پڑیں تب بھی اُسے خبر نہ ہو۔ بعد ازاں خواجہ اجل شیرازی نے فرمایا کہ مولانا دوستی میں صادق وہ ہے جس کو ذرہ ذرہ کر کے آگ میں جلا لیں تب بھی وہ دم نہ مارے۔ ازاں بعد سیف الدین باخوزی نے فرمایا کہ (عشق میں) صادق وہ ہے جس پر ہمیشہ ضربیں لگائی جائیں مگر وہ شاہد دوست کو فراموش نہ کرے اور ضربوں سے متاثر نہ ہو۔"

اس پر آپ نے فرمایا کہ یہ بات شیخ شہاب الدین عمر سرحدی کے سخن سے ملتی ہوئی ہے۔ میں نے آثار الاولیاء میں

لکھا دیکھا ہے کہ ایک دن رابعہ بصری، خواجہ حسن بصری، مالک دینار اور خواجہ شفیق غنی بصری میں ایک جگہ بیٹھے تھے اور عرش صادق کے متعلق گفتگو پوری تھی۔ خواجہ حسن بصری نے فرمایا کہ مولا کی محبت میں وہ صادق ہے جو دوست کی طرف سے درد اور مصیبت آنے پر صبر کرے۔ اس پر رابعہ بصری نے فرمایا کہ اسے خواجہ اس سے بڑے خودی آتی ہے۔ مالک دینار نے کہا کہ مولا کی محبت میں وہ صادق ہے جو دوست کی طرف سے ہر بلا و جفا وارد ہونے پر دوست کی رضا طلبی میں رہے اور اس پر راضی رہے۔ اس پر رابعہ بصری نے فرمایا کہ اس سے زیادہ ہونا چاہئے۔ خواجہ شفیق غنی نے فرمایا کہ صادق وہ ہے جو ذرہ ذرہ ہونے پر بھی دم نہ مارے۔ رابعہ بصری نے فرمایا کہ الم حزن وارد ہونے پر بھی شادہ دوست کو فراموش نہ کرے وہ صادق ہے۔

ہتھیہ سے باز رہنے کی ترغیب | مجلس میں بننے کے متعلق گفتگو پوری تھی فرمایا کہ اہل سلوک میں ہتھیہ ایک گناہ کبیرہ ہے۔ پھر فرمایا کہ خندہ ہتھیہ (شرعاً) جائز تو ہے لیکن قبرستان میں نہ چاہئے کیونکہ وہ عبرت کا مقام ہے نہ کہ کھیل کود کا۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی شخص قبرستان سے گزرتا ہے تو مردے کہتے ہیں کہ اے غافل اگر تجھے معلوم ہو جائے کہ تجھے کیا درپیش ہے تو ترسے جیسا کہ گشت پوت گزرتا فرمایا کہ عطا علی ایک بزرگ تھے انھوں نے چالیس سال تک آسمان کی طرف نہیں دیکھا جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ اسقدر کیوں روتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ گور کے ڈر اور قیامت کی ہیبت سے۔ پھر دریافت کیا گیا کہ آپ آسمان کی طرف کیوں نہیں دیکھتے؟ کہنے لگے کہ میں نے بہت گناہ کئے ہیں اور مجاس میں ہتھیہ لگائے ہیں اب شرم گناہ کی وجہ سے آنکھیں اونچی نہیں کرتا۔ اور آسمان کی طرف نہیں دیکھتا۔

ترغیب خوف مشغول بحق | فرمایا کہ بزرگانِ طریقت میں سے ایک خواجہ فتح موصلی تھے وہ آٹھ سال تک روتے رہے چنانچہ ان کے رخساروں پر گوشت پوت نہ بھا جب انکی وفات کے بعد انھیں خواب میں دیکھا گیا تو ان سے دریافت کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ جواب دیا کہ تشہیر یا۔ جب مجھے اذہلے گئے اور عرش کے نیچے پہنچے تو میں نے سجدہ کیا لیکن ڈرنا تھا اور کانپنا تھا۔ آواز آئی کہ اے فتح تو اسقدر کیوں روتا ہے کیا برا غماز ہونا تجھے معلوم نہیں؟ انھوں نے عرض کیا کہ بڑا ڈر مجھے یہ معلوم تو تھا لیکن عذاب قبر اور ملک الموت کی سختی سے ڈر کر روتا تھا کہ اس سنگ لحد میں میری کیا حالت ہوگی؟

بعد ازاں حکم ہوا چونکہ یہ اس سے ڈرتا تھا واپس لپکاؤ میں نے اسے اس خون سے
رہائی دی اور بخش دیا۔

قبرستان میں کھانے پینے سے باز رہنے کی ترغیب
فرمایا کہ قبرستان میں برائے ہوائے نفس عداوت قضا کھانا پینا بڑا گناہ
ہے۔ کیونکہ وہ جگہ عبرت کی ہے نہ کہ حرص و ہوا کی۔ پھر ارشاد فرمایا کہ
امام سچائی زندگی کے رد و فتنہ میں میں نے یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ رسول خدا

فرماتے ہیں "من اکل فی المقابر طعماً او شرباً باخو ملعون و منافق" یعنی جس نے قبرستان میں کھانا پیا وہ ملعون
منافق ہے۔ پھر فرمایا کہ ایک دن خواجہ حسن بھری کا گذر قبرستان میں ہوا۔ آپ نے وہاں مسلمانوں کے ایک گروہ کو
کھانے اور شراب نوشی میں مشغول دیکھا۔ آپ اُن کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تم منافق ہو یا مسلمان یہ بات
اُن کو شاق گذری اور آپ کو ایذا پہونچانے کا قصد کیا۔ آپ نے اُن سے فرمایا کہ میں نے اس وجہ سے کہا کہ مردِ عالم
کا ارشاد ہے کہ "جو قبرستان میں کھانا پیتا ہے وہ منافق ہے کیونکہ یہ مقام ہیبت و عبرت کا ہے تم دیکھتے ہو کہ تم سے
بہتر لوگ اس خاک کے نیچے سو رہے ہیں اور مردِ وار کے زندان میں مجوس ہیں۔ ان کا گوشت و پوست گل کر اُن کا
جوال خاک میں لی گیا ہے نہیں بھی انہی کی طرح تمہارے عزیز بہرِ دفاک کر دیئے تمہارا کینا دل ہے کہ تم اس جگہ
کھاتے پیتے ہو اور لہو و لعب میں مشغول ہوتے ہو یہ سن کر نوجوانوں نے توبہ کی اور عہد کیا کہ پھر کبھی ایسا نہ کریں گے۔"

لہو و لعب سے باز رہنے کی ترغیب
فرمایا میں نے یہاں میں لکھا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ رسول خدا نے کچھ آدمیوں کو
دیکھا جو نہیں اور کھیل کود میں مصروف تھے۔ سرورِ عالم نے ٹھہر کر سلام کیا تو رہنے
دست لیتے کھڑے ہو کر سر نہ اٹھکے۔ سرورِ عالم نے فرمایا کہ "لے عز و ہذا! کیا تم

مرنے سے بے خطر ہو گئے ہو؟ سب نے کہا "نہیں" پھر فرمایا "کیا تم نے اعمال کے دُور سے خلاصی پائی؟" سب نے
کہا "نہیں" پھر فرمایا "کیا تم پہلِ مرط سے گند چکے؟" سب نے کہا "نہیں" ارشاد فرمایا "پھر کیوں لہو و لعب میں مشغول ہو؟"

۱۔ دلیل العارضین فارسی معطل

۲۔ ترجمہ دلیل العارضین معطل

۳۔ ترجمہ دلیل العارضین

سرور عالم کی نصیحت نے اُن پر ایسا اثر کیا کہ بعد ازاں اُن لوگوں کو کسی نے ہتے نہیں دیکھا۔

مسلمانوں کو نہ ستانے
کی ترغیب

اہل سلوک کے نزدیک یہ بڑا گناہ ہے اور اس سے زیادہ کوئی گناہ نہیں کہ کسی مسلمان کو کوئی بلا وجہ ستائے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے الذین یؤذون المؤمنین

بغیر ما اکتسبوا فحقہم العذاب بھتاناً دائماً ثم امیناً یہ عمل اللہ اور رسول کی ناراضگی کا باعث ہے۔ اس موقع پر آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ کسی زمانہ میں ایک بادشاہ نے ظلم پر مکرر باندھی اور بلا وجہ بندگانِ خدا کو ہلاک کرنا اور ستانا اختیار کیا۔ ایک مدت کے بعد لوگوں نے اسے بغداد کی مسجد کنگری میں کھڑا دیکھا۔ اس کے سر اور ریش کے بال پراگندہ اور خاک آلود تھے۔ تمام شان و شوکت ختم ہو گئی تھی۔ جسم پر خاک تھی۔ ایک شخص نے اسے پہچان کر درباغت کیا کہ ”تو وہ ہی بادشاہ ہے جو کہ میں لوگوں پر ظلم کیا کرتا تھا؟“ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا ”تو جھکو کہاں سے پہچانتا ہے اور میرے معتقل کیا جانتا ہے؟“ اُس نے کہا ”میں نے تجھے نعمت اور دولت کی حالت میں دیکھا ہے۔ خدا کے بندوں کو تو موات نہیں کرتا تھا۔ ظلم و تعدی کا ہاتھ تو نے دراز کیا تھا۔“ اُس نے کہا ”ہاں ان ایام میں میں نے بلا وجہ لوگوں کو سبج ہو سنجایا تھا۔ مخلوق پر جو ستم کئے تھے اُن کی یہ سزا دیکھی۔“

ترک دنیا و مافیہا کی ترغیب

شاہین طہات و ادبیات صفات طریقت، امامانِ دین اور خواجگانِ مرفع اُنہا و مافیہا سے بیزار ہیں۔ انھیں حیرت و ہیبت کا عذاب کھائی دیتا ہے۔ فرمایا: ”ایک وقت میں نے بغداد میں دجلہ کے کنارہ ایک صومعہ دیکھا۔ اس میں ایک بزرگ رہا کرتے تھے۔ میں نے صومعہ میں داخل ہو کر انھیں سلام کیا۔ اُن بزرگ نے اشارہ سے سلام کا جواب دیا اور بیٹھے کا اشارہ کیا۔ پھر میری طرف منہ کر کے کہنے لگے: ”اے درویش! پچاس برس ہوئے مخلوق سے کنارہ کر کے اس جگہ عزلت گزین ہوا ہوں جس طرح تم مسافرت میں ہو اسی طرح میں بھی سیاحت کرتا ہوا ایک شہر میں ہو سچا وہاں میں نے دیکھا ایک دُنیا دار لوگوں کو بہت ستا رہا تھا میں نے اُس سے کچھ نہ کہا اور نہ اس کو اس فعل سے باز رکھا بلکہ چشم پوشی کی۔ غیب سے آواز آئی کہ ”اے درویش! اگر تو خدا کے لئے اس دُنیا دار سے یہ کھدینا کہ ظلم و زیادتی سے باز آ۔ تو تیرا کیا بچو جاتا؟“ لیکن تو

اس بات سے ڈرا کہ دُنیادار تیرے ساتھ ملوک ہونا بند کر دیگا۔ وہ بزرگ کہنے لگے کہ جب سے آواز سُنی ہے غایت شرمندگی سے اس صومچ میں ٹھٹھکی ہوں۔ یہاں سے باہر پاؤں نہیں نکالا۔ اس اندیشہ میں جتلا ہوں کہ کل قیامت کے دن اگر اس معاملہ کی پرسیش کی گئی تو کیا جواب دوں گا۔ پس اے درویش اُمدن سے جس نے قسم کھائی ہے کہ کہیں نہ جاؤں گا تاکہ نہ کچھ دیکھوں نہ قیامت کے دن گواہ بننا پڑے۔ بعد ازاں مغرب کی نماز کا وقت ہو گیا اور ایک کاسہ آشام دو جو کی روٹیاں اور ایک کوزہ پانی کا ہوا سے پیدا ہوا اور اُن بزرگ اور دُعا گو (حضرت خواجہ) نے افطار کیا۔

نرم دلی کی ترغیب فرمایا کہ ملوک کے مرتبہ چارم میں یہ بھی گناہ کبیرہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا نام سے یا کلام اللہ سُنے تو دل نرم نہ ہو اور ہیبت خدا سے ایمان کا اعتقاد زیادہ نہ ہو۔ پس اگر عبادِ آبا اللہ ذکر الہی یا قرآن مجید سننے وقت سُنے والوں کے دل نرم نہ ہوں یا انکا اعتقاد ایمان میں زیادہ نہ ہو بلکہ ہنس اور کھیل کو دین مشغول ہوں تو یہ گناہ کبیرہ ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "انما المؤمنون لذین اذ ذکر الله وجلت قلوبهم واذا تلىٰت علیہم اياته ذیادتم ایماناً وعلیٰ سرہم یتوکلون" امام زاہد اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ حقیقت میں مومن وہ لوگ ہیں جنکا اعتقاد ایمان میں اللہ تعالیٰ کا نام سُن کر زیادہ ہو جاتا ہے مگر وہ لوگ جو ذکر الہی یا کلام ربّانی سُن کر ہنسے ہیں وہ منافق ہیں۔

بعد ازاں اس موقع پر فرمایا کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلعم نے کچھ آدمیوں کو دیکھا کہ ذکر خدا کرتے ہیں مگر ہنس اور کھیل کو دین مصروف ہیں اور ذکر سے اُن کے دل نرم نہیں ہونے۔ آنحضرت نے فرمایا کہ یہ منافقوں کا تیسرا گروہ ہے جن کا دل کلام الہی سُنے سے نرم نہیں ہوتا۔

ترغیب ذوق و شوق فرمایا کہ ابراہیم خواص کا گذر ایک جماعت پر ہوا یہ لوگ ذکر خدا میں مشغول تھے جب حضرت ابراہیم نے خدا سے عزوجل کا نام سُنا ابراہیم شوق و ذوق پیدا ہوا کہ بیہوش و مستغرق ہو کر رقص کرنے لگے۔ ہر بار جب ہوش میں آتے خدا کا نام لیتے پھر عالم بیہوشی میں مستغرق ہو جاتے سات شبانہ روز اسی حال میں رہے۔ پھر جب ہوش آیا بتدبیر و تضرع کے دو گناہ ادا کیا اور سجدہ میں سر رکھ کر یا اللہ کہا پھر سر نہ اٹھایا اور دھل بجی ہوئے۔

والدین اور اولاد کے ساتھ نیک سلوک کی ترغیب

فرمایا کہ اہل سلوک کے نزدیک پانچ چیزوں کا دیکھنا عبادت ہے اول اپنے
ماں باپ کا اور فرزندوں کا دیکھنا عبادت ہے۔ چونکہ حدیث میں آیا ہے کہ
جو اولاد اپنے ماں باپ کی زیارت خدا کی خوشنودی کے لئے کرتی ہے اس کو
ایک حج کا ثواب ملتا ہے اور جو فرزند اپنے والدین کے پاؤں چومے حق تعالیٰ اُس کے نامہ اعمال میں ہزار سال
کی عبادت کا ثواب لکھتا ہے اور اُسے بخش دیتا ہے۔ بعد ازاں فرمایا کہ ایک ناسق بدکار جو ان نوت ہوا اُسے
خواب میں دیکھا گیا کہ حاجیوں کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہے لوگوں کو اس پر تعجب ہوا۔ سب دریافت کیا تو
جوان نے کہا کہ میری بڑھیا ماں تھی جب میں گھر سے نکلتا اُس کے قدموں پر سر رکھ دیتا۔ ماں دُعا دیتی کہ
اللہ تعالیٰ تجھے بخشے اور حج کا ثواب عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ نے اوسکی دُعا قبول کی اور مجھے بخش دیا اب میں
حاجیوں کے ساتھ بہشت میں ٹہل رہا ہوں۔

بعد ازاں سلسلہ گفتگو میں یہ حکایت بیان فرمائی کہ جب خواجہ بایزید بطنائی سے دریافت کیا گیا کہ
یہ مرتبہ آپ کو کیسے حاصل ہوا فرمایا کہ میں سات سال کا تھا اودنا سے مسجد میں کلام مجید پڑھنے جایا کرتا تھا۔
جب اس آیت پر پہنچا: **وَالِدِینَ إِحْسَانًا** تو اودنا سے اسکا مطلب پوچھا۔ فرمایا: حکم خداوندی ہے کہ
جس طرح میری خدمت بجالانے ہو والدین کی بھی داہمی خدمت بجالاؤ۔ یہ سن کر بستہ بند کر کے گھر آیا
اور ماں کے قدموں پر سر رکھ دیا اور عرض کیا کہ اے ماں! اللہ تعالیٰ کا ایسا حکم ہے۔ اللہ تعالیٰ سے میرے
لئے کچھ مانگ میں کیا فقہ تیری خدمت بجالاؤں گا۔ والدہ نے میری درخواست پر دو گنا ادا کر کے میرا ہاتھ
چمکوا اور قبلہ رخ ہو کر خدائے تعالیٰ کو سونپا۔ یہ دولت مجھے والدہ کی دُعا سے پیش آئی۔ پھر حضرت بایزید نے
کہا دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ ایک مرتبہ موسم سرما میں آدمی رات کے وقت میری والدہ نے ہانی مانگ میں کوزہ
بھر کر ہاتھ پر رکھ کر حاضر ہوا لیکن اس عرصہ میں والدہ سو گئیں میں نے جگایا نہیں۔ جب رات کے آخری حصہ
میں بیدار ہوئیں تو مجھے کوزہ لئے کھرا دیکھا۔ جب مجھ سے کوزہ لیا تو سردی کے مارے میرا ہاتھ کوزہ سے چپکا
ہوا تھا۔ کوزہ کے ساتھ میرے ہاتھ کی کھال اکھڑ گئی، ماں نے زس کھا کر میرا سر بغل میں لے لیا اور چھانی سے
لگا کر بوسہ دیا اور کہا: اے جان مادر تو نے بڑی تکلیف اٹھائی۔ یہ کہہ کر میرے حق میں دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ

تجھے بخشے میری مال کا دُعا قبول ہوئی اور یہ سب دولت انہی کی نفعاً کی بدولت نصیب ہوئی۔

احترام و تلامذت قرآن کی ترغیب | پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ دویم کلام مجید کا دیکھنا۔ میں نے شروع

ادیا میں لکھا دیکھا ہے کہ جو شخص کلام اللہ کی طرف دیکھتا ہے اور پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اُسے دو ثواب عطا فرماتا ہے ایک قرآن شریف دیکھنے کا دوسرا پڑھنے کا۔ اسے ہر حرف کے بدلے دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں اور دس بدیاں مٹائی جاتی ہیں۔ اس موقع پر حضرت خواجہ قطب الدین، بخارا کا کئی نے عرض کیا کہ "کلام مجید لشکر یا سفر میں ہمراہ لے جاسکتے ہیں یا نہیں؟" فرمایا "شروع اسلام میں چونکہ کفار کا غلبہ تھا اس لئے رسول خدا کلام مجید ہمراہ نہیں لے جایا کرتے تھے کہ مبادا کفار کے ہاتھ آجائے اور وہ اس کی بے حرستی کریں لیکن جب اسلام کا غلبہ ہوا تو آنحضرتؐ ساتھ لے جایا کرتے تھے۔"

بعد ازاں فرمایا کہ سلطان محمود غزنوی کو بعد وفات خواب میں دیکھا گیا، دریافت کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کیا سلوک کیا؟ جواب دیا کہ ایک رات میں ایک شخص کا ہمان تھا وہاں ایک طاق میں کلام مجید رکھا تھا میں نے دلیس لکھا کہ یہاں قرآن مجید ہے میں کیسے یہاں سوؤں پھر خیال آیا کہ کلام مجید کسی دوسرے مکان میں کھدیا جائے گا اس کو بھی اس وجہ سے پسند نہ کیا کہ میں اپنے آرام کی خاطر کلام مجید کو باہر بھیجوں۔ اس احترام کلام مجید کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔"

پھر فرمایا "جو شخص کلام مجید کو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مینائی زیادہ کر دیتا ہے۔ اُس کی آنکھ کبھی نہیں دکھتی نہ خشک ہوتی ہے۔ پھر اس موقع کے مناسب حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ایک بزرگ سجادہ پر بیٹھے تھے اور ان کے سامنے کلام مجید رکھا تھا۔ ایک نابینا نے آکر انہاس کیا کہ میں نے بہت سے علانے کئے مگر آرام نہیں ہوا، اُن بزرگ نے قلم رُخ ہو کر فاشم پڑھی اور قرآن شریف اٹھا کر اُس کی دونوں آنکھوں سے ملا۔ اُس کی آنکھیں چراغ کی طرح روشن ہو گئیں۔"

پھر فرمایا کہ جامع الکلیات میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ پہلے زمانے میں ایک فاسق جوان تھا۔ اُس کی بدکاری سے مسلمان متفرق تھے۔ لوگ اُسے بہت کچھ سمجھاتے مگر وہ نہیں ماننا تھا۔ الغرض جب وہ مر گیا تو کسی نے اُسے خواب میں دیکھا کہ سر پر تاج رکھے خرقہ پہنے فرشتوں کے ساتھ بہشت میں جا رہا ہے۔ پوچھا کہ توبہ کار

تھا یہ دولت کیسے نصیب ہوئی؟ جواب دیا کہ دنیا میں مجھ سے ایک نیکی ہوتی ہے کہ جہاں قرآن شریف دیکھ لیتا تھا کھڑے ہو کر بڑی عزت کی نگاہوں سے اُسے دیکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی بدولت مجھے بخش دیا اور یہ درجہ عطا فرمایا۔

ترغیب حرام و دوستی
علما و مشائخین
 فرمایا تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص علماء کی طرف (عزت کی نظر سے) دیکھے تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو قیامت تک اُس کے لئے بخشش مانگتا رہتا ہے۔ جس شخص کے دل میں علماء و مشائخین کی محبت ہو اُس کے نامہ اعمال میں ہزار سالہ عبادت لکھی جاتی ہے اگر اس حالت میں مر جائے تو اُسے علماء کا درجہ ملتا ہے اور اس کا مقام علیین ہوتا ہے۔

پھر فرمایا "قادی پندرہویں میں میں نے کہا دیکھا ہے کہ رسول خدا فرماتے ہیں کہ جو شخص علماء کے پاس آمد و رفت رکھے اور سات دن اُن کی خدمت کرے اللہ تعالیٰ اُس کے بگناہ بخش دیتا ہے اور سات ہزار سال کی نیکیاں اُس کے نامہ اعمال میں لکھتا ہے اور ایسی نیکی لکھی جاتی ہے کہ دن کو روزہ رکھے اور رات کھڑے ہو کر (عبادت میں) گزرتے۔"

پھر فرمایا کہ پہلے زمانہ میں ایک آدمی تھا جو علماء و مشائخ کو دیکھ کر از روئے حسد منہ پھیر لیتا تھا جب وہ مر گیا تو قبر میں (بوقت دفن) لوگوں نے اُس کا منہ قبلہ کی طرف کرنا چاہا لیکن نہ ہوا۔ غیب سے آواز آئی "اے کون تکلیف دیتے ہو اس نے دنیا میں علماء و مشائخ سے روگردانی کی ہے اس لئے ہم اپنی رحمت کی طرف سے اس کا منہ پھرنے میں اور قیامت کے دن ریکھ کی صورت میں اس کا فشر کریں گے۔"

ترغیب زیارت کعبہ
 فرمایا: چوتھا مرتبہ فاذکبہ کا دیکھنا ہے۔ رسول خدا فرماتے ہیں جو شخص فاذکبہ کی عبادت کرے زیارت کرے گا عبادت میں داخل ہوگا۔ اس کی زیادت سے ہزار سال کی عبادت اور حج کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں لکھا جائیگا اور اُسے اولیاء کا درجہ نصیب ہوگا۔

ترغیب زیارت و خدمت
و اطاعت مرشد
 بعد ازاں ارشاد فرمایا کہ پانچواں مرتبہ اپنے پر کو دیکھنا اللہ کی خدمت کرنا ہے۔ میں نے معرفۃ المریدین میں لکھا دیکھا ہے کہ شیخ عثمان بارونی فرماتے ہیں "جو شخص اپنے پر کی خدمت کا حق ایک روز بحال لائے اللہ تعالیٰ اُسے بہشت میں ہزار مردار بدی محل عطا فرمائے گا۔ اور ہزار سال کی عبادت کا ثواب اُس کے نامہ اعمال میں لکھا جائیگا۔"

بعد ازاں فرمایا کہ مرید کو لازم ہے کہ جو کچھ پر کی زبان سے سُنے اس پر بہ کوشش عمل کرے اور پر کی خدمت

بجائے حاضر خدمت رہے۔ اگر متواتر خدمت دیکھنا لائے تو کم از کم کوشش ہی ضرور کرے۔

اس موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ کسی زاہد نے سو سال تک اس طرح خدا کی عبادت کی کہ دن کو روزہ رکھا اور رات کو کھڑا رہا۔ کسی وقت یاد الہی سے غافل نہ رہتا۔ جو اس کے پاس آتا اسے نصیحت کرتا۔ کہنا کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ فرماتا ہے: "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ" یعنی بندوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے نہ کہ کھانے پینے اور غافل رہنے کے لئے پس اسے سلازم! ہمیں لازم ہے کہ عبادت و طاعت الہی میں مشغول رہیں۔ انہی میں جب زہد فوت ہوا تو اسے کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تم سے کیا برتاؤ کیا؟ کہنا بخشید یا پوچھا؟ کس فعل کے سبب؟ کہنا میں دن رات بیدار رہتا تھا کسی وقت آرام نہیں لیتا تھا۔ مگر یہ عمل خدا نے پسند فرمایا بلکہ میری بخشش کا سبب یہ ہوا کہ میں اپنے پرک خدمت کیا کرتا تھا اس لئے یہ حکم باری تعالیٰ ہوا: چونکہ تم نے اپنے پرک خدمت میں کوتاہی نہیں کی اس لئے ہم نے بخش دیا۔

ترغیب بیعت اس موقع پر حضرت خواجہ نے آبدیدہ ہو کر فرمایا کہ حدیق، ادبیا، اور مشائخین وغیرہ کو ایسی حالت میں مبعوث کیا جائیگا کہ ان کے کانہوں پر گدڑیاں بٹھائیں اور ہر گدڑی میں لاکھوں ہانگے ہونگے ان کے مرید اور فرزندان اگر ان دھاگوں میں ٹٹک جائیں گے اور ایک ایک دھاگہ مضبوط پکڑ لیتے۔ جب خلق خدا حشر قیامت سے فارغ ہو جائے گی تو اللہ تعالیٰ انہیں توت عطا فرمائے گا وہ پھر اٹھ کے قریب پہنچ جائیں گے اس گدڑی کے بدلے مریدین اور فرزندان تینس ہزار سالہ راہ اور قیامت کے عذابوں سے گذر کر باستانی بہشت میں داخل ہو جائیں گے۔ مجال نہیں جو ان پر سختی لاحق ہو۔

ترغیب دین محمدی شیخ برہان الدین چشتیؒ شیخ محمد مصنفانیؒ اور چند درویش بغدادی جامع مسجد میں موجود تھے۔ آپ نے برسر مجلس ارشاد فرمایا کہ خدا سے عز و دل نے بہت سی ایسی چیزیں پیدا کی ہیں کہ آدمی ان کے غور و فکر میں دیوانہ ہو جائے۔

بعد ازاں یہ واقعہ بیان فرمایا کہ جب رسول خداؐ نے چاہا کہ اصحاب کہف سے ملیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ میرا حکم ہے کہ آپ انہیں دینا میں نہ دیکھیں البتہ آخرت میں دکھاؤں گا۔ البتہ اگر آپ چاہیں تو ان کو آپ کا دین عطا کیا جائے۔ بعد ازاں ارشاد ہوا کہ آپ اپنے یاروں کو اس حکم پر بٹھائیں۔ گدڑی آپ کے یاروں کو لیکر اصحاب کہف

کے فار پر پہنچی۔ انھوں نے اصحاب کہف کو سلام کیا۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں زندہ کیا اور انھوں نے سلام کا جواب دیا
پھر انھیں دین محمدی کی دعوت دی۔ انھوں نے اسلام قبول کیا۔

ترغیب اطاعت حق تعالیٰ بعد ازاں حضرت خواجہ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بقعہ قدرت میں ہر چیز
ہے۔ مرد کو چاہئے کہ اس کے احکام بجالانے میں کمی نہ کرے۔ اطاعت سے
جو کچھ چاہے گا مل جائیگا۔ پھر آبدیدہ ہو کر اس موقع کے مناسب بہ واقعہ بیان کیا کہ ایک مرتبہ میں اپنے شیخ عثمان ہارونی
قدس سرہ کی خدمت میں حاضر تھا اور درویش بھی بیٹھے تھے اور گفتگو متقدمین کے مبادیہ کے بارے میں ہو رہی تھی
کہ اس اثناء میں ایک بوڑھا لاغر شخص میں مصالے ہوئے حاضر خدمت ہوا اور سلام کیا۔ شیخ نے سلام کا جواب دیکر بڑی
بشاشت سے کھڑے ہو کر اپنے پاس اسے جگہ دی۔ بوڑھے نے عرض کیا کہ تین سال سے میرا لڑکا مجھ سے جدا ہے۔
اوسکے در و فراق سے میری یہ حالت ہو گئی ہے۔ مجھے اس کے مرنے مینے کی کوئی اطلاع نہیں اب میں آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا ہوں کہ میرے لڑکے کے صحیح سلامت آنے کے لئے دُعا کریں۔ شیخ نے یہ سن کر مراقبہ کیا پھر سر اٹھا کر حاضرین
سے فرمایا کہ دُعا کرو اور کابھی سلامت آجائے جب دُعا ختم ہوئی تو فرمایا کہ جانتھوڑی دیر میں لڑکے کو ہمارے پاس لے آنا
بوڑھا یہ سن کر آداب بجالایا اور رخصت ہوا۔ ماستہ میں اسے خوش خبری ملی کہ تیرا لڑکا وہاں آگیا گھر جا کر لڑکے کو دیکھا
بوڑھے کی مکرور آنکھیں لڑکے کو دیکھ کر پھر روشن ہو گئیں۔ لڑکے کو خواجہ عثمان کی خدمت میں لایا اور قدیموسی کرائی
شیخ نے لڑکے کو پاس لے کر دریافت فرمایا کہ تو کہاں تھا اوس نے کہا میں مین سمندر کے درمیان دیوؤں کی قید میں
تھا۔ آج اس مقام پر بیٹھا تھا کہ ایک درویش نے جو آپ کی ہم شکل تھے آکر زخمیر توڑ ڈالی اور میری گردن مضبوط پکڑ کر
فرمایا کہ میرے پاؤں پر پاؤں رکھ اور آنکھیں بند کرے پھر فرمایا کہ آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو
گھر کے دروازے پر پایا یہ کہہ کر وہ لڑکا کچھ اور عرض کرنا چاہتا تھا کہ شیخ نے اسے روک دیا۔ بوڑھے نے شیخ کے
قدموں پر سر رکھا اور کہا کہ دیکھو مردان خدا باد و قدرت کے اپنے آپ کو پوشیدہ رکھتے ہیں۔

خدمتِ خلق کی ترغیب فرمایا خدا کے نزدیک اس سے بہتر کوئی طاقت نہیں ہے؟ قطب لاقطب نے
عرض کیا: وہ کونسی طاقت ہے؟ فرمایا عاجزوں کی زیادتی، حاجت مندوں کی
حاجت برآری اور بھوکوں کو کھانا کھلانا۔ ان سے بڑھ کر اور کوئی نیک کام نہیں۔

اور ادو وظائف ناغہ فرمایا جو شخص کوئی درد مقرر کرے اسے روزانہ پڑھنا ہے اگر دن میں پڑھو تو رات کو بڑھ لے۔ لیکن پڑھنا ضرور چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ درد کا تارک لعنتی ہے پھر اس موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی۔

ایک مرتبہ مولانا رضی الدین گھوڑے پر سے گر پڑے اور پاؤں میں چوٹ آگئی۔ جب گھر آئے تو سوچا کہ یہ بلا مجھ پر کیسے آئی یاد آگیا کہ صبح کی نماز کے فرضوں کے بعد سورہ یسین پڑھا کر نماز ادا نہ کی تھی۔ پھر اس موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک بزرگ خواجہ عبداللہ مبارک سے ایک مرتبہ دلیطف نامہ ہو گیا کسی وقت غیب سے آواز آئی کہ ”اے عبداللہ جو عہد تو نے ہم سے کیا تھا وہ شاید تو بھول گیا یعنی آج دلیطف نہیں پڑھا“۔

پھر فرمایا ابیار ادبیا، مشائخین اور مردان خدا کا جو دلیطف ہوتا ہے وہ برابر پڑھتے ہیں اور جو کچھ پر ان عظام سے سُنتے ہیں بکالاتے ہیں پھر فرمایا جو ارادہ ہمارے خواجگان سے منقول ہیں وہ ہم پڑھتے ہیں تم بھی پڑھا کر دے۔

عشق و سلوک و معرفت کی ترغیب

فرمایا بعض مشائخ نے سلوک کے سو درجے مقرر کئے ہیں ان میں سے سترہاں مرتبہ کشف و کرامات کا ہے جو شخص اپنے آپ کو سترہویں درجہ میں ظاہر کر دیکھا وہ بقیہ تراسی کس طرح حاصل کرے گا۔ سالک کو چاہئے کہ جب تک پورے تلو درجے طے نہ کرے اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔

پھر فرمایا کہ خواجگان جنت میں سے بعض نے پندرہ درجے مقرر کئے ہیں۔ ان میں پانچواں کشف و کرامات کا ہے۔ ہمارے خواجگان فرماتے ہیں کہ جب تک پندرہویں درجہ تک نہ پہنچے اپنے آپ کو ظاہر نہ کرے۔

پھر فرمایا کہ سلوک کی بات لکھا ہے کہ ایک مرتبہ خواجہ جنید بغدادی سے پوچھا گیا کہ آپ دیدار کیوں نہیں چاہتے؟ اگر آپ چاہیں تو ضرور میسر آئے۔ فرمایا کہ ”میں یہ نہیں چاہتا کہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح مانگوں اور نہ طے بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح بے مانگے طے۔ پس بندہ کو خواہش ہے کہ اس واسطے اگر وہ اس کے لائق ہوگا تو خود ہی جواب اٹھا دے جائیں گے اور تجلی ہوگی۔ پس کیا ضرورت ہے کہ ہم خواہش کریں۔“

بعد ازاں فرمایا کہ ایک مرتبہ بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ مقام قرب میں پہنچے تو غیب سے آواز آئی کہ ”اے بایزید! آج تیری درخواست اور ہماری بخشش کا وقت ہے جو چاہے مانگ ہم عطا کریں گے“ حضرت بایزید نے

سر بسود ہو کر عرض کیا کہ بندہ کو خواہش ہے کیا واسطہ جو کچھ بادشاہ سے عطا ہوگا۔ اُس پر بندہ راضی ہے۔
 آواز آئی۔ "اے بایزید! ہم نے تجھے آخرت دی۔" عرض کیا۔ "وہ دوستان الہی کا قید خانہ ہے۔" پھر آواز آئی
 "اے بایزید! ہم نے بہشت و دوزخ، عرش و کرسی اور جو کچھ ہماری ملک ہے وہ سب کچھ تجھے دیا۔" عرض کیا "نہیں"
 آواز آئی۔ "پھر تیرا مطلب کیا ہے؟" عرض کیا اے پُروردگار کچھ معلوم ہے۔ "آواز آئی کہ اے بایزید! کیا تو ہیں طلب
 کرتا ہے۔ اگر میں تیری طلب کروں تو پھر تو کیا کرے؟" یہ آواز سن کر عرض کیا۔ "مجھے تیری قسم اگر تو مجھے طلب کرے
 تو قیامت کے دن جب میرا حشر ہو تو دوزخ کے پاس کھڑے ہو کر ایک ہی آہ سے دوزخ کی آگ کو نابود کر دوں
 کیونکہ محبت کی آگ کے مقابلہ میں دوزخ کی آگ کچھ حقیقت نہیں رکھتی۔" جب یہ قسم کھائی تو آواز آئی کہ "اے
 بایزید جو کچھ تو چاہتا تھا وہ تجھے مل گیا۔"

پھر اس موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ "راشد لغبری ایک رات عشق کے شوق استیلاقی میں
 "الحق، الحق، الحق" پکارتی تھیں۔ اہل بصرہ یہ فریاد سن کر باہر نکل آئے تاکہ آگ بجھائیں۔ ان میں ایک شخص بزرگ
 تھا اُس نے کہا۔ "کیسے بیوقوف ہیں جو راشد کی آگ بجھانے آئے ہیں۔ اس کے تو سینہ میں عشق کی آگ بھڑکی ہوئی
 ہے یہ وصال دوست کے سوا نہیں بجھے گی۔"

پھر فرمایا کہ "منصور صلتان سے پوچھا گیا کہ دوست کے عشق میں کمالیت کس امر کو کہتے ہیں؟ فرمایا۔ جب
 مشوق سیات کرنا چاہے اور عاشق کا سر کاٹنا چاہے تو چون و چرا نہ کرے۔ اور رفائے دوست میں کرینہ
 رہے اور اس کے مشاہدہ میں ایسا مستغرق رہے کہ اسے بندھے کھلنے کی ذرہ بھر بھی خبر نہ ہو۔ پھر غریب نوان
 نے آبدیدہ ہو کر یہ شعر پڑھا۔۔

"خوبرویاں چوں بندہ گیرند عاشقاں پیش شاں جنیں سر بند"

بعد ازاں اہل سلوک اور عارفوں کے احوال کے متعلق گفتگو شروع ہوئی حضرت خواجہ نے فرمایا کہ
 "ایک مرتبہ خواجہ بایزید بطائی نے مناجات کے وقت یہ الفاظ ادا کئے۔ "کیف السلوک عینک" آواز آئی
 "اے بایزید! طلق نفسك ثلث وقل هو الله" یعنی پہلے اپنے آپ کو طلاق دے پھر ہماری بات کر۔"
 پھر فرمایا۔ "ایک بزرگ طریقت نے جواہل عشق تھا ایک مرتبہ مناجات میں کہا کہ "تو تو مجھ سے تشریف سال کا

حاجب پہنچے گا۔ لیکن میں ستر ہزار سال کا بوجھوں گا۔ کیونکہ ستر، اسی ہزار سال کا عرصہ ہوا کہ تو نے الہیہ جہنم
کہہ کر تمام جہاں میں شور برپا کر دیا۔ یہ شور جو زمین و آسمان میں برپا ہے۔ سب الہیہ کے شوق کی وجہ سے ہے
جوہنی اس بزرگ نے یہ بات کہی آواز آئی کہ ”جواب سن۔ تیری آرزو کب تک مل جائے گی۔ یعنی میں تیرے وجود
کو ذرہ ذرہ کر کے ہر ذرہ کو دیدار دکھاؤں گا اور کہوں گا یہ ہیں ستر ہزار سال، باقی الگ رکھ دوں گا۔“

اس موقعہ کو مناسب فرمایا کہ ”ایک عارف روزانہ کہا کرتا تھا کہ ہر شخص کسی نہ کسی چیز کی طرف مائل ہوتا
ہے لیکن میں کسی چیز کی طرف مائل نہیں ہوتا۔ ایک مرتبہ بھی میں نے اپنے آپ کو خدا نہیں کہا۔ میں کبھی اپنے لئے
کچھ طلب نہیں کروں گا خواہ ساتوں طبقات زمین درہم درہم ہو جائیں۔ پھر غلبات شوق میں کہا کہ اُس نے
مجھے دیکھنا چاہا لیکن میں نے اسے دیکھنا نہ چاہا یعنی بندہ کو مراد اور خواہش سے کیا کام؟“

ایک مرتبہ ایک بزرگ نے بیان کیا کہ ہم نے سہل سے منہ پھیر لیا اور جب بارگاہ میں باریابی ہوئی تو انہیں
اپنے سے پہلے موجود پایا۔ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ اللہ تعالیٰ نے اپنی عنایت کا طے پہلے ہی میں پہنچا دیا۔“
فرمایا کہ ”ایک بزرگ کہتے تھے کہ سائب کی طرح کینچلی سے باہر نکلا اور نگاہ کی تو عاشق و معشوق اور عشق
جنوں کو ایک ہی پایا۔ یعنی عالم توحید سب ایک ہیں اور ایک ہی نے مجھے دیکھا۔“

پھر فرمایا کہ ”خواجہ بایزید بطائی فرماتے تھے کہ میں تین سال سے حق میں تھا۔ اب میں نے اپنا آئینہ دیکھا یعنی
جو کچھ میں خداوند نہ رہا۔ شرکت۔ اور کے جویات اور اوسن در بیان سے اٹھ گئے۔ لیکن چونکہ میں نہیں ہا ہوں اس لئے حق تعالیٰ
میں اپنا آئینہ ہے اور جو کچھ میں کہتا ہوں وہ اپنا ہی آئینہ ہے یعنی حق تعالیٰ میری زبان سے کہتا ہے اور میرا دل میں کہہ دیتا ہے۔
بعد ازاں فرمایا کہ بایزید بطائی فرماتے ہیں کہ میں درگاہ اقدس میں کئی سال بیمار رہا۔ آخر سوائے حسرت
کے کچھ نصیب نہ ہوا جب میں بارگاہ میں پہنچا تو کوئی تکلیف نہ تھی۔ اہل دُنیا دنیا میں اہل آخرت آخرت میں تھے
مذہبی دعویٰ میں اور اہل تقویٰ تقویٰ میں۔ بعض کھانے پینے میں اور بعض سماع و رقص میں مشغول تھے اور بعض
بادشاہ کے پاس تھے جو دریاے عجز میں غرق تھے۔“ پھر کہنے لگے ”عرصہ کا ذکر ہے کہ میں خانہ کعبہ کے گرد پھرتا تھا لیکن
اب خانہ کعبہ میرے گرد پھرتا ہے۔ جب میں خدا ربیدہ ہوا تو ایک رات عشق میں میں اپنے دل کو طلب کر رہا تھا۔
صبح کے وقت آواز آئی ”اے بایزید! کیا تو ہمارے سوا کچھ اور طلب کرتا ہے۔“ مجھے دل سے کیا سرکار؟“

بعد ازاں اس موقع پر فرمایا کہ جب حضرت بابہؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے طریقت میں کہاں تک ترقی کی ہے؟ تو فرمایا "یہاں تک کہ جب میں اپنی دو انگلیوں کے درمیان دیکھتا ہوں تو ان میں تمام دنیا دیاں بہا نظر آتے ہیں۔"

فرمایا: "مرید کو طاعت میں اس وقت عبادت پیدا ہوتی ہے جب خوشی و غمی حاصل ہوتی ہے۔" پھر فرمایا کہ "ایک مرتبہ راجہ بھری نے خوں کے غلبہ میں کہا: "اے برادر دھار! اگر خلقت کے بدلے مجھے آگ میں جلا یا جائے اور میں صبر کروں تو یہ فعل میرا کچھ نہیں کیونکہ مجھے محبت کا دعویٰ ہے اور اگر تو میرے گناہ تمام خلقت کے عیوض بخش دے تو تو نے بھی کوئی بڑا کام نہیں کیا کیونکہ تو رحمت والا ہے۔" پھر فرمایا کہ اہل سلوک کے نزدیک کسی پر تعجب کرنا بھی ایک گناہ ہے بلکہ گناہ سے بھی بدتر ہے۔ یعنی خود پسندی بڑا سخت گناہ ہے۔" پھر فرمایا کہ ایک بزرگ کہا کرتے تھے کہ جب سے میں نے دنیا کو دشمن قرار دیا خلقت کے نزدیک نہیں گیا۔ خدا کو خلقت پر ترجیح دی۔ مجھ پر محبت نے اُمید و غلبہ کیا کہ میں اپنے وجود کو بھی دشمن سمجھنے لگا اور زندگی و موت کو درمیان سے اٹھا دیا صرف اُس بقا اور لطف حق میں مشغول رہا۔"

بعد ازاں فرمایا کہ سلوک کے بارے میں لکھا ہے کہ قیامت کے دن جب خاص قسم کے عاشقوں کو بہشت میں بلانے کا حکم ہوگا تو وہ کہیں گے کہ ہم بہشت کا کیا کریں گے۔ بہشت اسے دے جس نے بہشت کے لائق سے تیری پرستش کی ہے۔"

بعد ازاں فرمایا کہ ایک درویش بے حد بزرگ تھے وہ کہا کرتے تھے کہ اہل دُنیا دُنیا کی راہ میں معذور ہیں اور اہل حق حق کی درستی کے سرور میں خوش ہیں اور اہل معرفت نور علی نور ہیں یہ ایک بھید ہے جسے اہل سلوک ہی جان سکتے ہیں۔ اہل معرفت کی عبادت پاس انفس ہے۔"

پھر فرمایا کہ خواجہ ذوالنون مصریؒ فرمایا کرتے تھے کہ حق تعالیٰ کی معرفت کی علامت یہ ہے کہ خاموش رہے اور خلقت سے دُور بھاگے۔ پھر اس موقع کے مناسب فرمایا کہ "ایک مرتبہ شاہ شجاع کرمائیؒ سے پوچھا گیا کہ کتنے سال سے معرفت حاصل ہوئی؟ فرمایا: "جب سے معرفت حاصل ہوئی خلقت سے بھل گئے لگا۔" بعد ازاں فرمایا کہ "میں نے حضرت شیخ عثمان ہارونیؒ کی قدس سرہ کی زبانی سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے

ایسے دوست بھی ہیں کہ اگر دنیا میں ان سے دم بھر کے لئے حجاب میں رہے تو وہ نابود ہو جائیں اور عبادت نہ کر سکیں۔

بعد ازاں فرمایا کہ "ایک مرتبہ خواجہ عبداللہ حنیف بھول کر دنیا کے کاموں میں مشغول ہوئے یاد آنا کہ یہ تو دوست کے خلاف ہے۔ قسم کھائی کہ جب تک زندہ رہوں گا دنیا کے کام میں مشغول نہ ہوں گا۔ چنانچہ ازاں بعد پچاس سال تک زندہ رہے لیکن آپ کو کسی دنیاوی کام میں مشغول نہ پایا۔
بعد ازاں حضرت بایزید بطنائی کے دلوں عشق کے متعلق فرمایا کہ آپ ہر صبح نماز سے فارغ ہو کر ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر فریاد کیا کرتے تھے۔ ایک روز یہ آواز سنی۔

"یوم تبدل الارض"۔ یعنی اس وقت وصال ہو گا جب یہ زمین لپیٹ دی جائیگی اور دوسری زمین پیدا کی جائیگی۔

پھر اس موقع کے مناسب فرمایا کہ "ایک مرتبہ خواجہ بایزید بطنائی بسطام کے جنگل میں نکل گئے عالم شوق و اشتیاق میں وہ فریاد کیا کرتے تھے اور کہتے تھے جنگل میں جہاننگ دیکھا ہوں عشق برسا ہوا نظر آتا ہے۔ یہاں سے باہر پاؤں نکالنا چاہتا ہوں مگر نہیں نکال سکتا۔"

فرمایا میں نے اپنے مرشد حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کی زبانی سنا ہے کہ اگر کسی شخص میں یہ تین خصلتیں ہوں تو سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ اس سے دوست رکھتا ہے۔ شفقت آفتاب کی سس ہمداد دریا کی طرح اور تواضع مثل زمین کے۔

پھر فرمایا کہ میں نے اپنے مرشد حضرت شیخ عثمان ہارونی کی زبانی سنا ہے کہ لوگ اس وقت اسم فقر کے مستحق ہوتے ہیں جب ان کے بائیں ہاتھ کی طرف کا فرشتہ آٹھ سال تک کچھ نہ لکھے۔

پھر فرمایا کہ "ایک دن خواجہ جنید بغدادیؒ سے طریقت، محبت کے متعلق دریافت کیا گیا کہ محبت و شوق کا غمہ کیلے۔ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو مرداری عطا فرماتا ہے اور اس میں اشتیاق ظاہر ہوتا ہے نیز وہ بندہ راندہ درگاہ ہونے اور دُور ہو جانے سے ڈرتا ہے۔ جو حق کو دوست رکھتا ہے۔ جنت اد کے نقا کی مشتاق ہوتی ہے۔"

غریب نواز نے فرمایا کہ میں نے کتابِ محبت میں اپنے استاد مولانا شرف الدین کے قلم سے لکھا ہوا دیکھا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت شبلیؒ سے دریافت کیا گیا کہ آپ باوجود اسقدر عبادت و ریاضت کے استدرکیوں دیتے ہیں؟ جواب دیا: ”دو چیزوں کے خوف سے اول یہ کہ کہیں وہ یہ نہ کہدے کہ تو میرے لائق نہیں اور مجھے اپنی درگاہ سے دُور نہ کر دے۔ دوسرے اگر موت کے وقت ایمان سلامت لیجاؤں گا تو سمجھو گا کہ میں نے کچھ کام کیا ورنہ سمجھوں گا کہ تمام طاعت ضائع گئی۔“

اوشاد ہو حضرت سمون مہم فرمایا کرتے تھے کہ اولیاء کے دل خود مطلع ہیں جو محبت و معرفت کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے وہ عبادت میں مشغول ہو جاتے ہیں پس وہ جو خاص بارگراں ہے نہیں اٹھا سکتے، طلالِ عبادت و ریاضت پاتے ہیں۔“

فرمایا کہ ایک مرتبہ محبت کے بارے میں خواجہ شبلیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ بدبختی کی کیا علامت ہے؟ فرمایا کہ نافرمانی کرے اور قبولیت کی امید کرے۔ پھر پوچھا کہ عارفوں میں اصل چیز کیا ہے؟ فرمایا کہ ہمیشہ خاموش رہنا اور غم و اندوہ میں رہنا کیونکہ اس سے عارفوں کی فضیلت ہوتی ہے۔“

فرمایا ایک ن خواجہ ذوالنون مصریؒ لکھری کی مسجد میں محد اصحابِ طریقت بیٹھے تھے اور محبت کے بارے میں گفتگو ہو رہی تھی۔ ایک صوفی نے سوال کیا کہ صوفی اور عارف کسے کہتے ہیں؟ جواب دیا کہ صوفی اور عارف وہ ہیں جن کے دل کہ ورتِ بشریت سے آزاد ہوں اور ہوا و حب دینا سے اک ہوں پس جب وہ ایسے ہو جائینگے تو اعلیٰ درجہ پائینگے اور اللہ کی تمام مخلوق کے برگزیدہ ہو جائینگے اور غیر موت سے دُور بھاگیں گے۔ پھر وہ مالک ہو جائینگے نہ کہ ملوک۔“

ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ داؤد طائیؑ آنکھیں بند کئے ہوئے حجرہ سے باہر آئے ایک درویش حاضر تھا اوس نے اسکی وجہ دریافت کی، جواب دیا کہ میں پینتالیس سال سے آنکھیں بند کر لی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہ دیکھوں کیونکہ یہ حق دوستی نہیں کہ دوستی تو اللہ تعالیٰ سے کروں اور دیکھوں غیر کی طرف۔“

بعد ازاں فرمایا کہ ”ایک بزرگ سے میں نے سنا ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اولیاء اللہ کے اعمال کا مطالعہ کرو کہ کس سبب سے انھوں نے سوائے ہمارے غیر کی محبت اختیار کی اور

کس درجے پر ہماری دوستی کا دم بھرتے تھے جبکہ غیر کی محبت میں راحت پاتے تھے۔
 پھر فرمایا کہ "خواجہ ابوسعید ابوالخیر فرمایا کرتے تھے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا دوست بنانا چاہتا ہے
 تو اس پر اپنی محبت غالب کرتا ہے۔ جب یہ ہو جاتا ہے تو پھر تو دوست اسے فراوانیت کی سرائیں لاتا ہے
 تاکہ باقی رہے۔"

پھر فرمایا کہ جب عارف حق تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے تعلق ہو جاتا ہے تو منزل
 قرب میں ساکن ہو جاتا ہے بعد ازاں جب اس سے پوچھا جاتا ہے کہ تو کہاں تھا اور کیا چاہتا ہے تو اس کے
 سوا کوئی جواب نہیں دیتا کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ۔"

اس موقع کے مناسب فرمایا کہ اگر انہیں شرح اللہ صدیق کی بات پوچھیں کہ کیا ہے تو کہنا چاہئے
 کہ جب عارف کی نگاہ عالم و حدائیت اور جلال و ربوبیت پر پڑتی ہے تو نابینا ہو جاتا ہے تاکہ غیر کی
 طرف نہ دیکھ سکے۔"

پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا فرمایا "نماز ادا کر" جب قیام کیا تو
 دل محبت میں مشغول ہوا۔ جان نے قرب حاصل کیا اور سر نے وصلت پائی۔"

فرمایا کہ "ایک بزرگ صاحب طریقت جب سرسبزہ میں رکھا تو یہ دعا کرتا کہ قیامت کے دن مجھے نابینا
 اٹھا۔ سبب پوچھا تو کہا جو شخص دوست کو دیکھتا ہے اسے مناسب نہیں کہ قیامت کے دن غیر کو دیکھے۔
 بعد ازاں درویشی کے متعلق گفتگو شروع ہوئی۔"

فرمایا کہ ایک مرتبہ خواجہ سمون بمب علیہ الرحمۃ محبت کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے کہ ایک پرند
 آکر آپ کے سر پر بیٹھا، چند مرتبہ چونک مارا کہ ہاتھ پر بیٹھا۔ پھر بغل میں پھر زمین پر چند بار چونک ماری تو چونک
 سے خون جاری ہوا پھر گر کر جان دے دی۔"

فرمایا کہ "خواجہ جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ عارف کون ہے؟ کہنے لگے جو علم و عمل و خلوت سے قطع
 تعلق کر لے۔ جو ان تین چیزوں سے قطع تعلق نہ کرے گا اس کا ثقل ثابت نہیں۔
 فرمایا کہ ایک بزرگ سے عارف کی علامت دریافت کی گئی۔ فرمایا کہ عارف وہ ہے جو راہ عشق میں سوائے

خدا کے کسی کو نہ دیکھئے

پھر فرمایا کہ "میں نے ایک بزرگ سے سنا ہے کہ جب تک کسی میں یہ صفات نہ ہوں عارف نہیں
"موت کو دوت رکھے، موتی کے ذکر سے راحت دلائیں حاصل کرے، دوست کی آمد کے وقت ہمت قرار

ہو جائے اور تفکر خاص کے وقت اسکی نظر مولا پر رہے"

فرمایا کہ "ایک مرتبہ خواجہ جنیدؒ سے پوچھا گیا کہ محبت کی رضا کیا ہے؟ فرمایا اگر ساتوں دوزخ

مہ غفلت و ہیبت کے عیب کے داہنے ہاتھ پر رکھ دے جائیں تو وہ یہ نہ کہے کہ بائیں ہاتھ پر رکھ دو۔
پھر فرمایا "سب پہلی چیز جو انسان پر فرض ہوئی وہ معرفت ہے۔ وہی خلقت الجن والانس والا

یعبدون۔ یعنی جنوں اور انسانوں کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے"

پھر فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت سے بعض چیزوں کو بعض چیزوں میں پوشیدہ کیا ہے
بعد ازاں فرمایا کہ اسرارِ الہیہ میں محبت کے متعلق لکھا ہے کہ جب حق تعالیٰ اپنے محبوب کو اپنے انوار

سے زندہ کرے گا تو انھیں حق سے حق کو دیکھنے کی وہ رویت نصیب ہوگی جو حضرت رسالت پناہ کو ہوئی
چونکہ اللہ تعالیٰ بے زبان، بے کام اور بے مکان ہے سرورِ عالم حق تعالیٰ کے اوصاف سے

متصف ہوئے"

فرمایا کہ "قیامت کے دن اَمَّا صَدَقْنَا عاشقوں کو صادق و محب بنادینگا۔ اُن سے پوچھا جائیگا
اگر ان محبت کے مدعیوں سے جو صادق ثابت نہ ہوگا وہ اپنا منہ عاشقوں میں نہیں دکھائے گا پھر

آواز آئے گی کہ یہ عاشق صادق نہ تھا اس کو صفتِ عاشق سے نکال دو۔
پھر فرمایا کہ "ایک درویش کو جنگل میں دیکھا کہ مر گیا ہے اور نہیں رہا ہے۔ پوچھا گیا کہ تو تو مر گیا

ہے پھر بتا کیوں ہے؟ کہا "محبتِ خدا کی مرضی ہی ایسی تھی"

فرمایا کہ "راہِ بصری سے سوال کیا گیا کہ سب سے اعلیٰ عمل کون سا ہے؟ فرمایا کہ "ازقات کو یاد الہی

میں بسر کرنا جو شخص بزرگی کا دعویٰ کرے اور اس میں مراد پا آجائے تو سمجھو کہ وہ جہول ہے محبت
کے دعوے میں مرد وہ ہے جو اپنی مراد سے درگزرے اور مراد حق اختیار کرے اس وقت وہ

اللہ تعالیٰ کا دوست کہلائے جانے کا مستحق ہوتا ہے اگر اس وقت اللہ تعالیٰ اُسے دوست کہے تو جواب میں بندگی اختیار کرے کیونکہ اہل محبت کا نہ نام ہوتا ہے نہ رسم نہ جواب۔
 پھر فرمایا کہ میں نے شیخ الاسلام خواجہ عثمان اردنی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنا ہے کہ اہل عشق دوست کے سوا غیر کی طرف توجہ نہیں کرتے کیونکہ جو بغیر دوست کے خوش ہوتا ہے اسے ہر قسم کا اندوہ لاحق ہوتا ہے جسے دوست کی خدمت سے انش نہیں ہوتا اُسے سب سے دشت ہوتی ہے جو دوست کی طرف متوجہ نہیں وہ پہنچ در پہنچ ہے۔

فرمایا کہ عارفوں کا مقولہ ہے کہ یقین وہ نور ہے جس سے بندہ منور ہو جاتا ہے۔
 پھر فرمایا کہ آدمی کی اصل پانی اور خاک سے ہے جس میں پانی غالب ہے اگر وہ لطف و ریاضت سے جمال دیکھے میں خود پسندی سے کام لے تو وہ مقصد حاصل نہیں کر سکتا اور جس میں خاک غالب ہوتی ہے وہ سختی کے وقت نیک پایا جاتا ہے تاکہ کسی لائق ہو جائے۔
 ایک مرتبہ ایک درویش نے جو حاضر خدمت تھا دریافت کیا کہ مجھ کو (مجھ کو محبت) کون ہے؟ غریب نے ارشاد فرمایا: وہ جو آغاز عشق میں ناچیز ہو جائے اور دوسرے اور تیسرے درجہ میں گم ہو جائے۔
 فرمایا: تو یہ نصوص تین چیزیں ہیں اول کم کھانا برائے روزہ، دوسرے کم سونا طاعت کے لئے تیسرے کم بولنا دعا کے لئے۔ پہلے سے خوف اور دوسرے تیسرے سے محبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس خوف کے ضمن میں گناہ کا ترک ہے تاکہ آگ سے نجات حاصل ہو اور رجا کے ضمن میں طاعت کرنا ہے تاکہ بہشت میں مقام حاصل ہو اور ابدی زندگی ملے اور محبت کے ضمن میں نکرہوں کا اجتہاد کرنا ہے تاکہ رضائے حق حاصل ہو۔

پھر فرمایا کہ بغیر ملک الموت کے دنیا کی قیمت جو بھر بھی نہیں ہو چھا گیا کیوں؟ فرمایا: چونکہ حدیث میں ہے (الموت جبر یوصل الجیب الجیب) یعنی موت ایک پل ہے جس پر سے گزر کر دوست دوست سے ملاقات کرتا ہے۔
 نیک صحبت کی ترغیب | برسر مجلس ارشاد فرمایا کہ "حدیث میں آیا ہے الصبحت ناثر" یعنی صحبت

میں اثر ہے۔ اگر کوئی بُرا شخص نیکوں کی صحبت اختیار کرے تو امید ہے وہ نیک ہو جائے اور اگر نیک شخص بدوں کی صحبت میں بیٹھے تو بد ہو جائے گا۔ جس نے جو کچھ حاصل کیا ہے صحبت سے حاصل کیا ہے اور جو نعمت حاصل ہوئی وہ نیکوں سے حاصل ہوئی۔

ترغیب تواضع فرمایا کہ ایک درویش از حد فقیر تھا لیکن اسکی یہ عادت تھی کہ اگر کوئی چیز اس کے پاس بطور فتور کے آجانی تو وہ درویشوں میں تقسیم کر دیتا تھا۔ ایک مرتبہ دو درویش صاحب ولایت اسکے پاس آئے اور اُس سے پانی مانگا۔ درویش اندر سے دُکھ کی روٹیاں اور پانی کا کوزہ لے آیا کیونکہ وہ بھوکے تھے روٹیاں کھا کر پانی پیا اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ اس درویش نے تو اپنا کام کر دیا ہمیں بھی اپنا کام کرنا چاہئے۔ ایک نے کہا اسے دینا دینا چاہئے دوسرے نے کہا کہ یہ دُنیا کے سبب گرا ہی میں پڑ جائیگا۔ جواب دیا کہ درویش بخشنے والے ہوتے ہیں۔ دُنیا آخرت کے بدلے دیدی دُعا کر کے وہ چلے گئے۔ بعد ازاں وہ درویش ایسا کامل ہوا کہ ہر روز اسکے باورچی خانہ میں تین ہزار من طعام موجود ہوتا تھا اور وہ خلق خدا کو کھلایا کرتا تھا۔

ترغیب توکل فرمایا کہ "مترجم: رسول نے مترابر اہم خلیل اللہ سے پوچھا: کیا آپ کو کچھ ضرورت ہو؟" فرمایا: مجھ سے نہیں (بلکہ خدا سے ہے) کیونکہ آپ اپنے نفس سے غائب تھے اور حق تعالیٰ سے باطنی طور پر حضوری حاصل تھی۔

فرمایا: میں نے اپنے بھائی شیخ شہاب الدین عمر سہروردی سے سنا ہے کہ دُنیا میں دو چیزیں بہت خوشتر ہیں اَدل صحبت فقراء و دوم حرمت اولیاء۔

راسخ القول ہونے کی ترغیب فرمایا: رسول خدا کا ارشاد ہے کہ وہ ضعیف ترین ہے جو اپنی بات پر قائم نہ رہے۔

معتوب دوست سے
دوستی نہ رکھنے کی ترغیب

فرمایا: جب اعلیٰ آدم کی آواز آئی تو سونے چاندی کے علاوہ باقی
سب چیزیں آدم علیہ السلام کی حالت پر روئیں۔ اللہ تعالیٰ نے
پوچھا کہ تم کیوں نہیں روئے؟ عرض کیا جو تیرا فرما ہر دار نہیں اسکی
حالت پر ہم نہیں روئیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ تمہاری قیمت اور جو کچھ
تم میں ہے اس پر ظاہر کروں گا۔ اور اس کے فرزندوں کو تمہارا خادم بنادوں گا۔

ملازمت اہل اللہ کی ترغیب
دوستوں کی ملازمت کرنا کیسا ہے؟ فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے
دوستوں کی ملازمت کرتا ہے وہ ضرور واصل ہوتا ہے۔

مرید کو راسخ الاعتقاد
ہونے کی ترغیب
حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا بیان ہے کہ حضرت قطب صاحب
فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میں نماز نفل میں مشغول تھا کہ شیخ الاسلام
خواجہ معین الدین قدس سرہ نے مجھے آواز دی۔ میں نے فوراً نماز ترک

کر کے کہا "حاضر" ارشاد ہوا "آؤ" جب میں خدمت اقدس میں حاضر ہوا دریافت فرمایا: کیا کر رہے
تھے؟ عرض کیا "نماز میں مشغول تھا۔ جب حضور کی آواز مسمیٰ نماز ترک کر کے حاضر خدمت ہو گیا۔" فرمایا
بہت اچھا کیا یا مرناز نفل سے فاضل تر تھا۔ کیونکہ کار دین میں اپنے پیسے عقیدت رکھنا بڑا کام ہے۔
پھر اس باب میں حضرت قطب الاقطاب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں شیخ الاسلام خواجہ معین الدین
کی خدمت میں حاضر تھا۔ اذیلا اللہ کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا اور اہل صفا بھی موجود تھے۔ اس
درمیان میں ایک شخص مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا اور آپ کے قدموں پر سر رکھا۔ غریب نواز نے
فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ وہ بیٹھ گیا اور عرض کیا میں مرید ہونے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ آپ اس وقت اپنی
خاص حالت میں تھے فرمایا کہ "تم مرید ہو سکتے ہو بشرطیکہ کہو لا الہ الا اللہ جنتی سؤل اللہ۔ وہ

علائے نوری و دل العارفین ص ۵۲ ۲۲۸ فارسی دلیل العارفین ص ۵۲

علائے (الف) دیکھو ترجمہ اوردو زاید الکیں ص ۵۲

(ب) ماں باپ کے پیکارنے پر بھی نماز نفل کی نیت توڑنے کا حکم ہے۔

شخص اسخ الاعتقاد تھا اس نے فوراً اسی طرح کہا۔ غریب نواز نے اُسے مرید کرنے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا اور خلعت خاص سے سرفراز فرمایا۔ پھر حضرت خواجہ نے فرمایا کہ یہ صرف تبرعہ آزانے کے لئے تھا ورنہ میں کون ہوں میں تو ایک ادنیٰ غلام حضرت محمد رسول اللہ کا ہوں مکہ اصل میں وہ ہی ہے؟

تعلیمات بالاقوال:-

مومن نہیں جانتا کہ اقوال عمر بھر کے تجربات کا خلاصہ ہوا کرتے ہیں اور عارفوں کے اقوال انہی مختلف منازل کا پتہ ہوتے ہیں۔ خوش قسمت ہیں وہ حضرات جو آپ کے اقوال کی رہنمائی سے استفادہ کرتے ہیں۔

۱۔ عاشق کا دل آتش کدہ محبت ہے جو اس میں آئے اوسے جلا کر ناچیز کر دیتا ہے۔ کیونکہ عشق کی آگ سے تیز کوئی آگ نہیں ہے۔

۲۔ عشق کی راہ ایسی ہے کہ جو اس راہ پر بڑھتا ہے۔ اوسکا نام و نشان نہیں ملتا۔

۳۔ اہل عرفان یا داناہی کے سوا اور کوئی بات زباں سے نہیں نکالتے ہے۔

۴۔ عارف سے ادنیٰ بات یہ ظاہر ہوتی ہے کہ وہ ملک و مال سے بیزار ہو جاتا ہے۔

۵۔ اگر دوست کی دوستی میں دونوں جان بھی بخش دیئے جائیں تب بھی کم ہے۔

۶۔ اہل محبت اگرچہ محبت میں مجبور ہیں مگر کام ایسے لوگوں کا اختیار کرتے ہیں جو سونے اور چاہئے

۱۔ (الف) دیکھو ترجمہ اردو نواد الالکین ص ۱۵

(ب) سلسلہ چشتیہ کے بزرگ میر عبد الواد بکرا می نے یہ دوایت نقل کر کے لکھا ہے:-

”پس مدق با پیر انت کہ ظاہر او باطن او در اعتراض کند آن سبب مفارقت حق امت از برکت و محبت و فدائے حق

برگردد چنانکہ موسیٰ علیہ السلام اعتراض پیش آورد ہذا فرق بین و بینک شدید“ (بے مثال ص ۱۳۷)

(ج) صاحب بیع مثال نے ص ۱۳۷ پر بحوالہ نواد الالکین یہ دوایت حضرت شیخ برصہ سے خوب لکھی ہے۔

۲۔ دیکھو ترجمہ اردو دلیل الحارثین ص ۲۵

۳۔ خلاصہ ۶ نسخہ فارسی دلیل الحارثین ص ۱۳۷

۷۔ میں مطلوب کے طالب ہیں اور اپنی دوست داری سے فارغ ہو کر مشاہدہ دوست میں مشغول ہیں۔
۸۔ مشوق خود عاشق کی طلبگاری کو دیکھتا ہے محبت کی راہ میں طبعان کا کام ہے۔

۸۔ عارف وہ ہے جو اس بات کی جدوجہد کرے کہ ایک دم نصیب ہو جائے اور عارف دم وہ ہے جو ذکر خدا کرے اور اپنی تمام عمر اس ایک دم پر خدا کر دے۔ اگر ایسا دم نصیب ہو جائے تو زہے نصیب کیونکہ ایسا دم زمین و آسمان میں سالہا سال تک تلاش کرنے پر بھی میسر نہیں آتا۔
۹۔ حاجی لوگ جسم کے ساتھ خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہیں پھر بھی انھیں مشاہدہ حاصل نہیں ہوتا مگر عشاق دل سے حجاب عظمت کا طواف کرتے ہیں اگر اس کے سوا اور چیز کو دیکھ لیتے ہیں تو فریاد کرتے ہیں اور بقا (مشاہدہ) چاہتے ہیں۔

۱۰۔ اہل سلوک میں محبت ایک ایسا علم ہے کہ لاکھوں علما اس کو سمجھنا چاہتے ہیں مگر ذرہ بھر بھی ان کو اس کی خبر نہیں ہوتی اور یہ ہیں ایک ایسی طاعت ہے جس کی راہوں کو بھی نہر نہیں وہ اس سے غافل ہیں۔ وہ ایک بھید ہے جو دونوں جہان سے باہر ہے اور اُسے اہل محبت اور اہل عشق کے ہوا کوئی نہیں جانتا جو دونوں جہان میں ثابت ہوتا ہے وہ اس بھید کو جانتا ہے بعد ازاں وہ دعویٰ نہیں کرتا تا کہ دعویٰ اسے نہ پہونچائے۔

۱۱۔ دوست کے اسرار خوبصورت ہیں اور خوبصورت عاشق کے دل ہی میں جاگزیں ہوتے ہیں۔

۱۲۔ اگر ہو سکے تو بقا حاصل کر و صلاحیت اور زہد تو ایک ہوا کی طرح ہیں جو تم پر چلتی ہے۔

۱۳۔ جب اللہ تعالیٰ اپنی رضا کسی شخص کو دیدے تو وہ بہشت کا کیا کرے۔

۱۴۔ اس راہ (راہ سلوک) میں بہت سے مرد عاجز اور عاجز مرد ہو گئے۔

۱۵۔ گناہ تمہیں اتنا نقصان نہیں پہونچا سکتا جتنا مسلمان بھائی کو خوار و ذلیل کرنا۔

۱۔ نسخہ فارسی دلیل العارفین ص ۳۳ ۲۔ نسخہ فارسی دلیل العارفین ص ۳۴

۳۔ نسخہ فارسی دلیل العارفین ص ۳۵ ۴۔ دیکھو ترجمہ اسرار الایمان ص ۵ طبع کردہ ملک فضل الدین و پرنس الدین

۵۔ نسخہ فارسی دلیل العارفین ص ۳۶ ۶۔ نسخہ فارسی دلیل العارفین ص ۳۷

۷۔ نسخہ فارسی دلیل العارفین ص ۳۸ ۸۔ نسخہ فارسی دلیل العارفین ص ۳۹

- ۱۶۔ نیکوں کی محبت نیک کام سے بہتر ہے اور بدوں کی محبت بد کام سے بدتر ہے۔
- ۱۷۔ عشق و محبت میں گفتگو، حرکت و مشغلہ اس وقت تک ہے جب تک باہر ہیں۔ جب اندر پہنچتے ہیں خاموشی، سکونت اور آرام میسر آتا ہے اور فریاد و شور ہرگز نہیں رہتا۔
- ۱۸۔ فریاد کی دلیری اُس وقت تک رہتی ہے جب تک دوست سے غائب اور اپنا عاشق بنا ہوا ہے۔ جب حضوری حاصل ہوتی ہے تو فریاد و گفتگو نہیں رہتی۔
- ۱۹۔ اللہ تعالیٰ کے عارف ایسے ہوتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کچھ نہیں لیتے۔
- ۲۰۔ ہر وہ عارف جس میں تقویٰ ہو وہ گداگری کرے تو لغو حرام کھاتا ہے۔
- ۲۱۔ اہل سلوک اور اہل محبت میں محبت یہ ہے کہ دوست کے مطیع رہیں اور ڈرتے رہیں کہ کہیں دُور نہ کر دیئے جائیں۔
- ۲۲۔ عارف دُنیا کا دشمن اور خدا کا دوست ہوتا ہے وہ دُنیا سے متنفر ہوتا ہے اور اسے غل و غشی اور حسدات کی خبر تک نہیں ہوتی۔
- ۲۳۔ عارف اس وقت تک روتا ہے جب تک راہ میں ہوتا ہے۔ لیکن جب حقایق قرب میں پہنچ جاتا ہے اور وصال حاصل ہو جاتا ہے تو گریہ نہیں رہتا۔
- ۲۴۔ اللہ تعالیٰ کے ایسے عاشق بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کی دوستی نے خاموش کر رکھا ہے۔ انہیں عالم موجودات کی کسی چیز کی خبر نہیں ہوتی۔
- ۲۵۔ جن لوگوں میں اللہ تعالیٰ کی دوستی ہوتی ہے اس کی جان کو قرار حاصل ہوتا ہے۔ پس اُس کو چاہئے کہ دونوں جہان کو بیگانہ دیکھے اگر ایسا نہیں کرے گا تو عاشق صادق نہیں۔
- ۲۶۔ درویشی اس کا نام ہے کہ جو آئے اسے محروم نہ جانے دے۔ اگر بھوکا ہے کھانا کھلائے۔ اگر تنگ ہے تو نفیس کپڑا پہنائے ہر حال اسے خالی نہ جانے دے اس کا حال پوچھ کر دلجوئی کرنا چاہئے۔

۲۷۔ راہِ محبت میں عاشق وہ ہے جو دونوں جہاں سے دل اٹھائے۔

۲۸۔ محبت چار معنی رکھتی ہے اول ذکرِ خدا میں دل و جان سے خوش رہنا، دوم ذکرِ خدا کو بزرگتر جاننا، سویم اسکے ساتھ مشغلہ رہے دوسروں سے قطعِ تعلق کر لے۔ چہارم اپنے آپ پر روئے اور آپس جگہ کو اس سے بغیرت ہے۔

۲۹۔ محبت میں صادق وہ ہے جو ابابا، فرزند ان و برادران سے خدا و رسول کے لئے قطعِ تعلق کرے اور سب سے بیزار ہو۔

۳۰۔ محب وہ ہے جو نفسِ کلام اللہ کے مطابق حق کی دوستی میں صادق رہے۔

۳۱۔ عارفوں کا ایثار عاشقی بے نیازی ہے اور محبوبوں کا ایثار آرزو ہے۔

۳۲۔ عارفوں کا توکل سوائے خدا کے کسی اور پر نہیں ہوتا نہ وہ کسی اور کی طرف التفات کرتے ہیں۔

۳۳۔ عارفوں میں صادق وہ ہے جسکی ملکیت میں کچھ نہ ہو نہ وہ کسی کی ملک ہو۔

۳۴۔ عارفوں کی خصلت محبت میں اخلاص ہے۔

۳۵۔ جان میں عزیز ترین یہ ہے کہ درویش درویشوں سے ملیں اور جو کچھ ملیں ہوصاف صاف بیان کریں اور بدترین چیز یہ ہے کہ درویش درویشوں سے جدا رہیں۔

۳۶۔ اللہ تعالیٰ سے دوستی اس طرح ہوتی ہے کہ جن چیزوں سے اللہ تعالیٰ دشمنی رکھتا ہے اُن سے دشمنی رکھے یعنی دُینا و نفس سے۔

۳۷۔ عارف محبت میں کامل اس وقت ہوتا ہے جب دریاں سے گفتگو اٹھ جائے۔ ایسا ہو جائے کہ یادِ دوست رہے یا خود۔

۳۸۔ حقیقاً متوکل وہ ہے جو خلقت کے آزار و رنج پہونچانے پر نہ کسی سے شکایت کرے نہ حکایت۔

۳۹۔ اہل توکل پر غلباتِ شوق میں ایسا وقت آتا ہے کہ اس وقت اگر انھیں ذرہ ذرہ کر دیا جائے اور اُن کو تلوار سے زخمی کر دیا جائے یا کوئی اور تکلیف پہنچائی جائے تو انھیں مطلقِ خبر نہیں ہوتی۔

۴۰۔ عارف کا توکل حق کے ساتھ اس طرح کا ہوتا ہے کہ وہ عالمِ سکر میں متغیر ہوتا ہے۔

۴۱۔ عارف وہ جو راہِ عشق میں سوائے خدا کے کسی کو نہ دیکھتا۔

۴۲۔ توبہ کے چند مقامات ہیں۔ جاہلوں سے دُور رہنا، باطل کو ترک کرنا، منکروں سے روگردانی کرنا، محبوب سے محبت رکھنا، خیرات کرنا، توبہ کو درست کرنا اور مظالم کو رد کرنا۔

۴۳۔ جب محبِ ملک کا دعویٰ کرتا ہے۔ محبت کے درجہ سے گر جاتا ہے۔

۴۴۔ محبت و فنا کا دعویٰ وصال اور حرمتِ باطل کے ساتھ ہے۔

۴۵۔ اہلِ محبت وہ لوگ ہیں جو صرف حق تعالیٰ کی بات سنتے ہیں۔

۴۶۔ جب اہلِ محبت مرتابہ جلد بخشدیا جاتا ہے۔

۴۷۔ دل وہ ہے جو اپنے حال سے خالی ہو اور مشاہدہ دوست میں باقی ہو۔

۴۸۔ عارف وہ ہے کہ جب صبح کو اُٹھے تو اسے رات کی بابت کچھ یاد نہ ہو۔

۴۹۔ اے غافل اوسی سفر کا توشہ تیار کر جو تجھے درپیش ہے یعنی سفرِ آخرت۔

۵۰۔ اہلِ محبت کے گردہ اور حق کے درمیان کوئی حجاب نہیں۔

۵۱۔ محبت میں عارف وہ ہے جسے کوئی شے عجیب نہ معلوم ہو کیونکہ تسلیم و دعویٰ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے۔

۵۲۔ سب سے اچھا وقت وہ ہے جبکہ دسواں نفس نہ ہوں اور خلقت سے رہائی حاصل ہو۔

۵۳۔ جس کو محبت و فقر عطا کئے جاتے ہیں اسے وحشت نہیں دیکھائی کہ وہ اُس پر فریفتہ ہو جائے۔

۵۳۔ یقین ایک نور ہے جس سے انسان منور ہو جاتا ہے۔ بعد ازاں وہ مہمان و متہمان میں شامل ہو جاتا ہے۔

۵۵۔ بقا عین حق ہے۔

۵۶۔ تجرید یہ ہے کہ صفات محبوب محب کے دل اور صفات میں جاں گزین ہو جائیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ جو مجھ سے محبت کرتا ہے میں اس کے لئے کان اور آنکھ بن جاتا ہوں۔

۵۷۔ علم محیط ہے اور معرفت ادس کا جزو ہے۔ پس خدا کہاں اور بندہ کہاں۔ علم خدا ہی کو ہے مگر معرفت ہر دو کو ہے۔

۵۸۔ جب تک عارف کو ستر خالص نصیب نہیں ہوتا اُس کا کوئی فعل خالص نہیں ہوتا۔

۵۹۔ جس کو خدا دوست رکھتا ہے اس پر بلا نازل کرتا ہے۔

۶۰۔ عارف دو ہے جو سوائے ذکر حق کے کسی کو دوست نہیں رکھتا۔

۶۱۔ دوستی اسکا نام ہے کہ ادس کا ذکر دل سے کرے کیونکہ دل یاد کے لئے بنایا گیا ہے۔

۶۲۔ کتاب محبت میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے بندہ جب میرا ذکر سمجھ پر غالب ہو جاتا ہے میں تیرا عاشق ہو جاتا ہوں۔

۶۳۔ عارف آفتاب صفت ہوتے ہیں۔ اُن سے تمام عالم منور ہوتا ہے۔

۶۴۔ چار چیزیں گوہر نفس ہیں۔ ادل درویشی جو تو ننگو کر دے دوسرے بھوک جو سیر کر دے

تیسرے اندوہ جو شادی دکھائے۔ چوتھے دشمن کے ساتھ ایسی مردمی جو دوستی دکھائے۔

۶۵۔ اہل محبت کا یہ مرتبہ ہے کہ اگر اُن سے پوچھیں کہ شب کی نماز پڑھ لی تو کہیں اس سے فراغت نہیں ہم ملک الموت کے گرد پھرتے ہیں۔ جب در اندہ ہو جاتے ہیں اسکا ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔

۶۶۔ عارف وہ ہے جو جملگی عالم سے خبردار ہو اور لاکھوں معنی بیان کرے اور ہر دستہ کو معافی

میں شاوری کرتا رہے تاکہ گوہر اسرار الہی اس سے نکالے اور جوہر یاقوتی بصر کو دکھائے کہ

وہ اُسے پسند کریں اور جانیں کہ عارف ہے۔

۶۷۔ عارف وہ ہے جو ہر وقت ولولہ عشق اور قدرتِ آفرینش میں متغیر رہے اگر کھڑا ہے تو دوست کے وہم میں ہے اگر بیٹھا ہے تو دوست کے ذکر میں ہے، اگر خواب میں ہے تو دوست کے خیال میں ہے اگر بیدار ہے تو دوست کے حجابِ غفلت کے گرد طواف میں ہے۔

۶۸۔ عارف اس کو کہتے ہیں جس پر عالمِ غیب سے صد ہزار تجلیات نازل ہوں اور ایک وقت میں چند ہزار حال و تجلیات اس میں دہدم پیدا ہوں۔

۶۹۔ عارف کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ ہر وقت متبسم رہتا ہے جس وقت عارف مسکراتا ہے اس وقت عالمِ ملکوت میں مقربان اس کے سامنے ہوتے ہیں جو کچھ اُن سے ظاہر ہوتا ہے وہ اُسے دیکھ کر مسکراتا ہے۔

۷۰۔ عارف پر ایک ایسی حالت طاری ہوتی ہے کہ اس وقت ہزار ایسے ملک اس کو پیش کئے جائیں جن میں ہر قسم کے عجائبات ہوں تو وہ اُن کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا مگر اس چیز کو جو اس پر طاری کی گئی ہے۔

۷۱۔ عارفوں پر ایک حالت طاری ہوتی ہے کہ اس وقت وہ عرش سے حجابِ غفلت تک فاصلہ طے کر لیتے ہیں اور وہاں سے حجابِ کبر یا تک پہنچ جاتے ہیں پھر دوسرے قدم میں اپنے مقام تک آ جاتے ہیں مگر یہ ادنیٰ درجہ عارفوں کا ہے لیکن جو کامل ہیں ان کا درجہ خدا ہی جانتا ہے کہ وہ کہاں سے کہاں پہنچتے ہیں اور کب واپس آ جاتے ہیں۔

۷۲۔ عارف وہ ہے جو کہیں ہو اور کچھ بھی طلب کرے وہ اس کے سامنے آئے جس سے بات کرے جواب پائے۔ اس راہ میں وہ عارف نہیں جو خدا کے سوا کسی اور چیز کے درپے ہو۔

۷۳۔ عارفوں کا ایک درجہ اس قسم کا ہوتا ہے کہ اس درجہ پر وہ دنیا و مافیہا اپنی دوا انگلیوں میں دیکھتے ہیں۔

۷۴۔ عارف کا کتر درجہ یہ ہے کہ صفات حق اس میں پائی جائیں۔

۷۵۔ مرید کو طاعت میں ادس وقت لطف آتا ہے جب طاعت میں خوشی و خرمی حاصل ہوتی ہے۔ اس خوشی میں وہ حجاب سے قریب ہو جاتا ہے۔

۷۶۔ عارف کا کمال درجہ یہ ہے کہ پہلے دلی نور دکھائے۔ پھر کوئی اگر دعوے کے ساتھ سامنے آئے تو اسے بقوت کرامت ملزم بنا دے۔

۷۷۔ جب عارف خاموش ہوتا ہے تو اس سے یہ مطلب ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کرنا ہے۔ جب آنکھیں بند کرتا ہے تو اس لئے نہیں کھولتا کہ شاید اسرافیل صور نہ بھونک دے۔

۷۸۔ جس نے خدا کو پہچان لیا اگر وہ خلق سے دُور نہ بھاگے سمجھ لو اس میں کوئی نعمت نہیں ہے۔

۷۹۔ عارف کا کمال یہ ہے کہ اپنے آپ کو راہِ خدا میں جلا دے۔

۸۰۔ قیامت کے دن اگر بہشت میں کوئی چیز ہو پوچھا جائے تو وہ زہد ہے نہ کہ (صرف) علم و عمل۔

۸۱۔ عارف خواہ معرفت کے متعلق کتنا ہی بیان کرے اور دست کی گلی میں پھرے مگر صبر و صبر کا کمال یہ ہے کہ اپنے آپ کو نہیں پہنچا۔

۸۲۔ اہل محبت کی فریاد بوجہ شوق و اشتیاق اس وقت تک رہتی ہے جب تک وہ دوست سے نہ مل جائے۔ کیونکہ عاشق اسی وقت تک داد بلا کرتا ہے جب تک دولتِ مشاہدہ حاصل نہیں ہوتی۔ جب مشاہدہ حاصل ہو جاتا ہے گفتگو نہیں رہتی۔

۸۳۔ دریاؤں کا بہتا پانی شور کرتا ہے لیکن جب سمندر سے مل جاتا ہے آواز نہیں رہتی۔ اسی طرح جب عاشق معشوق سے وصل ہو جاتا ہے تو داد بلا نہیں کرتا۔

۸۴۔ جب عارف کا حال کامل ہو جاتا ہے تو لاکھوں مقام سے باہر نکلتا ہے اور اپنا کام ترقی پذیر پاتا ہے۔ اگر اس مقام سے نہ نکلے تو اسی مقام میں حیران رہ جاتا ہے یعنی ابھی کنارہ پر ہے اسے راہ معلوم ہی نہیں۔ اس لئے زیادہ تر ضائع ہی رہتا ہے۔

۸۵۔ جب تک آدمی راہِ سلوک میں دنیا و مافیہا ترک نہ کر دے وہ اہلِ سلوک میں داخل نہیں ہو سکتا
 نہ ان میں کا ہوتا ہے پس اگر اس کی یہ حالت نہ ہو تو سمجھ لو کہ بھڑا ہے۔

۸۶۔ ترجمہ :-

مقامِ جمع الجمع یہ ہے کہ ظہور اسمائے صفات جانے مصنوعاتِ صانع کو دیکھے۔ مشاہدہ چشم کو
 تجلیات سے پرور کرے۔ اعنانات ماسوا کو دور کرے۔ کفر کو ظہورِ جلال جانے اور اسلام کو نورِ جمال
 ظہور اسمِ ہادی کا کہ ہدایت ہے پیرو ہو جائے اور بر تو فعل سے کہ ضلالت ہے دور رہے۔
 ۸۷۔ درویش میں اتنی قوتِ باطنی ہونا چاہئے کہ اگر کُسنے والا حکایت اولیاءِ انہر میں شک
 کرے تو اسے مشاہدہ کر اگر قائل کر دے۔

۸۸۔ جو دوست سے محبت کرتا ہے وہ بر خبتِ دوست کی طرف سے مصیبت کا خواہاں ہوتا ہے۔

۸۹۔ اگر کافر توبہ کرے تک لا الہ الا اللہ کہے مسلمان نہیں ہوتا لیکن ایک مرتبہ محمد رسول اللہ کہنے سے
 صد سالہ کفر دور ہو جاتا ہے۔

۹۰۔ خود پرستی اور نفس پرستی بت پرستی ہے جب تک خود پرستی نہ چھوڑے گا خدا پرستی حاصل
 نہ ہوگی۔

۹۱۔ جب تک مرشد کی تربیتِ حاصل نہ ہوگی منزل پر نہیں پہنچے گا۔

۹۲۔ عادتِ پرست ہرگز حق پرست نہیں ہوتا ترکِ عادت کر کے تربیتِ مرشد حاصل کرنا مردوں
 کا کام ہے۔

۹۳۔ عبادتِ قالِ الفعال ہے۔

۹۴۔ دنیا فانی ہے اور کارِ ہائے دنیا لایعنی ہیں۔

۱۔ ترجمہ اور دلیلِ اعرافین ص ۲۱۷ ع ۱۷ قولِ نابِ ستم علی خاں مرحوم دھوبڑی کے کتب خانے کے پڑانے کاغذات سے با حاشیہ
 اصل عبادتِ فارسی کی ہے۔

۲۔ دلیلِ اعرافین ترجمہ اور دلیل ص ۲۱۷ ع ۱۷ ترجمہ فریادِ اس لیکن ص ۱۷ ع ۱۷ ترجمہ اسرار ص ۱۷ ع ۱۷
 ۳۔ ترجمہ اسرار ص ۱۷ ع ۱۷ ترجمہ اسرار ص ۱۷ ع ۱۷ ترجمہ اسرار ص ۱۷ ع ۱۷

تعلیمات بالقلم

تعلیمات بالمکتوبات۔

حضرت غریب نوازؒ نے اپنے خلیفہ اعظم و جانشین حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ علیہ کو جو معرفت کی اعلیٰ ترین تعلیم بذریعہ مکتوبات فرمائی وہ اہل معرفت کے لئے فوائد بسیار ہے خالی نہیں۔ مکتوبات احمد اختر مولف اسرار الواصلین نے اپنی سیاحت کے دوران میں کسی قدیم فلی کتاب سے بسند صحیح نقل کئے ہیں۔ یہاں تبرکاً صرف فارسی کا ایک مکتوب مع ترجمہ درج کرتے ہیں اور ایک مکتوب کا خلاصہ لکھتے ہیں۔ بقیہ خطوط کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

ترجمہ :- حقائق و معارف سے واقف رہنا
العالمین کے عاشق برادر مراد خواجہ قطب الدین
کو معلوم ہو۔ لوگوں میں عاقل ترین وہ فقرا ہیں
جنہوں نے درویشی اور نامرادی اختیار کر لی
ہے کیونکہ اس میں مراد نامرادی ہے اور نامرادی
مراد ہے۔ برخلاف اسکے کہ اہل غفلت نے صحت
کو زحمت اور زحمت کو صحت خیال کر رکھا ہے
پس دانادہ ہی ہے جو دنیاوی مراد ترک
کر کے فقر و نامرادی اختیار کرے اور اپنی
مراد چھوڑ کر نامرادی سے موافقت کرے۔ غ
"نامرادی تا نگر دی بامرادی کئے رسی"
پس مرد کو حق تعالیٰ سے وابستگی لازم ہے جو
ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اگر خدا آکھائے

مکتوب اول :- حقائق و معارف آشکارہ عاشق
رب العالمین برادر مراد خواجہ قطب الدین بداند
کہ عاقل ترین در مردمان فقراند کہ با اختیار
درویشی، و نامرادی اختیار کردہ اند۔ زیرا کہ
دریں مرادی نامرادی ہست و نامرادی
مرادی ہست۔ بخلاف اہل غفلت کہ ایشان
غلط فہمیدہ و صحت را زحمت و زحمت را صحت
دانستہ اند۔ پس دانائے باشد کہ مراد دُنیا
ترک کند و نامرادی و فقر اختیار و از مراد
خود گذشتہ بامرادیہاں زد۔ غ

"نامرادی تا نگر دی بامرادی کئے رسی"
پس مرد باید کہ دبستگی با حق دار دیکر ہمیشہ
بود و ہمیشہ باشد۔ اگر حق تعالیٰ دیدہ بخشد

دو ہر راہ از ذات جز وجہ بانی نہ بیند و در ہر دو
جہاں بر ہر چہ نظر کند در حقیقت ہموار بیند کہ ذرّہ
خاک جائت جہاں نا اگر در بنگری . بجز شوق
مواصلت صورتی چہ نویسد .

تو ہر راہ میں سوا اسکے کچھ نہ دیکھے اور دونوں
جہاں میں جسے دیکھے اس میں اسکی حقیقت دیکھے
کیونکہ ہر ذرّہ خاک جہاں نہا ہے اگر دیکھا جائے
بجز شوق مواصلت ظاہری اور کیا لکھوں ۔

ترجمہ مکتوب دوم :- میرے دلی محب، میرے قلبی دوست برادر مر خواجہ قطب الدین دہلوی
اللہ تعالیٰ آپ کو دونوں جہاں کی سعادت عطا فرمائے۔

بندہ سیکین معین الدین کی طرف سے سلام سنو نہ کے بعد واضح ہو کہ امرا الہی کے چند
نکات لکھا ہوں یہ اپنے مریدین صادق اور طالبان حق کو سمجھا دینا تاکہ وہ غلطی میں نہ پڑیں۔
عزیز من! جس نے اللہ تعالیٰ کو پہچان لیا وہ کبھی سوال یا خواہش یا آرزو نہیں کرتا۔ جس نے
نہیں پہچانا ہے وہ انکی بات کو نہیں سمجھ سکتا۔ دوسرے حرص و ہوا کو ترک کرنا چاہئے۔ جس نے
حرص و ہوا کو ترک کیا اُس نے مقصود حاصل کر لیا۔ چنانچہ ایسے شخص کے لئے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔
”وہی النفس عن الہدی فان الجنة ہی المادی“ جس نے اپنی خواہشات نفسانی کو روکا
اُس کا ٹھکانہ بہشت ہے۔

جس نے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے پھیر دیا ہے اسے کثرت ثنوت کے کفن میں لپیٹ
کر زمینِ نہامت میں دفن کر دیا جائے۔

ایک روز خواجہ بایزید بسطامیؒ نے فرمایا کہ ”ایک شب اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا: مجھ سے
پوچھا ”بایزید کیا چاہتے ہو؟“ میں نے عرض کیا ”جو تو چاہتا ہے“ خطاب ہوا ”اچھا جس طرح تو
میرا ہے اسی طرح میں تیرا ہوں“

ہر کہ گردن نہند رضا اور
مر مرا حق نگاہاں باشد

جو تصوف کی ماہیت سے واقف ہونا چاہے وہ اپنے اوپر آسائش کا دروازہ بند کر دے۔ پھر زانوسے محبت کے بل بیٹھ جائے اگر یہ کام کر لیا تو سمجھو کہ اہل تصوف ہو گیا۔ طالب حق کو یہ امر جان دل سے بجالانا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ دوسرے شیطانی سے نجات پائے گا۔ اور دونوں جہان کی مرادیں حاصل کرے گا۔

ایک روز میرے شیخ عبدلرحمن نے فرمایا: ”میں الدین ایک نیکے مظلوم ہے کہ صاحب حضور کے کہتے ہیں؟ صاحب حضور وہ ہے کہ ہر وقت مقام عبودیت میں ہو اور ہر ایک واقعہ کو اللہ کی طرف سے خیال کرے اور جانے اور اوس پر راضی رہے۔ بلکہ اُسے رحمت ہی خیال کرے اور تمام عبادتوں کا مقصد یہی ہے جسے یہ حاصل ہے وہ جہاں کا بادشاہ ہے بلکہ جہاں کا بادشاہ اوس کا محتاج ہے ایک روز میرے شیخ نے مجھے خطاب کر کے فرمایا کہ بعض درویش کہتے ہیں کہ جب طالب کمال حاصل کر لیتا ہے تو اسے گھبراہٹ نہیں رہتی۔ یہ غلط ہے۔ دوسرے جو یہ کہتے ہیں کہ عبادت کرنا بھی اوس کے لئے ضروری نہیں ہوتا یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عبادت، بندگی اور عبودیت میں سر بسجود رہے باوجود کمال بندگی کے آخر یہ فرمایا کرتے تھے:-
”ما عبدناک حق عبادتک“ (ہم نے تیری ایسی عبادت نہیں کی جیسا کہ حق تھا۔ یعنی کماحقہ تیری عبادت نہیں کر سکتے اور نہایت عاجزی سے درویشان تھا! شہد، اَنْ لَا اَلَا لَہٗ اَلَا اللہُ ذَا مَکْنُ اَنْ لَکُمْ اَعْبُدُ لَا دَیْنَ سِوَاہُ۔ (میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور بھیجا ہوا ہے۔)

یقین جانو کہ جب عارف کمالت کا درجہ حاصل کر لے تو اس وقت کمال درجہ کی ریاضت جس سے مراد ناز ہے۔ نہایت صدق دل سے ادا کرتا ہے۔ اسی سے حضوری و آگاہی زیادہ حاصل ہوتی ہے بلکہ انھیں انھیں معروض ہی ناز ہے۔ جب کوئی شخص یہ معلوم کرے کہ صدق سے کام لینا ہے تو اسے اتنی پیاس محسوس ہوتی ہے گویا اس نے آگ کے کئی پیالے پی رکھے ہیں۔ جوں جوں ایسے پیالے پیے گا پیاس غلبہ کرتی ہے۔ اس واسطے کہ جمال لاقتنا ہی کی انتہا نہیں۔ اس وقت اس کا سکون بے سکون اور آرام بے آرامی ہو جاتی ہے۔ ناوقتیکہ نفع الہی سے مشرف نہ ہو جائے۔ و السلام

ترجمہ مکتوب سوم :- درود مطالب شوق دیدار الہی کے آرزو مند درویش جنائش میرے بھائی
خواجہ قطب الدین اللہ تعالیٰ دونوں جہان میں آپ کو سعادت نصیب کرے
سلام سنوئے کے بعد مقصود یہ ہے کہ ایک روز حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز کی
خدمت میں یہ خاکسار خواجہ نجم الدین صفرا، خواجہ محمد تبارک حاضر تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے حضرت
ہوکر خواجہ صاحب سے پوچھا: یہ کیونکر معلوم ہو کہ کسی شخص کو قرب الہی حاصل ہو گیا ہے؟ خواجہ صاحب
نے فرمایا: نیک عملوں کی توفیق بڑی اچھی شناخت ہے۔ یقین جانو جس شخص کو نیک کاموں کی
توفیق دی گئی ہے اُس کے قرب کا دروازہ کھل گیا ہے۔

پھر آبدیدہ ہوکر فرمایا کہ "ایک شخص کے یہاں ایک صاحب وقت لونڈی تھی جو ادھی رات
کے وقت اٹھ کر وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھتی اور شکر حق بکالاتی اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرتی کہ
"پروردگار میں تیرا قرب حاصل کر چکی ہوں مجھے اب اپنے سے دُور نہ رکھنا" اس لونڈی کے آقائے یہ
باجراؤں کو اس سے پوچھا تھیں کیونکر معلوم ہوا کہ ہمیں قرب الہی حاصل ہے؟ کہا: مجھے یوں معلوم ہے
کہ اُس نے مجھے ادھی رات کے وقت جاگ کر دو رکعت نماز پڑھنے کی توفیق دے رکھی ہے۔ اس واسطے
میں جانتی ہوں کہ مجھے قرب حاصل ہے؟ آقائے کہا "لونڈی جابیں نے تجھے بٹھا آواز دیا۔"
پس انسان کو دن رات عبادت الہی میں مصروف رہنا چاہئے تاکہ اُس کا نام نیک لوگوں کے
دفتر میں درج ہو جائے اور نفس و شیطان کی قید سے نکل جائے۔

ترجمہ مکتوب چہارم :- اللہ الصمد کے اسرار سے واقف ملد و ملد کے انوار کے ماہر
میرے بھائی قطب الدین اللہ تعالیٰ آپ کے مدارج کو زیادہ کرے۔

فیقر بر تقصیر معین الدین سنجری کی طرف سے خوشی و خرمی آمیز اور اُنس و محبت بھر اسلام پہنچے
مقصود یہ ہے کہ نادم خیر صحت ظاہری کے سبب مشکور ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ثواب دار بن عطا فرمائے۔
بھائی! میرے شیخ خواجہ عثمان ہارونی فرماتے ہیں کہ سوائے اہل معرفت کے کسی اور کو عشق
کے رموزات سے واقف نہیں کرنا چاہئے۔ جب خواجہ شیخ سعدی میگونی نے آنجناب سے پوچھا کہ
اہل معرفت کو کیونکر پہچان سکتے ہیں؟ تو فرمایا کہ اہل معرفت کی علامت ترک ہے جس میں ترک

ہے۔ یقین جانو کہ وہ اہل معرفت ہے اور اُسے خدا شناسی حاصل ہے اور جس میں ترک نہیں اُس میں معرفت حق کی بوجہ نہیں۔ یہ اچھی طرح یقین کرو کہ کلمہ شہادت اور نفی اثبات حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔ مال و مرتبہ بڑے بھاری بت ہیں انھوں نے بہت لوگوں کو مسجد ہی راہ سے گمراہ کیا اور کر رہے ہیں۔ یہ مجبورِ خلائق بن رہے ہیں۔ بہت لوگ جادو مال کی پرستش کرتے ہیں۔ پس جس نے مال و جاہ کی محبت کو دل سے نکال دیا اُس نے گویا پوری نفی کر دی اور جسے حق تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو گئی اوس نے پورا پورا اثبات کر لیا اور یہ بات لا اِلهَ اِلا اللہ کے کہنے اور اوس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ پس جس نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا اوسے خدا شناسی حاصل نہیں ہوتی۔ والسلام۔

ترجمہ مکتوب پنجم :- داصلوں کے برگزیدہ رب العالمین کے عاشق میرے بھائی خواجہ قطب الدین دہلوی مجبورِ حقیقی کی پناہ میں رو کر شاد کام رہو۔

ایک روز یہ دُعا خواجہ عثمان ہارونی کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آکر عرض کیا :- میں نے مختلف علوم حاصل کئے بہت زہد کیا لیکن مقصد نہیں پایا۔ خواجہ عثمان نے فرمایا تمہیں صرف ایک بات پر عمل کرنا چاہئے عالم بھی ہو جانو گے اور زہاد بھی۔ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :-

”ثَوَابُ الدِّينَارِ فِي كُلِّ عِبَادَةٍ وَحُبُّ الدِّينَارِ فِي كُلِّ خَطِيئَةٍ“ (دینا کا ترک کرنا تمام عبادتوں کی جڑ ہے اور دینا کی محبت تمام خطاؤں کی جڑ ہے۔)

اگر تم اس حدیث پر عمل کرو گے تو پھر تمہیں کسی اور علم کی ضرورت نہ رہے گی یعنی العلم مکذوب کو علم ایک ہی نکتہ ہے لیکن اس کا لینا آسان ہے مگر اس پر عمل کرنا مشکل ہے۔

یقین جانو کہ ترکِ سُنّت تک حاصل نہیں ہو سکتا۔ جب تک محبت بدرجہ کمال نہ ہو اور محبت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ ہدایت کرے۔ حق تعالیٰ کی ہدایت بغیر مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔

”مَنْ لَهَوَ اللَّهُ فَهُوَ الْهَيَّاجُ“ (جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے وہ ہی ہدایت پا سکتا ہے)

پس انسان کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کا لحاظ کر کے اپنے وقت عزیز و شریف کو دنیاوی خواہشات کے پورا کرنے میں ضائع نہ کرے بلکہ وقت کو قیمت سمجھ کر فقر و فاقہ میں عمر بسر کرے۔ عجز و زاری سے

پیش آئے۔ مگر ہوں کی شرمندگی کے مارے سر نہ اٹھائے۔ ہر حالت میں عاجزی و تفرع سے پیش آئے
 کیونکہ ان کی بندگی اور عبادت میں سب سے اچھا کام عجز و نیاز ہے۔

بعد ازاں اس موقع کے مناسب یہ حکایت بیان فرمائی کہ حاتم احم رحمۃ اللہ علیہ خواجہ شفیق بلخی
 رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و مرید تھے۔ ایک روز شیخ نے پوچھا: کتنے عرصے سے تم میری محبت و خدمت میں
 سرگرم ہو اور میری باتیں سنتے آئے ہو؟ عرض کیا: "تیس سال سے" پوچھا پھر اس عرصہ میں کیا حاصل کیا۔
 اور کیا فائدہ اٹھایا؟ عرض کیا: "آٹھ فائدے حاصل کئے" پوچھا وہ کیا ہیں کیا پہلے یہ فائدے حاصل نہ تھے؟
 عرض کیا: "نہیں" پھر کہا حق تو یہ ہے کہ ان سے زیادہ مجھے ضرورت ہی نہیں: "فرمایا: اِنَّ لِلّٰہِ دَانَ اِلَیْہِ سَاجِدُوْنَ ط
 حاتم میں نے ساری عمر تیرے کام میں صرف کر دی۔ میں بھی نہیں چاہتا کہ تو اس سے زیادہ حاصل کرے
 عرض کیا: "میرے لئے اتنا ہی علم کافی ہے کیونکہ دونوں جہاں کی نعمات ان آٹھ فائدوں میں آجاتی ہیں
 فرمایا: اچھا انھیں بیان کر دو۔ عرض کیا:-

پس لایا ہے کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص نے کسی نہ کسی کو اپنا محبوب و
 معشوق قرار دے رکھا ہے۔ وہ محبوب و معشوق اس قسم کے ہیں کہ بعض مرض موت تک ان کے ساتھ
 رہتے ہیں، بعض مرنے تک، بعض لب گوشت تک اس کے بعد کوئی بھی ساتھ نہیں جاتا۔ کوئی ایسا نہیں کہ
 انسان کے ساتھ قبر میں جا کر اُس کا غمخوار اور اُس کی قبر پر چراغ ہو سکے۔ یہ دیکھ کر میں نے اپنے دل میں سوچا
 کہ محبوب وہ ہی اچھا ہے جو انسان کے ساتھ قبر میں جاوے اور وہاں اُس کا غمخوار اور چراغ ہو۔ کیا
 کی منزلیں ملے کر آئے۔ مجھے معلوم ہوا کہ ان صفات سے منصف محبوب صرف اعمال صالحہ ہیں۔ پس میں نے
 انھیں اپنا محبوب بنایا اور انھیں اپنے لئے حجت کیا تاکہ قبر میں بھی میری غمخواری کریں اور میرے لئے
 چراغ ہوں اور ہر ایک منزل میں میرے ساتھ رہیں اور مجھے چھوڑ نہ جائیں۔ خواجہ شفیق بلخی نے فرمایا
 "حاتم تو نے بہت اچھا کیا"

"دوسرا یہ کہ جب میں نے لوگوں کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ سب کے سب حرص و ہوا کے
 پیرو بنے ہوئے ہیں اور نفس کے کہنے پر چلتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت پر غور کیا: "وَمَا مِنْ خَلْقٍ مُّقَامٍ
 سَیِّئٍ دَیْنِیۡمُ النَّفْسِ عَنِ الْهَوٰی ؕ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَآوِیُّۃُ" (جس نے، اللہ تعالیٰ سے ڈر کر نفس کو خواہشات
 سے روکا اُس کا ٹھکانہ بہشت ہے) تو یقین ہو گیا کہ قرآن شریف سچا ہے۔ اس لئے میں نفس کی

مخالفت پر کمر بستہ ہو گیا اور اُسے مجاہدہ کی بھٹی میں رکھ دیا۔ اس کی ایک آرزو بھی پوری نہ کی صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے مجھے آرام حاصل ہوتا رہا۔ خواجہ شفیق ملنجی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت دے تو نے خوب کیا اور اچھا کیا۔

تیسرا فائدہ یہ کہ جب میں نے لوگوں کے حالات پر مشاہدہ غور سے کیا تو دیکھا کہ ہر شخص دنیا کیلئے کوشش کرتا ہے۔ رنج و مصیبت برداشت کرتا ہے۔ تب کہیں دنیاوی حکام سے کچھ حاصل کرتا ہے۔ اور اس پر بڑا خوش و خرم رہتا ہے۔ بعد ازاں میں نے اس آیت پر غور کیا: "فَاعْنِدْ لِّكَ الْفَتْحُ وَمَا عِنْدَ اللَّهِ بَاقٍ" (پاک ۱۹) جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جانے والا ہے اور جو اللہ تعالیٰ کے یہاں ہے وہ باقی رہنے والا ہے) تو جو کچھ میں نے جمع کیا تھا سب رواہ خدا میں صرف کر دیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا تاکہ بارگاہِ الہی میں باقی رہے اور آخرت میں میرا توشہ اور بدرتہ بنے۔ خواجہ شفیق ملنجی نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تجھے برکت دے تو نے بہت اچھا کیا۔

"چوتھا یہ کہ جب میں نے خلقت کے حالات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بعض لوگوں نے آدمی کا عز و شرف اور اُس کی بزرگی کثرتِ اقوام کو سمجھ رکھا ہے اور اس پر وہ فخر کرتے ہیں۔ بعض نے سمجھ رکھا ہے کہ مال اور اولاد پر عزت کا انحصار ہے اور اُس کو مایہ فخر خیال کرتے ہیں بعد ازاں میں نے اس آیت کریمہ پر خیال کیا: "إِنَّ أَكْرَمَ مَا عِنْدَ اللَّهِ الْقَائِمُ" (تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ ہی سب سے زیادہ معزز سمجھا جائیگا جو سب سے زیادہ متقی ہوگا) تو معلوم ہوا کہ یہی ٹھیک اور حق ہے اور جو کچھ لوگوں نے خیال کر رکھا ہے وہ سراسر غلط ہے۔ پس میں نے تعمیلاً اختیار کیا تاکہ بارگاہِ الہی کا کرم بجاؤں۔ خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تو نے بہت اچھا کیا۔

پانچواں یہ کہ جب میں نے لوگوں کی حالت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک دوسرے کو محض حسد کی وجہ سے بُرائی سے یاد کرتے ہیں اور حسد بھی مال و مرتبہ اور علم کا کرتے ہیں۔ پھر میں نے اس آیت پر غور کیا: "تَنصِبْنَاهُمْ مِّمَّنْ مَّعِشْتُهُمْ فِي الْحَيَاتِ الدُّنْيَا" (ہم نے ان میں دنیاوی زندگی کے لئے روزی وغیرہ تقسیم کی) کہ جب روزِ ازل اُن کے حصے میں یہ چیز آچکی ہے اور کسی کا اس میں اختیار نہیں تو پھر حسد بے فائدہ ہے۔ تب سے میں نے حسد کرنا چھوڑ دیا اور ہر ایک سے صلح اختیار کی۔ خواجہ شفیق علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تو نے بہت اچھا کیا۔

چھایہ کہ جب دنیا کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ بعض آپس میں دشمنی رکھتے ہیں اور کسی خاص کام کے لئے ایک دوسرے سے برفاش رکھتے ہیں پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا دان الشیطان لکھا عدو مبین (شیطان تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے) تو مجھے معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام بالکل سچا ہے واقعی ہمارا دشمن تو شیطان ہے۔ شیطان کی پیروی کرتا ہوں نہ فرمانبرداری بلکہ اللہ تعالیٰ کے احکام بجاتا ہوں۔ اس کی بندگی کرتا ہوں اور ٹھیک یہی ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اٰلہم اعھد الیکم باہنی ادم ان تعبدوا الشیطان انکم عدو مبین لہ دان اعداؤنی ہذا صراط مستقیم (اے بنی آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں کیا کہ تم شیطان کی پیروی و پرستش نہ کرنا کیونکہ وہ تمہارا کھلم کھلا دشمن ہے اگر تم میری پرستش کرو تو یہ سیدھی راہ ہے) خواجہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: بہت خوب کیا۔

ساتواں یہ کہ جب میں نے خلقت کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ہر شخص اپنی روزی اور معاش کے لئے مروت و کوشش کرتا ہے اور اسی وجہ سے حرام و حلال میں پڑ جاتا ہے اور اپنے آپ کو ذلیل کرتا ہے۔ پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا و ما من دابة فی الارض الا علی اللہ تسبیحہا۔

(روئے زمین پر کوئی ایسا حیوان نہیں جس کا رزق اللہ تعالیٰ کے ذمہ نہ ہو) تو میں سمجھ گیا کہ اُس کا فرمان حق ہے۔ میں بھی ایک حیوان ہوں۔ تب سے میں اللہ تعالیٰ کی خدمت میں مشغول ہو گیا اور مجھے یقین ہو گیا کہ میری روزی وہ بالضرور ہو جائے گا۔ کیونکہ وہ خود اس بات کا ضامن ہے۔ خواجہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: تو نے بہت اچھا کیا۔ اب آٹھواں فائدہ بیان کر: عرض کیا:۔

آٹھواں یہ ہے کہ جب میں نے خلق خدا کو غور سے دیکھا تو مجھے معلوم ہوا کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی چیز پر بھروسہ ہے بعض کو سونے چاندی پر، بعض کو ملک و مال پر۔ پھر میں نے اس آیت کو غور سے دیکھا من یتوکل علی اللہ فہو حبیہ (جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے) تب اس وقت سے میں نے اللہ تعالیٰ پر توکل کیا وہ مجھے کافی ہے اور میرا عمدہ وکیل ہے۔

خواجہ شیخ علیہ الرحمۃ نے فرمایا: حاتم! اللہ تعالیٰ تمہیں ان باتوں کی توفیق دے۔ میں نے توبت انجیل، زبور اور فرقان کا غور سے مطالعہ کیا تو ان چاروں کتابوں سے یہی آٹھ باتیں حاصل ہوئیں۔ جو ان پر عمل کرتا ہے گویا وہ ان چاروں کتابوں پر عمل کرتا ہے۔ اس حکایت سے مجھے معلوم ہو گیا کہ زیادہ علم کی ضرورت نہیں عمل کی ضرورت ہے۔ واللہ اعلم۔

ترجمہ مکتوب ششم :- مخزن اسرار یزدانی، معدن فیوض سبحانی، میرے بھائی خواجہ قطب الدین اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔

ایک روز میرے شیخ نے نفی اثبات کے کلمہ کی بابت کیا خوب فرمایا کہ نفی اپنے آپ کو نہ دیکھنا اور اثبات اللہ تعالیٰ جل جلالہ کو دیکھنا ہے۔ کیونکہ کوئی خود میں خدا میں نہیں ہو سکتا۔ پس نفی کی نفی کرنے والا ہونا چاہئے ورنہ نفی کا کچھ فائدہ نہیں۔ اگر یہ خیال کریں کہ ہستی صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے تو مطلب حاصل ہوتا ہے۔

واضح رہے کہ کلمہ شہادت نماز، روزہ وغیرہ کی صورت بھی اور حقیقت بھی اُنکے خالق کو چھوڑ کر صرف ظاہر صورتوں پر قناعت کر لینا فضول ہے۔ وہ شخص بڑا ہی احمق ہے جو اُنکے خالق تک نہیں پہنچتا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ سالک ابتدا میں نا بیٹا ہوتا ہے۔ جب حق کی طرف سے اُسے بیٹائی حاصل ہو جاتی ہے۔ تو پھر اُس سے دیکھتا اور سُنتا ہے، اپنے آپ کو فراموش کر دیتا ہے۔ جب ایسی صورت ہو جائے تو اصل اور ہمیشہ کے لئے زندہ ہو جاتا ہے۔ زیادہ والسلام۔

ترجمہ مکتوب ہفتم :- عارف معارف، حق آگاہ، عاشق اللہ۔ بھائی خواجہ قطب الدین ادنیٰ اللہ تعالیٰ آپ کے فقر کو زیادہ کرے۔ دُعا گو کی طرف سے اُس آئینہ سلام کے بعد کثوف رائے معرفت پیرا ہو۔

عزیز من اپنے مریدوں کو ضرور بتا دینا کہ فقیر مرشد کامل سے کیا مراد ہے اور اُس کی علامت کیا ہے؟ اور یہ کیونکر پہچانا جاتا ہے؟

شاخ طریقت قدس اللہ اسرار ہم نے فرمایا ہے :- الفقہ ما لا یتخاہم الی کل شیء۔ فقیر اس شخص کو کہنے ہیں جو تمام ضروریات سے فارغ ہو اور اس کے باقی رہنے والے جمال کے سوا اور کسی چیز کا طالب نہ ہو کیونکہ تمام موجودات اُس کے باقی رہنے والے جمال کا آئینہ اور منظر ہیں اس واسطے وہ ان سب میں اپنا مقصود دیکھتا ہے۔

بعض بزرگوں نے اس کی تشریح یوں فرمائی ہے کہ کامل فقیر اُسے کہتے ہیں کہ جس کے دل سے سوائے حق تعالیٰ کے سب کچھ دور ہو اور سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی اس کا مقصود مطلوب نہ ہو جب سوائے اللہ دل سے

دور ہو جاتا ہے۔ مقصد حاصل ہو جاتا ہے۔

پس طالب کو ہینہ مطلوب مقصود کے درپے رہنا چاہئے۔ اب یہ معلوم کر لینا چاہئے کہ مطلوب مقصود کیا ہے۔ پس معلوم ہونا چاہئے کہ مقصود یہی درود سوز ہے خواہ حقیقی ہو یا مجازی۔ یہاں سوز مجازی سے ابتدائے احکام شریعت ہے۔ والسلام

خلاصہ مکتوب ہشتم :- محب ہر از اہل یقین برادر م خواجہ قطب الدین دہلوی رب العالمین ہر کام میں تمہاری رہنمائی فرمائے۔ ازیفرمیں الدین۔ من عرف الله لا يقول الله ومن يقول الله ما عرف الله۔ یعنی جسے معرفت حق تعالیٰ حاصل ہو جاتی ہے وہ اللہ اللہ کہتا نہیں پھر تاجو کتا پھر تاجا ہے اسے ابھی معرفت میر نہیں۔ بمصدق من عرف سہ بہ فقد کل لسانہ وقطع امر یعنی جس کو اپنے رب کی معرفت حاصل ہو گئی وہ گونگا اور سنگڑا ہو گیا۔ عارف کامل کی حالت مقام یاد سے بھی گذر جاتی ہے۔ کیونکہ یاد بھی ایک قسم کی روٹی ہے اور دلی عارفوں کے نزدیک نقص ہے۔ شاد خداوندی ہے۔ دھو محکم اینکنتم یعنی تم جہاں بھی ہو خدا تمہارے ساتھ ہے۔

عارف صبیح معنوں میں شہشاہ ہوتا ہے۔ اُسے بجز ذات ایزدی نہ کسی سے امید ہوتی ہے نہ کسی سے ڈر۔ ایسے لوگوں کے حق میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ الا ان ادلیاء اللہ لا خوف علیہم ولا هم یخزنون یعنی ادلیاء اللہ کو نہ کسی کا خوف ہوتا ہے نہ کسی کا ڈر۔ اللہ تعالیٰ بندے کے دل میں ہے اور دل قالب انسان میں مگر دل دو قسم کا ہے ایک دل مجازی دوسرا حقیقی۔

حقیقی دل وہ دل ہے جو نہ داہنی جانب ہے نہ بائیں جانب، نہ اوپر کی طرف نہ نیچے کی جانب نہ دُور ہے نہ نزدیک مگر اس حقیقی دل کی شناخت آسان نہیں۔ صرف مقربانِ خدا اسے جانتے ہیں۔ مومن کامل کا دل درحقیقت عرشِ خدا ہوتا ہے۔ قلب المؤمن عرش اللہ تعالیٰ

قرب حضوری بغیر صحبتِ مرشدِ کامل حاصل نہیں ہو سکتی۔ کامل اور طالبانِ صادق سوال و جواب نہیں کیا کرتے بلکہ وہ خاموش اور با ادب رہتے ہیں۔

حکۃ (الف) اسرار الاولیاء ص ۹۵ (ب) دوسرے نسخے سے مقابلہ کرتے ہوئے معلوم ہوا کہ ترجمہ نے کمالِ دیانت کے ساتھ ترجمہ نہیں کیا ہے اس لئے ہم نے ایسی چیزیں نظر انداز کر کے صرف خلاصہ لکھ دیا ہے۔

مومن کے دل میں ہر وقت ذکرِ خفی موجود رہتا ہے لہذا اسے حیاتِ جادوئی حاصل ہوتی ہے۔ مگر عوامِ مسلم کا دل ذکرِ خفی سے غافل ہوتا ہے اس لئے وہ مردہ ہیں

کلمہ :- لوگ لا الہ الا اللہ تو کہتے ہیں مگر انہیں معلوم نہیں کہ نیت اور ہمت سے کیا مراد ہے؟ نفی کس کی ہو اور اثبات کس کا ہو۔ کلمہ کے معنی یہ ہیں کہ سوائے ذاتِ وحدہ لا شریک کے دُنیا میں کوئی موجود نہیں ہے اور محمدؐ منظرِ خدا ہیں۔ پس طالب کو چاہئے کہ خیالِ غیرتہ آنے دے اور ذاتِ مطلق کو ہر جگہ موجود سمجھے۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "فَاٰمِنُوْا لِرَبِّہِمْ" یعنی جودھر دیکھو ظہورِ ایزدی ہے۔

نماز :- نماز دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک نمازِ علما، فقہاء اور زاہدان کی ہوتی ہے جو صرف قول و فعل تک محدود ہوتی ہے مگر اس سے وصالِ الہی بدستور نہیں ہوتا۔ اس کی رسائی صرف عالمِ ملکوتِ نفسانی تک ہے۔ دوسری نماز انبیاء و اولیاء اور خلفاء کی ہے جو حضورِ مکی قلب سے ادا کی جاتی ہے اسکا اثر وصالِ الہی ہے اور اس کی رسائی عالمِ جبروتِ رحمانی تک ہے۔ چنانچہ حدیث میں آیا ہے "الانبیاء والاولیاء یملكون فی قلوبہم واینا۔ انبیاء اور اولیاء ہمیشہ حضورِ مکی قلب سے نماز پڑھتے ہیں۔

انبیاء اور اولیاء ہمیشہ ذکرِ خفی میں رہتے ہیں جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے: "ذکرُ اللسان تعلقہ ذکرُ قلب وسموئہ و ذکرُ الروح مثلاً و ذکرُ الخفی واینا۔ یعنی زبانی ذکر تعلقہ ہے۔ دلی ذکر ایک قسم کا وسموئہ ہے، روحی ذکر مشابہہ الہی کا موجب ہے اور ذکرِ خفی ہمیشہ ہوا کرتا ہے" ذکرِ خفی اور نماز حقیقی ترک و جدو ہے۔

روزہ کی حقیقت :- حقیقی روزہ کی تعریف یہ ہے کہ انسان اپنے دل کو تمام دینی دُنیاوی خواہشات سے مبرا رکھے یعنی خواہشِ جنت اور دُنیاوی جاہ و مال وغیرہ سے مبرا رہے۔

غیر اللہ کی طرف خیال کرنا۔ بہشت کی ہوس وغیرہ حقیقی روزہ کو توڑنے والی چیزیں ہیں۔ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ برغبتِ عبادِ اللہ۔ یعنی اللہ کے سوا کسی چیز کا دیدار مطلوب نہیں۔

رسولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ الصوم برؤیتہ و افطرہ دابوؤیتہ۔ یعنی روزہ حقیقی کی ابتدا بھی دیدارِ الہی سے ہے اور انتہا بھی دیدارِ الہی پر ہوگی یعنی روزہ کی ابتدا صرف حق تعالیٰ ہے اور افطار یعنی انتہا قیامت میں دیدارِ الہی ہے۔ بموجب حدیثِ نبوی روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک افطار کے وقت دوسری دیدارِ الہی کے وقت۔ عوام کے روزہ میں پہلے روزہ ہے اور آخر میں

افطار لیکن حقیقی روزہ میں پہلے افطار ہے اور آخر میں روزہ ہے۔ روزہ حقیقی کے لئے افطار کی شرط نہیں لیکن افطار کے لئے روزہ شرط ہے۔
 تمام لوگ جو روزہ رکھتے ہیں اس میں کھانے پینے وغیرہ سے اجتناب کرتے ہیں مگر حقیقی روزہ نہیں ہے بلکہ مجازی ہے۔ اس روزہ میں غیر اللہ کا ترک نہیں ہوتا اور خطرات نفسانی و دنیائی حاصل رہتے ہیں۔ ایسے روزہ سے یہ منفعت حاصل ہوتی ہے کہ انسان ناداروں کی بھوک پیاس کا احساس کر سکے اور انکی امداد کرے۔

حدیث میں آیا ہے ان ادبیاء کی تحت قبائی لایع نفہم غیری یعنی میرے اولیاء میری قبائے نیچے ہیں انکے مرتبہ کو میں ہی جانتا ہوں اور کوئی نہیں جان سکتا۔

سالکان غیر مجذوب بجز صحبت مرشد کامل معرفت الہی حاصل نہیں کر سکتے نہ بلا اصلاح باطن انکی عالم جبروت تک رسائی ہوتی ہے وہ عالم ناسوت و ملکوت ہی میں بھٹکتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ شہوت پرست اور طالب شہرت ہیں۔

جو علما و فقہاء اور سنا لیکن غیر مجذوب ہیں اور کسی مرشد کے فیض صحبت سے مستفیض نہیں ہوئے وہ جذبہ اسرار الہی سے بے بہرہ ہیں۔ گو وہ جتہ و دستار اور جامہ صوفیا میں ملبوس ہوتے ہیں لیکن باطن وہ حرص و ہوا اور خواہشات نفسانی میں گرفتار ہوتے ہیں ان کا مقصد اس جامہ فقری سے خدا پرستی نہیں ہوتا بلکہ وہ سراسر طالب جاہ و مال ہوتے ہیں۔ انکے کلمہ روزہ اور نماز کی یکساں حقیقت ہے۔

جو شخص سالکوں کے زمرہ میں داخل ہو جائے اس پر لازم ہے کہ اپنی ہستی اور خودی کو مٹائے جو لوگ اپنی خودی کو نہیں مٹاتے وہ خواہ صوفیانہ جامہ میں ہی ملبوس ہوں لیکن وہ منزل عرفان میں قدم نہیں رکھ سکتے۔

زکوٰۃ کی حقیقت :- از روئے شریعت دو سو دیناریں سے پانچ دینار زکوٰۃ کے ادا کرنا فرض ہے مگر اہل طریقت کے نزدیک دو سو میں سے پانچ رکھنا بقیہ سب زکوٰۃ میں دینا لازم ہیں زکوٰۃ آزاد پر فرض ہے غلام پر نہیں۔ جب تک بندہ نفس کی بندگی سے نجات نہ پائے اس وقت تک آزادوں کے زمرہ میں داخل نہیں۔ جب آزاد نہ ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ بندہ نفس کو بے

پہلے نفس کی بندگی سے آزادی حاصل کرنا چاہیے تاکہ وہ حقیقی زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔ زکوٰۃ قائل بالغ پر فرض ہے دیوانہ اور نابالغ پر فرض نہیں۔ پس جو شخص غفلت اور نفسانیت میں مبتلا ہو عارفوں کے نزدیک وہ عاقل بالغ نہیں پس لازم ہے کہ پہلے اس سے نجات حاصل کرے تاکہ حقیقی زکوٰۃ ادا کرنے کے قابل ہو جائے۔

گنج حقیقی متر و بیت ہے۔ عارفوں کے دل اُس کے خزانے ہوتے ہیں۔ ان عارفوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے گنجینہ حقیقی میں سے اسرار الہی کی زکوٰۃ گراہوں اور نادانوں کو عطا فرمائیں۔

حج کی حقیقت :- انسان کا دل خانہ کعبہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ہے قلب اک انسان بیت الرحمن (یعنی انسان کا دل خدا کا گھر ہے) بلکہ دوسری جگہ ارشاد ہے قلب لمومنین عرش اللہ تعالیٰ (یعنی انسان کا دل عرش الہی ہے)

انسان کا وجود بمنزلہ ایک چار دیواری کے ہے۔ اگر اس میں سے ٹکٹ شہ اور غیر اللہ کا پردہ دور کر دیا جائے تو دل کے صحن میں ذات حق تعالیٰ کا جلوہ نظر آئے گا۔ یہی حقیقی حج کعبہ ہے۔

حقیقی حج سے مقصد یہ ہے کہ انسان اپنی خودی کو اس طرح مٹائے کہ ظاہر و باطن یکساں پاکیزہ ہو جائے اور دل صفات الہی سے متصف ہو جائے۔

فنا عشق سے حاصل ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کا عاشق ہو گیا وہ فنا فی اللہ ہو گیا اور جو فنا فی اللہ ہو گیا وہ ذات حق کا منظر ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فی نفسک افلا تبصرون؟ (یعنی اے لوگو! میں تمہارے اندر ہوں تم مجھے کیوں نہیں دیکھتے؟) چونکہ خدا تعالیٰ دلیس رہتا ہے اس لئے دل عرش اور بیت اللہ ہے۔ خاک کے پتلے میں وہ ہی لٹنے والا وہی سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ وہ ہی رہتا ہے وہ ہی راہگیر۔

پیغمبروں کی مثال ابطا کی سی ہے جو طرح طرح کے مریضوں کو مرض کے مطابق دوا دیتے ہیں۔ اسی طرح پیغمبران بھی روحانی استعداد اور باطنی امراض کے مطابق دوا دیتے ہیں۔ موفت عطا فرماتے ہیں تاکہ مریض روحانی شفا کے کئی حاصل کر کے عارف خدا ہو جائے۔

ہیلا گروہ عوام عالم کا ہے۔ یہ لوگ ارباب ظاہر کہلاتے ہیں اور راہ شریعت پر چلنے والے ہیں عشق الہی کی چار بیڑیوں میں سے پہلی بیڑی پر یہ گامزن ہوتے ہیں۔ اگر اس حالت میں رہ جائیں

نوعاً ہر پستی میں مرے۔ دوسرا گروہ عوام الخاص کا ہے۔ یہ گروہ روحانیت کی طرف متوجہ تو ہوتا ہے لیکن چونکہ اس گروہ کے لوگ رموز باطنی سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ اس لئے کبھی دنیا کے طالب ہونے میں کبھی دین کے۔ انکی باطنی آنکھیں پورے طور پر نور باطنی سے منور نہیں ہوتیں اس گروہ کو اہل حریفیت کہتے ہیں۔ تیسرا گروہ خواص کا ہے۔ یہ اہل حقیقت کہلاتے ہیں۔ جو تھو گروہ خاص الخاص کا ہے انھیں اہل معرفت کہتے ہیں۔ اسرار الہی کی نعمت عظمیٰ نا اہل عوام الناس کو نہیں بجائی۔ تمام اشیاء منظر الہی ہیں دراصل سب ایک ہی ہیں البتہ ظہور کی صفات مختلف ہیں جیسا کہ مطلب ایک ہونا ہے مگر مختلف عبارتوں سے ظاہر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ذات صرف ایک ہی ہے۔ لیکن اس کے منظر مختلف ہیں۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے ان اللہ علی کل شئ محیط (یعنی اللہ تعالیٰ ہر چیز پر محیط ہے) لیکن انسان کو نام مخلوقات پر شرف بزرگی حاصل ہے۔ "ان اللہ خلق آدم علی صورۃ" یعنی اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے اور "فعلنا بعد کم علی بعد" کے بموجب ان میں بھی آپس میں امتیاز رکھا ہے۔

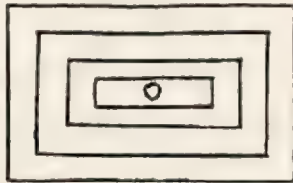
تعلیمات بالکتاب :- یہاں حضرت خواص کی بعض وہ تعلیمات مختصر لکھی جاتی ہیں جو آپ نے اپنی مروجہ کتابوں میں ارقام فرمائی ہیں۔ ان میں سے کتاب گنج اسرار آپ نے بفرمان مرشد سلطان شمس الدین التمش کی اصلاح کے لئے مرتب فرمائی ہے۔ دوسری کشف الاسرار ہے۔ ان ہر دو کی تعلیمات کا مختصر خلاصہ سب ذیل ہے :-

خلاصہ کشف الاسرار۔ باب اول :- حق سبحانہ تعالیٰ نے اول خود کو خود میں جلوہ گر کیا اور اپنے نور سے ایک نور جدا کر کے خود کا خود میں نشاۃ کیا اور اپنا نشاۃ آپ ہی دکھایا۔ یہ عاشق و عشق و معشوق تھے اور اپنے نور سے جو مثل نقطہ کے تھا بلکہ اندرون نقطہ تھا۔ نور محمدی کا کہہ جُدا کیا۔ اُس نور مبارک کا نقطہ دائرہ اس طرح کلسے ۴۴ دبقول دیگر ایسا ہے ۴۴ یہ ایک بڑا مجید ہے جو بغیر مرشد کامل ہرگز معلوم نہیں ہو سکتا۔ پس یہ جو کچھ ہوا وہ حرکت میں جنبش آنے سے ہوا یہ جنبش بادِ قدرت سے ہوئی اور جو بادِ قدرت

سے ہوئی اور جو بادِ اسرافیل کے منہ میں ہے وہ اسی بادِ قدرت کا پر تو ہے۔

جب اللہ تعالیٰ نے کرہ نور محمدی کو مجدا کیا۔ تمام کائنات اس کرہ میں ہمہ صفت کے ساتھ موجود تھی پھر اس نور محمدی کے کرہ کو اللہ تعالیٰ نے بصورت ستارہ کر دیا اور اسی ہزار سال تک اُس کو کومت کی نظر سے دیکھا اور ستر سال تک اُسے جلال کی نظر سے دیکھا۔ پس اس نور سے ناری پیدا کی اور ناری سے بادِ پیدا کی اور باد سے پانی بنایا اور آب سے خاک بنائی اور بادِ قدرت نے چار عناصر الگ الگ کر دیئے۔ عارون کے نزدیک وہ ناری باد سے تھی اور مدت تک اسے تن سے اُس نے بادِ حاصل کی اور اس سے آواز پیدا ہوئی وہ آواز یا ہُو کی تھی جو باہر آئی۔ ہُو کی دو آنکھیں ہیں ایک راست دوسری چپ۔ دائرہ راست کو قدرت نے مخفی رکھا اور دائرہ چپ سے جو ہر شیا پیدا کیں۔ بعد ازاں چار طبع عناصر سے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا جب قالب تیار ہو گیا تو ہر چار عناصر کو یکجا کیا اور اول نور نے سر میں پھر آتش نے آنکھوں میں۔ باد نے ناف پر اور آب نے زیر زباں قیام کیا اور خاک نے پہلوئے چپ میں سکونت اختیار کی۔

خدا صمد کشف الانسار باب دوم :- اللہ تعالیٰ نے ہمہ عدم کو اس طرح وجود بخشا کہ اربعہ عناصر سے چار وجود پیدا کئے نیز چار نفس تخلیق فرمائے جب خدائے تعالیٰ نے چاہا کہ خود کو خود سے دیکھے اور اپنی خدائی کو ظاہر کرے تو ذات مطلق نے یہ چار مراتب گوہر پیدا کئے جو اسطر چار رکن ہوئے۔



یہ ذات سے مجدا کرنے کے بعد اس سے پایہ شکل "M" کے ہو گئے تھے اور چار طبع یعنی آتش جس کا عشق ہے، باد جس کا روح ہے، پانی جس کا فعل ہے اور خاک جس کا نفس سے تعلق ہے۔ اسی طرح کے حضرت محمد مصطفیٰ کے چار یار اور چار حق تعالیٰ کے مقرب فرشتے ہیں۔ نفس امارہ کا آگ سے نفس

ماہمہ کا پانی سے اور نفس ملنے کا خاک سے تعلق ہے پس اس آیت سنہجہم ایا کُنْا نِی الْاَفَاقِ وَفِی الْاَفْکِ اَفْلا
تفسر دن کے مطابق جو کچھ آفاق میں ہے وہ سب انسان کے وجود میں پیدا کیا گیا۔
جس طرح تخلیق عالم میں چار تفصیلات ہیں۔ اسی طرح وجود انسان میں طفلی، بالستانی، ربیع جوانی
خزاں کاہلی اور خریف پیری ہے۔

زبان دل سے پانی لیتی ہے جو شیریں ہے ناک پھیپڑے سے پانی لیتی ہے یہ ترش ہے۔ کان پتہ سے
پانی لیتا ہے یہ آب تلخ ہے اور آنکھ جگر سے پانی لیتی ہے یہ پانی شور ہے۔
عقل داغ میں ہے۔ چیا آنکھ میں، فہم کان میں۔ علم سینہ میں، فکر دل میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے چار گروہ
پیدا کئے ہیں۔ اول آتش، دوم باد، سوم آب، چہارم خاک ہے۔ فلک پر زبردہ عقد ہے اور زیر عقدہ
عقدہ نشیں ہے۔ زیر زبردہ آتش باد ہے زیر باد آب ہے اور زیر آب خاک ہے اور انہی سے
نزول و عروج ہیں۔ زبردہ خاک سے نباتات ہیں اور زبردہ نباتات سے زبردہ حیوانات ہیں اور زبردہ حیوانات
سے انسان ہے اور انسان کا اخلاص نور محمدی ہے اور کل وجہ حق ہے۔ اس کی تفصیلات بہت ہیں مگر طالب
کے کام کے لئے جو ضروری ہیں وہ یہاں بیان کر دی گئی ہیں۔

خلاصہ تعلیمات مندرجہ کتب اسرار یا گنج اسرار مرتبہ خواجہ معین الدین چشتیؒ :-

آپ فرماتے ہیں کہ سنیائے معانی، رموزات معرفت، راہ حقیقت، اطاعت باطن، استقامت
راہ عشق و محبت اور پاسبانی عنایت قرب حضرت ہر ایک کا کام نہیں۔ ہزاروں سالوں میں سے
ایک اور بہت سے زائدوں میں سے کوئی مرشد کامل کی تلقین سے سالک مجذوب ہوتا ہے اور علم معرفت
عالم جبروت و قرب حضرت کی استقامت حاصل کر لے ہے

”اذا راہ عقل بگذر اے ز اہد بیانی در کوئے عشق بنشین گویا طالب خدائی“
اگرچہ اس کتاب (کنعنی اسرار یا گنج اسرار) میں روحانی راہیں یکجہیں معرفتوں پر لکھی گئی ہیں لیکن پھر بھی
برائے استقامت تربیت اور جذبہ اصلاح باطن کے لئے مرشد کامل سے رابطہ کی ضرورت ہے

”ما یفقد بر تو مردے را نظر
کئے بیابی راہ دل از جاں خبر“

رسول اللہ نے ارشاد فرمایا ہے "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُورًا مَّحِيطًا" یعنی اللہ تعالیٰ نے بحال انوار و تجلیات جلال پہلے اپنے نور کا اظہار فرمایا وہ نور لامحدود بے پایاں ہے اور اس کی کوئی ابتداء انتہا نہیں ہے اور مثل نور آفتاب وہ ہر شے پر محیط ہے پھر اس نور نامحدود و نامتناہی نے اپنی قدرت سے نور محمدی پیدا کیا اور یہ دونوں نور مثل آفتاب کے نور کے آسمان پر تاباں ہیں اسی ایک نور سے دو نور ہیں اور دونوں انوار کی اصل ایک ہے بعد ازاں نور محمدی سے کل مخلوقات اور موجودات کی ارواح کا اظہار فرمایا مگر اول کامل انسانوں کی ارواح پیدا کیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ "الانسان بسترى وانا بسترى" یعنی انسان میرا بھید ہے اور انسان کامل میری معرفت حاصل کرتے ہیں اور مجھ کو دلیس پہچان لینے ہیں اور مجھ تک پہنچتے ہیں۔ اگر انسان کامل پیدا نہ ہوتے تو ہر وہ ہزار عالم میں سے کسی کو دنیا میں میری معرفت حاصل نہ ہوتی۔ کامل انسانوں کو پیدا کرنے سے میرا یہ مقصد ہے کہ حق شناسی اور حق پرستی ہو اور لوگ مجھے پہچانیں اس لئے انسانوں کی رُوح سے پہلے انسانِ کامل حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔

معرفت اول شریعت کا جاننا اور دریافت کرنا :- علم شریعت عالمِ ناسوت کی انتہی میں تعلیم تحصیل کب حاصل کرنا ہے۔ پہلے بتدیان کے لئے پوستن علم شریعت کی فرض ہے اور علم بالا بیدار ہے کہ لوگ کھانا پڑھنا جانیں، اول علم حاصل کریں پھر سوک میں آئیں۔

مومن متقی کے لئے تین چیزیں علم، عمل و اخلاص ضروری ہیں۔ عمل بلا اخلاص جو خلق کو دکھانے کے لئے ہو شرک ہے۔ دل نظر گاہِ حق ہے۔ علم شریعت حاصل کرنا بے فرض ہے یعنی صلوٰۃ دھوم، زکوٰۃ و حج و طہارت حاصل کرنا کمالیت اسلام ہے۔ جو لوگ علم ظاہر رکھتے ہیں لیکن عمل اخلاص نہیں رکھتے وہ مومن نہیں ہیں بلا اخلاص عمل سے کچھ فائدہ نہیں۔ علم حقیقت بلا مرشدِ کامل کی تلقین کے حاصل نہیں ہوتا۔

معرفت دوم طہارت و نظافت و ظاہر و باطن :- بنائے دین نظافت پر ہے لیکن نظافت صرف ظاہر باطنی پر منحصر نہیں ہے۔ وضو و غسل آسان تو ہیں خاص و عام کے لئے۔ اعضاء اربعہ کی پاکی اسلام اور نظر گاہِ خلاق ہے اور نفس کے لئے رُحبت و نصیحت لیکن نظافت باطنی طہارتِ دل و جان ہے اس کا مقام عالی ہے۔ نظافت سے مراد ظاہر و باطنی نہیں ہے بلکہ عمل بس خلوص کا ہونا ہے۔ معرفت حق تعالیٰ کے لئے کمالیت طہارتِ باطن یعنی دل کی پاکی ضروری ہے۔ یہ طہارت اس وقت حاصل ہوتی ہے جب جذبہٴ املا باطن سے خالص نیت دل کے ساتھ شہوات، حرص و ہوا، دروغ اور دیگر مذمومات

سے پاک ہو جائے۔ شکم کو قلعہ حرام و شبہ، طمع، ریا، دزدی و غنمی سے محفوظ رکھے۔ پشت کو اس طرح دھوئے کہ جامہ و جہ حرام و شبہ سے پرہیز کرے اور اعصاب اس طرح دھوئے جائیں کہ آنکھ سے نا دیدنی اور کان سے ناشنیدنی۔ ہاتھ کو حرام و جہ کے چھونے اور پاؤں کو بے نعل جانے سے باز رکھے۔ جب عبادات روحانی سے روح غالب آجاتی ہے تو اقوال و افعال سے کارہائے روحانی حاصل ہوتے ہیں مگر جب غیر یاد سے نفس سرکش ہو جاتا ہے تو اقوال و افعال سے نفعانی اور شیطانی کام سرزد ہوتے ہیں۔ پس چاہئے کہ شیطان سے کنارہ کرے اور کلہ تمیز اور تسبیح کو اختیار کرے اور کم کھائے کم بولے کم سوتے اور خلقت سے کم صحبت رکھے تاکہ سرکش و گمراہی میں نہ پڑ جائے۔

معرفت سویم علم شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت :- عالم ناسوت کی معرفت شریعت، عالم ملکوت نفعانی کی طریقت، عالم جبروت روحانی کی حقیقت اور عالم لاہوت روحانی کی معرفت حق تعالیٰ کی معرفت ہے۔

عالم ناسوت یہ جہان ہے، عالم ملکوت وہ جہان ہے۔ عالم جبروت قرب حق تعالیٰ ہے اور عالم لاہوت نہ یہ جہان ہے نہ وہ جہان وہ بلا اتصال مع اللہ ہے۔

معرفت عالم ملکوت کلہ لا الہ الا اللہ زبان سے اس طرح کہنے سے حاصل ہوتی ہے کہ لا الہ الا اللہ کو چھوڑ کر حقیقت الا اللہ تک پہنچے۔ حدیث میں آیا ہے "سأیت ربی بعین انی فی قلبی احسن صدقہ" اول نور لا الہ الا اللہ کو نور محمد کو نور اللہ میں اس طرح دیکھے کہ نور اہتاب درمیان نور آفتاب کے ہے۔ دوم نور محمد کو نور اللہ میں اس طرح دیکھے جیسے کہ نور آفتاب درمیان نور اہتاب کے ہے اور نور محمد کو نور اللہ میں اس طرح دیکھے کہ نور کو اکب نور اہتاب میں ہے۔ پس لا الہ الا اللہ سے گزر کر اللہ پر پہنچے۔ جب اس جگہ پر پہنچے گا مومن ہو جائیگا۔

اے عزیز لا الہ کو ترک نہ کی سمجھ اور الا اللہ کو معرفت حق تعالیٰ جان۔ حضرت بایزید فرماتے ہیں کہ خلق گناہ سے توبہ کرتی ہے اور میں لا الہ کہنے سے تاب ہوتا ہوں۔ درویش ہرگز شریعت کے خلاف نہیں کہا کرتا۔

مشغول ہونے سے پہلے اور بعد مالک کو تمام کلہ بڑھا داجب ہے لیکن استقامت عالم حقیقت جذبہ اصلاح باطن کی تربیت اور اطاعت، عالم جبروت کے لئے سوائے اسم ذات اللہ کے اور کچھ مناسب نہیں۔

فرماتے ہیں :- بیان کردہ ام باتوسن لالہ
 زغیرش پر سیز و ہنگرا اللہ
 بنفی چہ حاجت کرنفی کن
 فنا بالبقا چند و ہم زنی
 الہ است جلا حقیقت ہاں
 من و تو طلسم است اندریاں
 بگویم ترا بگذر از علم قہل
 سخن بشنولے عاشق علم حال
 کئے در شریعت بود و کور دل
 بعقباشش مجھو ماند تجھل

اکابر مدرسین ہیں جو اس کا دم بھرتے ہیں اور اس کی راہ میں قدم رکھتے ہیں تاکہ دنیا و دوزل سے
 مبرا ہو جائیں ۔

کدائے می کہ آرا عشق نام است دو عالم پیش وے مجھو غلام است
 معرفت چہارم جذبہ اصلاح باطن کی پہچان اور راہ حقیقت میں ستقامت
 جب نویں صدی گذر جائیگی اس وقت آخر زمانہ میں عالمان، زاهدان اور صوفیان بے رشد یعنی بے مرشد
 سالک غیر مجذوب بجائے عبادت کے اپنی خواہشات میں مبتلا ہونگے اور جینہ و دسار پہننے سے صرت ظاہر
 دکھاوٹ مقصود ہوگی۔ بجزرت لوگ شکم پرستی میں مبتلا ہو جائینگے اور بعض علما و زہاد حرص دنیا اور نفس
 پرستی میں مبتلا ہو جائیں گے اور معرفت حق پرستی کی کوئی عبادت ان میں نہ ہوگی بلکہ حق تعالیٰ کی معرفت
 سے دور ہونگے۔ اس گروہ کی حقیقت حال ادبیار اسٹد جانتے ہیں۔ یہ حضرات خلوت میں ہمیشہ یاد الہی
 کرتے ہیں۔

دعائے حق کے لئے دل و جان سے عمل باطنی میں مشغول رہنا چاہئے۔ جس علم کی تعلیم سے ازراہ
 اخلاص اصلاح باطن حاصل ہوتی ہے وہ علم لدنی ہے یہ علم غم خدا ہے اسکا تقدس ہر ایک پر ظاہر
 کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ وہ رموز کثیر اگر کوئی نے نو اسے طاقت سماعت نہ رہے۔ کم ہمت دالے
 اہل شریعت علما و زاهدان جب سزا اللہ یعنی اسرار حقیقت عارفان کمال میں سے کچھ سمجھتے ہیں تو باور نہیں
 کرتے۔ کہتے ہیں یہ ممکن نہیں۔ اس لئے معرفت اصلاح باطن، اطاعت و پاسبانی عالم جبروت کی تربیت
 سوائے طالب صادق و انسان کمال کے اور کسی کو نہ دینا چاہئے۔ آدمی کا مجموعہ معرفت نفس و دل و روح
 ہے۔ نفس جائے شیطانی ہے۔ دل مجموعہ فرشتگان ہے اور روح نظر گاہ و روحانی ہے۔ یعنی صفت نفس
 اس جہاں کی۔ صفت دل ہشت جاویداں کی اور صفت روح اسرار ربانی کی طلب ہے۔ بندہ مومن دل

خدا کو بہت یاد کرتا ہے اور زیادہ یاد و دوست کو محبوب رکھنے کی وجہ سے ہوا کرتی ہے۔

اے عزیز زبان سے یاد کرنا یاد کرنا علمِ خال ہے۔ جب تک سالک صادق عقل سے نازغ نہیں ہوتا، استقامت، محبوبیت حاصل نہیں ہوتی اور جب تک کثرت سے اطاعت باطن میں متفرق اور محو نہیں ہوتا کمالیت قرب الہی حاصل نہیں ہوتی جس عقل و دو مقام ہیں دونوں کا خدا کی طرف راستہ نہیں ہے یہ دونوں مقامات خال کے ہیں۔ عالمِ ناسوت و ملکوت خال ہیں اور عشق و علم (علم لدنی) خال ہیں۔ قرب حق کا خال سے تعلق نہیں خزانہ اسرار حقیقت دل سے تعلق ہے نہ کہ زبان سے۔

مومن کا دل مونس اور محب ہوتا ہے اور اسرارِ دوست کا مقام ہے۔ مومن کا پاک دل عرش اللہ تعالیٰ، بیت الاقصیٰ اور بیت الکعبہ ہے۔ جب تک خدا کی راہ میں دل سے نہ آئیگا۔ خدا کی بارگاہ میں مقبول نہ ہوگا۔ مرشد کے سوا اور کسی سے زبانِ دل کے ساتھ سوال نہ کرے۔ یہ بھی علمِ خال ہے کہ کوئی کبھی میں نے فلاں بزرگ فلاں سلسلہ کا خرقہ حاصل کیا۔ اے عزیز درویشی اختیار کرنا فاعلِ زین انسان اہل معرفت و درویش ہیں۔ سالک مجذوب اور مجذوب سالک صحبت، تربیت، بیعت اور ارادت کے لائق ہوتے ہیں۔ ایک جماعت شائع کی یادیں نہ، لمن لا ینفخ لہ کو فرض جانتی ہے۔

معرفتِ یحییٰ حق سبحانہ تعالیٰ بارِ رسالت پناہ :- حضرت احمد غزالی کے ملفوظات میں منقول ہے کہ حضرت ابو بکرؓ سے روایت ہے کہ ید المرسلین نے موانع کی شب میں مقامِ منزلتِ سرورِ انتہی میں تشریف فرما ہو کر ہر چار طرف قدرتِ عظمتِ جلالت، جہاں ہائے نور اور سجدِ آفتاب سے زیادہ روشن و منور دیکھی۔ شبِ موانع اللہ تعالیٰ نے نوے ہزار باتیں رسول اللہ کو تلقین فرمائیں۔ اُن آئی ان میں سے تیس ہزار اپنی امت کو تلقین کیجئے جو اطاعتِ ظاہر عبادات، تجلیاتِ عالمِ ناسوت اور استقامتِ علمِ شریعت سے متعلق ہیں اور تیس ہزار سخنائے عباداتِ تجلیاتِ اسرار صفاتِ عماراتِ عالمِ ملکوت اور استقامتِ عالمِ طریقت سے متعلق ہیں اور بقیہ میں ہزار پریدہ و ناپرسیدہ کو ظاہر نہ کر دے۔ علمِ حقیقت اسرارِ الہی کا خزانہ ہے۔ یہ علم علماءِ اہل ان سے نہ پوچھنا چاہئے۔ اس کی تعلیم مرشدِ دینا ہے جب سالک یہ تعلیم حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بندہ پر عشق و محبت کے ساتھ نظرِ رحمت کرتا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہوا کہ اے محمدؐ میں نے تیری محبت سے ہزار عالم پیدا کئے لیکن اپنی غایت کے اسرار، جذبہ عشق و محبت کا حصول، ہدایتِ باطن اور راہِ حقیقت میرے خزانہ کے اسرار ہیں

میرا عید انسان ہے اور انسان کامل میری معرفت حاصل کرتا ہے اور مجھ کو دل میں پہچان لیتا ہے۔
برسرِ راہِ عشق میں ہی ہوں اور وجودِ ظاہر و باطن کی ہستی میری ہستی ہے۔

ادوں علما و زہاد پر غیب ہے جو تیری اُمت میں نہ مجھے درمیان میں لاتے ہیں نہ میرا خیال کرتے ہیں
نہ اطاعتِ باطن سے مجھے پہچانتے ہیں اور اپنی ہستی میں گرفتار ہیں یہ مثلِ بہائم کے ہیں اور ان کا اسلام
مجازی دوزخ کے لئے ہے۔ اے محمد! جو بندہ تیرا اور میرا شائق ہوتا ہے خلقتِ اوس کی مشاق
ہوتی ہے۔ اے محمد! جس اس کا دوست ہوں جو مجھے دل سے دوست رکھتا ہے اور مجھے دل سے
یاد کرتا ہے اور نہیں بھولتا۔

معرفت ششم بیان قرآن :- قد جا کہ من اللہ ذی د کتاب مبین حضرت محمد
مصطفیٰ نور ہیں اور کلامِ مجید ابھی نور ہے مگر یہ نور تلاوتِ خفیہِ قلوب میں معرفتِ جذبہٴ اصلاحِ باطن سے
تلاش کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید تین طرح پر ہے اول یہ کہ وہ کلام جس کی ابتدا و انتہا سب سے ہی یکساں
کاغذ پر لکھنے سے ہوئی یہ مخلوق ہے۔ اس کی تلاوتِ ربانی عالموں، زہادوں اور عام مخلوق کے لئے
کمالیتِ اسلام کے واسطے لازم ہے۔

دویم وہ قرآن ہے جس میں تعریفاتِ کلامِ ربانی، اساتے حروفِ لدنی ہیں اور تفسیرِ علمِ لدنی
غیر مخلوق ہے۔ تیسرا قرآن وہ ہے جس میں وہ تعریفاتِ کلامِ ربانی، سخنائے معانی رموزاتِ کلمات
قدسی ہیں جن سے کمالیتِ استغراقِ دینی میں حق تعالیٰ کی ذات میں محو ہو کر ادبیا اور عاشقانِ خدا
زبانِ دل سے معرفت اور عشق و محبت تلقین کرتے ہیں۔

کلماتِ قدسی کی تفسیراتِ مرشد کی تلقین کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتیں۔ جب طالبِ صادق مدت
تک مرشدِ کامل کی صحبت میں رہ کر علمِ حال کا کمال حاصل کر لیتا ہے تو بغایت، یزدی کشف و کرامات کے
اظہار سے استقامتِ حاصل ہوتی ہے۔

معرفت ہفتم تربیات حضرت رسالتِ فہم پیوستنِ اطاعت :- امیر المؤمنین حضرت
عثمان غنیؓ سے روایت ہے کہ ایک دن تیداہِ سلیم علیہ السلام مقامِ خلوت میں حضرت ابو بکرؓ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ جنین علیہم السلام ابو ہریرہؓ اور حضرت بلالؓ کے ساتھ تشریف فرما تھے اور طالبانِ راجعیت
اور جو بندگانِ قرب حق کے لئے تعریفاتِ معانی، رموزات اور تلقینِ معرفت فرما رہے تھے کہ اتنے میں

حضرت عمرؓ حاضر خدمت ہوئے۔ سید المرسلین نے خاموشی اختیار فرمائی۔ یاروں کو خیال ہوا کہ رسول اللہؐ نے حضرت عمرؓ سے یہ راز چھپائے۔ سرورِ عالم نے ارشاد فرمایا کہ شیر خوار بچے کو حلوہ شیریں اور گوشت کھانے سے بد بھنی ہو جاتی ہے مگر جب بڑا ہو جائے تو نہیں ہوتی۔

حضرت عمرؓ نے رسولِ خداؐ سے پوچھا کہ خدا کہاں ہے؟ سرورِ عالم نے فرمایا "بندوں کے دلوں میں" پھر دریافت کیا دل کی معرفت کس طرف ہے؟ آنحضرتؐ نے ارشاد فرمایا "مومن کا قلب آئینہ خدا ہے" یہ خدا کی انگلیوں میں سے دو انگلیوں کے درمیان ہے اور رات دن اس کی نظر مومن اور مسلم کے قلب پر ہے۔

پھر حضرت عمرؓ نے دریافت کیا کہ "مومن اور مسلم میں کیا فرق ہے؟" فرمایا کہ "مومن دل سے ذکرِ خفی کرتا ہے۔ مسلم کا دل ذکرِ خفی نہیں کرتا۔ یعنی عبادات میں مومن اور مسلم میں یہ فرق ہے کہ زاہد مسلم اور عارف مومن ہے۔"

ایک دن سرورِ عالم نے اپنے یاران سے فرمایا "خدا کا حکم آیا ہے کہ خدا کی رضا مندی کے لئے سخا کرنا چاہئے اور میری راہ میں وہ چیز دینا چاہئے جو دل و جان سے عزیز ہو۔"

معرفتِ ہشتم در بیان اقسامِ کفر و توبہ :- اہلِ سلوک کے نزدیک کفرِ ضلالت کی پہچان یہ ہے کہ آدمی نجات و مسکنت کے لئے عبادت کرے یعنی حرصِ بہشت، حصولِ حور و قصور، سنجوٹِ دنیا و طغی جاں کنی و سوالِ ننگرِ بیکر و حسابِ روزِ قیامت اور پھر اطاعت کرنے کے لئے جو عبادات کی جاتی ہیں وہ اپنے وجود کی آسائش کے لئے ہوتی ہیں۔ خدا کے لئے نہیں ہوتیں۔ اس لئے ایسی عبادات اعمالِ نفعانی ہیں اور بر عبادتِ نفعانی بُت پرستی ہے اور بُت پرستی کفرِ ضلالت ہے۔ اس لئے مخلص اہلِ معرفت اپنے نفرتِ باطنی اور خطرات کو کفرِ ضلالت کہتے ہیں۔

نیکے زاہد و صِدِّیق می پرستد من سبکس یکے رامی پرستم

جو لوگ اس لئے عبادت کرتے ہیں کہ مجالس میں وہ صدرِ رئیس ہوں، لوگ اُن کے مرید ہو جائیں مخلوق انہی اطاعت کرے وغیرہ وغیرہ ایسی عبادت بھی خود پرستی ہے چونکہ اُنکے دل میں اخلاصِ حق پرستی نہیں ہوتا اس لئے یہ بُت پرستی ہے اور بُت پرستی کا رُشِیطانی ہے۔ مخلصانِ صادق اہلِ معرفت اس قسم کے تفرقاتِ باطنی کو بھی کفرِ ضلالت کہتے ہیں۔

”کہا اند مسلمانی جو کفر از زہد برخیزد مسلمان کے شود مومن جو کفر از عرش برخیزد“
 جو عبادات دنیاوی اور اخلاقی نیاز مندی اور حفاظت کوین کے لئے کی جاتی ہیں یعنی جس عبادت میں حرص دہوا اور دو جہان میں اُمید عیش و خوشی حاصل کرنے کا خطرہ دل میں آجائے وہ بت باطنی ہے اور سالکوں کے نزدیک بت پرستی ہے حق پرستی نہیں ہے۔ ایسی عبادت سے ہرگز خدا تک رسائی نہیں ہوتی۔ مخلصانِ کرم اہل معرفت ایسے خطرات نفسانی کو کفر و رسی کہتے ہیں۔

دل کے منظر بست ربانی	خانہ دیوار را چہ دل خوانی
دل حقیقی است کبہ مقصود	از برائے صلوة و جہانی
تو درون نماز دل پیریں	کشتہا میکند بمہمانی
ایں چنین حالت پریشان را	شرم ناید نماز بخوانی

جس عبادت میں یہ خیال ہو کہ لوگ اس کی وجہ سے دنیاوی ستائش پیش کرینگے ایسی عبادت سے وصالِ حق میسر نہیں ہوتا۔ مخلص اہل معرفت اس کو کفر و تازی کہتے ہیں۔

بت بود در راہ حق چون غیر اوست در روح بت شکن باید شدن
 عبادت میں اس قسم کے خطرات آنا کہ خدا دل میں کہاں ہے وغیرہ وغیرہ مخلص اہل معرفت کے نزدیک یہ کفر مذموم ہے۔

گر فقیر است یک شورا نگیز	دیو خیزد بر وزرستان خیز
در بود زہد از پئے البصار	ہیزم دوزخ است لیکن تیز

اگر نماز میں امام کو تجسیمِ اول کے بعد یہ خیال آئے کہ قرأت دراز کو دوں یا منقرض و غیرہ وغیرہ اور اگر سنتوں میں مصطفیٰ کی طرف اور فرضوں میں خدا کی طرف دل متوجہ ہو ایسے خطرات کو غیر اللہ کہتے ہیں مخلصانِ اہل سلوک اسے کفر معصوم کہتے ہیں۔

کلید در دوزخ است آن نماز	کہ در چشم خلق گذاری و راز
--------------------------	---------------------------

کفر مجازی یہ ہے کہ کثرتِ اعمال اور رسومِ عبادات سے مخلوق میں شہرت اور تعریف کا خواستگار ہو یعنی مخلوق کو بلا در بیان خدا اپنی حاجات براری کا ذریعہ جانے اور ان سے نعمات کی اُمید رکھے چونکہ یہ امر غیر اللہ ہے اس لئے ایسے خطرات کا دل میں آنا بت ہے مخلص اہل سلوک اس کو کفر مجازی کہتے ہیں۔

جب سالک مجذوب عبادات خفیات میں عالم جبروت میں مشغول ہو اور ناگاہ مقام اخلاص عشق و محبت میں تون پیدا ہو جائے اور متوقف ہو جائے یا دل مشغول بحق ہو اور درع قوالوں کی خوش الحانی یا کلام کے مطالب وغیرہ کی طرف متوجہ ہو جائے۔ مخلصان اہل معرفت ایسے خطرات قدسی کو کفر حقیقی کہتے ہیں۔ جب سالک مجذوب کفر حقیقی کی منزل طے کر لیتا ہے اس وقت اتصال مع اللہ کی کمالیت کو پہنچتا ہے۔

عشق را با کافر می خویشی بود کافر می خود عین درویشی بود

چاہئے کہ علم شریعت حاصل کرے اور حرام و حلال کو پہچانے یعنی اس فرق کو جانے کہ فلاں کام شرعاً روا نہیں ہے اور فلاں ردہا ہے۔ اگر کوئی راہزنی، جوری، تار بازی وغیرہ میں اس خیال سے مصروف ہے کہ آخر عمر میں توبہ کر لوں گا ایسی توبہ کو توبہ اختیار ہی کہتے ہیں۔ لیکن توبہ نصوحی اس کو کہتے ہیں کہ ہر گناہ اور خطا کو یاد کر کے غدر خواہ ہو اور توبہ کرے یعنی پھر اس کو اختیار نہ کرے۔

جو اپنی دنیاوی حاجت براری کے لئے غفلت اور کارہائے نفسانی اختیار کرے یعنی اس مقصد کے حصول کے لئے جھوٹ اور نیت وغیرہ اختیار کرے اور اپنے گناہ بھول کر دوسروں کی عیب جوئی کرے گناہ کو گناہ نہ جانے اور ہر روز توبہ کرے پھر گناہ کرے یعنی فسق و فجور میں مبتلا ہو جائے تو حق تعالیٰ ایسی توبہ قبول نہیں کرتا۔ اہل معرفت ایسی توبہ کو مجازی توبہ کہتے ہیں۔

معرفت توبہ حقیقی یہ ہے کہ عبادات خفیات میں جب سالک دل میں تفرقہ، خطرات دنیاوی و عقبائی آئے تو فوراً دل میں استغفر اللہ کہے مگر یہ چیز بغیر تربیت مرشد کامل حاصل نہیں ہوتی اور اس کی شرع بغیر معرفت جذبہ اصلاح باطن کے ممکن نہیں۔

بہر دم توبہ باید کرد عبادت

بہر یک فرض آمد توبہ کردن

معرفت نہم عرفان مذہب حقیقی :- مذہب حقیقی یہ ہے کہ مرشد کی متابعت اور پیروی کرے یعنی اطاعت باطن میں پیرو مرشد مثل راہ کے ہے اور رہنما خدا ہوتا ہے لیکن مذہب مخلص ہوتا ہے نہ کہ مختلط۔ اختلاط توقف ہے اور اخلاص ترقی ہے۔ اخلاص متقیان طلب معرفت حق تعالیٰ میں مشغول رہتا ہے۔

اے عزیز! مذہب مجازی دور کی آواز ہے۔ مذہب اس لئے اختیار کیا جاتا ہے۔ طالب کو

مطلوب تک پہنچا دے۔ کوئی مذہب اس سے بہتر نہیں ہے کہ ابتدائی حالت میں طالب ترک عادت کرے کیونکہ عادت پرستی مذہب غیثی سے دُور ہے۔ جب طالب صادق منتہی ہو جاتا ہے تو وہ سوائے مذہب محبوب کے اور کسی سے مطلب نہیں رکھتا۔

اگر مذہب آدمی کو خدا تک پہنچائے اسلام ہے اور اگر اس بارہ میں رہبری نہ کرے تو کفر ہے۔ اہل حقیقت کے نزدیک اسلام وہ ہے جو خدا تک پہنچا دے اور کفر وہ ہے جو اس سے دور کر دے لیکن طالب صادق کو نہ مذہب سے کام ہوتا ہے نہ ہندو مذہب سے نہ کسی دوسرے کے مذہب سے بلکہ اہل معرفت سوائے حق تعالیٰ کے مذہب کے کسی دوسرے مذہب کو نہیں جانتے۔

”آتش بزم سوزم ایں مذہب کوشش
عشق بنم بچائے آں مذہب خویش
تاکے دارم عشق نہاں در دل خویش
مقصود حق است نہ بدیں است و نہ کیش

جو مرید بخود حاضر و بر خلق ناظر محویت نہ رکھتا ہوا اور جس نے فنا در فنا کا مزہ چکھا ہو بلکہ ابھی فلم شریعت و قدم طریقت میں ہو۔ محبوب کے دھال سے محروم ہے۔ خواجہ جنید بغدادیؒ سے مریدوں نے پوچھا: آپ کا کیا مذہب ہے؟ فرمایا: ”میں خدا کے مذہب پر ہوں۔“ مذہب دو طرح پر ہے ایک مذہب شریعت ہے دوسرا مذہب حقیقت ہے۔

معرفت دہم در یافتن جمیعہ: ”قلب لمومن بیت الجمیعہ“ قلب مومن مقام جمعہ ہے۔ جمعہ قلوب میں ماسکین کا جع ہے۔ دل میں جمعہ حقیقی حاصل کرنا ہر ایک کا کام نہیں۔ جب معراج قلبی (جمعہ الہی) دل میں حاصل ہو جاتی ہے تو کثرت تلاوت حفظ قلوب اور اطاعت باطن سے طالب صادق جہادِ مجسم تک پہنچتا ہے۔ اس جہیل کا جہال جمیعت ابدی میں حاصل ہوتا ہے اور جہال حقیقی کا مشاہدہ ہوتا ہے۔

اے عزیز! وہ نماز رحمانی نہیں جس میں قیام، قعود، رکوع اور سجود کی حرکت میں من و تو در میان میں رہے۔

من مست خرابات نمازے کہ گذارم
در خلوت دل تا نبود اُلفتِ توحید
دروے نہ قیام نہ رکوع نہ سجودے
حق را نتوان یافت ازین قام و قعودے

وہ نماز رحمانی نہیں ہے جس میں ظاہر حق پرستی ہو مگر عملاً نفسانی ہو۔

”نماز عاشقان سرایت پنہاں
چہ داند متقی نادان این سر
ہو داند کہ دایم در نماز است
ہمیشہ جان عاشق در نماز است“

”در خلوتے کہ بند عاشقِ جلالِ جلالہا
باید کہ در میانِ غیرے نظر نہ باشد“
اعمال تین طرح پر ہے یعنی اعتکاف، ناسوتی، ملکوتی، جبروتی۔ حضرت عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ طالبِ صادق مرشد کی تربیت سے دس سال میں قرب حق حاصل کر لیتا ہے۔ شیخ شبلی علیہ رحمۃ فرماتے ہیں کہ تین سال میں حضرت ذوالنون مصریؒ فرماتے ہیں کہ تیسرے چلہ میں قرب الہی حاصل ہو جاتا ہے۔

”معرفت یازدہم علم توحید :- حضرت امام غزالیؒ سے پوچھا گیا کہ توحید کیا ہے؟
جواب دیا کہ سب کو ایک کرنا، ایک دیکھنا، ایک جانا اور ایک شمار کرنا“
اے عزیز! یہ خیال کرنا کہ میں ہوں اور میری ہستی ہے اور خدا ہے تعالیٰ کی بھی ہستی ہے۔ مگر اسی ہے دو وجود نہیں ہیں بلکہ صرف ایک وجود موجود ہے اور وہ حق تعالیٰ کا وجود ہے خدا کے وجود کے سوا اور کوئی وجود نہیں ہے یعنی کل مخلوقات و موجودات وجودِ خدا ہے جنک تو اپنے آپ کو دیکھتا ہے گا خدا کو نہ دیکھے گا۔ جب خود کو درمیان میں نہ دیکھے گا خدا کو دیکھے گا۔ ایک کے سوا کسی دوسرے کا وجود نہیں یعنی دو نہیں ہیں خواہ سب کو خدا کہے یا سب کو روح کہے۔

”مذہب شریعت متابعتِ علمائِ سفل ہے جو اعمال و تجلیات کے ساتھ شہرت پذیر ہے اور
مذہب حقیقت اطاعتِ پاسبانیِ عالمِ جبروت ہے۔ روند گانی راہِ قلوب میں رہنمائیِ خدا کی
ہے۔ پس اُنکا مذہب خدا ہے۔“

خواجہ شبلیؒ فرماتے ہیں کہ میں تیس سال تک خدا کے ساتھ رہا۔ خدا کے ساتھ ہمکلام رہا اور
خدا ہی کی بات سنتا رہا مگر خلق نے گمان کیا کہ اُن کے ساتھ بیٹھا ہوں اور ان سے کلام کر رہا ہوں
اور اُنکی بات سن رہا ہوں۔

جب حارفِ دوست کے دیکھنے اور نہ دیکھنے سے پاک ہو جاتا ہے تو نامِ بلاؤں اور آفتوں سے

خلاصی پاتا ہے۔ کوئی بلا عادت پرستی سے سخت تر تیرے وجود میں نہیں اور اس سے زیادہ کوئی ذہر قائل نہیں کہ مریدوں کی تمنا کرے جو سالک مریدوں کی تمنا کرتا ہے مقام اعلیٰ تک نہیں پہنچتا۔

اے عزیز! ہمارے جھوٹے مذہب حقیقی اختیار کر۔ حقیقت مذہب تخلیق باخلاص اللہ ہے۔ مخلص بہتر اور فاضل تر مذہب مذہب حقیقی ہے یعنی معرفت جبروت کے ساتھ استقامتِ قرب حق ہے۔

کعبہ مجازی کی زیارت زر و سیم خرچہ کرنے سے ہو جاتی ہے مگر کعبہ حقیقی کی زیارت دل جان بچانے سے حاصل ہوتی ہے۔ کعبہ حقیقی کو سوائے اہل معرفت صاحب تصوف کے اور لوگ نہیں سمجھ سکتے! انوس ہے اس پر جیسے اپنی عمر میں کعبہ حقیقی کی زیارت نہیں ہوتی۔ جو کعبہ دل میں داخل ہوتا ہے وہ خدا کو دیکھتا ہے۔ جو قبلہ جمال معشوق حقیقی میں داخل ہوتا ہے وہ اسکو قبلہ حقیقی جانتا ہے۔ اسوقت وہ ولادتِ حفظِ قلوب کی عبادت میں مشغول ہوتا ہے۔ اگر اس حالت میں اختیار خود وہ قبلہ مجازی کی طعن رُخ کر لے تو مشرک ہو جائے۔ عاشقانِ بک لُح کے یہاں سوائے معشوق کے اور سب کچھ حجابِ اہم ہے۔

قبلہ و محراب حجاب اندر بس روتے دم سوتے رخ یاد بس

اصحابِ حقیقت کا دل جب مقصد حقیقی کی طرف متوجہ ہو اُسے اہل معرفت محراب کہتے ہیں۔ مگر جو مشغول خدا کے لئے نہ ہو بلکہ برائے حصولِ درجات و حورو و قصور ہو وہ کارِ دوزخ ہے۔ اے عزیز! معرفتِ جذبہ اصلاحِ تلقینِ پاسبانی عالمِ جبروت حاصل کرنا کہ محرابِ حقیقی بلجائے۔

مسافرتِ پارِ قسم کی ہے۔ مسافرتِ مصلحتی، مسافرتِ قناعتی، مسافرتِ طریقی اور مسافرتِ حقیقی۔ مسافرِ مصلحتی اپنے کاموں کے لئے جاتا ہے۔ مثلاً تجارت وغیرہ کی غرض سے کہیں جانا مسافرتِ مصلحتی ہے۔

مسافرتِ قناعتی یہ ہے کہ خدا کی رضا کے لئے مسافرتِ اختیار کرے۔ مسافرتِ قناعتی کی بے زبان و بے فرزند سیاح، ابر و تراشان، حیدر یان، قلندر یان، غریبان اور کہنے پوشاں فقر و قناعت کے ساتھ اختیار کرتے ہیں اور مسافرتِ طریقی وہ ہے جو حاجی حج کے لئے اختیار کرتے ہیں مگر طالبانِ صادق اس میں خدا کی معرفت کی بُو نہیں پاتے۔ مسافرتِ حقیقی بغیر تربیتِ مرشدِ کامل کے حاصل نہیں ہوتی بلکہ یہ تربیتِ مرشدِ کامل اور متابعتِ حضرت رسالت اور ہمیشہ پاسبانیِ قرب حق میں رہنے سے حاصل ہوتی ہے

مسافرِ باشسِ دایم راہِ میرد قدم از ہوش دار از جاہ و از کوہ

سفر از بردلِ خود بایسش کرد نہ در دنیا ز میں پیویشش کرد

معرفتِ دوازدہم و التقرنِ معرفت :- سب انسان ماں باپ سے پیدا ہوتے ہیں۔ انہیں

بعض مومن بعض مسلم اور بعض کافر ہوتے ہیں ازاں جملہ ایک گروہ خفی ہے ایک جلی ہے اور ایک بدی سے منسوب ہے۔ انسان چار انواع اجناس پر پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں سے بعض اعمال روحانی میں مصروف حق پرستی ہیں بعض اعمال نفسانی میں مصروف خود پرستی۔

انوس ہے اوں لوگوں پر جو غفلت، مصیبت، خود بینی اور شک پرستی میں مصروف ہیں۔ اسے عزیز! ہوشیار ہو اور عمر گراں مایہ کو ضائع نہ کر۔ خدا نے تجھے اپنی یاد کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس مشغول بندارہ اور دنیا کی محبت میں پشت ڈال دے۔ وہ علما اور زہدان عاقل ہیں جو عالم ناسوت و ملکوت میں مفہم نہیں ہوتے بلکہ اس سے گذر کر عالم جبروت میں مرشد کی تربیت سے پہنچتے ہیں۔ عاشقان دائم الحال عند الوصال ہمیشہ خدا سے محاور رکھتے ہیں اور قرب حق کی پاسبانی میں رہتے ہیں، انبیاء کو مقام نبوت میں قرب حق حاصل ہوتا ہے اور اولیاء و خلفاء کشف و کرامات میں مقام کمالیت و ولایت رکھتے ہیں۔

مقام عنیت میں عاشق مشوق ہو جاتا ہے۔ یہاں صورت محبوب کو محبت کے ساتھ اضافت کرنا یعنی نور ماہ کو ماہ سے نسبت کرنا درست نہیں۔

عاشق اپنے آئینہ دل میں جو محبوب کی صورت دیکھتا ہے وہ دراصل خود محبوب ہوتا ہے جو اپنے آئینہ دل میں اپنی صورت دیکھتا ہے یعنی جو کچھ عاشق دیکھتا ہے، سنا ہے اور کہتا ہے وہ یقیناً محبوب ہوتا ہے۔

ہر جا کہ بدیدیم گرد دست معلوم چیں گشت کنے نیت مگر دست
جب سالک محیط میں غوطہ زن ہوتا ہے تو وہ غذاب، نعیم، بیم، خوف اور رجائے بے نیاز ہو جاتا ہے۔ جو بحر میں غرق ہیں انہیں خوف ورجائے کیا تعلق۔ وہاں اضیٰ اور مستقبل نہیں ہے سب حال ہی حال ہے اور حال میں وہ خود ہی وقت ہیں۔

اے عزیز! یہ فقیہ کہتا ہے کہ کمال عشق یہ ہے کہ اپنی ہستی کو مشوق کی ہستی دیکھے یعنی اپنی ہستی کا حجاب از روہ عشق عاشق کے دل سے دور ہو جائے۔ جس طرح ایک شمع کو ہزار آئینوں میں دیکھنے سے ہزار شمعیں نظر آتی ہیں مگر دراصل ایک ہی شمع ب میں ہوتی ہے۔ اسی طرح ایک ہی نور کا جلوہ دو آنکھوں میں ہے۔

سالہا سال سے یہ نیر (حضرت خواجہ) بابر کی کندزلفت میں اسیر ہے اور جان و تن ہر نازک میں اگرچہ بعض سالکان راہ حقیقت فراق میں جلا کرتے ہیں لیکن یہ نیر عین وصال میں ہلاک ہے عاشق معشوق دو نام ہیں۔ عاشق کا مقام تلویں ہے معشوق کا تمکین۔ جب عاشق درمیان میں خود کو نہیں دیکھتا تو اسے اپنی ہستی معشوق نظر آتی ہے اور جب معشوق کو درمیان میں نہیں دیکھتا تو اسے اپنی ہستی عاشق نظر آتی ہے یعنی ”خدا از تو بہ نزدیک تر است“

یہ مقام انتہائے اتحاد و محبت ہے۔ اسی مقام پر منصور نے ”انالحنی“ اور حضرت بایزید نے ”صبغانی“ کا اعظم شافی فرمایا پس عارف خود سے خود کو دیکھتا ہے۔ خود سے خود کلام کرتا ہے۔ خود سے خود سنتا ہے اور خود سے خود کی طلب کرتا ہے جب طالب کا وجہ الہ اللہ کا مقام از رو عشق طے کر لینا ہے تو سوائے ذات مطلق کے اور کچھ بھی نہیں رہتا مگر جو محبت کا دعویٰ کرے اور اپنے آپ کو درمیان میں دیکھے وہ اہل سلوک میں کافر ہے۔ جانتا چاہئے کہ دل در سچے راہ عشق ہے اور وہ خدا کی دوا انگلیوں کے درمیان ہے۔

خداے تعالیٰ نے آدم کا طسم بنایا اور اپنی رویت اس میں شکار کی۔ وجود آدم میں غیر خدا کچھ نہ تھا۔ یعنی ایک جو دیں دو وجود نہیں ہیں، بلکہ ایک جو موجود ہے اور وہ وجود خداے تعالیٰ کا وجود ہے۔ معرفت سیر و ہم۔ تاج اولیا شیخ سعدی شیرازی اپنے مکتوب میں لکھتے ہیں کہ جب خواجہ حضرت ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہوئی تو میں نے دریافت کیا درو معاصی، ہوا پرستی۔ تفرقہ خوات غیر اللہ تعالیٰ سے بہت دردمند و حیراں ہوں دوائے نجات و مغفرت کا اُمیدوار ہوں۔ خواجہ غفر نے فرمایا اے عزیز طالب ہلاکت آخرت سے اس طرح فالخ ہو سکتا ہے کہ نجات و مغفرت کے لئے کوشاں رہے۔ دل سے شوق دیدار اطاعت دوست میں مصروف رہے اور ہمیشہ عبادات میں مشغول رہے۔“

اہل ظاہر از راہ عقل یہ یقین رکھتے ہیں کہ خدا ہے وہ از جا و در جا دہمہ جا حاضر ہے اور ہر حال میں موجود ہے مگر صرف اس سے اتصال مع اللہ اور قرب خدا حاصل نہیں ہوتا بلکہ مخلص دل و جان سے جس راہ کو اختیار کرتے ہیں وہ بلامقین مرشد حاصل نہیں ہو سکتی۔ بغیر مرشد کامل کی صحبت تربیت اور ربط کے راہ عشق و محبت میں کمالیت و استغراق و مستی و محویت کے ساتھ قرب خدا حاصل کرنے کا دوسرا راستہ نہیں ہے۔

معرفت چہار دہم :- شیخ الامام الہادی خواجہ ذوالنون مصریؒ مریدین کی ہدایت کے لئے فرماتے ہیں کہ ابتدائے حالت عالم ملکوت میں میں نے مناجات کی خداوند اوتو کہاں ہے ۔ تجھے کہاں دھونڈوں ؟ ندا آئی کہ میں تو کنی القلب میں جلیں ہوں ۔

امام المعظم خواجہ بایزید برطانیؒ فرماتے ہیں کہ ابتدائی حالت میں میں نے مناجات کی کہ خداوند اوتو راستہ کہہ رہے ہیں کس طرح خلاصی پاؤں ؟ ندا آئی " ارفع من الطہر بن الہی طہ بن القلب " سب راستوں میں قلب کا راستہ ارفع و اعلیٰ ہے ۔

شیخ الامام المرشد خواجہ بلخیؒ فرماتے ہیں کہ ابتدائی حال میں میں نے مناجات کی کہ خداوند اوتو جمعیت میں کہاں ہے میں تجھے کہاں پاؤں ؟ ندا آئی " انا مصلی القلب من ذکر شخصی فی قلوبہم کاجلی " میں صاف قلب کے ذکر شخصی میں ہوں نہ کہ ذکر جلی میں ۔

معرفت پانزدہم :- امام المعظم قاضی احمد غزالیؒ فرماتے ہیں کہ جس کا شیخ نہیں اس کا دین نہیں جیسا کہ دین نہیں اسکا عرفان نہیں اس میں جذبہ نہیں ۔ جس میں جذبہ نہیں اس میں انس نہیں اس کا شیخ نہیں ۔ اولیاء میری قبا کے اندر ہیں ۔ انھیں غیر نہیں پہچان سکتا ۔

اگر مرید نے بہر کی صحبت تو پائی مگر خرقہ کلاہ اُسے نہ ملا تو اس کی ارادت درست نہیں ہے کیونکہ مقصود ارادت جامہ کلاہ ہے ۔ اگر مرید کو شیخ کا پہنا ہوا جامہ ملے تو اُسے بغیر دھوے پہننا چاہئے اور کسی دوسرے کو نہ دینا چاہئے مرید جب شیخ سے دور ہو تو چاہئے کہ شیخ کی کلاہ سامنے رکھ کر دو گانہ ادا کرے تاکہ مجلہ ہو جائے ۔

درویشوں کے دو طبقے ہیں بعض ترک ال و جاہ کر کے شیخی و پیشوائی سے بھی فارغ ہوتے ہیں اور قناعت اختیار کرتے ہیں ۔ دوسرا گروہ بعد ترک رضا و تسلیم اختیار کرتا ہے ۔ یہ طائفہ لایق سجادہ لایق بیعت ارادت و لایق تربیت اور دوسروں کی پرورش کے لئے مستعد ہے لیکن ایک طائفہ بعد ترک بھی باس خیال عزت و قناعت اختیار کر لیتا ہے کہ اہل دنیا کے ساتھ صحبت رکھنے میں تفرقہ غفلت ساتھ ہے ۔ جب اہل دنیا ان حضرات کے پاس آکر کچھ پیش کرتے ہیں اگرچہ وہ حلال ہے مگر پھر بھی یہ حضرات قبول نہیں کرتے اور اہل دنیا سے اس طرح گریز کرتے ہیں جیسے لوگ شر سے بھاگتے ہیں ۔

معرفت شائزہم :- شیخ الامام خواجہ عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ اقوال و افعال سے عالم ملکوت میں رسائی ہو جاتی ہے مگر عند الوصال عالم جبروت میں قلبی اعمال سے رسائی ہوتی ہے۔
 درویش کے پاس جب مال زیادہ ہوتا ہے خطرات زیادہ ہوتے ہیں۔ زیادہ خطرے ہوتے ہیں تو زیادہ دوز و دھوپ ہوتی ہے۔ حرکات زیادہ ہوتی ہیں تو تشویش ہوتی ہے۔ زیادہ تشویش ہوتی ہے تو زیادہ مصیبت ہوتی ہے۔ زیادہ مصیبت ہوتی ہے تو زیادہ حباب ہوتا ہے۔ زیادہ حباب ہوتا ہے تو زیادہ عذاب ہوتا ہے مگر متعلقین کے لئے بقدر ضرورت مال مناسب ہے نہ کہ اتنا جس سے خطرات پیدا ہوں۔ سالک بخدوب کو قوت و لباس و مسکن کے بقدر مال فرض ہے کیونکہ اگر سب کو ترک کر دیگا تو دوسروں کا محتاج ہو جائیگا اور طمع لاحق ہوگی اور طمع اُمّ الجناہیں ہے۔ جو مالدار مال بادر رکھتا ہے۔ بڑی نعمت رکھتا ہے اور جو مال بادر نہیں رکھتا۔ محنت عظیم اور تفرقہ خطرات میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور خدا سے بعید ہو جاتا ہے۔ بقدر ضرورت انبیاء و اولیاء نے بھی یہ اختیار کیا ہے تاکہ کوئی خطرہ دل میں نہ آئے۔
 شیخ سعدی سے کسی نے پوچھا کہ بیعت و ارادت و پیری مریدی کس کو کہتے ہیں؟ فرمایا بیعت یہ ہے کہ پیر کا ہاتھ پکڑے اور پیر جو ہدایت کرے اس پر عمل کرے۔ ارادت ترک عادات کو کہتے ہیں یعنی سابقہ عادتوں سے اجتناب کرے اور پیر کی نصیحت کو قبول کرے اور ہمیشہ خدا کی یاد میں رہے۔
 مریدی یہ ہے کہ حاضر و غائب پیر و مرشد کی اطاعت و ادب ملحوظ رہیں اور پیر کی صحبت میں دل و جان سے حاضر ہو۔ ریائی اعمال سے پرہیز کرے۔ عند الوصال رات دن خدا کی یاد میں بفرمان مرشد مشغول رہے۔ ادب مرشد یہ ہے کہ جس طرح نماز نفل میں والدین کے آواز دینے پر ہونا درست ہے اسی طرح پیر کے آواز دینے پر لبیک کہنا چاہئے۔ پیر کی متابعت کو خدا اور رسول کی اطاعت سمجھے۔
 حضرت عبداللہ انصاریؒ فرماتے ہیں کہ ارادت عطا کرنا۔ مرید کے سر پر مقراض چلانا۔ مرید کرنا۔ متعلقین کرنا اور مرید کو خدا تک پہنچانا بڑا اکام ہے۔ بغیر تربیت مرشد کامل مرید بندہ قرب حق حاصل نہیں کر سکتا۔

معرفت ہفتم :- شیخ الامام المرشد قاضی عین القضاۃ حضرت فیضی ہمدانیؒ سے روایت ہے علماء، فقہاء اور زاهد فکھی طاعت زبان کے ساتھ ہے اور یہ جلی ہے۔ انبیاء و اولیاء اور خلفاء کی عبادت دل کے ساتھ ہے اور یہ خفی ہے۔ جب پردہ غفلت درمیان میں نہیں رہتا اور جمال لایزال نظر آجاتا ہے

اور سرسبز ماننا غلط ہے۔ دیدہ دل کو نصیب ہو جاتا ہے۔ ساری ساری بعین ساری کی حقیقت ظاہر ہو جاتی ہے اور لون المحب لون محبوبہ کا اظہار ہو جاتا ہے اس وقت تمام اعمال نفسوانات تکلیفات ریائی خود بینی معلوم ہوتے ہیں۔

خواجہ بشیرؒ اپنے ملفوظات میں لکھتے ہیں کہ ریاضت دو طرح پر ہے ایک حقیقی دوسری مجازی ریاضت مجازی کم کھانا، کم بولنا اور مخلوق سے کم ملنا ہے۔ مگر ریاضت حقیقی دل کے آئینہ کو ذکر خفی سے صیقل کرنا ہے۔ حفظ قرآن دو طرح پر ہے۔ ایک مجازی دوسرا حقیقی ہے بلامعانی۔ کلام قرآن حفظ کرنا حفظ مجازی ہے اور حفظ حقیقی تلاوت حفظ قلوب دل کے ساتھ ہے اتصال بھی دو طرح پر ہے۔ ایک مجازی دوسرا حقیقی۔ اتصال مجازی یہ ہے کہ بعالم جبروت و لاہوت ذکر خفی کے ساتھ سالک صادق کو ملازمت حفظ قلوب میں دل و جان سے سکر محبت حاصل ہو۔ جب اتصال مجازی میں کمالیت حاصل ہو جاتی ہے تب اتصال حقیقی حاصل ہوتا ہے۔ اتصال حقیقی یہ ہے کہ سالک صادق خود پرستی، خود بینی اور اپنی ہستی سے فارغ ہو کر مقام اتصال مع اللہ میں پہنچے جب تک سالک خود کو دیکھے گا خدا کو نہ دیکھے گا۔ جب سالک خود کو درمیان میں نہ دیکھے گا تو کمالیت اتصال مع اللہ حاصل ہوگی۔

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کو اگر دل و جان سے ربط حقیقی میں حاضر نہ پایگا خدا سے بعید ہوگا اور استقامت مقام کمالیت حاصل نہ ہوگی کیونکہ اللہ تعالیٰ نے شب معراج میں جو نوے ہزار نعمائے معانی رسول خدا سے فرمائے ہیں رسول خدا نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یقین کئے ہیں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ متابعت حضرت رسالت میں کمالیت رکھتے تھے۔ پس جو سالک صادق حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی متابعت نہیں کرتا اور ان سے دل و جان کے ساتھ ربط حقیقی نہیں رکھا وہ اگر ہزار سال بھی ریاضت و مجاہدہ میں مصروف رہے الا ماشاء اللہ تب بھی بڑے معرفت حق تعالیٰ سے محروم رہے گا۔

معرفت ہمزاد ہم : شیخ الامام العظیم مقدس العالیٰ سلطان ابراہیم ادمؑ فرماتے ہیں کہ میں سالک ایک عبادات، اعمال، نفسوانات، رسوم، عادات، تلاوت و تسبیحات میں مصروف رہا اور علماء و زابدان سالکان غیر محدود میں اپنی عمر صرف کی مگر معرفت حق تعالیٰ کی کوئی بھی نصیب نہ ہوئی۔ لیکن جب حضرت خواجہ فیض عیاضؒ کی خدمت میں حاضر ہوا مقصود کمال حاصل ہوا۔

قاضی احمد غزالی کے ملفوظات میں لکھا ہے کہ سلطان محمود غزنوی کو بارہ سال تک سفر و حضر میں

مرشد کامل سالک مجذوب حضرت شیخ سعد النذریؒ کی صحبت رہی۔

منقول ہے کہ شیخ فرید عطار (فرید الدین عطار) خواجہ شاد اسد کی صحبت میں رہ کر اتصال مع اللہ کی کمایت حاصل کی۔

منقول ہے کہ ملک اطہا قطب الاصفیاء مرید شمس تبریزؒ مولانا جلال الدین رومیؒ کے کتب خانہ میں ۱۹۵۴ء دو ہزار نو سو چوبیس کتبیں تھیں۔ اور ان کے نو سو چھیتر شاگرد تھے۔ علماء سے مباحثہ کرتے تھے۔ خود بینی و تکبر میں مبتلا تھے اور اپنے آپ کو واصلاح حق میں سے سمجھتے تھے کہ قرب قطب الادب خواجہ شمس تبریزؒ سے وابستہ ہوئے۔ کتب کا غذا در بیان ترک کر دیئے اور صحبت و تربیت شیخ سے قرب الہی حاصل کر کے وہاں حق میں سے ہو گئے۔

معرفت نو زدہ ہم :- جب حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ دہلی میں تشریف فرما ہوئے تو سلطان شمس الدین نے آپ سے مرید ہونے کی درخواست کی حضرت خواجہ عثمان ہارونی نے سلطان موصوف کو طالب صادق پاکر کلاہ اور ادب عطا فرمائی یعنی مرید کیا۔ بعدہ سلطان شمس الدین التمش (التمش) نے تین سال تک ہمارے سے اعزاز معنی کر کے حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ سے مہبت و تربیت سے خلوت خمول اختیار کی اور اللہ تعالیٰ کی عنایت سے تھوڑے ہی عرصہ میں خلعت خلافت حقایق اس کے دل پر نازل ہوا اور بعد حصول کشف و کرامت مقصود کی کمایت کو پہنچا۔

معرفت بستم :- سکر بہایت و خمیت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک دن رسول خدا کا دامن پکڑ لیا تھا۔ سکر بہت کا عموماً پر ظاہر کرنا درست نہیں ہو یہ ہے کہ مشغول بحق ہونے کے باوجود جو آواز کان میں آئے اُسے تیز کر لے جب عاشق کے وجود میں مستی عشق و دوست اتنی غالب ہو جائے کہ اسے اپنے وجود کی خبر نہ رہے تو اس مقام کو عالم تکبر و محویت کہتے ہیں۔ یہ مقام حال ہے اسے قال سے تعلق نہیں۔

علیٰ قرب فریب بالاتفاق مولانا جلال الدین رومیؒ کی ولادت ۷۰۱ھ میں ہوئی۔

علیٰ حسب تفصیل گزشتہ (مذکورہ حد سوانح) گنج اسرار بعد سلطان شمس الدین ۷۱۱ھ میں کفایت شروع کی گئی اور مولانا شیخ نعمانی نے (سوانح مولانا آدم صوفی) مولانا آدم کی مدد لینی فرمایا آغاز ۷۱۵ھ میں لکھا ہے اس نے ہمارے نزدیک یہ روایت ۷۱۵ھ کے بعد افغانی کی گئی۔

مقام زلفت و زلفین میں زلفت دل میں ہوتی ہے و معانی زلفین یعنی جذبہ اصلاح باطن مومن کے دل میں ہوتا ہے مگر با تربیت مرشد اسکا استفہام نہیں ہو سکتا۔

زنا ر حقیقی یہ ہے کہ رات دن خدا سے وابستگی رہے اور زنا ر مجازی یہ ہے کہ دنیا اور اہل دنیا سے وابستگی رہے یعنی اگر عبادت میں ان سے وابستگی ہے تو یہ بُت مذموم کی پرستش ہے۔ نئے معانی محبت ہے۔ شراب حقیقی صاف دل میں ایسی سیر فی اللہ کو کہتے ہیں جس میں غفلت نہ ہو۔ شراب ظہور یہ ہے کہ فیض الوہیت صدیقیوں کے دل پر نازل ہو۔ میخانہ حقیقی دل میں ہے مگر یہ بلاتریت مرشد سالک مجذوب فہم میں نہیں آ سکتا۔ خرابات یہ ہے کہ مال و جاہ و باغ جو کچھ کوئین میں اور دارین میں نصیب کا ہے وہ سب خار خانہ محبت میں ہار جائے۔ دیو دکنشت اور بتخانہ یا طینی یہ ہیں کہ ہوس دارین ذرہ بھر بھی باقی رہے اور بُت پرستی یہ ہے کہ سالک کسی مقام پر پہنچ کر مغرور و مشہور ہو جانے کو کمال تصور کرے۔ جو سالک اپنے آپ کو اہل نمکیں سمجھے وہ بُت پرست ہے اور ناموس و ناقوس عبادات یہ ہے کہ طلب شہرت و جاہ و ہوس و نیکنامی و نامادری میں خود نمائی و خود ستائی اور صورت پرستی میں مبتلا ہو جائے۔

معرفت لبت و یکم پیوستن مستی سماع :- جب عالم جبروت میں سالک کے دل پر سکر محبت طاری ہوتا ہے تو وہ سماع میں بنیاد شوق عشق کھڑے ہو کر رقص کرنے لگتا ہے۔ یہ چیز درست ہے۔ ہر منہ کہ عاشق قوال سے صرف آواز خوش مست ہے اور فہم کرتا ہے۔ تاہم عالم ناسوت میں (ازراہ سلوک) یہ حرام ہے، عالم ملکوت میں مکروہ ہے۔ بعض سالکوں کے لئے سماع حلال ہے بعض کے لئے مباح ہے۔ اگرچہ معرفت، اطاعت، علم ناسوت و ملکوت سے سالک صادق کے دل میں حالت پیدا ہوتی ہے اور وہ سماع میں کھڑے ہو کر رقص کرنے لگتا ہے مگر سوائے استقامت عالم جبروت و لا ہوت کے یہ جائز نہیں۔

انجیل میں ہے کہ ہم تمہارے لئے سرود کہتے ہیں مگر تم طرب (خوشی) میں نہیں آتے اور تمہارے لئے مزامیر بجاتے ہیں مگر تم رقص نہیں کرتے۔ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ قرآن پڑھنے میں اپنی آوازوں کو سنوارو۔ اہل تصوف کا قول ہے کہ "سرود" (نغمہ) بغیر باجہ کے مناسب نہیں۔ یہ صحیح ہے کیونکہ رد (باجہ) لازماً سرود (نغمہ) ہے۔

قوت الغلوب (مرتبہ حضرت خواجہ عثمان ہاردنیؒ) میں لکھا ہے کہ راگ زبان خواب سے ایک

عبادت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بہت امر اور پوشیدہ کئے ہیں یعنی ہر آدمی میں راز ہر صورت میں موت، ہر
نوا میں دوا ہر راز میں کار۔ اور ہر رد میں سرود ہے۔

سماع کی دو قسمیں ہیں۔ ہاجم اور غیر ہاجم۔ صوفی کو چاہئے کہ سماع میں جو تین مرتبہ نقصان ہو وہ اپنی
طرف منسوب کرے اور جو معنی حقیقت کما بابت جلالت سے ہو اسے حق سے نسبت کرے۔

سماع کے لئے زماں، مکان، اخوان کی شرط ہے۔ زماں سے مراد یہ ہے کہ جب دل کسی دوسری طرف
متوجہ نہ ہو یعنی غل و طعام وغیرہ کی غفلت نہ ہو۔ مکان سے مراد یہ ہے کہ ناخوش و تارک مقام، رہگذر اور
ظالم یا منضوب یا تارک الصلوٰۃ یا اسلام سے بے خبر شخص کا گھر نہ ہو، اخوان یہ ہے کہ محفل سماع میں اہل
سماع ایک پیر کے مرید یا ایک خاندان کے عقیدت مند ہوں۔ یا درویشاں یک صفت یا بھنگال صوفی، قلندر
چدریاں وغیرہ ہوں مگر زایدان، مشکرات، مستورات اور کو دکان سماع میں نہ ہوں۔ اہل غفلت کے لئے سماع
حرام ہے۔ اہل سماع کے لئے سماع میں بات کرنا حرام ہے۔ اہل سماع کو چاہئے سماع میں نہ سر ہلائیں اور
نہ اپنے ارادہ اختیار سے کوئی حرکت کریں بلکہ دل پر انعام باری تعالیٰ ہونے کے منظر میں۔ اگر کوئی غلبت
و جد میں کھڑا ہو جائے تو اہل سماع اس کی موافقت کریں اور اگر کسی کی دستار گر جائے تو اٹھا کر سر
پر رکھ دیں اور اس کی نگہبانی کریں۔ اگر یہ بدعت ہے تو بدعت نیک ہے کیونکہ بدعت مذموم وہ ہے جو
سنت کے خلاف ہو لیکن حق خلق کے ساتھ لوگوں کا دل شاد کرنا مطابق شریعت ہے۔

حضرت ذوالنون مصری فرماتے ہیں کہ سماع دارِ حق ہے جو دل کو حق کی طرف متوجہ کرتا ہے
اور طلبِ حق میں حریص بناتا ہے جو اسے حق کے لئے سنا ہے حق کی طرف راہِ حاصل کرتا ہے مگر جو نفسانیت
کے ساتھ سنا ہے وہ زندہ میں بڑھاتا ہے۔ سماع میں حق کی وصلّت ہوتی ہے جب مستمع حق کے لئے
سماع سنا ہے تو سماع میں حق کی وصلّت ہوتی۔ ظاہر میں سماع فقہ ہے مگر باطن میں عبرت ہے۔ ایسا
سماع طلال ہے مگر جو سماع حق کے لئے نہ ہو وہ فقہ ہے۔

بعض کہتے ہیں کہ سماع ذریعہ حضورؐ ہے کہ "اس سے کلیت محبت حاصل ہو کر محب محبوب میں متفرق
ہو جاتا ہے مگر یہ نقص محبت ہے" مگر اصلیت یہ ہے کہ سماع سے دو گونہ اتصال ہوتا ہے کیونکہ اس میں دل کو
محلِ اخلاص میں محبت، سر کو مشاہدہ، روح کو وصلّت حق کو خدمت۔ آنکھ کو رویت اور کان کو آواز و سنت
نصیب ہوتی ہے۔ سماع دو طرح پر ہے ایک بواسطہ و دوسرا بواسطہ۔ جب قوال سے سنے غیب ہے۔

جب حق سے نئے حضور ہے۔ سماع مثل آفتاب کے ہے جس سے ہر چیز مطابق مقدار مراتب ذوق مشرب حاصل ہوتی ہے اور کوئی محروم نہیں رہتا۔ سماع وار دحق ہے مگر اس کے جزئیات ہزل و دہو ہیں کسی مبتدی کی بلیغ کسی حالت میں حدیث حق سُننے کے قابل نہیں۔

حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں: "میں نے ایک درویش کو دیکھا کہ وہ سماع میں آکر بیٹھا اور جاں بحق تسلیم ہوا۔ یہ سماع حقیقی ہے حقیقی سماع میں اگر جامہ قوال کو دیدیا جائے رواہے کیونکہ مقتول کا جامہ قاتل کا ہوتا ہے اور اگر جامہ قوال کو نہ دیا جائے تو شرط طریقت کے خلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں باذن امام جامہ مقتول قاتل کو دینا چاہئے۔ لہذا بلا فرمان پیر جامہ قوال کو نہ دینا چاہئے۔

سماع میں کپڑے پھاڑنا، فریاد کرنا، فوہ لگانا، آہ اور واہ کہنا، رونا، دستک دینا، ٹھننا، باتیں کرنا، پانی پینا، قوال کا عیب بیان کرنا، ہر ایک کی طرف دیکھنا روا نہیں ہے مگر جب مستمع کو فہلہ ہو اور حجاب درمیان سے اٹھ جائے اور بے خبر و معذور ہو جائے تو ایسے شخص کی موافقت میں اگر جماعت بھی کپڑے پھاڑ دالے تو روا ہے۔ سماع کو عادت بنانا چاہئے۔

معرفت بہت و دویم :- ایک دن ابلیس دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ رسول خدا نے ایسے پہچان کر دریافت فرمایا کہ "تو کس لئے آیا ہے؟" کہنے لگا کہ "خدا نے مجھے بھیجا ہے اور فرمایا ہے جو کچھ محمد دریافت کریں سچ سچ اسکا جواب دینا"۔ رسول خدا نے دریافت فرمایا کہ "تیرا دشمن کون ہے؟" کہنے لگا: "آپ میرے دشمن ہیں"۔ سرور عالم نے فرمایا: "مجھے تجھ سے کیوں دشمنی ہے؟" کہنے لگا کہ "آپ نے دین اسلام ظاہر کیا ہے"۔ سرور عالم نے فرمایا کہ "جو تیرا دشمن ہے وہ خدا کا دوست ہے"۔ پھر پوچھا کہ "تو میرے دوستوں کے ساتھ کیسے پیش آتا ہے؟" کہنے لگا کہ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ خطابت زمانہ جاہلیت میں میری اطاعت کرتے تھے مگر جب سے اسلام لائے ہیں میں اُن کے قریب نہیں جا سکتا۔ حضرت عثمانؓ سے مجھے شرم آتی ہے کہ وہ جوانی میں صالح تھے اور بچپن میں بھی انھوں نے میری اطاعت نہیں کی مگر حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے میں ایسا بھاگتا ہوں جیسے آدمی شیر سے بھاگتا ہے۔ ایک مرتبہ میں نے اُن کے ساتھ گستاخی کی تھی اس وقت سے میں اُن سے بھاگتا ہوں۔ اگر میں اُن کے ہاتھ آ جاؤں گا وہ مجھے ہلاک کر دیں گے۔"

رسول خدا نے فرمایا کہ "تو میری امت کے علماء، فقہاء، حکماء اور زہاد کے ساتھ کیسے پیش آتا ہے؟" کہنے لگا کہ "اُن سے میری عداوت قدیم ہے۔ جب زہاد غیر مجذوب عبادت کا قصد کرتے ہیں تو میں اُن کو وضو اور

رکوع و سجود کے وقت پیشاب سے بچ کر دیتا ہوں انھیں اسکی مطلق خبر نہیں ہوتی۔ جب وہ بے دستور ہونے لگے
ہیں کافر ہو جاتے ہیں۔ یعنی وہ ظاہر میں مسلمان ہوتے ہیں مگر دراصل انکی موت کفر پر ہوتی ہے۔
مرد در نام نے فرمایا کہ تو نے اپنے قصور سے توبہ کیوں نہیں کی؟ کہنے لگا کہ "یا رسول اللہ میں بہت کچھ جانتا
ہوں۔ یہ خدا کو منظور نہ تھا۔ اُس نے میری قسمت ایسی ہی بنائی ہے۔"
منقول ہے ایک بزرگ نے بی بی رابعہ بصریؒ سے دریافت کیا کہ "آپ نے شیطان کے ظلمات سے
کس طرح خلاصی پائی؟" فرمایا "اے عزیز! میں دوست کے ساتھ ایسی مشغول ہوں کہ کہ ٹمرو دشمن ملعون کی
مجھے خبر ہی نہیں ہوتی۔"

معرفت بست و سوم :- ہمارے خواجگان چشت نے پندرہ مقامات اصلی اختیار کئے ہیں
اور ان کو اپنا دستور العمل بنایا ہے۔ اول مقام تائبان کہ اشارہ حضرت آدم علیہ السلام کی طرف ہے
دوسرا مقام زابدان کہ مقام ادریس علیہ السلام کا ہے۔ تیسرا مقام عابدان کہ اشارہ حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی طرف ہے چوتھا مقام صابران کہ اشارہ ہمترا یوب علیہ السلام کی طرف ہے۔ پانچواں مقام راضیان کہ
اشارہ عیسیٰ السلام کی طرف ہے۔ چھٹا مقام قانیان کہ اشارہ ہمترا یعقوب علیہ السلام کی طرف ہے۔
ساتواں مقام مجاہدان کہ اشارہ حضرت یونس علیہ السلام کی طرف ہے۔ آٹھواں مقام متفکران کہ اشارہ
حضرت ہمترا یوسف علیہ السلام کی طرف ہے۔ نواں مقام مشکنگان کہ اشارہ شعیب علیہ السلام کی طرف
ہے۔ دسواں مقام مرشدان کہ اشارہ حضرت یثیث علیہ السلام کی طرف ہے۔ گیارہواں مقام صالحان کہ
اشارہ ہمترا نوح علیہ السلام کی طرف ہے۔ بارہواں مقام مخلصان کہ اشارہ حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف
ہے۔ تیرھواں مقام عارفان کہ اشارہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرف ہے۔ چودھواں مقام شاکران کہ
اشارہ ہمترا ابراہیم علیہ السلام کی طرف ہے۔ پندرھواں مقام مجاہدان کہ اشارہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ
علیہ وسلم کی طرف ہے۔
اگر درویش بتعلیم مرشدان مقامات سے باخبر نہیں ہے تو وہ مبتدی ہے۔

علیہ صاحب شاہک الگین ہندو دم و صلی اللہ علیہ سوزا چودہ مقامات لکھے ہیں جو غالباً پنج اسرار سے نقل کئے گئے ہیں مگر مندرجہ بالا
میں مذکورہ بالا پندرہ مقامات مرقوم ہیں۔

معرفت بست و چارم :- منقول ہے (عالم رویا میں دیکھا گیا) کہ حضرت خواجہ حسن بھریؒ اور خواجہ معرودؒ کرنیؒ و خواجہ شفیقؒ ملحقؒ و خواجہ ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہم جن میں ایک جگہ بیٹھے ہوئے صدق و اعتقاد کے متعلق بات کر رہے ہیں۔ خواجہ حسن بھریؒ نے فرمایا کہ (یعنی محبت کے لیے) میں وہ صادق نہیں ہے جو ضرب سولا پر صبر نہ کرے۔ خواجہ معرودؒ کرنیؒ نے فرمایا کہ "اس میں خودی کی بو آتی ہے بلکہ دعویٰ عشق خدا میں وہ صادق نہیں ہے جو دوست کے عطا کئے ہوئے رحم سے لذت چل نہ کرے" خواجہ شفیقؒ ملحقؒ نے فرمایا کہ دعویٰ میں وہ صادق نہیں ہے جو دوست کی ضرب پر شکر نہ کرے" حضرت ابراہیم ادہمؒ نے فرمایا کہ مولا کی دوستی میں وہ صادق نہیں ہے جو شاہدہ دوست میں ضرب کو فراموش نہ کرے۔ یعنی جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے شاہدہ میں زنان مصر کو اپنے ہاتھوں کے زخموں کی خبر نہ ہوئی اسی طرح شاہدہ مولا میں عاشق صادق کو محو ہونا چاہیے۔

خدا کے تعالیٰ کے پہچاننے کے دنیا میں چودہ علم مشہور ہیں۔ اول علم شریعت یعنی کلام بانی کی تفسیر، دوم علم فقہ یعنی اعمال تجلیات کا جاننا۔ سوم علم افضل یعنی اشعار کے مطالب سمجھنا۔ چارم علم حکمت یعنی حکماء متقدمین کی تصانیف، پنجم علم یقین یعنی اسمائے صفات کا جاننا۔ ششم علم تحریرات، ہفتم علم نجوم یعنی شمار کو اکب و سیارات، ہشتم علم مناقضہ، نہم علم موسیقی، دہم علم طب یعنی معالجہ جسمانی یا دہم توحید حق تعالیٰ، دوازدہم علم طریقت، یعنی معرفت عالم ملکوت، سیزدہم علم حقیقت یعنی معرفت عالم جبروت، چار دہم علم لدنی یعنی عشق و محبت۔

معرفت بست و پنجم :- ایک دن حضرت عبداللہ انصاریؒ نے جناب باری میں عرض کیا خداوند! اول کیا کام ہے اور اس کا آخر کیا ہے یعنی اسکا ثمرہ کیا ہے؟ "نہ آئی" اول کا رونا ہے اور اس کا آخر و فنا ہے اور اسکا ثمرہ بقاء ہے" پھر آپ نے پوچھا کہ فنا، دفا اور بقاء کیا ہیں؟ "نہ آئی کہ" فنا خودی، خود پرستی اور ہستی سے فارغ ہونا ہے۔ دفا دل و جان کے ساتھ دوست سے عہد نبھانا۔ بقاء ہر حال میں دل کو حقیقت میں شمول رکھنا" پھر عقوبت و مصیبت و کفارت کے متعلق

علم ہمارے نزدیک یہ الفاظ سمجھانے سے رو گئے ہیں۔ کیونکہ حضرت حسن بھریؒ، حضرت معرودؒ کرنیؒ، حضرت شفیقؒ ملحقؒ اور حضرت ابراہیم ادہمؒ کے زمانے میں درباری بہت فعل ہے جیسا کہ بعض روایات سے ظاہر ہے۔

دریافت کیا۔ نذائی کے عقوبت اپنے گناہوں کو بھول جاتا ہے۔ صبر یہ ہے کہ توبہ نصوح کرنے اور کفارت یہ ہے کہ پاد خدا پر قناعت کرے۔ نعمت بے شکر اس جہاں میں غرور ہے اور بے صبری فلول جہاں میں بلا ہے۔ طاعت بے اخلاص زندگی برباد کرنا ہے۔ پھر عرض کیا کہ "الہی تیرا کرم قدیم ہے معصیت نفس غیر ہے۔ نفس بُت پرستی ہے اور قبول خلق زنا رہے۔ دوست کی طرف بھلا آنا عطا ہے اور دوست کی عطا سے ناکہ کرنا خطا ہے" الہی یہ ظلم ہے کہ تجھ سے کہوں بخشدے اور نہ تجھ پر حق ہے کہ تجھ سے کہوں عطا فرما۔ خداوند تو حاضر ہے تو ناظر ہے اس لئے تجھ سے کہنے کی کیا ضرورت۔ الہی یہ تیرا کیا بڑا فضل ہے جو تو نے عاشقوں پر کیا ہے کہ وہ مرشد کی تربیت سے تیری معرفت حاصل کر لیتے ہیں اور تیرے قرب کی کمالیت سے مشرف ہوتے ہیں۔ الہی اگر میں دوست ہوں تو در بیان سے حجاب دور کر اور اگر گمراہ ہوں تو گمان کے ساتھ نیک سلوک کر؟

خواجہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں مرقوم ہے کہ معراج میں رسول خدا کو خرقہ دکلاہ دکا سہ کچھکول حضرت رب العزت سے عطا ہوا اور آپ سے فرمایا کہ "کچھ عرصہ بعد اپنے یاروں سے دریافت کرنا جو بندگان کی ستر پوشی اختیار کرے اسے یہ عطا کرنا جس انسان کامل کے نصیب میں یہ تبرکات ہونگے اسے پہنچ جائینگے۔"

رسول خدا نے معراج سے دینا پس آنے کے ایک عرصہ بعد امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیقؓ سے دریافت کیا کہ "اے ابو بکر صدیق اگر جائہ خلافت ربانی یعنی خرقہ دکلاہ کچھکول تمہیں دیدوں تو تم کیا کام کرو گے؟" حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا کہ "بسیار زہد و تقویٰ و عبادت اختیار کروں اور عبادات ظاہر و باطن میں آپ کی اطاعت کروں" پھر آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ سے بھی دریافت کیا کہ حضرت عمرؓ نے عرض کیا "خدا کی رضا مندی کے لئے انصاف اختیار کروں اور خدا کو حق پہنچاؤں؟" پھر سرور عالمؐ نے حضرت عثمانؓ سے بھی دریافت فرمایا کہ حضرت عثمانؓ نے عرض کیا "یا رسول اللہ خدا کی رضا مندی کے لئے غریبوں اور در ماندوں میں سخاوت کروں" بعد و سرور عالمؐ نے امیر المومنین حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ سے دریافت فرمایا "اے علی اگر تمہیں خرقہ خلافت دول تو تم کیا کرو گے؟" عرض کیا یا رسول اللہؐ لوگوں کے عیوب کی پردہ پوشی کروں اور انکی معصیت کو چھپاؤں؟" رسول خداؐ نے فرمایا کہ مجھے حکم دینی ہے کہ تیرے یاروں میں سے جو یہ جواب دے اسی کو خرقہ دکلاہ و جائہ خلافت ربانی عطا کرنا۔

تلقین اور اووظائف و اذکار و اشغال

نی زمانہ لوگ اللہ کا نام پڑھنے، دم کرنے اور تعویذ بنا کر دینے کو نہ صرف ایک فضول اور بے اثر فعل خیال کرتے ہیں، بلکہ تو انہم پرستی سے تعبیر کرتے ہیں۔ ایک ایسے منکر کو ایک درویش نے ماں کی گالی کا تعویذ بنا کر دیا اور اس سے کہا کہ اسے یہاں سے باہر جا کر کھول کر پڑھا، منکر نے جب گالی پڑھی تو غصہ میں دیوانہ وار ہو کر واپس آیا۔ شاہ صاحب نے کہا تمہاری ماں کی گالی میں تو اتنا اثر ہے کہ تم ذرا سی دیر میں دار فترت ہو گئے۔ کیا خدا کے نام میں اس گالی سے بھی کم اثر ہے۔ اس واقعہ سے منکر کا انکار افراد سے بدل گیا۔ یہاں ہم بعض اُن وظائف کا ذکر کرتے ہیں جو حضرت خواجہ نے وقتاً فوقتاً تلقین فرماتے ہیں۔

مُتَظَفِّرٌ وَمَنْصُورٌ ہونے کے لئے :- ہیش اذ جاء نصر اللہ پڑھنا چاہئے۔

برائے حاجت براری :- فرمایا کہ حاجت براری کے لئے سورہ فاتحہ بخیرت پڑھنا چاہئے جسے کوئی مشکل کام پیش آئے وہ اس طرح سورہ فاتحہ پڑھے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ہم کو الحمد للہ کے نام سے ملے اور آمین کے موقع پر (یعنی دلائل القاب کے بعد) مین مرتبہ آمین کہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل کرے گا۔

بیماریوں کی شفا یابی کے لئے :- غریب نوازؒ نے فرمایا کہ سورہ فاتحہ تمام دروہوں اور بیماریوں کے لئے شفا ہے جس بیمار کو کسی علان سے شفا نہ ہو اس کو صبح کی نماز کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان اکتالیس مرتبہ (ترکیب مندرجہ مے کے مطابق) پڑھ کر بیمار پر دم کرنے سے شفا ہو جاتی ہے۔

مے دیکھ گنج مسرہ علی ص ۲۵

مے الف، دیکھ ترجمہ اردو دلیل العارفين ص ۲۹

(ب) حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص کسی ہم کے لئے سورہ فاتحہ پڑھے اور حاجت پوری نہ ہو

تو بیگ برادر اس پچھلے (دیکھ ترجمہ اردو دلیل العارفين ص ۲۹)

برائے طالبان حق :- غریب نماز فرماتے ہیں ولیفہ میں ناغہ نہ کرنا چاہئے۔ صبح جب اُٹھے تو دایں پہلو سے اُٹھے اور بسم اللہ پڑھ کر بائیں ادا وضو کرے پھر دو گانہ ادا کر کے مصلیٰ پر بیٹھے اور سورہ بقرہ کی چند آیتیں نیز دیگر ستر آیتیں پڑھ کر سو مرتبہ یہ ذکر کرے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پھر صبح کی نماز کی سنتیں اس طرح ادا کرے کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الم نشرح اور دوسری میں سورہ فاتحہ کے بعد الم نزلت پڑھے۔

بعد ازاں سو مرتبہ سبحان اللہ ونعمدہ سبحان اللہ العظیم ونعمدہ استغفر اللہ من کل ذنب ذاقوب الیہ۔ پڑھے۔ جب صبح کی نماز ادا کر چکے تو قبلہ رخ بیٹھ کر دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک لہ الحمد یحییٰ ویمیت وھو لا یموت ابد اذوالجلال والاکرام بیدہ الخیر وھو علیٰ کل شیء قذیر پڑھے پھر تین مرتبہ ان محمد ان محمد عبدک ورسولک کہے۔ پھر تین مرتبہ اللہم صل علی محمد ما اختلف الملوان رعاقب العصر ان و تکسر الجندی ان و استحب العزقدان والقرمان بلغ علی روح محمد من النجۃ والسلام پڑھے پھر تین مرتبہ یا عزیز یا خفوس پڑھے۔ پھر تین مرتبہ سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم پڑھے پھر تین مرتبہ استغفر اللہ من کل ذنب و اقب الیہ پڑھے۔

بعد ازاں یہ پڑھے سبحان اللہ بحمدہ سبحان اللہ العظیم ونعمدہ استغفر اللہ الذی لا الہ الا هو الحمی القیوم غفار الذنوب ستار الصوب علام الغیوب کشاف الکروب مقلب القلوب والقب الیہ

بعد ازاں تین مرتبہ کہے۔ یا حی یا قیوم یا حنان یا منان یا دیان یا سبحان یا سلطان یا بدیع السموات یا ذو الجلال والاکرام برحمتک یا ارحم الراحمین۔ بعد ازاں تین مرتبہ کہے لا حول ولا قوۃ الا باللہ العظیم یا قدیم یا دایم یا حی یا قیوم یا احد یا صمد یا حلیم یا عظیم یا علی یا فوس یا خیر یا دیا و تریا باقی یا حی یا قیوم یا حی اقص حاجتی بحمد و اللہ اجمعین

بعد ازاں اللہ تعالیٰ کے تانوسے نام پڑھے۔ بعد ازاں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تانوسے

نام پڑھے جو یہ ہے :- بسم الله الرحمن الرحيم - محمد، احمد، حامد، محمود، قاسم، ماقب، خاتم، حاشی
 حی، ماحی، داعی، سراج، منیر، بشیر، نظیر، ہادی، مہدی، رسول الرحمة، نبی، طہ، یسین، منیر
 مدثر، صفی، خلیل، کسیم، حبیب، مجید، احید، وحید، قیس، جنام، مقفی، مقفی، رسول اللہ
 رسول الرحمة، کامل، اکمل، معظّم، مرتضیٰ، مختار، ناصر، قائم، حافظ، شہید، عادل، حکیم، نور جعفر
 بیان، برہان، مومن، مطیع، مذکور، واعظ، واحد، امین، صادق، ناطق، صاحب، مکی، مدنی، البلی
 عربی، حاشی، مصری، امی، عزیز، عزیز، یتیم، سرف، حبیب، طاہر، مطہر، فصیح، سید، مقفی، امام
 بارحق، صبیح، اول، آخر، طاہر، باطن، شفیق، محرم، امیر، نافی، حلیم، قریب، منیب، ولی، کرامت
 اللہ و محمد آیت اللہ وسلم تسلیما کثیرا کثیرا برحمتک یا ارحم الراحمین۔
 بعد ازاں تین مرتبہ یہ پڑھے :- اللّٰهُمَّ صل علی محمد حتی لا یبقی من الصلوٰۃ شیء و ارحم علی محمد حتی
 لا یبقی من الرحمة شیء و بارک علی محمد حتی لا یبقی من البرکات شیء
 بعد ازاں ایک مرتبہ آیتہ الکرسی پڑھے ۔ اللّٰهُ لا الہ الا هو الحی القیوم لا یتخذ منہ دلاویم
 لہ ما فی السموات وما فی الارض من ذلذی یشفع عندہ الا باذنه یعلم ما بین یدیمہ وما خلفہم ولا
 یحیطون بشیء من علمہ الا بما شاء و معہ السرور والارض ولا یتخذ خلقا یؤدّٰہ حفظہا و ہوا علی العظیم۔
 بعد ازاں پھر تین مرتبہ یہ پڑھے :- اللّٰهُمَّ مالک ملک تو فی ملک من نشاء و تنزع ملک من نشاء
 و تعز من نشاء و تذلل من نشاء یدبّر الخیر انک علی کل شیء تدیر
 بعد ازاں تین مرتبہ قل هو اللّٰہ احد پڑھے پورا ازاں سات مرتبہ یہ پڑھے فان تولوا فقل حبیبی
 اللّٰهُ لا الہ الا هو علیہ توکلت و هو رب العرش العظیم۔
 پھر تین مرتبہ یہ پڑھے :- سبنا لا تحملنا ولا طاقہ لنا بہ و اعف عنا و اعف لنا و ارحمنا انت مولانا
 فافضنا علی القوم الکافرین برحمتک یا ارحم الراحمین۔
 بعد ازاں تین مرتبہ یہ پڑھے :- اللّٰهُمَّ اغفر لی ولوالدی وجميع المومنین والمومنات و المسلمين
 و المسلمات الاحیاء منهم و الاموات برحمتک یا ارحم الراحمین۔
 بعد ازاں تین مرتبہ کہے :- سبحان الاول المبدی سبحان الباقی المعبد اللّٰهُ الفصل لم یلد ولم
 یولد ولم یکن لہ کفو احد۔

پھر تین مرتبہ کہے :- وان الله على كل شيء قدير وان الله قد احاط به كل شيء علما۔
 پھر تین مرتبہ کہے :- اوب تو بہ عبد ظالم لا یمک لنفسه نفع ولا موت ولا جنة ولا نسيون
 بعد ازاں تین مرتبہ کہے :- اللهم يا حي يا قيوم يا الله يا لا اله الا انت اسئلك ان تعني قلبي بنور
 معرفتك ابد ايا الله يا الله

بعد ازاں تین مرتبہ کہے :- يا مسبب الاسباب يا مفتح الابواب يا مغلب القلوب والابصار
 يا دليل المتعبرين يا غاث المستغثين اغثنى وتكفلت عليك يا رب يا فاضل امرئ اليك يا رب لا حول
 ولا قوة الا بالله العلي العظيم ماشاء الله كان وما لم يشاء لم تكن بمحق اياك نعبد وابات
 نستعين۔

بعد ازاں ایک مرتبہ کہے :- اللهم اني اسئلك يا من يملك حوائج السائلين ويعلم ضمير الصائمين
 فان لك من كل مسألة منك سمعاً حاضراً وجواباً عتيداً وان نأخ من كل صامت علماً نطقاً فاعطنا
 مواعيدك الصادقة واباديك الشاملة ورحمتك الواسعة ونعمتك السابعة النظر الى نظرك برحمتك
 يا ارحم الراحمين۔

بعد ازاں ایک مرتبہ کہے :- يا حنان يا منان يا ديان يا برهان يا سمعان يا غفران
 يا ذا الجلال والاكرام۔

پھر تین مرتبہ کہے :- اللهم صل على محمد اللهم ارحم امته محمد اللهم فخر عن امته محمد
 پھر تین مرتبہ کہے :- اللهم اسئلك باسمائك واسمك الا اعظم ان تعطيني ما سئلك بفضل
 وكرمك يا ارحم الراحمين الحمد لله الذي في السموات عرشه والحمد لله الذي في القبر فضاؤه
 وامره والحمد لله الذي في البر والبحر سبيله والحمد لله الذي لا ملاذ ولا ملجأ الا اليه لا تد سوفي
 فخر دانت خبوا لورثين۔

بعد ازاں تین مرتبہ پڑھے :- سبحان الله ملائكة الميزان ومنتهى العلم ومنتهى العرش ومبلغ
 الرضا والاله الا الله ملائكة الميزان ومنتهى العلم ومنتهى العرش ومبلغ الرضا ورحمتك
 يا ارحم الراحمين۔

پھر ایک مرتبہ پڑھے :- سر ضیعت بالله سر با کس نما و محمد ^{و ر ل} نبیاً و بال اسلام دیناً و بال قران

(بہشت عطا کریگا)۔ بعد ازاں شام کی نماز ادا کرے۔ سنتوں کے بعد دو رکعت نماز حفظ ایمان ادا کرے۔ پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ اخلاص تین مرتبہ اور قل اعوذ برب الفلق ایک مرتبہ اور دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور سورۃ اخلاص تین مرتبہ اور قل اعوذ برب الناس ایک مرتبہ نماز کے بعد سرسجدہ میں رکھ کر کہے یا حی یا قیوم بیتی علی الایمان۔ پھر نماز ادا بین ادا کرے لیکن چھ رکعت تین سلام سے ادا کرے پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ اذناہ لزللۃ الاخرین دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد الھکم التکاثر۔ تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ فاتحہ پڑھے پھر نماز عشاء تک یا دا الہی میں مشغول رہے پھر عشاء کی نماز سے پہلے پڑھے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ذَکَرْتُکَ وَشَکَرْتُکَ وَحَسْبُ عِبَادَتُکَ۔ پھر عشاء کی نماز کے بعد چار رکعت ادا کرے اس طرح کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ آیۃ الکرسی اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین قل انشاء اللہ حاجت روا ہوگی پھر چار رکعت نماز صلوة الساعات ادا کرے۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد تین مرتبہ انا انزلنا اور پندرہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے پھر نماز سے فارغ ہو کر سجدہ میں سر رکھ کر تین مرتبہ کہے یا حی یا قیوم بیتی علی الایمان۔

بعد ازاں رات کے تین حصے کرے پہلا حصہ نماز میں گزارے دوسرا نماز تہجد میں جس کے بارے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ یہ نماز ہمارے لئے فرض ہے۔ یہ چار سلام سے ادا کرے اور جس قدر قرآن شریف یاد ہو پڑھے پھر تھوڑی دیر سو جائے بعد ازاں اٹھ کر تازہ وضو کرے اور صبح کاذب تک یا دا الہی میں مشغول رہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ سے تہجد کی نماز فوت ہو گئی تو گھر سے بے رُو کر اُس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ سوچنے لگا کہ یہ مصیبت کیوں نازل ہوئی غیب سے آواز آئی کہ تہجد کی نماز تجھ سے فوت ہو گئی ہے۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ صبح کاذب تک مشغول رہے۔ اسی طرح ہر روز کیا کرے لیکن اس میں کمی بیشی نہ کرے تاکہ مشائخ کی سنت ادا ہو۔ الحسن بشتی علی ذالک۔
برائے خلاصی از دوزخ جو شخص ذی النجم کے ایام عشرہ میں سورۃ فجر پڑھے۔ اللہ تعالیٰ اُسے دوزخ کی آگ سے محفوظ رکھے۔

مل ترجمہ اردو دیل امارین ص ۲۸۲

مل ترجمہ اردو راحت الغلوب صفحہ ۵۲ مجلہ انقلاب اسلامی پریس لاہور

برائے حصول بہشت و دافع بلیات

چونکہ شخص ماہ محرم کی پہلی رات میں چھ رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ اخلاص دس بار یا دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ ہر رکعت میں

سورۃ فاتحہ ایک بار اور سورۃ یسین ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اسے بہشت میں یا قوت اور زبرد سے بنے ہوئے مملکت عطا فرمائے گا۔ اس نماز کے پڑھنے والے کی چھ ہزار بلائیں دور ہوتی ہیں اور چھ ہزار نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں لکھی جاتی ہیں۔

دافع بلیات

ماہ صفر میں تین لاکھ میں ہزار بلائیں نازل ہوتی ہیں۔ آخر چار شبہ بہت بھاری ہوتا ہے۔ اس روز چار رکعت نماز ادا کرے پھر یہ دُعا پڑھے:-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ یا مُشْدِدُ الْقَوٰی یا مُشْدِدُ الْحَالِ یا مُغْلِبُ الْمَکْرِ وَ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ہُوَ حَقُّکَ
یا اَرْحَمُ الرَّحِیْمِ

چهار دہم :- جانتا چاہئے کہ چار دہم کہاں سے آتے ہیں اور کہاں جاتے ہیں۔ جب نطفہ رحم میں آتا ہے سہ قسم ہو جاتا ہے اور سکھنا ہو جاتا ہے اور دوسری قسم میں آنکلا، پنکلا ہو جاتا ہے بعد ازاں سہ نو تک ہو جاتا ہے۔ پھر تین سو ساٹھ میں منتقل ہو جاتا ہے۔ مگر اصل مقصد سہ رک ہے اور اس سے بھی زیادہ یک رک ہے جسے سکھنا کہتے ہیں اور رک چارم وہ ہے کہ صورت ذکر میں اندر آئے۔ ہندو والے اسے اندری کہتے ہیں۔ سکھنا ناف سے دل تک ہے۔ آنکلا پنکلا سکھنا کے چپ و راست میں ہیں کہ اُسے نہما کہتے ہیں اور سکھنا میں دم ناف سے دل تک آتا ہے پھر اس مقام سے دم درمیان دونوں ابروؤں کے آتا ہے اس مقام پر سہ قسم ہو جاتا ہے ایک ناک کی طرف چلا جاتا ہے دوسرا درمیان ہر دو ابرو اور دونوں آنکھوں کے پھر کر گوشت و پوست اور استخوان میں چلا جاتا ہے۔ یہاں یہ سپاہ ہے جسے ہندو ترکش کہتے ہیں اور صورت اس نعل کی طرح ۱۴۷

۱۔ ترجمہ رات القلوب ص ۶۹ ۲۔ ترجمہ اردو رات القلوب ص ۶۸

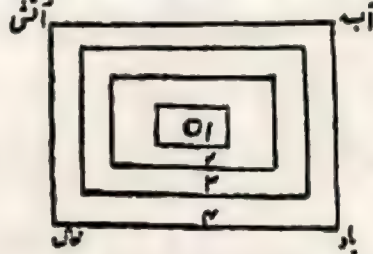
۱۔ غالباً ایڑا پنکلا سے مراد ہے (دیکھو گوشت پختی و نازکیمان گوشت کچھو جنوری ص ۳۶۶ بتلا سینکرت انگ)
۲۔ ناک کے بائیں حصہ میں ایڑا اور داہنے حصہ میں پنکلا اور سوشمان دونوں کے درمیان ہے ان تینوں کی جڑ کو مولاد ہار چکر
لازکون بناتی ہیں (دیکھو گوشت پختی)

بعد ازاں طالب ذکر غنی میں آجاتا ہے اس کی تعلیم مرشد کامل سے ملتی ہے ذکر غنی میں دم اندر کھینچا جاتا ہے پھر دم سکھانے کا پتلا پنکلا میں پہنچتا ہے۔ یہاں سے گوشت و پوست سے ہو کر ذروں اور ذر تک پہنچتا ہے اور سر میں تین مرتبہ طواف کرتا ہے۔ پھر ذروں اور ذر میں ہوتا ہوا نائف تک پہنچتا ہے یہاں بھی تین چکر لگاتا ہے۔ اس کو جلس دم کہتے ہیں اور ہندسی میں بھوکم کہلاتا ہے۔ اسکا ایک چلہ ایک بند ہوتا ہے اور تین بند کرنے سے جبکہ دم منہ سے بقدر میں انگشت برآمد ہو اور بقدر نو انگشت معمولاً باہر آیا کرے تو دو سو پچاس سال کی عمر ہو جاتی ہے۔

نقطہ :- جاننا چاہئے کہ یہ ابواب حق کے ساتھ متعین ہیں جب طالب چار دم سے قوت حاصل کر لے اُس وقت اس مقام سے اس ہزار کے کسب کو فرض عین جانکر اس حدیث کسب الحلال فی فیض علی کل مسلم و مسلمہ کے بموجب ان اشارات کے نکتوں کو مرشد سے دریافت کرے جن کی صورت یہ ہے :-



بیسکتے چار رکن ہیں اور ہر رکن کے لئے کلمہ ہے ہر کلمہ کے لئے عناصر و منازل اور ہر رکن اقباسطہ ہیں :-



علیٰ بڑا نام ایک ع (الف) بھوکم زلزلہ کو کہتے ہیں (ب) جس دم کا طریقہ ہے جس سے ذکر بن جاتا ہے۔ تحریر کیا ہوا ہوتا ہے۔ چرنی پھمکتی ہے۔ قلب حاضر ہوتا ہے۔ فقرا لال اس ترتیب کو کام میں لاتے ہیں۔ (درسا جس دم علی کتب خود بخود مروج الدین صاحب مروج و حوہ پور میں موجود ہے) ع مزیہ تفصیلات کتاب کشف اللہ سرور معروف بہ مروج الانوار میں ہیں

یعنی خدائے تعالیٰ نے اپنے نور سے نور محمدی پیدا کر کے چار عناصر سے مرکب کیا۔ اول رکن نار ہے۔ رکن دوم باد۔ رکن سوم آب۔ رکن چارم خاک ہے۔ پس ان چاروں کے مجموعہ سے اجسام پیدا کئے اور ہر جہد میں اٹھائیس منازل رکھیں، ہر منزل میں ایک حرف لکھا ہر حرف پر ایک موکل رکھا۔ اور ہر موکل کو ایک کوئی پر رکھا۔ یہی اٹھائیس کوسبیاں صلب میں ہیں ہر کوئی چار ارکان سے نامزد ہے۔ ہر رکن منزل ہے ہر منزل نفس ہے۔

اول منزل ناسوت ہے۔ تمام عالم ناسوت کے جامہ میں ہے اور تمام ناسوت زبان میں ہے اور مقام روح القدس ہے اسکی خبر جبریل کو ہے اور مقام جبریل مقام محمود ہے۔ یہ دونوں بروں کے درمیان ہے اور خاکی ہے۔ جب ہنہ کی طرف سے دم بقدر میں انگشت باہر آئے اور بیدھی طرف جائے تو ہندی میں اسے کمل کہتے ہیں۔

دوسری منزل ملکوتی ناک میں ہے اسکی خبر اسرافیل کو ہے۔ اسرافیل باد ہے اور اس کا مقام نان ہے اس کا رنگ سبز ہے۔ لذت نوش ہے اور جائے اسرافیل مقام نفیر ہے اور ممکن بینی ہے لیکن ناک سے دم ہشت انگشت باہر آتا ہے اور بائیں جانب جاتا ہے اس کو ہندی میں برکمل کہتے ہیں۔

تیسری منزل جروت ہے اس کا مقام آنگھ ہے اسکی خبر میکائیل کو ہے۔ میکائیل آبی ہے مقام اس کا تارک ہے اور تمام تارک آبی ہوتے ہیں رنگ اسکا سُرخ ہے اور صورت مثل ماہ نو کے ہے لذت شیریں ہے لیکن دم تن سے براہ چشم چار وہ انگشت باہر آتا ہے اور اندر چلا جانا ہے اس کو ہندی میں سورکمل کہتے ہیں۔

چوتھی منزل لاہوت ہے اس کا مقام کان ہیں اسکی خبر عزرائیل کو ہے۔ عزرائیل آتش ہے۔ کان بھی آتشی ہیں رنگ اسکا سیاہ ہے اور صورت سہ کج ہے، لذت تلخ ہے لیکن دم کان کے راستہ سے چار انگشت باہر آتا ہے اور اوپر کی جانب جاتا ہے ہندی میں اسے سن کمل کہتے ہیں یہ مقام اصل ہے۔ یہ ذکر دوبار بھی کرنا سب پر غالب ہے۔

مگر طالب کو چاہئے کہ اسے چار بار کرے۔ مقام محمودہ، الوار جلال، نور جمال، نور محمد و نور احمد
ایک ہیں اور محمود، محمد، احمد واحد ایک ہیں۔ یہ چار بن کیفیت و فناء بقا ہیں اور چار روحیں
ہیں۔ علوی، سفلی، قدسی، ایمانی یہ سب کچھ مرشد سے حاصل ہوتا ہے۔ پس طالب کو چاہئے کہ چار دم
ایک بار کھینچے اور ہر دم کو جا بجا پہنچائے۔ یہ چاروں وجود انسانی ہیں بادشاہی کرتے ہیں۔
اہل تصوف اس امر سے بخوبی واقف ہیں کہ اصل تصوف جاننا نہیں ہے بلکہ بھگتنا ہے۔ تصوف
کا جاننا بے سود اور بھگتنا سود مند ہے۔ بعض تعلیمات کو عملی جامہ پہنانا بلامرشد ممکن نہیں۔ چنانچہ
خود غریب نوازؒ نے بھی بار بار یہی فرمایا ہے۔ آپ نے علاوہ آیات بالقلم وباللسان کے جو بالقلب درج
بھگتنا کرایا ہے وہ مرشد ہی سے حاصل ہو سکتا ہے۔

آپ کی تعلیمات و ہدایات کے ہندوستان پر اثرات

قدرت کا قانون ہے کہ جب انسانیت سوز ناریکی بڑھ جاتی ہے تو رہنمائی کے لئے کوئی مصلح بھیجا جاتا
ہے اس قانون کے تحت میں تخلیق عالم سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہت سے انبیاء اور رہنما اس دنیا میں
آتے رہے۔ بعد ازاں اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام عالم
کے لئے رہنما بن کر تشریف فرما ہوئے۔

چھٹی صدی ہجری کے دور میں جب مختلف ایشیائی ممالک صحیح راستہ سے بھٹک کر گمراہی میں
مبتلا ہو گئے تھے اس وقت ان ممالک میں متعدد اہل اللہ ظاہری و باطنی اصلاح کے لئے بھیجے گئے۔ عراق
میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانیؒ مصر میں سلطان المصر سید احمد البدویؒ جو اب میں شیخ نجم الدین
کبریٰؒ، ایشیائے کوچک میں حضرت شمس الدین تبریزیؒ اور بعض دیگر اولیائے ملک کے دوسرے حصوں میں
اس منشاءے قدرت کو پورا کیا۔ مگر ہندوستان میں اب تک پنجاب سے آگے کسی اہل اللہ نے تبلیغ اسلام
کے لئے قدم نہیں رکھا تھا سب سے پہلے روحانی تاجدار ہند یعنی حضرت خواجہ معین الدین حسن چشتی نے پنجاب

سے گذر کر سرزمین راجپوتانہ کو شرف قدیموسی عطا فرمایا۔ اور اجیر میں تشریف فرما ہو کر ہندوستان کو اپنے روحانی فیوض، پُر اخلاق طرز عمل، صلح کن رویہ، دلنشیں درس ہدایت سے تار یک ہندوستان کو نور توحید اور ضیائے معرفت سے منور فرمایا۔

اگرچہ آپ کی تشریف آوری سے پہلے ملک گیری کے لئے محمود غزنوی، سلطان شہاب الدین غوری کے حملے ہندوستان پر ہو چکے تھے مگر ان میں سے کسی نے نہ بجز کسی کو مسلمان کہانہ زبردستی کسی کو مسلمان کرنا قانون اسلام میں جائز ہے اس لئے کوئی نہیں کہہ سکتا کہ انکی تلواروں نے ہندوستان میں اسلام پھیلایا کوئی مذہب نہ بزور شمشیر پھیلا ہے نہ پھیل سکتا ہے۔ تلوار کے ڈر سے اگر کوئی دوسرے مذہب کی طرف مائل بھی ہو جائے تو کل پھر وہ اسی دین کی طرف راغب ہو جائیگا جو اُسے دل سے عزیز ہے۔

در اصل ہندوستان میں اسلام کسی بادشاہ کی تلوار سے نہیں بلکہ روحانی شہنشاہ ہندوستان حضرت خواجہ کے خلق محمدی اور دل کو تسخیر کرنے والی ہدایات سے پھیلا۔ حضرت نے یہاں تشریف فرما ہو کر نہ صرف تبلیغ اسلام کی بلکہ دیگر لحاظ سے بھی ہندوستان میں ایک ایسا عظیم انقلاب برپا کر دیا جس کی مثال بڑا نہ رسالت عرب کے سوا کسی دوسرے مقام پر مشکل سے ملے گی۔

آپ کے تشریف لانے کے بعد ہندوستان دو ہندوستان نہ رہا جو آپ کے تشریف لانے سے پہلے تھا اس کی بد قسمتی خوش قسمتی سے بدل گئی۔ بہت پرست خدا پرست ہو گئے۔ بجزرت افراد بطیب خاطر آغوش ہر اسلام نظر آنے لگے۔ ماسجد تعمیر ہوئیں۔ جنگدوں میں جانے والے مسجدوں میں آنے لگے۔ نافوس کی بجائے اذان دینے لگے، بجائے صنعت کے صنایع کو یاد کرنے لگے۔ بتوں کا کلہ چھوڑ کر خدا کا کلہ پڑھنے لگے۔ گمراہ مشرعت محمدی کی راہ پر آ گئے۔ بتوں کے سامنے سر جھکا کر خدائے سامنے سر بسجود ہوئے۔ حضرت خواجہ کی برکات یہیں تک ختم نہیں ہو جاتیں بلکہ آپ کی ہدایت کے زیر اثر ہندوستان کے تمدن و معاشرت میں بھی کایا پلٹ ہو گئی۔ لوگوں کی ذہنیت میں تبدیلی واقع ہوئی۔ قانون اسلام کے تحت بیوہ کی دوسری شادی جائز قرار پائی۔ دھرمزدوشی اور لڑکیوں کو برسرِ راہ لوندیاں بنانا برا سمجھا جانے لگا، رسم سنی کی مذمت ہونے لگی تاکہ بعد اکبر اس کی معنی سے ممانعت ہوئی۔ آخر زمانہ برطانیہ یہ رسم بند ہو گئی۔ جگوش خوری عام ہوئی۔ بجائے لیٹا لوٹے کا رواج ہوا۔ دھوئی پانجامہ سے بدل گئی۔ مستورات نے سمنی سے پردہ اختیار کیا۔ کھانے کے وقت گوبر لپی زمین کے بجائے صاف

ستہرے دسترخوان نظر آنے لگے۔ چھوٹے چھوٹے گڑھوں کا پانی بخش قرار پایا۔ امیرانہ زندگیاں سادگی سے تبدیل ہو گئیں۔ تخت نشین مائل بہ فقر ہوئے مرغین غذا میں سادگی میں بدل گئیں۔ زرین لباس پر ہوندار کی سادگی غالب آئی۔ لوگ کب حلال سے روزی حاصل کرنے لگے۔ پاک و ناپاک میں امتیاز ہوا۔ کثافت لطافت سے بدل گئی، دستِ ظلم بترس کا حامل ہوا، سرکشوں کے سراپاں اللہ کی جو کھٹ پر بھٹنے لگے۔ وحشی جاہ انسانیت میں آئے۔ علوم اسلامیہ کا چرچا ہوا، علوم باطنی کی گرم بازاری ہوئی۔ اخلاقیات کا منتشر شیرازہ مجتمع ہو گیا، لوگوں میں رواداری، علم، تواضع، انکسار، ملنساری، نرمی، خلوص، پاکبازی، عکاسی اور اور دلہی کے جذبات ترقی پذیر ہوئے اور قانونِ شریعت کے تحت سنگدلی، ظلم، تعدی، خودکشی، بغیبت، قماربازی، شراب خوری اور زنا کاری کی سرد بازاری ہوئی۔

اب اہل ہندوستان نہ صرف اسلام، اخلاقیات، نیک اعمال سے مزین نظر آتے تھے۔ بلکہ روحانیت میں بھی ممتاز ہو گئے تھے۔ ان کو تعلیم دی گئی تھی کہ ہر مذہب کے مقلدین میں سے صرف خدا کی معرفت، محبت اور قربیت حق حاصل کرنے والا گردہ مذہب حقیقی کا حامل ہے۔ ہر وہ عمل جو خدا سے دور کرے کفر ہے اور ہر وہ مذہب جو خدا سے نزدیک کرے مذہب حقیقی ہے۔ چنانچہ حضرت خواجہ بلاغقرین مذہب ہر ایک سے بلا تعصب روادارانہ سلوک کرتے تھے اور غیر مسلم بھی آپ کے روحانی تعارف سے مستفیع ہوتے تھے۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد تو ہم پرست ہندوستان حقیقت پرست ہو گیا، لوگ اپنے اعمال و افعال کا محاسبہ کرنے لگے۔ نماز کے علاوہ اطاعتِ باطنی کی طاقت راغب ہوئے۔ علمِ تصوف کی تعلیم جاری ہوئی۔ اطراف و جوانب میں آپ کے مریدین نے تعظیمِ نفس و تزکیہٴ قلب کی تعلیم دینا شروع کی غافلانہ تعمیر ہوئیں۔ فرد درویش کا چرچا ہوا، طریقت، سلوک، معرفت اور عشقِ حقیقی کے راستے کھل گئے خود پسندیاں ہو گئے۔ ناقص کامل ہو گئے، جاہل مارت ہو گئے۔ اہل دنیا اہل اللہ ہو گئے۔ بدعاش نیک معاش ہو گئے۔ بدکار نیک کردار ہو گئے۔ نفس پرست حق پرست ہو گئے۔ نفس پرور غریب پرور ہو گئے۔ درویشی تعصب ہوئی۔ اعلیٰ مراتب نے، اولیاء نے، شائخ بنے، صوفی بنے، سالک بنے زاہد بنے، عابد بنے، خاد سید ہوئے برگزیدہ ہوئے۔ اعلیٰ مدارج پائے، نیک و صالح کہلائے۔

خوش قسمت ہے ہندوستان کہ اس ملک میں آپ کی ہمہ صفت موصوف ذات گونا گوں صفات

میں کار فرما ہوئی۔ کہیں آپ بطور مصلح اعظم انسانیت سوز اعمال و افعال کی مالفت کرتے ہوئے اور پُر اخلاق طرزِ عمل کی ترغیب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں تو کہیں آپ ناقصوں کو اب کامل و اکمل بناتے ہیں کہ وہ دوسروں کی رہنمائی کرتے ہیں۔ کسی جگہ آپ بطور مبلغ اسلام تبلیغ بالاخلاق سے صدمہ افراد کو دولتِ ایمان سے مشرف فرماتے ہیں تو کسی مقام پر آپ غافل لوگوں کو تعدادِ کثیر دولتِ عرفان و توحید سے بالمال کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کبھی آپ بطور مدرس انسانیت رواداری، بے تعصبی، یکساکت ہمدردی، اعلیٰ ظرفی، بلندوصلگی، روشن خیالی کا درس دیتے ہوئے جلوہ گر ہیں تو کبھی آپ بطور مشفق اعظم بلا تفریق مذہب لوگوں کی دستگیری کرنے میں رونما ہیں۔ کبھی آپ بطور درویشِ اکمل ملکِ اسلامیین کی طرح بادشاہوں پر حکمرانی کرتے ہیں تو کہیں آپ فقر و فاقہ کی زندگی میں جلوہ گر ہیں۔ آپ کے تصرفات معنوی آپ کی جیاتِ ظاہر کے ساتھ ختم نہیں ہوئے بلکہ آج بھی آپ کا مزار مبارک استفادہ گاہِ روحانیت ہے۔ ہر مذہب و ملت کے افراد آتے ہیں اور دینا دی فلاح و روحانی برکات سے مستفیض ہوتے ہیں۔ ہندو، مسلمان، عیسائی، پارسی ہند کے گوشہ گوشہ سے آکر اپنی پر خلوص عقیدت اور لافانی محبت کے پھول آنسوؤں کی شکل میں پیش کرتے ہیں۔ اُنکے ہونٹ اس پاک چوکھٹ کو بوسہ گاہ بناتے ہیں۔ ان کا جسم مزارِ اقدس کا طواف کرنا نظر آتا ہے اور اُن کا دل نہ صرف خود قربان ہوتا ہے بلکہ دُنیا کی ہر چیز قربان کرنے کے لئے آمادہ نظر آتا ہے۔

اہلِ ہند کی آپ کے ساتھ عقیدہ مندانہ وابستگی

جس طرح ذاتِ حق تعالیٰ کی ذاتِ واحد کے ساتھ مختلف مذاہب کے لوگ ہزاروں قسم کے مختلف عقائد رکھتے ہیں اسی طرح آپ کی ذاتِ گرامی کے ساتھ مختلف جماعتوں کے مختلف عقائد ہیں ان میں سے بعض کی تفصیلات حسبِ ذیل ہیں۔

(الف) بعض مخصوص عارفانہ عقائد :- جس طرح آپ نے اپنی جیاتِ

ظاہری میں سلطان شہاب الدین اور سلطان شمس الدین کو اپنی استعانت باطنی سے ہندوستان کا بادشاہ بنایا اور سلطان محمود غزنوی۔ اکبر۔ شیر شاہ صوری کو فتوحات ہوئیں۔ اسی طرح روحانی طور پر آجکل بھی ہندوستان کی سلطنت آپ کے تصرف میں ہے اسی وجہ سے آپ سلطان الہند کے لقب سے یاد کئے جاتے ہیں۔

موت بعد عرس اپنے سے اچھا انتظام کرنے کے باوجود ایک دن دورانِ عرس ضرور ایسا آتا ہے کہ آپ کی درگاہ میں پانی کی قلت ہو جاتی ہے۔ اہل نظر کہتے ہیں کہ اس سے آپ کی اوس گہری نسبت کا پتہ چلتا ہے جو آپ کو سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ ہے۔

ہندوستان کے تمام اہم معاملات اولیاء اللہ باطنی طور پر آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور آپ کے دربار سے جو آپ کا فیصلہ ہوتا ہے وہ ہی طور میں آتا ہے۔

آپ ہندوستان کے روحانی شہنشاہ ہیں اور تمام قطب و ابدال، اولیاء اہل خدمت اور دیگر منتظین باطنی آپ کے زیر حکم ہیں۔ آپ کی درگاہ شریف کے معاملات ہندوستان کے معاملات سے ایسے وابستہ ہیں کہ اگر درگاہ میں روپیہ کی کمی ہوگی تو سرکار ہند کے خزانہ میں بھی کمی آئیگی۔ اگر درگاہ کے انتظام میں فرق آئے گا تو سرکار ہند کے انتظام میں بھی ضرور فتور آئیگا وغیرہ وغیرہ۔

چونکہ آپ جہات ظاہری میں ممکن پرورد، بیمار و خادم نواز تھے اس وجہ سے آج بھی آپ کی درگاہ میں روزانہ غائب کو دلہ، بیماروں کو طبی امداد اور خدام کو حق الخدمت برابر ملتا رہتا ہے۔ نیز چونکہ آپ کو علم شریعت، علم معرفت اور سماع سے ذوق تھا اس لئے آج بھی آپ کی درگاہ میں دارالعلوم، مساجد، دارالفتاویٰ موجود ہیں اور فقراء، علماء، مشائخین و درویش آپ کی درگاہ میں حاضر رہتے ہیں۔ جس طرح مکہ معظمہ پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے اسی طرح اجمیر کے گرد بھی پہاڑیاں ہیں اور یہاں کی سرزمین ریگستانی مثل مکہ معظمہ کے ہے نیز اجمیر کی گلیاں مدینہ منورہ کی گلیوں کے مشابہ ہیں اس سے اوس گہری نسبت کا پتہ چلتا ہے جو آپ کو دربار ایزدی اور رسالت سے ہے۔

آپ نائب رسول فی الہند میں اور آپ کی نسبت محمدی کے پیش نظر اجمیر مدینۃ الہند دارالخیر اور دارالسلام ہے۔

ب) بعض عام جماعتی عقائد :-

عرس پر بعض حاضر ہونیوالوں کا عقیدہ | اگر ہم عرس پر حاضر نہ ہونگے تو ہم اس فیض عام سے محروم رہ جائیں گے جو عرس پر ہوا کرتا ہے اور ہمارا سال بآسائش نہیں گزرے گا۔

اہل سندھ کا عقیدہ | اہل سندھ کا عقیدہ ہے کہ آپ کے روضہ پر سات مرتبہ حاضری دینا ایک حج کے برابر ہے۔ چنانچہ حج کے موقع پر اہل سندھ حاضر دربار ہوتے ہیں۔

میواتیوں کا عقیدہ | میواتی صاحبان عرس میں آپ کے قتل سے ایک دن پہلے چلے جاتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ قتل ہوتے آکا ہوا کرتا ہے مگر آپ زندہ جاوید ہیں اس

قل کیا اور اس میں شرکت کیسی۔

امیروں کا عقیدہ | جتنا ہم دربار خواجہ میں خرچ کریں گے اس سے بدرجہا زیادہ پانگے اس لئے ہمیں کے اکثر تاجر یہاں بیدریغ امور خیر میں صرف کرتے ہیں۔

اہل اجمیر کا عقیدہ | شادی کے موقع پر دولہا کو اڈل آپ کی درگاہ میں سلام کرانے میں پھر بارات دامن کے گھر لجاتے ہیں تاکہ یہ رشتہ مبارک ثابت ہو۔ نیز جنازہ

کی نماز بخمال منفعت موتی درگاہ میں پڑھواتے ہیں۔

عام عقیدہ | آپ کے دربار سے کوئی محروم نہیں جاتا ہر شخص کچھ نہ کچھ لیکر جاتا ہے۔ ترقی عمر کے لئے اپنے بچوں کو آپ کی درگاہ میں ملی قدر حیثیت نصیب دینا وغیرہ میں وزن کو اگر تسلیم کرتے ہیں

نیز اسی عقیدہ کے تحت میں یہاں اپنے بچوں کے سر کے بال اترواتے ہیں اپنے بچوں کی درازی عمر کیلئے بعض مقامی دہروں اشخاص اپنے بچوں کو غریب نواز کے نام پر کچھ عرصے کے لئے گروہ کر دیتے ہیں۔ مدت ختم ہونے پر وکیل درگاہ کے ذریعہ چھڑا لیتے ہیں۔

لوگوں کا عقیدہ ہے کہ غریب نواز کے دربار میں معاملات طے کئے جاتے ہیں اس لئے حاتمہ اپنی حاجات بطور عرضی لکھ کر آپ کے روضہ کے کٹرہ سے بذریعہ اپنے وکیل درگاہ بندھواتے ہیں۔

علیہ دو خدام بکے ذریعہ سے لوگ مراد شریف کی زیارت کرتے ہیں۔

اگر کوئی منت مان لی جائے اور مراد بر آنے پر وہ پوری نہ کی جائے تو کسی قسم کا نقصان ضرور ہوتا ہے۔ درگاہ کے درختوں سے اگر کسی پر پھل یا پھول گر جائے تو اس کو مبارک تصور کیا جاتا ہے۔

بعض ہندو صاحبان کا عقیدہ بعض ہندو صبح کے وقت درگاہ کی سیڑھیوں سے اپنی اذکار کی گنجائش کر کے دوکانات کھولتے ہیں تاکہ کاروبار میں منفعت ہو۔ اسی عقیدہ کے پیش نظر بعض ہندو صبح کو درگاہ کی سیڑھی دھو کر دھون کا پانی اپنی ترانڈ اور باتوں پر چھڑکتے ہیں۔

نواح شملہ سے لوگ لکڑی کے لٹھے، سلپر وغیرہ بہتے ہوئے پانی میں ڈال کر روانہ کرتے ہیں اور ان کے منزل مقصود پر پہنچنے کے لئے وہ ایک ہزار روپے تک کی پھیل حضرت خواجہ کے نام پر دریا میں ڈالتے ہیں ان کا عقیدہ ہے کہ یہ روپیہ حضرت خواجہ کے نام پر دریا میں ڈالنے سے ہمارا مال بلا نقصان منزل مقصود پر پہنچ جائیگا۔

(ج) بعض عقیدتمندانہ منشیں مرادیں:-

اہل حاجت آپ کے دربار میں حاضر ہو کر منشیں مانتے ہیں اور جب مراد بر آتی ہے تو منشیں بڑھانے آتے ہیں۔ بعض امراء منشیں مانتے ہیں کہ اگر ہماری فلاں مراد بر آئے گی تو ہم آپ کے ہاں کی چھوٹی یا بڑی دیگ بکوائینگے یا فلاں عمارت تیار کرائینگے یا کار چوبی چادر وغیرہ قوالی کیساتھ پیش کریں گے۔ بعض منت مانتے ہیں کہ اگر ہماری فلاں مراد بر آئیگی تو کپڑے یا بھجوں کی چادر پیش کریں گے۔ درگاہ میں محفل میلاد منعقد کریں گے، قوالی کرائیں گے۔ سبیل یا حوض میں شکیں بھرا دیں گے۔ اگر ہمارا بچہ اتنی عمر کا ہو جائیگا تو ہم اسے آپ کی درگاہ میں پیسوں میں تول کر فقرا کو پیسے تقسیم کریں گے۔ بعض لوگ منت مانتے ہیں کہ اگر ہمارے اولاد ہوگی تو ہم پہلا بچہ درگاہ میں چڑھائیں گے۔ ایسے حضرات بچہ ہونے پر پہلا بچہ اپنے وکیل درگاہ کی معرفت درگاہ میں پیش کر دیتے ہیں۔ ایسے بچے ہمیشہ اجیر میں ہی رہتے ہیں اور درگاہ چڑھے کہلاتے ہیں۔

حسین

بعض حاضرین اور خدما

بعض مہاجرین

ذیل میں ان اصفا کا ذکر کیا جا رہا ہے جنہوں نے غریب نواز کی محبت سے متاثر ہو کر وطن سے ہجرت کی اور اجیرا کر قیام پذیر ہوئے۔

تاج المہاجرین حضرت سید ملک محمد عالم مرشدی و مولائی سلطان رنداں حضرت سید ملک محمد عالم کی ولادت تقریباً ۱۲۸۵ء میں ہوئی آپ کا آبائی وطن المعروف بہ گدڑی شاہ بابا خجڑ والے اور جائے ولادت قصبہ بکلی خلع شاہ پور (پنجاب) ہے آپ کے

والدہ ماجدہ حضرت شیر محمد کوسکوں کی عماری میں ماگیرلی تھی۔ آپ ناف بریدہ اور فتنہ شدہ پیدا ہوئے بچپن ہی سے آپ بجائے کھیل تماشوں میں مصروف لینے کے جنگلوں میں غزلت گزیر رہا کرتے تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ جب آپ کی مفارقت سے زیادہ بیقرار ہو کر تلاش کراتی تو آپ جہیزوں بعد اپنی والدہ سے ملنے مکان پر پلے آتے تھے مگر کچھ عرصہ بعد جب آپ کے والد نے رحلت کی تو آپ نے گھر پر بالکل آنا ترک کر دیا۔ ابتدائے سلوک میں آپ منظم شاہ رستہ اللہ علیہ (جکا مزار راولپنڈی میں ہے) کے پاس رہے۔ انہاں بعد اپنے حاجی جان محمد کے ارشاد کے مطابق اجیرا کر لقیہ تمام عمر کا حصہ ہیں گذارا۔ آپ تقریباً ساٹھ سال تک دربار غریب نواز میں حاضر رہے۔ آپ نے سیر و سیاحت بہت کی تھی۔ زیارت حرمین۔ نجف اشرف۔ کربلائے معلیٰ وغیرہ سے مشرف ہوئے تھے۔ اس فواح میں مدتوں پھرے تھے جب بلند اور شریف حاضر ہوئے تو پیر مصطفیٰ آگے قدموں کے نیچے لیٹ کر انبار غفر کیا۔ آپ کی بود و باش نہایت سادہ تھی۔ معمولی خورد واک تناول فرماتے تھے۔ اکثر ٹاٹ کا کرتہ زیب تن فرماتے تھے۔ تہنہ باندھتے تھے۔ گدڑی اوڑھے رہتے تھے اسوجہ سے آپ گدڑی شاہ بابا مشہور ہوئے۔ اکثر رہنہ سر رہتے ہاتھ میں ایک عصا رکھتے تھے۔ اجیر شریف سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ایک باغ میں عرصہ تک مقیم رہے۔ یہ باغ نصیر آباد جانیوالی سڑک پر واقع ہے یہاں ایک چتہ مسقف مسجد اور ایک بلند جبرہ پر ایک شہید کا مزار بھی ہے۔ آپ دن کے وقت شہر اجیر میں راکتے گھر گھر پھر کر لوگوں کو فیض پہنچاتے تھے۔ بیماروں کو دم کر کے پانی دیتے تھے۔ اہل حاجت کے لئے دعا فرماتے تھے۔ حضرت خواجہ بزرگ کی دعا میں روزانہ پائیں شریف کی جانب متصل اراکائی والاں آکر بیٹھا کرتے تھے۔ کبھی کبھی عالم راز و نیاز میں کئی کئی دن تک سر بسجود رہا کرتے تھے۔

آپ نہایت خوش خلق نرم مزاج تھے کسی سے تصور ہو جاتا تو فرماتے بھول ہو گئی گر غصہ نہ فرماتے۔ اہل رضا
میں روزے رکھتے۔ ماہ محرم کی یکم تاریخ سے دس تاریخ تک بھی روزہ دار رہتے۔ خوراک بقدر لایموت تھی
اکثر کھانا تناول فرمانے سے قبل گرم پانی پی لیا کرتے تھے۔ آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی۔ روزانہ درگاہ
میں بوقت شب سماع سنتے تھے جماعت چھٹی اور عرس شریف کی محافل سماع میں اکثر موجود رہتے تھے۔ اہل جمہور
اور بیرونی صاحبان نے آپ سے بہت فیوض حاصل کئے۔ آپ ہر ایک کے دکھ درد میں اس کی جہت کی دعا
فرمایا کرتے۔ کار سازان کی دُعا مستجاب فرماتا۔

فیض رسائی کے پیش نظر لوگ آپ کو رحمتِ اجمیر کہتے ہیں آپ سے بکثرت کرامتوں کا ظہور ہوا۔ لاعلان
بیماروں نے شفا پائی۔ مُردے زندہ ہو گئے درد مندوں نے سکون حاصل کیا۔ اہل حاجت کی حاجت براری
ہوئی۔ درمندانوں کی عقدہ کشائی۔ لاچاروں کی مشکل کشائی ہوئی طالبانِ حق خدا ربیدہ ہوئے۔
آپ کا وصال بمر ۱۲۰ سال بتاریخ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۲۷ھ بروز یکشنبہ دن کے ڈیڑھ بجے
محکم پورانی منڈی میں ہوا۔

قناتی اللہ شد فیصل اللہ

تاریخ وفات ہے۔

۱۳

۲۶

مزار شریف غریب نواز کے چڈ شریف پر سنگ مرمر کی بارہ دی میں ہے۔ مخلوق آج تک آپ کے
مزار پر حاضر ہوتی ہے اور فیض پاتی ہے۔ آپ کا سالانہ عرس ۸ رمضان سے ۱۰ رمضان تک ہوتا ہے
خادمی وقف میں آپ کے عرس کے مسافرت کیلئے رقم وقف ہے۔ غریب نواز کی درگاہ کا محلہ خدات عمر
بکالا ہے۔ دیوان اور منوکی صاحبان محافل سماع میں موجود رہتے ہیں۔

حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ کاشی پوری۔ ابراہیم خان صاحب مرحوم۔ قاضی
صاحب مرحوم۔ دروغہ عبدالعزیز خان صاحب مرحوم اور بعض دیگر حضرات آپ سے نسبت رکھتے ہیں۔ مزید تشریح
تحت مرزاہ "بعض شہری اسلامی نقادین" درج ہیں۔

حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ آپ کا نام عبدالرحیم ہے مگر آپ قاضی بابا
بھولے شاہ اور قاضی گدڑی شاہ کے القاب سے یاد کئے جاتے ہیں۔ حضرت گدڑی شاہ رحمت اللہ علیہ کے
جانشین ہیں۔ آپ کا خاندان سلیم پور گدھی ضلع بجنور کا قدیم باشندہ ہے مگر آپ کا وطن کاشی پور ضلع فیض آباد
ہے آپ کے والد بزرگوار شیخ علی بخش صاحب مرحوم میراں پور جانشین میں جوئے کی دکان کیا کرتے تھے۔

آپ کی ولادت ۱۲۶۶ھ میں ہوئی۔ ابتدائی زمانہ میں آپ بونگے شاہ صاحب کاشمی پوری (جنگ مرزا مہر مریدین ایک باغ میں ہے) کی صحبت میں رہے۔ شادی کے بعد آپ کے یہاں ایک فرزند اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ بعد ازاں آپ ترک وطن کر کے اجیر شریف آگئے۔ کچھ دن دربار غریب نواز میں حاضر رہے۔ ایک دن عالم رویا میں غریب نواز نے حضرت گدڑی شاہ بابا کی طرف اشارہ کر کے آپ سے فرمایا کہ "انکے مقلد بگوش ہو جاؤ" مگر آپ موصوف کو اس وقت تک نہیں جانتے تھے کئی دن تک تلاش میں رہے کہ جو صورت دکھائی گئی وہ کس کی ہے۔ آخر جوٹہ یا بندہ ایک دن آنحضرت گدڑی شاہ لوگوں کو روٹیاں تقسیم فرما رہے تھے کہ آپ نے انہیں دیکھ کر پہچانا۔ لینے والوں کی صف میں کھڑے ہو گئے۔ غرض تک موصوف کی خدمت کی ہمیشہ ساتھ رہتے تھے فیض روحانی سے مستفیض ہوئے۔ دولت فقر سے مالا مال ہوئے۔

آپ زیارت حرمین سے شرف ہوئے بعد از شریف عرصہ تک حاضر رہے۔ آپ زیادہ تر عالم سکر میں رہا کرتے تھے۔ روزانہ سہ پہر کے وقت آستانہ غریب نواز پر حاضری دیا کرتے تھے۔ چھٹی۔ پنجشنبہ اور عرس کی محافل سماع میں اکثر موجود رہتے تھے۔ حضرت گدڑی شاہ کے عرس میں بلاناغہ حاضر رہتے تھے۔ آپ کا دھال بھراؤ ستر سال بتایا ۵ شوال المکرم ۱۳۱۷ھ میں بروز کیشنبہ ڈیرہ بکچہ دن کے وقت مکہ پرانی منہ جی میں ہوا

یاد مقام قرب حق ابن سالک دین میں "آپ کے دھال کی تاریخ ہے۔"

۱۳

ہجری

۳۳

مرزا شریف غریب نواز کے چلہ پر ایک مسقف حجرہ میں ہے حجرہ میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فرش ہے۔ لوگ یہاں حاضر ہو کر فیض حاصل کرتے ہیں۔

آپ کا سالانہ عرس ۲ شوال سے ۵ شوال تک ہوتا ہے۔ علم درگاہ غریب نواز عرس شریف کی خدمت بجا لاتا ہے۔ محافل سماع کے وقت دیوان اور منولی درگاہ موجود رہتے ہیں۔ عرس کے مصارف کے لئے فادی وقف سے رقم وقف ہے۔ مزید تفصیلات تحت سرنامہ بعض شہری اسلامی تقاریر" درج ہیں

حضرت احمد علی شاہ بنارسویؒ آپ نے تقریباً پچاس سال اجیر میں رہ کر مخلوق خدا کو فیض پہنچایا۔ آپ کے مریدین کی تعداد خاصی ہے۔ آپ کا دھال ۵ جمادی الاول ۱۳۱۷ھ مطابق ۱۹۱۲ء ہوا۔ مرزا غریب نواز کے چلہ پر ہے۔ آپ کے مریدین آپ کا سالانہ عرس کرتے ہیں۔

حضرت محمد علی شاہ قادریؒ آپ کا ٹیٹا واڑ کے رہنے والے تھے۔ وطن ہے بھرت کر کے تفسیر کیا

ساتھ سال جبر میں مقیم رہے۔ آپ جمعہ کی نماز درگاہ شریف میں پڑھا کرتے تھے مگر راستہ میں کسی سے بات نہیں کرتے تھے۔ بایض، تنہائی بند اور مستثنیٰ درویش تھے۔ چوبیس عطا صاحب بغدادی سے شرف بیعت حاصل کیا تھا۔ آپ کا وصال تباریخ ۱۰۱۲ھ بمطابق ۱۳۵۱ء میں ہوا۔ دانش کی رہتی میں مزار ہے۔ آپ کے مریدین آپ کا سالن عرس کرتے تھے مگر وہ لوگ پاکستان چلے گئے ہیں۔ مولف پر غایت فراتے تھے۔

حضرت یعقوب شاہؒ | آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال درگاہ کے ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ بڑے متواضع بایض درویش تھے آپ کا وصال ۱۰۱۲ھ بمطابق ۱۳۵۱ء میں ہوا۔ مزار غریب نواز کے جلد میں جنرل احاطہ میں ہے۔ مزار کا تعویذ نہیں ہے صرف زمین کے فرش پر خطوط کھینچ کر مزار کا نشان بنادیا گیا ہے۔ مولف کے ساتھ بان کی تواضع سے پیش آیا کرتے تھے۔

حضرت رنگین شاہؒ | آپ منظر نگر کے باشندہ تھے۔ وطن کی سکونت ترک کر کے اجیر میں مقیم ہوئے۔ تقریباً پچاس سال دربار غریب نواز میں حاضر رہے۔ رنگین کپڑے پہنا کرتے تھے۔ متوکل درویش تھے۔ حاجی محمد خان صاحب کی حویلی میں رہا کرتے تھے۔ مرض الموت میں مبتلا ہو کر وطن چلے گئے وہیں تقریباً بیس سال ہوتے انتقال ہو گیا۔ مولف سے اتحاد رکھتے تھے۔

سید معصوم علی شاہؒ عرف حافظ نابینا | آپ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال بھولی دیگ کے قرب ایک حجرہ میں مقیم رہے۔ آپ پیاروں کو تعویذ اور پانی دم کر کے دیا کرتے تھے۔ بہت لوگ آتے تھے۔ ایک شب آپ نے باد از بند بسلسلہ راز و نیاز غریب نواز سے یہ گلہ کیا کہ تمام عمر تو یہاں گزری اب آخری وقت میں یہاں سے باہر بھیجا جاتا ہے۔ صبح ہونے پر آپ جب بچے پور روانہ ہوئے۔ بچے پور اسٹیشن پر لوگ اور سی دن آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کے وصال کو تقریباً پندرہ سال ہو گئے۔ مزار بچے پور میں مکیں شاہؒ کی خانقاہ میں ہے۔

حضرت معصوم بابا چاروب کش خواجہ | آپ درگاہ شریف میں جہاز دہنے کی خدمت بجا لایا کرتے تھے۔ آپ کا وصال تباریخ ۲۹ جزدی ۱۲۲۳ء بمطابق ۱۳۴۱ء میں ہوا۔ مزار غریب نواز کے جلد پر متصل اندرونی دروازہ واقع ہے۔

عبد الکریم شاہ تاجی جے پوری | چند سال سے آپ نے اجیر مکان خرید کر کے رہنا شروع کر دیا تھا۔ آپ حضرت نان الدین بابا ناگپوری سے فیض یافتہ تھے۔ آپ کے مریدین بہت ہیں ضلع علی گڑھ میں کثرت ہیں

فادات اجیر کے زمانہ میں بحالت علالت کراچی چلے گئے وہیں ۱۳۶۶ھ میں وصال ہوا۔ مولف کے بڑے دوست تھے اکثر ہم دونوں کو باتیں کرتے پوری شب گزر جاتی تھی۔

حاجی قدرت اللہ کشمیری آپ کا مزار محلہ اندر کوٹ میں لب کائنات باڈری ہے۔ بتاریخ ۲۰ ربیع الثانی سالانہ عرس ہوتا ہے۔

حاجی سید احمد خاں بختیار غزنوی آپ نے وطن سے ہجرت کر کے اجیر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ خواجہ اللہ بخش تونسوی کے خلیفہ ہیں۔ آپ کا وصال بتاریخ ۲۴ شعبان ۱۳۱۵ھ میں ہوا، مزار متصل مولہ کھنہ درگاہ شریف کے مغربی دروازہ سے ملا ہوا ہے۔

عبدالعزیز خاں الہ آبادی آپ نے وطن سے ہجرت کر کے اجیر میں مقیم ہو گئے۔ محلہ اجیری ڈرے کی ہتائی کے محوہ میں رہا کرتے تھے۔ کچھ لوگ آپ کے مرید بھی ہیں۔ محمد خان صاحب بیادری آپ کے خلیفہ ہیں۔ پندرہ سال کے قریب ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار چلہ سالار غازی پر ہے۔

کوثر علی شاہ رفاعی آپ رفاعی سلسلہ کے بزرگ تھے۔ آپ کا مزار چلہ سالار غازی پر ہے۔

حافظ بشیر علی بیگ کرتوری آپ کو تومند اور ضلع بجنور کے باشندہ تھے۔ وطن سے ہجرت کر کے تقریباً پچاس سال اجیر میں مقیم رہے۔ مشرق درویش تھے۔ محلہ شتان میں رہتے تھے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۷ شعبان ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۴۳ء میں ہوا۔ ایک سو سال سے زائد عمر پائی۔ آپ کا عرس آپ کے مریدین

دیگر کرتے ہیں۔ مزار جاریاری میں متصل درگاہ ہے۔

مولوی بخاری شاہ آپ متقی پرہیزگار درویش تھے۔ تقریباً چالیس سال اجیر میں رہے۔ دھان منڈی کی ایک مسجد میں قیام کیا۔ شروع زمانہ میں آپ بہت عسرت سے گزر کرتے تھے۔ پھر صاحب نصاب ہو گئے۔

اجیر میں کچھ آپ کے مریدین بھی تھے مگر فادات اجیر کے زمانہ میں پاکستان چلے گئے۔ آپ کے وصال کو تقریباً پچیس سال ہوئے۔ مزار غریب نواز کے چلہ پر احاطہ جزئی میں ہے۔

سید عاشق علی شاہ ریدی الواسطی فتح پور مسودہ آپ نے وطن سے ہجرت کر کے زمانہ دراز اجیر میں گزارا۔ عالم فاضل اور واعظ تھے۔ نیاز یہ سلسلہ کے درویش تھے۔ متوکل۔ خوش بیان اور صاحب نظر

تھے۔ غریب نواز کا آپ پر کرم تھا۔ لب چالارہ درگاہ کے ایک حجرہ میں رہا کرتے تھے۔ بتاریخ ۱۲۴۲ھ مطابق ۱۹۵۲ء بمصر ۷ سال آپ کا انتقال ہوا۔ شاہجہانی مسجد کے زیر دیوار چار باری میں دفن ہوئے کسی نے مراقبہ میں دیکھا کہ جب منکر نیکر نے آپ سے سوال کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ہمارے تو مالک خواجہ غریب نواز ہیں ان سے پوچھ لو۔ غریب نواز نے عالم باطن میں ان سے فرمایا کہ جو میرا رب اور دین ہے وہی انکا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں بخش دیا۔

حافظ محمد یوسف گدڑی شاہی | آپ پنجاب کے سکھ تھے۔ حضرت گدڑی شاہ کی توجہ سے مشرف بہ اسلام ہوئے۔ موصوف سے نسبت رکھنے کے باعث لوگ آپ کی بہت عزت کیا کرتے تھے بنی گروں کے چوک میں رہا کرتے تھے۔ تقریباً بیس سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔ مزار حضرت گدڑی شاہ کے داہنی جانب ہے۔ سنگین فرش پر آپ کے مزار کا نشان بنا ہوا ہے۔

ذوقی شاہ | آپ پچھلے دنوں ہجرت کر کے اجیر آگئے تھے۔ یہاں مکان بھی بنوایا تھا۔ مگر فسادات اجیر کے موقع پر کراچی چلے گئے تھے۔ آپ وارث حسین شاہ کھنوی کے خلیفہ ہیں آپ کے بہت سے مریدین ہیں ۱۲۴۵ھ میں بمقام عرفات بوقفہ حج آپ کا وصال ہو گیا۔

حضرت جاناگیر شاہ کبیل پوش چشتی صابری | آپ پٹانوں کے مشہور اور مرموز قبیلہ تاج خیل سے

تعلق رکھتے ہیں۔ آپ کی والدہ میدان ہیں۔ آپ کا وطن اور جائے ولادت قصبہ شنبہ ضلع مردان ہے آپ کالی کالی اور ہاگرنے تھے۔ اس لئے کبیل پوش مشہور ہوئے۔ تقریباً بیس سال کی عمر میں آپ وطن کو غیر باد کہہ کر ہمارا جہ سروہی کے باڈی گارڈوں میں ملازم ہو گئے۔ حضرت محمد غریب شاہ (جن کا مزار اجیر شریف کے ریلوے اسٹیشن کے بالکل قریب اب بھی موجود ہے) نوکری چھڑا کر آپ کو اپنے ساتھ لے آئے اور بیعت سے مشرف فرمایا۔ غریب نواز کی درگاہ میں دیگوں کے متصل ایک حجرہ میں آپ کو مقیم کرایا۔ حضرت خواجہ کے فیض باطنی اور مرشد کی تعلیم و تلقین کے باعث اعلیٰ مراتب پر پہنچے۔ آپ کے خوارق و عادات مشہور ہیں۔ آپ سے ہزاروں بندگانِ خدا نے فیض پایا۔ اوائل میں آپ احمد آباد میں کچھ دن تک رہے۔ بعد ازاں اجیر کے محلہ دگی بازار میں ایک مکان تعمیر کر کر سکونت اختیار کی۔ تقریباً پچھتر سال کی عمر پائی ۱۳۲۵ھ یا ۱۳۲۶ھ میں بوقت عصر آپ نے رحلت فرمائی۔ دفن گور غریبان میں بمقام اجیر ہے۔

بعض موجودہ مہاجرین

حضرت حبیب اللہ شاہ صاحب | بن سعد اللہ خاں بن فیض اللہ خاں۔ حضرت جانیگر شاہ صاحب کے بیٹے داماد اور خلیفہ ہیں۔ آپ حبیب اپنی والدہ ماجدہ، والدہ بزرگوار اور بیوی کی شفقتوں سے دس سال کی عمر میں محروم ہو گئے توفیق چھانے آپ کی سرپرستی فرمائی اور آپ کو احمد آباد سے لے آئے پندرہ سال کی عمر میں آپ کو ثنوت بیعت حاصل ہوا۔ بعد ازاں آپ سلسلہ مجاہدات بھوپال، بکیر شریف، پاک پٹن شریف اور اگرہ بھیجے گئے۔ اکیس سال کی عمر سے اکتالیس سال کی عمر تک آپ لب دریا شاہجہاں پور کی ایک مسجد میں قیام فرما رہے ہیں۔ پیر و مرشد کے انتقال کے بعد سے آپ کا قیام اجیر شریف میں رہتا ہے۔ آپ کے مریدین کی خاصی تعداد حیدر آباد کن، شاہجہاں پور وغیرہ میں ہے۔ آپ کے مرید مولوی امداد احمد صاحب زبیری نے آپ کے اور آپ کے سلسلہ کے بزرگوں کے حالات بکثرت لکھے ہیں۔ یہ کتاب ابھی طبع نہیں ہوئی ہے۔ یہ سلسلہ حضرت محمد کرم شاہ مست السنت اور حضرت برکت علی شاہؒ سے ہوتا ہے حضرت بیال جی نور محمد جھانویؒ سے متصل ہوتا ہے یہ حاجی شاہ امداد اللہ مہاجر کی کے پیر و مرشد ہیں۔

ڈاکٹر عبد الحمید صاحب مینائی لکھنوی | آپ وطن کی سکونت ترک کر کے تقریباً پندرہ سال سے اجیر شریف میں رہتے ہیں۔ کچھ پڑھے پاموش شخص ہیں۔ مینائی خاندان سے تعلق ہے۔ صابر و شاکر ہیں۔ دربار خواجہ میں حاضر رہتے ہیں۔ صوفی مشرب ہیں۔

ماسٹر کفیل احمد صاحب زبیری لکھنوی | آپ تقریباً بیس سال سے اجیر میں رہنے لگے ہیں۔ اکل حلال سے گذرادات کرتے ہیں۔ ایک اسکول قائم کر لیا ہے۔ اسی کی آمدنی سے بسر کرتے ہیں۔ اس میں آٹھویں درجہ تک کے بچے تعلیم پاتے ہیں۔ مین اور معلم بھی پڑھاتے ہیں۔ حضرت احمد علی شاہؒ بنارسی اجیری کے مرید ہیں۔ اپنے سال سرد عالم (صلعم)، مولائی کرم اللہ وجہہ اور حضرت زبیرؒ کی سالانہ فاتحہ کرتے ہیں۔

محمد خانصاحب بیادری | آپ وطن کی سکونت ترک کر کے اکثر اجیر میں رہتے ہیں۔ پہلے غریب نواز کے ہندو شریف پورہ کرتے تھے۔ مگر فادات اجیر کے بعد سے آپ درگاہ کے ایک حجرہ میں رہتے ہیں۔ بیادری میں آپ کے کچھ مرید ہیں آپ عبد العزیز خانصاحب الدہ آبادی کے مرید و خلیفہ ہیں۔

محمد خادم حسن خادم معینی گڈڑی شاہی مراد آبادی نام الاجیری مولف کتاب ہذا | مولف کی وراثت ہندام

مراد آباد بنارس ۳ دسمبر ۱۸۹۳ء مطابق ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۱۲ھ بروز دوشنبہ ہوئی۔ والد مرحوم و مغفور کا نام محمد منظر حسن ہے۔ مولانا فضل الرحمن شاہ گنج مراد آبادی سے بیعت تھے۔ اپنے پیر کی طرح شریعت کے پابند تھے۔ روزانہ صبح اوراد و وظائف کا مشغل تھا۔ مراد آباد کے روسا میں سے تھے۔ گھاؤں گراؤں والے تھے تقریباً پانچ ہزار روپیہ ماہوار کی آمدنی تھی پہلے مولف کو ماسٹر عبدالرحمن صاحب سے گھر پر ابتدائی تعلیم دلائی۔ بعد ازاں گورنمنٹ اسکول مراد آباد میں داخل کرادیا یہاں سے ایس۔ ایل۔ سی کا امتحان پاس کیا پھر پورنٹرل کالج الہ آباد میں تحصیل علم کی۔ عربی۔ فارسی مولوی عبدالحی صاحب لکھنؤی کے شاگرد مولوی غوث محمد صاحب سے پڑھی۔

۱۹۱۱ء میں براہ معربیت المقدس اور زیارت حرمین شریفین سے مشرف ہوا فریضہ حج ادا کیا۔ دوبارہ ۱۹۲۵ء میں نجف اشرف کربلائے معلیٰ اور بغداد کے اولیاء اللہ کے مزارات کی زیارت کرتا ہوا بذریعہ موٹر عراق سے مدینہ منورہ و مکہ منظرہ پہنچکر زیارت حرمین شریفین اور حج سے مشرف ہوا مراد آباد سے ہجرت کر کے اجیر میں قیام کیا۔ مرکز عقیدت حضرت عبدالرحیم شاہ صاحب المدون بہ قاضی گدڑی شاہ کاشی پوری اجیری کے فیض صحبت سے فیضیاب ہوا۔ دربار غریب نواز میں حاضری کی سجاد حاصل کی۔ آجنگ اُن کی شانِ کریمی اس بے ہنر کو بنا رہی ہے۔

احقر کا مختلف ادوات میں مہنسی، کراچی، الہ آباد، لکھنؤ، جہد آباد دکن، کلکتہ، لاہور۔ بریلی، دہلیوں، بانی پت، کرنال، جے پور، ایشام، اگرہ، دھولپور، گوالیار، فتح پور، سیکری، سہارنپور، روڑکی وغیرہ پہنچنا ہوا۔

مذا شاہ امر وہوئی۔ پھول شاہ چند سوئی (ضلع مراد آباد) میاں خواجہ احمد صاحب رامپوری۔ احمد میاں شاہ صاحب گنج مراد آبادی۔ پیارے شاہ صاحب مجذوب اکبر آبادی وغیرہ سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ معین الارواح، ذکر عثمان، وفات رسول، ہجرت رسول، جام حسین، بادۂ معرفت، صحیفہ معانی صورتِ سرمدی، فتح خیر، سلطان مصر، مختصر معین الارواح وغیرہ اس مقبر کی تصانیف ہیں۔

عقیدہ تمندانہ حاضریاں و زندور

ہندوستان کے لاکھوں افراد خواجہ بزرگ کے سلسلہ میں داخل ہیں اور آپ سے محبت، ارادت

اور عقیدت رکھتے ہیں۔ اہل سلسلہ کے علاوہ بھی متعدد کثیر افراد آپ کے رشتہ عقیدت میں منسلک ہیں انکی تعداد قابلِ اہل سلسلہ سے بھی زیادہ ہے۔ آپ کا دارِ عقیدت صرف باشندگانِ ہندوستان تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ بیرونی ممالک کے لوگ بھی آپ کے روحانی فیض سے مالا مال ہیں۔ افغانستان، ترکستان، عراق، عرب، مصر، خراسان، ہالینڈ، فرانس اور چین وغیرہ کے لوگ بھی آپ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ سے عقیدت رکھنے والے صرف مسلمان ہی نہیں ہیں بلکہ پارسی، عیسائی، ہنود وغیرہ بھی آپ سے عقیدت رکھتے ہیں۔ آپ کی عظمت، بزرگی اور فیضِ روحانی کے قائل ہیں۔ آپ کی درگاہ میں قریب قریب ہر مذہب و ملت کا پیرو ہر گروہ اور طبقہ کا شخص خواہ وہ فقیر ہو یا درویش، عالم ہو یا غفلت صاحبِ قلم ہو یا شاعر، لیڈر ہو یا لکچرار۔ بادشاہ ہو یا رئیس، غریب ہو یا مسکین آپ کے فیضِ لسمال دربار میں پہنچتا ہے اور آپ کے روحانی فیض سے مستفیض ہوتا ہے۔ ذیل میں بعض حاضر ہوئے والے صاحبان کا تذکرہ درج کیا جاتا ہے۔

(الف) دورِ گزشتہ کے بعض درویشوں کی حاضریاں :-

حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ آپ نے غریب نواز کی حیاتِ ظاہری میں بھی زیارت کی اور اجہر حاضر ہو کر جلد کشی بھی کی۔ تقبیل پیچھے آچکے ہیں۔

شیخ شرف الدین بوعلی شاہ قلندر یانی پتیؒ آپ ادلیا سے نامدار مجازیب بادقار و مشائخ صاحب اسرارِ چشت سے ہیں۔ اوائل عمر میں آپ تحفیلِ علم میں مصروف ہوئے اور مجاہدہ اختیار کیا۔ جب جذب و سکڑ بڑا تو کتابیں دیا میں والدین اور قاضیانِ چشت سے ارادت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کی تصانیفِ عشق و محبت و عوارف و خباہین و توحید و ترک و محبت مونا میں بہت ہیں۔ آپ کے دو خطوط بھی شکل کتاب میں جو اپنے اپنے مرید اختیار الدین کو لکھے ہیں۔

آپ قدیم باشندہ شہر بانی پت کے ہیں آپ کے والد کا نام سالار فخر الدین ہے اور والدہ کا نام

نبیانی حافظہ جمال ہے ان کے مقابر پانی پت میں جوار شہر میں سمت شمال واقع ہیں۔ آپس کے بہن مریدانِ
 خلفاء ہیں۔ علماء الدین و جلال الدین بادشاہانِ دہلی آپ سے ارادت رکھتے تھے۔
 بقول سیرالاقطاب آپ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ کوئی کی اولاد میں سے ہیں اور چند واسطوں سے
 آپ کا نسب امام اعظم سے ملتا ہے۔
 سیرالاقطاب میں مرقوم ہے کہ آپ کا شجرہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی تک اس طرح
 پہنچتا ہے:-

شیخ بوعلی شاہ قلندر مرید و خلیفہ شیخ عاشق خدا دوسے مرید شیخ امام الدین ابدال دوسے
 مرید شیخ بدر الدین غزنوی دوسے مرید و خلیفہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی دوسے
 آپ حضرت شمس الدین ترک پانی پتی کے ہم عصر ہیں۔ جب حضرت شمس الدین بکھر شریف سے
 پانی پت میں تشریف لائے تو شہر میں قیام فرمایا۔ شیخ بوعلی شاہ قلندر شہر میں باگھوئی مقام پر رہا کرتے
 تھے مگر بعد ازاں بڑھاکھیرہ میں قیام فرمایا۔ یہ قریب متصل کرناں ہیں۔
 مشہور ہے جب آپ دربارِ غریب نواز میں حاضر ہوئے اس وقت خواجہ بزرگ کا مزار اقدس
 کچھا تھا آپ نے روضہ منورہ کے قدام سے فرمایا کہ اس مزار کی خدمت کرو گے تو تمہاری اولاد بہت
 بچھے بچھے گی۔

بقول سیرالاقطاب تذکرۃ العابدین آپ کا وصال بتاریخ ۳۱ رمضان المبارک ۷۲۴ء میں ہوا
 مزار پانی پت اور کرناں دونوں مقامات پر ہے۔
 مولانا فخر الدین زراعتی آپ حضرت نظام الدین والاویار کے خلفائے فاضل اور باران
 و خاداران اور مریدان و جاں نثاران میں سے ہیں۔ جامع علوم ظاہری و باطنی تھے۔ صاحب
 زہد و تقویٰ و ذوق و عشق و محبت و وجد و سماع تھے۔ فقہ و حدیث و تفسیر میں مہارت و فن

تھے۔ شہرگوئی میں بھی ممتاز زمانہ تھے۔ آخر جاذبِ حقیقی نے کھینچا اور آپ سلطان الماویہؒ حضرت محبوب الہی کی خدمت میں حاضر ہو کر صدق کے ساتھ مرید ہوئے اور مسلک درویشاں میں مسلک ہوئے۔
غیاث پور میں رہنے لگے۔

آپ چند بار خواجہ بزرگ معین الدینؒ کے روضہ کی زیارت کے لئے اجیر آئے اور شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کے مزار پر انوار کی زیارت کے لئے اجدہن (پاک پٹن) پہنچے۔ آپ اکثر سفر میں رہا کرتے تھے شب روز کوہ و بیاباں میں گزارا کرتے تھے۔ حضرت نصیر الدین چراغ دہلوی فرمایا کرتے تھے کہ جو کچھ مجھے ایک ماہ میں منکشف ہوتا وہ فخر الدین زراوی کو ایک ساعت میں ہو جاتا۔

آپ محمد تغلق بادشاہ کے حکم سے دہلی سے جلاوطن کئے گئے تو بیت اللہ کی سمت روانہ ہو گئے بعد ازاں سے حج و زیارت روضہ عالیہ نبوی بغداد میں آئے اور علمائے عصر سے علم حدیث میں بحث کی یہاں سے کشتی میں ہندوستان روانہ ہوئے۔ کشتی دریا میں غرق ہو گئی تو آپ بھی سسٹھ میں غرق ہو کر رحمت ہو گئے۔

شیخ بدیع الدین عرف شاہ مدارؒ آپ ہندوستان کے مشہور شائکین دادیہاں کبار میں سے ہیں مرید شیخ طیفور شامیؒ کے ہیں۔ جب آپ ہندوستان تشریف لائے تو اوّل بار دربارِ غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ اجیر میں آپ کو کلہ ہانسی پر چندے منکشف رہے۔ حضرت خواجہ کی باطنی اجازت حاصل کر کے آپ کا لہی تشریف لے گئے۔ آپ کی وفات ۸۳۳ھ میں ہوئی مزار کمن پور میں ہے۔

حضرت شیخ سلیم (اسلم) چشتیؒ آپ کی ولادت ۸۲۳ھ میں ہوئی۔ آپ خواجہ ابراہیمؒ کے مرید ہیں فتح پور سیکری آپ کے والد کا نام بہا الدین ہے آپ بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی اولاد میں سے ہیں۔ ابتدائی تعلیم اپنے بڑے بھائی شیخ موسیٰ سے حاصل کی بعد ازاں سرسند جا کر شیخ مجدد الدینؒ سے علوم تحصیل کئے۔ اٹھارہ سال کی عمر میں آپ براہِ خشکی حج کے لئے روانہ ہوئے تیس سال

۱۲۱۱ھ دیکھو خزینۃ الامنیاء جلد اول صفحہ ۳۵۵ (الف) دیکھو تذکرۃ العابدین صفحہ ۲۳۲-۲۳۳ و تاریخ جد ولہ صفحہ ۸۳

(ب) مفصل حالات تذکرۃ المتقین۔ مختصر البیان۔ ظہیر العادین میں موجود ہیں آپ کی ولادت ۸۲۳ھ میں ہوئی (خزینۃ الامنیاء جلد اول صفحہ ۳۵۵)

۱۸۴۱ھ میں فتح پور سیکری تشریف لائے۔ ۱۸۶۲ھ میں پھر حج کے لئے سورت روانہ ہوئے۔ ۱۸۹۱ھ میں واپس ہندوستان آکر فتح پور سیکری میں خانقاہ تیار کرائی۔ شیر شاہ۔ سلیم شاہ اور اکبر کو آپ سے عقیدت تھی۔

مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اکبر اور آپ دربارِ غریب نواز میں حاضر تھے۔ اکبر نے آپ سے دریافت کیا "حضرت خواجہ کی کیا شان ہے؟" آپ نے فرمایا: "حضرت خواجہ بزرگ کی یہ شان ہے کہ اکبر جیسا بادشاہ اور سلیم جیسا مسکین عرصہ سے دربار میں حاضر ہیں مگر اب تک بادیابی نصیب نہیں ہوئی" آپ کی دُعا سے اکبر کے یہاں شہزادہ سلیم عمر کے کو تولد ہوا۔ آپ کا وصال ۲۹ رمضان المبارک ۹۷۶ھ میں ہوا۔ بقول مفتاح التواریخ آپ کا وصال ۲۷ رمضان ۹۷۹ھ میں ہوا۔ مزار پر انوارِ فتح پور سیکری میں اگر دسے ۲۴ میل ہے۔ سالانہ عرسِ بڑی شان سے ہوتا ہے۔ آپ کی درگاہ وسیع شاہانہ عمارت پر مشتمل ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ آپ کی ولادت ۱۵۷۱ھ میں ہوئی۔ آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی اولاد میں ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ میں شیخ عبدالباقیؒ کے سلسلہ قادریہ میں شیخ اسکندرؒ کے اور سلسلہ چشتیہ صابریہ اور سلسلہ سہروردیہ میں عبداللہؒ سے مرید ہیں۔

جس زمانہ میں آپ اخیر تشریف میں حاضر تھے۔ ماہ مبارک رمضان برسات میں آیا بارش بکثرت ہوتی تھی اور شب و روز اس سے فرصت نہ ہوتی تھی۔ حضرت مسجد (صندلی مسجد) میں نماز تراویح میں قرآن پڑھا کرتے تھے۔ بوجہ بارش اور غلبہ حرارت آپ کو اور آپ کے درویشوں کو بہت تکلیف پہنچتی ایک شب تراویح کے بعد آپ مسجد سے نکلے اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر فرمایا کہ اگر تین ختم قرآن تک جو ہماری سنتِ دائمی ہے۔ بارشِ شب میں فرصت دے تو کیا اچھا ہو۔ ایسا ہی ہوا کہ سائیموں شب تک کہ تین قرآن تمام ہو گئے تھے۔ پانی شب میں نہ برساتا تھا۔ سائیموں شب کو ایک دم اتنا پانی برسا کہ گویا دہانہ منک کا بند تھا اور اب اُسے کھول دیا گیا ہے۔ جاگیر نے آپ کو قید کر دیا تھا ڈوبرس تک مقید رہے پھر رہا ہوئے۔ جاگیر اس فعل سے شرمندہ ہوا۔

۱۸۲۲ھ دکن غزینہ امینا جلد اول صفحہ ۱۵۷ و مفتاح التواریخ صفحہ ۱۸۴

۱۸۱۲ھ دکنو حضرت القدس و فردوم صفحہ ۱۸۴ و مفتاح التواریخ صفحہ ۱۵۹ و مفتاح التواریخ صفحہ ۱۸۴

آپ کا وصال ۱۰۳۴ھ (بقول دیگر ۱۰۲۳ھ) بماد صفر تین تاریخ کو بمبر ۶۳ سال ہوا۔ مزار شریف
میر بند میں زیارت گاہ خلافت ہے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔

شیخ عبداللہ بن سید عمر | آپ کا نسب نامہ بارہ واسطوں سے حضرت غوث الثقلین تک پہنچتا ہے۔ آپ
بن سید حسین خلیج | اپنے والد سے خرقہ پہنا۔ ہندوستان کے اکثر شاخ سے آپ نے ملاقات کی۔ دہلی
کے نزدیک موضع بہتہ میں اقامت اختیار فرمائی۔ شیخ سلیم چشتی کی رفاقت میں سفر پر گئے اور زیارت حرمین سے
مشرق ہوئے۔ ہندوستان آکر مرشد کے اشارہ سے اجیر جا کر حضرت خواجہ بزرگ کے روضہ منورہ کے
متصل جلد کیا اور برکات و فیوض حاصل کئے۔ حضرت خواجہ کے باطنی اشارہ کے مطابق پھر موضع بہتہ میں
آکر رہنے لگے۔ آپ سے بہت مخلوق فیضیاب ہوئی۔

جائگیرنے آپ کو غضبناک ہو کر طلب کیا مگر جب آپ پہنچے تو موم ہو گیا۔ آپ کا وصال بتاریخ دست
ربیع الاول ۱۰۳۴ھ میں بروز جمعہ ہوا۔ آرام گاہ بہتہ ہے۔ عرس میں بیچ کثیر ہوتا ہے۔
حضرت سیدنا شاہ ابوالعلا اکبر آبادی | آپ کی ولادت ۱۰۹۹ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے عسم بزرگوار
امیر عبداللہ سے بیعت میں اور فیض روحی حضرت خواجہ بزرگ سے ہے۔ جائگیر کے عدا وائل میں آپ
اجیر حاضر ہوئے بعد ازاں اجیر سے اکبر آباد آئے۔

آپ کا وصال بتاریخ ۹ صفر المنظر ۱۰۹۱ھ میں ہوا۔ مزار مقدس محلہ وزیر پورہ کے قریب اگرہ میں
ہے۔ آپ کا سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔ آپ کے سلسلہ کے لوگ حیدر آباد دکن، دانا پور وغیرہ میں
اکثر ہیں۔ مفصل حالات "سجات قاسم" مرتبہ سید شاہ محمد قاسم دانا پوری میں ہیں۔

میر سید احمد بن میر سید محمد سالکن کالپی | آپ وارث ولایت محمدیہ اور حامل رایت احمدیہ ہیں۔ آپ نے
ابتدائی زمانہ میں اپنے والد سے تحصیل علم کیا مگر نفیر بیضاوی وغیرہ آپ نے شیخ محمد افضل الہ آبادی سے
پڑھی۔ آپ اپنے والد سے بیعت ہیں۔ چوبیس سال کی عمر میں اپنے والد کی سند ارشاد پر حکم ہوئے۔ آپ کے

۱۔ دیکھو حضرت القدس دفر دوم ۱۱۳۴ھ و سفینۃ الاولیاء ۱۵۸۱ھ و مفتاح التواریخ صفحہ ۳۳

۲۔ آثار الکلام و فرائد صفحہ ۲۷

۳۔ دیکھو امیر صفحہ ۱۰۱۱ و تاریخ جہولہ صفحہ ۸۵ و مفتاح التواریخ صفحہ ۲۵۵-۲۵۸

والد آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ محمد واحد ایک ہیں۔

جب آپ کے والد حضرت خواجہ بزرگ کے مزار کی زیارت کر کے رخصت ہوئے تو فرمایا کہ حضرت خواجہ نے مجھے رخصت فرمادیا اور دستارِ پند احمد کے سر پر بندھوا دی۔ حضرت پند احمد بھی اپنے والد کی سنت کے مطابق ایک مرتبہ اجیر میں حاضر ہو کر حضرت خواجہ کی روحانیت سے فیضیاب ہوئے۔ آپ عالمگیر کے ہم عصر ہیں۔ اس نے خط بھیج کر آپ کو بلایا یہی تھا مگر آپ کا وصال ہو گیا تھا۔ تاریخ وصال ۱۹ صفر ۱۰۸۵ھ ہے آرام گاہ کالجی ہے۔

حضرت فخر الدین المعروف بہ مولانا فخر آپ سے بکثرت خوارق اور کرامتیں ظہور پذیر ہوئیں۔

صاحب مقام عالیہ تھے۔ اپنے والد مولانا نظام الدین قدس سرہ کی خدمت میں علوم ظاہری و باطنی حاصل کئے۔ خلافت پائی۔ بعد ازاں چند سال نواب نظام الدولہ ناصر جنگ والی حیدر آباد دکن اور تہمت بارخاں کی سرکار میں بسر کی۔ آپ کے انفاس منبر کی برکت سے بہت سے گم گشتگان نے راہِ ہدایت حاصل کی۔ حیدر آباد سے ترک سکونت کر کے اجیر تشریف آئے۔ چندے دربار خواجہ میں حاضر رہے۔ آخر سلطان الہند کے ارشاد باطنی کے بموجب دہلی میں تشریف فرما ہوئے آپ سے مخلوق کو بہت فیض پہونچا۔ لاکھوں صاحبان آپ کے سلسلہ میں ہیں۔ کتاب نظام العقائد، رسالہ مرجعہ اور فخر الحسن آپ کی تصانیف سے ہیں۔ آپ ۳۲ سال تاریخ ۷ جمادی الاخر ۱۰۹۹ھ عالم بقا میں تشریف فرما ہوئے۔ آپ کے وصال کی تاریخ یہ ہے:-

”خورشید دو جہاں“

۹۹ ھ ۱۱

آپ کا مزار قطب صاحب کی درگاہ میں اندرونی دروازہ کے متصل زیارت گاہ خلافت ہے سولف نے زیارت کی ہے۔ آپ نظامی سلسلہ کے چراغِ ہدایت ہیں۔ تونسوی اور بنیازی شافعی آپ بنی سے جڑی ہوئی ہیں۔

سید غلام علی شاہ مرشد آبادی آپ کی ولادت ۱۱۳۱ھ میں ہوئی۔ مرشد آباد آپ کا مولد ہے

آپ کے والد امیر کبیر تھے۔ فارغ التحصیل ہونے کے بعد آپ کو عیالات کی طرف توجہ رہی۔ آپ حج کے لئے گئے۔ واپس آکر اجیر شریف میں حاضر ہوئے۔ پھر شاہ محمد جمال سے مرید ہوئے۔ مراتب عالیہ پر پہنچے۔ آپ کا وصال ۱۱۲۱ھ جمادی الاول ۱۲۱۱ھ میں ہوا۔ مزار اہل بہانی میں ہے۔

مولوی محمد ضیا الحق عرف رمضان علیؒ آپ ۱۲۱۱ھ میں بہار رمضان المبارک پیدا ہوئے۔

مولانا عبد العزیز سے علم ظاہر کفیل کیا اور حضرت رحیم بخش علیہ رحمۃ سے ۱۲۲۱ھ میں خلافت پائی ۱۲۳۲ھ میں باجائز مرشد جے پور تشریف لائے۔ محلہ چاک سواران میں قیام کیا۔ پچاس سال کی عمر میں آپ پر جذب غالب آیا۔ اسی حالت میں آپ خواجہ بزرگ کے روضہ کی زیارت کے لئے اجیر پہنچے اور حضرت برہان الدین قال کی درگاہ (جو اب سمار ہے) میں قیام فرمایا۔ بعد ازاں آپ غریب نواز کے ارشاد باطنی کے بموجب گوہار تشریف لے گئے اور مرزا عبد اللہ بیگ کی حویلی میں قیام فرمایا۔ اور معہ اپنی زوجہ محترمہ کے رہنے لگے۔ پھر اجیر شریف آگئے۔ آپ کی وفات بمعر ۶۳ سال بتاریخ ۱۲ ذیقعدہ بروز جمعہ ۱۲۶۲ھ میں ہوئی۔ محمد جنید المعروف بہ اکبر جہاں مولف احسن البسرائکے صاحبزادے ہیں۔

شاہ سید امام ابدالؒ آپ حضرت شاہ ہدایت اللہ قادری کے مرید و خلیفہ ہیں۔ در اس کے رہنے

والے ہیں۔ شیخ عظیم المرتبت ہیں۔ بعد حصول خلافت۔ انتقال اہلیہ اور نکاح دختر آپ اجیر شریف میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔ اجیر شریف سے تیس کوں کے فاصلہ پر چھپر ڈال کر سپاہیانہ لباس میں رہنے لگے مولوی محمد یثوب صاحب ناد نووی کا بیان ہے کہ میں نے شاہ صاحب کو اجیر کے شاعروں میں لباس سپاہیانہ بہت مرتبہ دیکھا۔ آپ کو شعر گوئی میں بدرجہ کمال ملکہ تھا۔ اجیر سے آپ دہلی آئے پھر گڑ گاؤں میں تشریف لائے، یہاں سے حج کے لئے بمبئی پہنچے۔ بمبئی میں کچھ دن قیام کر کے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے اور تاحیات وہیں رہے۔ آپ کی وفات بتاریخ ۱۲ ربیع الاول ۱۲۸۶ھ میں ہوئی۔ مزار تشریف جنت البقیع میں ہے۔ آپ کے خلیفہ حاجی محمد عابد ہیں۔

شاہ محمد سجاد ابو العلانیؒ دانا پوریؒ آپ کی ولادت دانا پور بتاریخ ۲۱ رجب ۱۲۳۱ھ میں ہوئی۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے سید رکن الدین عشق سے شرف بیعت حاصل کیا۔

بعد حصول خلافت اپنے پیروں سے نہایت ہونے چالیس سال کی عمر میں آپ تارک الدنیا ہو کر حج کے لئے روانہ ہوئے۔ مدینہ منورہ میں دو سال تک قیام کیا۔ وہاں سے رسول خدا کے اشارہ باطنی کے مطابق اجیر شریف حاضر ہوئے۔ ایک عرصہ تک دربار غریب نواز میں حاضر رہ کر فیوض غریب نواز سے مستفیض ہوئے۔

آپ کا وصال ۱۲۹۸ھ میں ہوا۔ وصال سے چند لمحہ قبل فرمایا کہ حضرت سیدنا ابوالعلا اور حضرت خواجہ غریب نواز اجیری (باطنی طور پر) تشریف لائے ہیں۔

سید مظفر علی شاہ جعفری
قادی اکر آبادی

آپ کی ولادت بتاریخ ۲۱ جمادی الاول ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔ آپ اگرچہ کے متاز متاخرین میں سے ہیں۔ امجد علی شاہ صاحب کے بنیہ ہیں۔
بین سال تک ایک تنگ حجرہ میں بحالت تجرید بسر کی۔ پایادہ اجیر شریف حاضر ہو کر حضرت خواجہ کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوئے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۹ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ میں ہوا۔ مزار مدرسہ پنجہ شاہی میں ہے۔ آپ کے مریدین بکثرت تھے۔ سالانہ عرس باہتمام کرمی سید محمد علی شاہ صاحب میکش اکر آبادی ہوتا ہے۔ مولف بھی عرس میں شریک ہوا ہے۔

حاجی وارث علی شاہ
دیوہ شریف ضلع بارہ بنکی

آپ کی ولادت یکم رمضان ۱۲۲۷ھ میں ہوئی۔ آپ اپنے برادر نسبشی حاجی خادم علی شاہ کے مرید و خلیفہ ہیں۔ مشہور ہے جب آپ نے اجیر شریف آکر دربار خواجہ میں حاضری دی تو جو تہ پہننا ترک کر دیا پھر کبھی نہ پہنا۔ اجیر شریف سے آپ ناگور، پاکپٹن، بہکر۔ احمد آباد ہوتے ہوئے بمبئی میں تشریف فرما ہوئے۔ یہاں سے کہ معظمہ حاضر ہو کر حج اور زیارت حرمین سے مشرف ہوئے۔ پھر بیت المقدس بخف اشرف۔ کربلائے معلیٰ۔ کاظمین اور بغداد شریف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ آپ ہندوستان کے بہت مشہور درویش ہیں۔ آپ کے سلسلہ میں اس وقت لاکھوں افراد ہیں۔ آپ کی وفات بتاریخ یکم صفر النظر بروز جمعہ ۱۲۳۳ھ میں ہوئی۔ مزار مبارک دیوہ شریف میں زیارت گاہ خلافت ہے۔ عمارات مزار بہت عالیشان ہیں۔ سالانہ عرس بڑی شان سے ہوتا ہے۔ ہزاروں افراد شرکت کرتے ہیں۔

حاجی شاہ محمد اکبر دانا پوریؒ آپ کی ولادت بتایہ ۲ شعبان بروز چارشنبہ ۱۲۶۶ھ میں ہوئی
اگرہ مولد ہے۔ حضرت قاسم شاہ دانا پوریؒ سے علوم ظاہر و باطن حاصل کئے بتایہ ۲ رمضان المبارک
۱۲۸۱ھ جلد عام میں حضرت قاسم شاہؒ نے آپ کو خلافت عطا فرمائی۔

ایک دن آپ اجیر میں حاضر بار خواجہ تھے۔ شاہجہانی مسجد میں قیام تھا۔ ایک شخص نے آپ کی صدری کی
جبب میں سے گھڑی نکالنا چاہی۔ آپ نے نہ بھیر لیا وہ گھڑی لے کر چلا گیا آپ سلسلہ ابوالعالیہ کے مشہور
پردہ پوش اور صاحب تصرف درویش ہوئے ہیں۔ آپ کا وصال ۴ ارجب ۱۳۲۷ھ میں ہوا مزار اترین
دانا پوری میں ہے۔

حضرت نظام الدین شاہؒ آپ نظامیہ سلسلہ کے متعدد بزرگوں میں ہیں۔ حلقہ مریدین بہت وسیع تھا
دوران قیام موصوف دربار غریب نوازیں معہ مریدین حاضر ہوئے
عرفت تھے میاں نیازی بریلویؒ شاہ نیاز احمد صاحبؒ کی یادگار ہیں۔ عرصہ ہوا آپ کا وصال ہو گیا۔

اجیر میں بھی آپ کے بہت سے مریدین ہیں۔ بریلی کے علاوہ اجیر میں بھی آپ کا سالانہ عرس ہوتا ہے۔
حضرت خواجہ النکحش تونسویؒ آپ سلسلہ نظامیہ کی فخری شاخ کے بزرگ تھے۔ اکثر دربار غریب نوازیں
میں حاضر ہوئے ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد اکثر ہے۔ اجیر میں بھی آپ کے بہت مریدین ہیں۔ آپ کا سالانہ
عرس محلہ اندر کوٹ میں آپ کے مریدین کرتے ہیں۔

حکیم سید عرفان علی شاہؒ آپ غوث پاکؒ کی اولاد میں ہیں۔ محلہ گھڑیا۔ اگرہ کے ممتاز خاندان حکما میں سے
قادر علی اکبر آبادیؒ میں خاندان آپ کو دین و دنیا دونوں کی دولت عطا فرمائی تھی اپنے
بزرگوں کی خانقاہ الموسوم بہ دیوان خانہ کے سجادہ تھے۔ ہر سال عرس کے

موقعہ پردہ بار خواجہ غریب نوازیں حاضر کیا کرتے تھے۔ بہت سے مریدین ساتھ ہونے لگے۔ بڑے نمبر
باقیض درویش تھے بتایہ ۲ جمادی الاول ۱۳۳۷ھ مطابق ۳ ستمبر ۱۹۲۱ء میں آپ کا وصال ہوا۔ اگرہ میں
مزار ہے آپ کے مریدین داخل سلسلہ آپ کا سالانہ عرس کرتے ہیں۔

حکیم سید واصف حسین شاہؒ آپ قادر علی ہیں۔ حضرت عرفان علی شاہ کے خلیفہ اول ہیں۔ بڑے
خوش مزاج درویش تھے۔ وعظ بھی کئے تھے۔ کانپور کے محلہ
بھوسہ گدی میں حکمت کرتے تھے۔ سالانہ غریب نوازیں کے عرس میں

حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ کے مریدین و خلفائے سے بھی بعض آپ کی یہ سنت ادا کرنے میں۔ مؤلف کے بڑے دوست تھے۔ اخیر میں مؤلف ہی کے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ بتاریخ ۲۰ رجب بوقت صبح سماع کیا تاہم غریب نواز کی فاتحہ کے ساتھ غلام محی الدین شاہ صاحب کلیسی جیدر آبادی کی فاتحہ بھی الاوقات معینی گڈری شاہی کبھی کے دفتر میں سالانہ کیا کرتے تھے۔ آپ کا وصال ۱۲۶۶ھ میں ہوا۔ مزار گرھیا اگرہ آپ کے سکون مکان میں ہے۔

سید سلطان حسین شاہ چشتی صابری امر دہوئی | آپ امر دہہ (ضلع مراد آباد) کے سادات میں سے ہیں۔ بڑے پرفرائی زند شرب درویش تھے۔ حضرت صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کے مرید ہیں۔ آپ کو والی کا بہت شوق تھا۔ سات سو غزلیات یاد تھیں۔ قولان جاں غلطی کرتے۔ آپ لقمہ دیا کرتے تھے۔ تقریباً پندرہ سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مزار قصبہ ڈھولنا (ضلع علی گڑھ) میں ہے۔ مؤلف کے دوست تھے۔

شاہ نواب غلام محی الدین خاں کلیم | آپ کو اللہ تعالیٰ نے دین و دنیا دونوں عطا کئے تھے۔ جیدر آباد دکن میں بچہ تعلقداری امور تھے۔ بعد ازاں ناظم جاگیرات ہو گئے۔ پہلے آپ کبیل شاہ بابا (خواجہ زادہ) کے

محبوب تھے (دہوئی) سے مرید ہوئے۔ پھر حضرت سردار شاہ جیدر آبادی سے مرید ہو کر فیضیاب ہوئے۔ غریب نواز سے بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ سالانہ عرس شریف کے موقعہ پر دربار خواجہ میں حاضری دیا کرتے تھے۔ آخری زمانہ میں مؤلف کے پاس قیام کیا کرتے تھے۔ مؤلف بھی آپ کے بلانے پر مرید جیدر آباد گیا۔ بڑی خاطر مارات کیں۔ آپ کی وفات بجارہ نہار ۱۲۶۱ھ میں ہوئی۔ آپ کا مزار اپنے مرشد کے پاس میں کلیسی شاہ کے مزار کے برابر ہے۔

نظیر شاہ عرف محبت شاہ اکبر آبادی | آپ مواب شاہ گوالیار کی مرید اور عرفان علی شاہ اکبر آبادی سے طالب ہیں۔ شروع میں جذب کی حالت رہی۔ پھر سلوک میں آئے۔ عرصہ تک اگرہ میں محی الدین و فاکر مسجد میں قیام رہا۔ تقریباً ہمنوے سال ۱۲۶۵ھ میں آپ کا وصال ہوا۔ مزار حضرت سید ابوالاعلا اکبر آبادی کی درگاہ کے متصل میدان میں ہے۔ آپ کے خلفاء سید شان علی قسمت اللہ وغیرہ ہیں۔ مؤلف سے بڑے خلوص رکھتے تھے۔

ضیاء صاحب نظامی کٹرہ مانیک پور | آپ بڑے ملنا خوش خلق درویش تھے۔ خانقاہ حبابہ کے سجادہ تھے۔ غریب نواز کے عرس میں اکثر حاضری دیا کرتے تھے۔ مؤلف سے خلوص رکھتے تھے۔

حکیم دامن حسین شاہ صاحب کے ہمصر اور دوست تھے۔

شاہ احمد رضا خاں صابری راہپوری | آپ صوفی محمد حسین شاہ مراد آبادی کے مرید و خلیفہ تھے خوش اوقات درویش تھے کبھی کبھی اجیر شریف آکر دربار خواجہ میں حاضری دیا کرتے تھے آپ کا وصال اپور میں ہوا۔ مزار احاطہ درگاہ حضرت جمال الدین میں ہے۔ مؤلف سے انکار رکھتے تھے۔ آپ کے خلیفہ سید سجاد حسین شاہ صاحب آپ کا سالانہ عرس کرتے ہیں

احمد علی جمال شاہ المعروف بہ کبیل شاہ بابا ڈھلوی | آپ خواجہ انجش تولوی کے خلیفہ ہیں۔ غریبوں کے عرس میں حاضری دیا کرتے تھے۔ سید فیض علی گوٹہ والے کے یہاں قیام فرمایا کرتے تھے۔ درگاہ میں شاہجانی مسجد میں بیٹھا کرتے تھے۔ درگاہ کے پتھروں کو چوہا کرتے تھے۔ کبھی کہتے سجدہ نہیں کر رہا ہوں۔ یہاں کے پتھروں کو چاٹ رہا ہوں۔ آپ نے کبھی روضہ غریب نواز کی طرف پشت نہیں کی نہ کبھی قبۃ شریف کے اندر گئے۔ البتہ ایک مرتبہ مولانا محمد حسین شاہ الہ آبادی اور شاہ التفات احمد ردو لوی آپ کی دونوں بغلوں میں ہاتھ ڈال کر آپ کو روضہ غریب نواز میں لے گئے تھے۔ آپ کا وصال بتاریخ ۱۰ شعبان ۱۳۱۵ھ میں ہوا۔ متصل درگاہ حضرت محبوب الہی ہری کے گنبد میں آپ کا مزار ہے۔ مریدین فاتحہ سالانہ اور مراسم عرس ادا کرتے ہیں عبد الرحیم شاہ سدا سہاگ لکھنوی | آپ طبع آباد کے ایک کھاتے پیئے گھرانے کے دکن تھے۔ ابروی بھوڑ کر فیضی اختیار کی۔ بڑے مراد تھے۔ کلہ شریف کے پڑانے حاضر باش تھے۔ ہر دو بار بھی تبرک کے لئے جایا کرتے تھے۔ سدا سہاگ مشرف سے تعلق تھا۔ بڑے وضع دار اور مہذب درویش تھے۔ غریب نواز کے عرس میں تقریباً پچاس سال تک سالانہ حاضری دی۔ مؤلف سے بڑی دوستی تھی۔ آخری زمانہ میں مؤلف ہی کے پاس قیام فرماتے تھے۔ آپ کے متقین اب تک آپ کی اس سنت پر قائم ہیں۔ سماع میں نفس کیا کرتے تھے۔ بانیض درویش تھے۔ آپ کا وصال ۱۳۱۵ھ کے ماہ محرم میں بمقام لکھنؤ ہوا۔ مزار بانہ شریف (لکھنؤ سے ۲۴ میل پر) کے باغ میں ہے۔

سید میر محمد بادشاہ گواٹ | آپ حضرت احمد علی جمال شاہ کے خلیفہ ہیں۔ دربار خواجہ میں بارہ سال تک پیر کی تلاش میں رہے ایک دن اشارہ باطنی ہوا کہ دربار محبوب الہی میں حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کرو۔ چنانچہ آپ نے دہلی آکر احمد علی جمال شاہ المعروف بہ کبیل شاہ بابا سے شرف بیعت حاصل کیا۔ خلافت ملنے پر سلسلہ کو ترقی دی۔ آپ کا قیام انرولی (ضلع علی گڑھ) رہا کرتا تھا۔ آپ کے مریدین اب تک علی گڑھ،

جودھ پور اور اجیر وغیرہ میں ہیں۔ آپ کو سماع سے بہت رغبت تھی۔ غریب نواز کے عرس سے واپسی پر آپ جے پور آئے یہاں تبارک ۱۹ شعبان ۱۱۳۵ھ میں وفات پائی۔ مسکین شاہ کے کیمہ میں آپ کا مزار ہے۔
بابو رستم شاہ چشتی اکبر آبادی | آپ دیلوے گاؤں تھے۔ غریب نواز سے عقیدت رکھتے تھے۔ اجیر کے زائرین کو بڑا آرام پہنچایا کرتے تھے۔ ہر سال مہرین غریب نواز کے عرس میں حاضری دیا کرتے تھے۔
 مولف سے ملاقات تھی۔ آپ کا مزار اگرہ محلہ عید گاہ میں ہے۔

حاجی محبوب علی عطار اکبر آبادی | آپ اکبر آباد کے محلہ نان گنج میں رہا کرتے تھے سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ اپنے دادا پیر غلام علی لاہوریؒ سے بھی فیض یافتہ ہیں۔ اول مرتبہ جب زیارت حرمین کے لئے روانہ ہوئے تو پہلے دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ دوسری مرتبہ اپنے نام گھر کے لوگوں کو حج کے لئے ساتھ لے گئے۔ آپ کا وصال ۱۳۵۶ھ میں ہوا۔

بابو جیا مراد آبادی | آپ حضرت شاہ مذاق اور خواجہ الرحمنؒ تو نسویؒ سے فیض یافتہ ہیں سلطان المشائخ کی درگاہ میں اکثر حاضر رہتے تھے۔ دربار غریب نواز میں بھی کبھی کبھی حاضری دیا کرتے تھے۔ آپ شاعر تھے سماع کا بہت شوق تھا۔ تقریباً دس سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کا مزار موضع جانگیر (درمیان درگاہ خواجہ قطب صاحب و سلطان المشائخ) میں ہے۔

عزیز الرحمن شاہ صابریؒ مراد آبادی | آپ حضرت شاہ غلام حسین شاہ چشتی صابریؒ مراد آبادی کی خانقاہ الموسوم بہ بیغہ شریف کے سجادہ تھے۔ بڑے خوش مزاج متواضع درویش تھے مشہور ہے۔ خانقاہ بیغہ میں جسکا جوئے کم ہو جائے اس کے لئے جہری ہوتی ہے مگر جب موصوف دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے تو یہاں آپ کا جوئے کم ہو گیا تقریباً پندرہ سال ہوئے آپ کا وصال ہو گیا۔ مولف سے اتنا درکھتے تھے مزار خانقاہ بیغہ مراد آبادی میں ہے۔ آپ کے ہر سہ صاحبزادگان آپ کا عرس کرتے ہیں۔

میاں جان شاہ علی گڑھ | آپ تقریباً پچاس سال سے غریب نواز کے عرس میں حاضری دیتے ہیں۔ سمرہ اور بعض ادویات بھی لوگوں میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ بڑے متوکل ہیں۔ درگاہ کے ارکانیہ والاں میں قیام کرتے ہیں۔ مولف سے واسطہ رکھتے ہیں۔ تین چار سال سے عرس میں نہیں آئے شاید انتقال ہو گیا۔
صوفی خدابخش چشتی لاہوریؒ | آپ بڑے ثابت قدم اور دھندلار صوفی تھے۔ غریب نواز کے عرس میں عرصہ دراز سے حاضری دیا کرتے تھے۔ تیدا امرار احمد صاحب۔ سابق متولی درگاہ کے یہاں آپ کا

قیام رہتا تھا۔ مولف سے بہت محبت سے ملتے تھے۔ لاہور میں خاقانہ غوثیہ کے قریب رہتے تھے۔ غریباً تین سال ہوتے آپ کا انتقال ہو گیا۔

مہتاب شاہ داری لکھنؤی آپ رنگین پوش مجدد صفت درویش تھے۔ عبدالرحیم شاہ مدنی سے فیض یافتہ تھے۔ بکیر شریف اور اجیر شریف میں بموتہ عرس حاضری دیا کرتے تھے۔ مولف سے شناسائی تھی۔ کچھ دنوں آپ کا انتقال ہو گیا۔

مولانا معین الدین مراد آبادی آپ مراد آباد کے محلہ کسرول کے رہنے والے تھے۔ انجمن رنگ کے محلہ میں کام کرتے تھے۔ ترک مطلق کر کے درویشی اختیار کی۔ عرصہ تک کانپور میں پھر حیدر آباد میں قیام کیا وہیں وصال ہوا۔ آپ اکثر غریب نواز کے عرس میں حاضر ہوتے تھے۔ بڑے بڑا ذوق علم دوست صوفی تھے مولف سے اتحاد رکھتے تھے۔ آپ نے فتویٰ مولانا دوم اور فرید الدین عطار کے تصدیق کی ہے۔

محمد ابراہیم شاہ المعروف بہ آپ خواجہ الانکس تونسوی کے مرید ہیں۔ بڑے بڑا ذوق متوکل صوفی اور زبان لکھنے والے شاعر تھے۔ صوفی تخلص کرتے تھے۔ غریب نواز صوفی قادری الکلام دہلوی کے عرس میں اکثر حاضر ہوا کرتے تھے۔ درگاہ غریب نواز اور مولانا

ضیاء الدین بے پوری میں عرصہ تک مقیم بھی رہے۔ حضرت محبوب الہی کی درگاہ اقدس میں رہا کرتے تھے مولف سے بہت خلوص سے پیش آنے لگے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے۔ کچھ دنوں آپ کا وہیں وصال ہو گیا۔

الف شاہ اکبر آبادی آپ بن پوری کے مولوی عبدالرشید خشت صابری کے مرید ہیں۔ خوش مزاج سمر صوفی تھے۔ ساہا سال تک آگرہ میں مقیم رہے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان چلے گئے۔ معلوم ہوا ہے کہ وہاں حال میں ان کا انتقال ہو گیا۔

مولوی سید امام علی اکبر آبادی آپ درود و ظاہل میں بہت مشغول رہتے تھے۔ آگرہ کی عثمانیہ مسجد واقعہ محلہ بادون گلی میں امامت کرتے تھے۔ عرصہ تک اجیر میں مقیم رہے پھر آگرہ آگئے۔ کبھی کبھی غریب نواز کے عرس میں حاضری دیا کرتے تھے۔ تقسیم ہند کے بعد آپ پاکستان چلے گئے۔ سنا ہے وہیں انتقال ہو گیا۔ آپ کا لڑکا اب مذکورہ بالا مسجد کی خدمت کرنا ہے۔

جماعت علی شاہ علی پور سیدان ضلع سیالکوٹ آپ کے مریدین بکثرت ہیں۔ ہندوستان کے

شہور مونی ہیں۔ بہت متقی پرہیزگار تھے۔ کبھی کبھی حضرت خواجہ کے عرس میں حاضر ہوا کرتے تھے۔ آپ کا وصال ہو گیا۔

(ب) سلاطین امراء اور حکام کی حاضریاں:-

سلطان شہاب الدین غوری [حبِ تفصیل گذشتہ پرتوی راج کو شکست دینے کے بعد اجیر حاضر ہوا حضرت خواجہ کے دست حق پرست پر بیعت بھی کی۔]

سلطان شمس الدین التتمش [ایک متقی پرہیزگار بادشاہ غریب نواز سے عقیدت رکھتا تھا۔ حضرت خواجہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے تعلیم سونٹ بھی حاصل کی۔ مزید تفصیلات حصہ یونانی میں درج ہیں۔]

۸۵۹ھ [ایک روز ایک عریفہ اس جماعت کا جو ہارونی کے نواح میں تھی سلطان محمود خلجی غنیمی کی نظر سے گذرا اس میں لکھا تھا کہ اسلام کی ابتداء مالک ہندوستان میں]

اجیر سے ہوئی جو مرشد الطائفہ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری رحمۃ اللہ علیہ کی خواجگاہ ہے۔ اب چونکہ یہ مقام کفار کے قبضہ میں آگیا ہے۔ اس لئے اب کوئی اثر اس مقام پر اسلام یا شائر الاسلام بجا باقی نہیں ہے۔ سلطان عریفہ کے مضمون سے مطلع ہو کر حضرت خواجہ کی روح پر فتوح سے امداد کا طالب ہوا اجیر ہونچکر معرکہ آرائی ہوئی۔ قلعہ کا سردار گجادر معہ راجپوتوں کے قلعہ سے باہر نکلا۔ طرفین میں چار دن تک جنگ رہی۔ پانچویں روز گجادر مارا گیا۔ محمود کی فتح ہوئی۔ سلطان محمود شکر بجالایا اور حضرت خواجہ بزرگ کے روضہ کا طواف کر کے ایک مسجد (مسجد صندل خانہ جسکا ذکر آگے آئیگا) تعمیر کرائی۔ اور خواجہ نعمت اللہ کو سیف خاں کا خطاب دیکر اجیر کی حکومت پر مامور کیا۔ مزار اقدس کے مجاوروں کو انعام و اکرام دیکر منڈل گڈھ کی جانب روانہ ہوا۔

۷۹۸ھ [سلطان فیروز شاہ کی وفات کے بعد اُس کا فرزند سلطان محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ گجرات کے حالات کے مدنظر بادشاہ نے گجرات کی حکومت اپنے ایک سلطان ظفر خاں

۱۔ دیکھو افانسان حمید ص ۱۳۱ ۲۔ دیکھو آتشکدہ آذر ص ۲۶۳ ۳۔ دیکھو غلی شہزادہ اسرار

۴۔ دیکھو حسن ابر ص ۲۹۰ و ۲۹۱ فرشتہ جلد چارم ترجمہ محمد غزالی صاحب قلاب مقالہ جہم ص ۵۵۱-۵۵۲

نامی امیر اعظم ہمایوں ظفر خاں بن وجہ الملک کو عطا کی۔ بتاریخ قمری رجب الثانی ۹۵۲ھ خلعت خاص عطا کیا اور گجرات روانہ کیا۔ گجرات پہنچ کر اس کو معرکہ بہت سر کرنا پڑا۔ ۹۵۸ھ میں منڈل گور (مانڈل) کے مسلمانوں پر راجپوتوں کے حملہ کی خبر سن کر ظفر خاں ادھر متوجہ ہوا۔ اس نواح کا راجہ قلعہ میں بند ہو گیا مگر قلعہ میں طاعون پھیل گیا اور راجہ نے عاجز ہو کر لوگوں کو ظفر خاں کی خدمت میں عجز و نیاز کے لئے روانہ کیا۔ ظفر خاں اس واقعہ کو ناہید غیبی سمجھا فوراً انکی درخواست قبولی کر لی اور پیش کش وصول کر کے حضرت خواجہ معین الدین سجری رحمۃ اللہ علیہ کے آستانہ کی زیارت کے لئے اجیر روانہ ہوا اور حضرت خواجہ بزرگ کی روض پر فتوح سے غیر مسلموں پر فتح پانے کی مدد طلب کی۔ بعد ازاں ظفر خاں اجیر سے جلوارہ اور بلوارہ (بھیلواڑ) کی جانب روانہ ہو گیا اور تین سال ادھر کے سفر میں اس نے بسر کئے۔ اس سفر سے واپس ہو کر ظفر خاں نے اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کر کے اپنے کو مظفر شاہ کے نام سے مشہور کیا اور سلطنت گجرات کا بانی ہوا۔ مظفر شاہ نے ۹۸۵ھ میں ۱۷ سال کی عمر میں رحلت کی۔

۹۳۱ھ سلطان مظفر بن سلطان بیگرہ گجراتی بن سلطان محمد شاہ ۹۱۶ھ میں شہزادہ بہادر خاں تخت نشین اورنگ گجرات ہوا۔ اس کے دولہے کے شہزادہ سکندر اور شہزادہ بہادر خاں تھے۔ شہزادہ بہادر خاں باپ سے ناراض ہو کر چٹوڑ ہوتا ہوا ۹۳۱ھ میں خواجہ معین الدین حسن سجری کے مزار کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ حضرت خواجہ کے آستانہ سے فیضیاب ہو کر شہزادہ بہادر خاں میوات چلا گیا۔ آخر کار ۹۳۲ھ میں گجرات کا بادشاہ ہوا اور ۹۴۳ھ تک حکومت کی۔ ہمایوں نے ۹۴۳ھ میں اس پر غلبہ پاکر گجرات پر قبضہ کر لیا۔

۹۵۱ھ مطابق ۱۵۴۳ء شیر شاہ راجہ مالدیو حاکم ماروڑ کو شکست دینے کے بعد ۱۵۴۳ء شیر شاہ سوری میں درگاہ خواجہ معین الدین میں زیارت کے لئے حاضر ہوا اور

کافی رقم نذرانہ کو تقسیم کی جملہ مراسم ادا کئے جن میں طواف بھی شامل تھا بعد ازاں وہ تفرج کے لئے تاراگڈھ پر گیا چونکہ قلعہ میں پانی کی کمی تھی اس لئے اس نے معمار مقرر کر کے چشمہ حافظ جمال سے قلعہ پر پانی پہنچائیں اور اس کا نام شیر چشمہ رکھا۔

سلطان جلال الدین اکبر اکبر نے متعدد بار دربارِ غریب نواز میں عقیدت کے ساتھ حاضریاں دی ہیں ان میں سے بعض کی تفصیل حسب ذیل ہے :-

اکبر دار الخلافہ آگرہ سے فتح پور سیکری کی طرف نکلا کر کے لئے جا رہا تھا جب موضع منڈھا کر کے قریب پہونچا تو خواجہ معین الدین قدس سرہ کے مناقب اُس کے سامنے گائے گئے۔ حضرت خواجہ کے جلال کمالات اور خوارقِ عادات پہلے ہی اس کی مجلس میں مذکور ہو چکے تھے۔ وہ فرما طلب سے ملک کے تقدس کے مسافروں سے توسل اور استدعا دہت چاہتا تھا اس لئے خواجہ کے روضہ کی زیارت کا شوق اس کے دل میں پیدا ہوا عین شکار گاہ میں اُس نے اجیر جانے کا قصد کیا۔ بروز چار شنبہ بتاریخ ۸ جمادی الاول ۹۶۹ھ میں وہ چند ہمراہیوں کے ساتھ اجیر روانہ ہوا۔ اجیر پہونچکر اُس نے روضہ غریب نواز کی زیارت کی بعد ازاں آگرہ روانہ ہو گیا۔

۹۷۰ھ میں اکبر نے قلعہ چتور (چتور) فتح کرنے کا ارادہ کیا اور یہ منت مانی کہ اگر فتح ہوگی تو میں پایادہ حضرت خواجہ معین الدین کے روضہ کی زیارت کے لئے اجیر جاؤں گا۔ چنانچہ بعد فتح بتاریخ ۹ شعبان ۹۷۰ھ وہ پایادہ اجیر روانہ ہوا۔ جب ماٹل پہونچا تو شکوہ کرنے آکر عرض کیا کہ حضرت خواجہ نے پایادہ آنے سے منع کیا ہے اس لئے وہ سوار ہو گیا مگر جب اجیر ایک منزل رہ گیا تو پھر پایادہ ہو گیا۔ اجیر پہونچکر اُس نے بتاریخ ۱۷ رمضان المبارک ۹۷۰ھ میں روضہ کی زیارت کی۔ دس دن قیام کیا پھر آگرہ روانہ ہو گیا۔

۹۷۱ھ میں اکبر قلعہ ریختھ پور فتح کر کے اجیر شریف حاضر ہوا۔ اور حضرت خواجہ معین الدین جیسی کے آستانہ کی زیارت کی بعد ازاں آگرہ پہونچکر حضرت شیخ سلیم چشتی کی خدمت میں فتح پور سیکری گیا اس سے پہلے اکبر کے یہاں چند لڑکے پیدا ہو کر مر چکے تھے۔ شیخ سلیم چشتی نے زندہ لڑکے کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی۔ اسی زمانہ میں سلیم عالم ہوئی۔

اکبر نے منت مانی تھی کہ اگر میرے لڑکا ہوگا تو حضرت خواجہ معین الدین اجیر شریف کے آستانہ پر پایادہ حاضر ہو گا۔ چنانچہ جب بروز چار شنبہ بتاریخ ۱۷ ربیع الاول ۹۷۱ھ میں حضرت شیخ سلیم چشتی کے مکان پر

۱۔ دیکھو اقبال نامہ اکبری ۱۳۸-۱۳۹ دفتر جلد دوم صفحہ ۲۳۲ تا ۲۳۳ بارشاد سے پہلے جبرمائی کے لئے بھیجے جاتے تھے۔

۲۔ دیکھو اقبال نامہ اکبری ۱۶۷-۱۶۸ داکبر نامہ جلد دوم صفحہ ۳۰۸ تا ۳۰۹

۳۔ دیکھو دفتر جلد چہارم ترجمہ فدائے عالمی ص ۲۲۲ تا ۲۲۳ اقبال نامہ اکبری ۱۷۷-۱۷۸

فتح پور بکری میں جو انگیر پیدا ہوا تو اکبر بروز جمعہ بتاریخ ۱۲ رجب ۹۶۷ھ اگر سے پیادہ پار و منہ منورہ کی زیارت کے لئے گیا اور وہاں چند روز توقف کیا۔ مجاوروں کو بہت روپیہ تقسیم کیا۔ بتاریخ تیسری محرم ۹۶۸ھ میں اکبر کے یہاں دوسرا بیٹا پیدا ہوا۔ بادشاہ نے اس کا نام محمد مراد رکھا اور لقب ”بہاری“ سے لقب کیا۔ اس سال بھی بادشاہ نے اجیر شریف کا سفر اور طواف رومہ خواجہ بزرگ کیا۔

یکم صفر ۹۶۹ھ میں اکبر حصار فیروزہ کا تماشہ دیکھنے گیا۔ حصار فیروزہ سے اجیر شریف واپس آیا اور حضرت سلطان الهند کی زیارت سے مشرف ہو کر اگرہ پہنچا۔

بتاریخ ۲۰ صفر ۹۷۰ھ میں اکبر بیمار کھلتا ہوا اجیر روانہ ہوا اور بروز شنبہ بتاریخ ۵ ربیع الاول ۹۷۱ھ مذکورہ حضرت خواجہ معین الدین کے مزار اقدس کی زیارت سے مشرف ہوا۔ اور شائع و خدام و مجاوروں کو انعامات تقسیم کئے۔

بتاریخ سویم جمادی الثانی ۹۸۱ھ میں بروز چار شنبہ اکبر اجیر پہنچا اور حضرت خواجہ بزرگ کی درگاہ میں حاضر ہو کر شرائط طواف و لوازم استمداد بچالایا اور قریب دو لاکھ نقد و جنس کے حضرت خواجہ بزرگوار معین الدین اجیری اور خواجہ خنگ سوار کے آستانوں کے مجاوروں اور دوسرے مستحقین کو تقسیم کیا۔

اداًئل رمضان ۹۸۲ھ میں اکبر رومہ خواجہ معین الدین پر حاضر ہو کر لازم زیارت و شرائط طواف بجالایا۔

۹۸۳ھ میں اکبر اجیر حاضر ہوا اور حضرت خواجہ بندہ نواز (معین الدین چشتی) کی زیارت کر کے صبح و سالم واپس آیا۔

ہفتم ذیقعدہ ۹۸۳ھ میں اکبر فتح پور بکری سے طواف رومہ غریب نواز کی غرض سے اجیر روانہ ہوا اور دو شنبہ کے دن بتاریخ چہارم ذی الحجہ اجیر سے دس کوس پر مقام کیا۔ یہاں سے پیادہ پار و منہ منورہ

علی دیکھو گزیر جلد دوم صفحہ ۱۲۹۹ اقبال نامہ اکبری صفحہ ۵۹۳ و ۵۹۴ فرشتہ جلد چہارم ترجمہ نقالی صواب صفحہ ۲۳۲

۱۲۹۹ دیکھو فرشتہ جلد دوم صفحہ ۳۳۲ و ۳۵۲ و نقلی نسخہ طبعات اکبری مذکور درق ۲۳۵ (جو معین احمد صاحب زیر نظر سرٹھی کے کتب خانہ میں ہے)۔

۱۲۹۹ طبعات اکبری مذکور درق ۳۳۹ و نقلی نسخہ طبعات اکبری مذکور درق ۲۳۵ و تاریخ فرشتہ جلد چہارم صفحہ ۲۳۲ ترجمہ نقالی صواب

۱۲۹۹ دیکھو طبعات اکبری مذکور درق ۲۶۴ علی فرشتہ جلد چہارم مذکور صفحہ ۲۶۱-۲۶۲

استانہ عالیہ پر پہنچا اور دس ہزار روپیہ خدام و مجاوروں کو غایت کئے۔ شہباز خاں نے افغانوں سے قلعہ رہتاس فتح کیا اور اس کو اپنے بجائیوں کی سپرد کر کے خود بادشاہ کی خدمت میں روانہ ہوا۔ اسی سال بادشاہ اکبر پھر اجمیر شریف گیا۔ اور شکار کھیلتا ہوا دکن کی سرحد تک پہنچا۔ وہاں سے فتح پور بکری کا رخ کیا۔

۹۸۵ھ میں عرش آشیانی پھر اجمیر شریف گئے اور حسب عادت ایک کوس سے پایادہ ہو کر خواجہ غریب نواز کے آستانہ پر حاضر ہوئے اور فیضیاب ہوئے۔ روضہ منورہ کی زیارت کر کے دہلی روانہ ہوئے۔ بتاریخ ۱۶ رجب ۹۸۵ھ اکبر اجمیر روانہ ہوا۔ بتاریخ ۲۵ رجب ان جب اجمیر پانچ کوس رہ گیا تو وہ پایادہ پا حضرت خواجہ بزرگ کے روضہ کی زیارت کے لئے روانہ ہوا۔ اس درود اجمیر کے بعد چودہ سال تک وہ اجمیر نہیں گیا۔ مگر بقول طبقات اکبری درق ۲۷، ۸۰۲۷۷ اکبر ۹۸۵ھ میں اجمیر کے مزار کا طواف کر کے حضرت فرید خٹک کے مزار کی زیارت کے لئے پنجاب روانہ ہوا۔

شہباز خاں | آپ کا اصل نام شہزادہ اور عمدۃ الملک نظام الدین شہباز خاں خطاب تھا۔ لاہور کے رہنے والے تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب ۲۶ واسطوں سے حضرت عبداللہ ابن زبیر تک پہنچتا ہے۔ آپ کے اجداد میں بس سے حاجی جمال الدین عرب سے ہندوستان آکر شیخ بہار الدین ذکر یا لمٹانی کے مرید ہوئے ۹۸۵ھ مطابق ۱۵۷۷ء موافق ۱۶۳۳ھ میں اکبر نے آپ کی اور مرزا خاں و قاسم کی سرکردگی میں اودے پور کی طرف فوج روانہ کی تھی اس نے کوئٹہل پیر کو فتح کیا۔ ۹۸۶ھ میں اودے پور فتح کیا۔ ۹۸۷ھ میں اکبر نے اجمیر کے سرکٹوں کو زیر کرنے کے لئے آپ کو اجمیر بھیجا۔

۹۸۷ھ میں آپ کا اجمیر میں انتقال ہوا۔ چونکہ آپ کو حضرت خواجہ سے عقیدت تھی اس لئے آپ نے حضرت خواجہ کی درگاہ میں دفن کرنے کی وصیت کی تھی مگر خدام روضہ راضی نہ ہوئے۔ اس لئے ناچار آپ کو باہر دفن کیا گیا۔ رات کے وقت حضرت خواجہ نے مقبلین درگاہ کو عالم رویا میں تائید

ملک طبقات اکبری مذکور درق ۲۷، ۸۰۲۷۷ فرتہ بعد چارم ۳۶۱-۳۶۲ ترجمہ ذوالعلی صاحب علیہ اقبال نامہ اکبری صفحہ ۸۳

۸۷ خان کا خطاب ایک آپ کے خاندان میں چلا آتا ہے۔ آپ توفیق کے اجداد میں سے ہیں علیہ دیکھو الشاہر صفحہ ۸۷

۸۷ دیکھو تاریخ راج پرستی صفحہ ۸۷ دیکھو اقبال نامہ اکبری صفحہ ۳۶۹

سلسلہ جلوس :- شب یکشنبہ بموقع عرس خواجہ بزرگ روضہ منورہ میں حاضر ہوا اور
 آدھی رات تک میں وہاں رہا۔ خدام و صوفیا کو وجد رہا اور فقار و خدام گویں نے اپنے ہاتھ سے زر
 نقیب کیا۔ اس موقع پر کل چھ ہزار روپیہ نقد یکصد شوب کرتہ و ہفتاد بیس مرادید و مرجان دکھڑا
 تقسیم کی گئیں۔

سلطان شہاب الدین شاہجہاں شاہجہاں نے اپنے اکیس سال کے عہد حکومت میں پانچ بار
 اجیر اگر حضرت خواجہ کی درگاہ میں حاضری دینے کا شرف حاصل کیا۔

پہلی مرتبہ :- اسے جلوس کے سال اول میں اجیر آیا اور خواجہ بزرگ کے روضہ پر حاضری
 دینے کے بعد مجادان درگاہ پر بخشش فرما کر انھیں خوش کیا۔

دوسری مرتبہ :- بتاریخ ۱۰۳۱ھ رجب سلسلہ شاہجہاں بادشاہ نے اجیر کی رونق بڑھائی (حاضر ہوا)
 آنا ساگر کے کنارے قیام کیا وہاں سے پیدل چل کر آستانہ حضرت خواجہ بزرگ حاضر ہوا۔ روضہ

منورہ کی زیارت سے دل کی آنکھیں ٹھنڈی کیں۔ مبلغ دس ہزار روپیہ حضرت خواجہ کے خدام عالی
 مقام کو دیئے۔ زیارت کا شرف حاصل کر کے جامع مسجد میں آیا۔

تیسری مرتبہ :- یہ حاضری ۱۰۳۹ھ میں ہوئی اس موقع پر شہزادی جہاں آرا بیگم (ہنت شاہجہاں)
 بھی ساتھ آگرہ سے آئی تھی۔

چوتھی مرتبہ :- ۱۰۳۱ھ میں بادشاہ شاہجہاں پھر رونق افروز اجیر ہوا۔ دولت باغ میں قیام
 کیا اور وہاں سے پیدل چل کر آستانہ فیض کا شانہ پر حاضر ہوا۔ مزار اقدس کی زیارت کرنے کے بعد

مبلغ دس ہزار روپیہ حضرت خواجہ کے خدام عالی مقام اور دوسرے ضرورت مندوں کو عنایت کئے

ع۔ دکن و بنگالہ مالگیری صفحہ ۱۲۵ بطور سلسلہ و بطن سید احمد غازی پوری۔

ع۔ دکن و بنگالہ مالگیری صفحہ ۱۲۵

ع۔ کتاب التفتیح بحوالہ المرأة الاثر۔ ع۔ کتاب التفتیح صفحہ ۱۲۵ بحوالہ المرأة العالم و لفظ بختیاریاں

ع۔ کتاب التفتیح صفحہ ۱۲۵ بحوالہ المرأة الاثر۔ ع۔ کتاب التفتیح صفحہ ۱۲۵ بحوالہ المرأة العالم۔

اس موقع پر بھی شہزادی جہاں آرا بیگم امیر ساتھ آئی تھی۔

پانچویں مرتبہ :- تاریخ راج پرستی (صفحہ ۴۲) میں بحوالہ میر التاخرین مرآۃ العالم لکھا ہے کہ ۱۰۶۴ھ مطابق ۱۶۵۲ء موافق ۱۱۱۱ھ میں شاہجہاں واسطے میراجمیر کے گیارہاں سنا کہ چوڑے کے قلعہ کی مرمت ہو رہی ہے چونکہ یہ بات خلاف قرار داد تھی اور عہد جہانگیر بادشاہ میں جبکہ کن سنگھ دلدرا نامرنگھ نے ملازمت کی تھی تو یہ بات ٹھہر گئی تھی کہ رانا امرنگھ اور بعد اس کے جو کوئی اس کا جانشین ہو چوڑے قلعہ کی مرمت اور درستی نہ کرے۔ اس لئے حجۃ الملک سعد اللہ شاہاں وزیر کو جس ہزار سوار کے ساتھ واسطے مسار کو دینے قلعہ مذکور کے اس طرف روانہ کیا۔

شہزادی خور النساء بنت شاہجہاں | یہ شہزادی بہید جہانگیر امیر شریف حاضر ہوئی۔ بعض حالات آگے آئیے۔

شہزادی جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں | ایک مرتبہ اس نے اپنے والد شاہجہاں بادشاہ کے ساتھ ۱۰۶۴ھ میں اجمیر آکر روضہ غریب نواز پر حاضری دی۔ اس حاضری کے واقعات وہ خود اپنی کتاب مونس الارواح میں لکھتی ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے :-

”فقیر جہاں آرا بیگم جب اپنی خوش قسمتی سے اپنے والد (شاہجہاں بادشاہ) کے ساتھ بتاریخ ۱۳ شعبان ۱۰۶۴ھ آگرہ سے روانہ ہو کر بتاریخ ۱۷ رمضان ۱۰۶۴ھ جمعہ کے دن اجمیر پہنچی اور ساحل آنا ساگر کی عمارتوں میں قیام کیا۔“

اس حاضری کے ضمن میں شہزادی موصوفہ یہ بھی لکھتی ہے کہ بادشاہ شاہجہاں کو ایک زمانہ تک حضرت خواجہ بزرگ کی سیادت تسلیم نہیں تھی اور شبہ تھا مگر دوران قیام اجمیر ایک دن حضرت خواجہ بزرگ کی نسبت ابوالفضل کی تحریر پڑھ کر یہ شبہ رفع ہو گیا اور بادشاہ نے جہاں آرا کے قول کو مان لیا۔

بعد ازاں شہزادی موصوفہ نے ۱۰۵۳ھ میں اپنے والد کے ساتھ اجمیر آکر روضہ غریب نواز پر حاضری دی۔ اس حاضری کے متعلق جہاں آرا کا بیان مندرجہ کتاب مونس الارواح کا خلاصہ حسب ذیل

ہے۔ یہ واقعات قلمی نسخہ میں نہیں ہیں مگر مبطوعہ کے آخر میں ہیں۔

"میں بتا رہا ہوں ۱۸ شعبان والد بزرگوار کے ہمراہ اگر وہ سے اجمیر روانہ ہوئی اور رمضان المبارک ۱۲۵۲ھ کو وہاں پہنچی۔ اس تمام عرصہ میں میرا یہ معمول رہا کہ ہر منزل پر دو رکعت نماز نفل ادا کرنے کے بعد سورہ یسین اور سورہ فاتحہ نہایت اخلاص اور عقیدت مندی سے پڑھ کر اس کا ثواب حضرت خواجہ بزرگ کی روح پر فتوح کی نذر کرتی رہی۔ کچھ دنوں تک تالاب آنا ساگر کی عمارت میں قیام رہا اس عرصہ میں پاس ادب فظلم کبھی ہنگ پر نہیں سوئی اور نہ روزہ منورہ کی جانب کبھی پشت اور پاؤں کئے۔ دن بھر درختوں کے سایہ میں گزار دیتی تھی۔ آنحضرت کی برکت اور اس سرزمین کے اثر فیض سے جمعیت خاطر اور ذوق پیدا ہو گیا۔ ایک شب میں نے مولود اور خوب چراغاں کیا۔ زینت و خدمت روزہ کے لئے جو کچھ ملا اور ملے گا اس میں کمی نہیں کرونگی۔ الحمد للہ والمنت وصدق ہزار شکر کہ جمہرات کے دن بتاریخ ۱۴ رمضان المبارک حضرت پیر دستگیر کے مرتد منورہ کی زیارت نصیب ہوئی۔ ایک پہر دن رہ گیا تھا کہ حاضر بارگاہ سعادت پناہ ہوئی۔ گنبد شریف میں حاضر ہو کر سات مرتبہ مزار مبارک کا طواف کیا۔ بعد ازاں اپنی ہلکوں سے بھاڑ دی۔ مزار پاک کی خاک و خوشبو کو سرسہ چشم بنایا۔ اس سے دل پر جو ذوق و شوق کی حالت اور کیفیت طاری تھی وہ تحریر میں نہیں آسکتی ہے۔ نہایت شوق سے میں سراپیمہ ہو گئی کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ کیا کہوں اور کیا کروں۔ اتفاقاً میں نے قبر شریف پر عطر اپنے ہاتھوں سے ملا اور جا دی رگل جو میں اپنے سر پر رکھ کر لائی تھی۔ مزار شریف پر پیش کی۔ بعد ازاں سنگ مرمر کی مسجد میں آکر نماز پڑھی۔ یہ مسجد دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف کر کے والد بزرگوار نے تعمیر کرائی تھی۔ پھر گنبد مبارک میں بیٹھ کر سورہ یسین سورہ فاتحہ حضرت خواجہ کی روح پر فتوح پڑھی اور مغرب تک وہاں حافیر رہی اور آنحضرت کے یہاں شمع روشن کر کے آب جہاں رم سے روزہ افطار کیا۔ عجب شام تھی جو صبح سے بہتر تھی اگرچہ اس تبرک مقام اور مخزن فیوض سے گھر آنے کو جی نہیں چاہتا تھا مگر مجبور تھی۔

رشتہ در گردنم انگذندہ دوست میر و ہر جا کہ خاطر خواہ اوست
اگر خود مختار ہوتی تو ہمیشہ اسی گوشہ عافیت میں بسر کرتی۔ ناچار روتی ہوئی اس درگاہ سے
خصت ہو کر گھرائی تمام رات بیقراری میں کٹی صبح کو جمعہ کے دن والد بزرگوار کے ساتھ
اگرہ روانہ ہو گئی۔

اس نیک دل شہزادی نے اپنا تمام شاگرد پیشہ آستانہ شریف کی خدمت کے لئے نذر کر دیا۔
سلطان محی الدین اور ننگ زیب | یہ بادشاہ پہلی مرتبہ اس وقت اجیر آیا جب داراشکوہ نے
قلعہ تارکدہ پر مورچہ بندی کر کے عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کیا۔ بتایہ ۳۰ جمادی الثانی ۱۰۶۸ھ والگیر
حاضر آستانہ خواجہ بزرگ ہوا۔ مزار اقدس کا طواف کیا اور پانچہزار روپیہ خجاردین آستانہ عالیہ کو عنایت
کئے۔ پھر بتاریخ ۸ محرم ۱۰۹۹ھ میں امیر حاضر ہوا اور حضرت خواجہ بزرگ کے مزار اقدس کی زیارت
کا شرف حاصل کیا۔ اس کے بعد بتاریخ ۲۹ ربیع الثانی ۱۰۹۹ھ حضرت خواجہ کے مزار پر حاضری دی اور
محلات چانگیر کی جانب سے مبلغ پانچہزار روپیہ نذر کئے۔ اس کے بعد دولت خانہ عالی واقعہ تالاب
آنا ساگر کی جانب قدم رنجہ فرمایا۔ آخری بار اودھے پور سے واپسی کے موقع پر بتاریخ یکم ربیع الاول
۱۰۹۱ھ میں پھر وارد اجیر ہوا اور سب سے پہلے پیادہ پایدہا آستانہ اقدس پر حاضر ہوا۔

۱۹۰۲ء

لارڈ کرزن و ایسراءے ہندوستان | آپ ۱۹۰۲ء میں حضرت خواجہ کی درگاہ میں حاضر ہوئے
در بار غریب نواز کی بلا تفریق مذہب عام مقبولیت دیکھ کر آپ نے مزار شریف کے لئے لکھا کہ میں نے
ہندوستان میں ایک قبر کو شہنشاہی کرتے دیکھا۔

۱۹۰۴ء

آپ نے ۱۹۰۴ء میں حضرت خواجہ کے آستانہ پر حاضری
شاہ افغانستان امیر حبیب اللہ خاں | کا شرف حاصل کیا۔ آپ درگاہ شریف میں مدحیف کشن
اور دیگر حکما ین برطانیہ آئے۔ متولی، دیوان اور خدام صاحبان نے آپ کا استقبال کیا مگر آپ کسی سے

مترجم نہیں ہوئے۔ پہلے سید سے قبہ شریف میں حاضر ہوئے۔ گنبد شریف کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ مگر اندر آنے سے روک دیا گیا۔ آپ تنہا تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک گنبد شریف میں حاضر رہے۔ بعد ازاں باہر آکر متولی صاحب اور دیوان صاحب وغیرہ سے مصافحہ کیا اور ہمکلام ہوئے۔

۱۹۰۹ء

نواب حامد علی خاں والسی رامپور | جادوہ جاتے ہوئے آپ نے اجیر کے اسٹیشن پر اپنی اسپیشل ٹھہرائی اور دربارِ غریب نواز میں حاضری دی۔ جس وقت آپ درگاہ میں پہنچے قبہ شریف کا دروازہ معموماً ہوجکتا تھا۔ آپ بیگمی والاں میں دروازہ کے سامنے بہت دیر تک سر جھکائے روتے رہے۔ اس وقت بیگمی والاں میں سب کو آنے سے روک دیا گیا تھا۔ آپ یہاں تقریباً ایک گھنٹہ تک حاضر رہے۔ اس موقع پر نواب خواجہ محمد خان صاحب جاگیردار دھوپور آپ کے ساتھ نئے آپ نے چاہا کہ قبہ شریف کے اندر حاضری دوں مگر ذمہ دار کارکنان درگاہ نے خلافِ معینہ وقت دروازہ کھولنے میں مجبوری ظاہر کی۔

میر عثمان علی خاں نظام حیدر آباد دکن | آپ نے بتایا ۱۶ اکتوبر ۱۹۱۲ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ دربارِ خواجہ بزرگ میں حاضر ہونے کی سعادت حاصل کی۔ غریب و مساکین کو کھانا کھلوا یا۔ یہ لنگر عام تھا۔ ہزار ہا روپیہ خیرات کئے اور خدام صاحبان میں بھی بہت روپیہ تقسیم کئے۔ ایک عظیم الشان صدقہ دروازہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔

آپ دوبارہ بتاؤ ۱۳ نومبر ۱۹۱۳ء مطابق ذیقعدہ ۱۳۳۱ھ حاضر آستانہ ہوئے۔ اس وقت دروازہ عثمانی گیٹ، زیرِ تعمیر تھا۔ جامع مسجد اور گنبد شریف کے اندر دینی حصہ کی آپ نے مرمت کرائی۔ سنگ مرمر کی اگر دانی اور مرمر میں چراغ دان تعمیر کرایا۔ دونوں جالوں کو ایک کرایا۔ مزار شریف کے بائیں جانب چاندی کی تختی پر سونے کے حروف میں لکھا ہوا ذیل کا شعر آپ ہی کا نذر کردہ ہے۔

”گر گنبدِ رخسارِ پاکِ نوباک نیست فاشاک ہیں کہ بر سر دریا گذر کند“

گنبد شریف کے اندر ہر ایک شیخ دان میں ایک ایک یوم نبی آپ ہی کی طرف سے روشن ہوتی تھی روزانہ ایک وقت دلہ کا لنگر اور ایامِ عرس میں دو دیگیں بھی آپ کی طرف سے پکائی جاتی تھیں اور

دارالعلوم عثمانیہ (مدرسہ تعلیمی مذہبی) کے اخراجات بھی آپ ادا کرتے تھے۔ مدرسہ میں سالانہ چند طلباء کی دستار بندی ہوا کرتی تھی۔ طلباء کو وظائف اور کتابیں بھی مفت دی جاتی تھیں مگر فادات اجمیر کے زمانہ ۱۹۴۷ء سے یہ سلسلہ بند ہے۔

دیوان صاحب کی حویلی ایک جہاجن کے پاس رہن تھی۔ قرضہ پر سود بڑھتا رہا۔ دیوان صاحب ادا نہ کر سکے تو نظام حیدر آباد نے قرضہ ادا کر کے وہ حویلی وقف کرادی۔

۱۹۱۲ء

ہمارا جہ گوہند سنگھ والی ریاست تھیا | آپ بزمانہ برطانیہ بحالت معزولی بریلی اور افریقہ میں رہنے کے بعد اجمیر میں رکھے گئے۔ اس زمانہ میں آپ بہت متفکر اور غمگین رہتے تھے۔ بالآخر پشیمہ کے دن آپ مدینہ منقسم علی صاحب نے نواب خواجہ محمد خان صاحب جاگیر دار دعوپور اور نواب زادہ حاجی اکرم علی خاں صاحب آستانہ عالیہ میں حاضر ہوئے۔ عطر میں بسی ہوئی پھولوں کی چادر اپنے سر پر رکھ کر مزار شریف پر پیش کی۔ اپنی بحالی کی دعا مانگی۔ آخر مراد کو پہنچے۔

۱۹۲۴ء

ہمارا جہ سرکشن پر شاہ صدر اعظم | آپ بتاریخ ۲۳ دسمبر ۱۹۲۳ء مطابق ۲۳ دسمبر ۱۹۲۳ء مہ اہل و دولت آصفیہ حید آباد دکن | عیال آستانہ عالیہ میں حاضر ہوئے اور مورچہ چھلنے کی خدمت انجام دے۔ آپ شاعر بھی تھے۔ شہاد تخلص کرتے تھے۔ اس موقع سے متعلق آپ نے ذیل کے قطعات بھی کہے ہیں:-

قطعات

”جھکتے ہیں شاہوں کے سر خواجہ کی وہ سرکار ہے
شاہ کیا پرواہ ہو بال ہما کی تنگواں
ہیں ملک درباں وہ شاہ چشت کا دربار ہے
خواجہ اجمیر کا تو مورچہ چل بردار ہے“

مورچہ چھل بھٹنے کی خدمت مل گئی
بارگاہِ خواجہ اجمیر سے
شاہ کو دنیا کی عزت مل گئی
لو کلیدِ گنجِ نعمت مل گئی

ہند کے سلطان تم ہو مصلحتیہ کا واسطہ
شاہ اس رکھو سائل دیکھ دلی مراد
پنشن کا واسطہ آئی عبا کا واسطہ
یا معین الدین اجمیری خدا کا واسطہ

ہمارا راجہ رانا اودے بھان سنگھ | آپ فقیہ دوست صوفی خیال راجہ ہیں۔ پچھلے فرقہ دارانہ فسادات
والہی دھولپور

اپنی ہندو مسلمان رہنمائی کی مخالفت کی۔ روشن خیال رواداری برتنے والے اور گاندھی جی کی طرح ہر مذہب
کی عزت کرنے والے انسان ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ درگاہ غریب نوازیں حاضر ہو کر چادر پیش کرنے کی سعادت
حاصل کی ہے۔ ہندو کے بعض مقدس مقامات پر بھی حقیقت کے ساتھ حاضر ہوئے۔ شام کے وقت روزانہ
جنگل کے جانوروں کو کچھ کھلاتے ہیں انکے موٹر کے گرد تیرہ بوٹری، گیدڑ، سانپ اور غیرہ جمع ہو جاتے ہیں۔ پیٹ بھر
کے چلے جاتے ہیں۔ مولف کے ساتھ بڑی محبت سے پیش آتے ہیں۔ خدا کا سیاب رکھے۔

۱۹۳۹ء

سر محمد یعقوب صاحب جم مراد آبادی | آپ حافظ محمد اسماعیل صاحب کیل شاہ جہانپوری کے صاحبزاد
ہیں۔ مراد آباد کے باعزت لوگوں میں تھے۔ اپنے غریب دوستوں تک کی عزت کرنے والے نیک اور فقیہ
دوست انسان تھے۔ دائرے کی کونسل کے ممبر ہوئے اور پہلے ہندوستانی تھے جو اس کونسل کے
ڈپٹی پریزیڈنٹ ہوئے پھر ناران پٹر ہو کر جدید آباد کن چلے گئے۔ وہیں انتقال ہوا اور خطہ صاحبین
میں دفن ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں حضرت خواجہ کے آستانہ پر حاضری کا شرف حاصل کیا۔ مولف سے واسطہ
محبت رکھتے تھے۔

سردار عبدالرب لکھنوی گورنر پنجاب | آپ نے ۱۹۳۶ء میں حضرت خواجہ کے آستانہ پر حاضری کی
آپ قوم کے بھی خواہ ہیں۔ آج کل پاکستان میں پنجاب کے گورنر ہیں۔

پنڈت جواہر لال نہرو والہ آبادی | آپ قوم کے بھی خواہ۔ مذہبی تعصبات اور تنگ خیالی کو
وزیر اعظم بھارت سرکار

پنڈت مونی لال نہرو کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ ایک مرتبہ ۱۹۳۵ء میں حاضر دربار خواجہ ہوئے۔ دن کے
تین بجے کے قریب غلام حسین عرفن طوطی قوال سے درگاہ میں قوالی سنی۔ دوسری مرتبہ آپ فسادات
اجیر کے زمانہ (۱۹۳۷ء) میں حاضر آستانہ ہوئے۔ اس موقع پر آپ نے تقریب بھی کی اور عمارات درگاہ کی
حفاظت کا انتظام فرمایا۔

راجا گوپال اجیارہ گورنر جنرل بھارت سرکار | آپ بنایں فروری ۱۹۳۹ء میں سر بہرے

وقت درگاہ میں آئے اور قبہ شریف کے اندر حاضری دی۔ بعد ازاں حاجی ذریعہ علی صاحب کے تبرک کو روہ دالان میں خدام صاحبان کی طرف سے آپ کو ایڈریس پیش کیا گیا۔ آپ نے جواب میں تفریق کی۔ مجمع کثیر تھا۔ جب معمول منیاب درگاہ دیوان صاحب اور خدام صاحبان آپ کو تبرکات دیئے گئے۔ مولانا معنی اجیری نے ایک نسخہ پیش کیا اور حمید خاں صاحب اجیری نے مبلغ دس روپیہ خیر کئے۔

کرمی آپا کمانڈر انچیف اقوانج | آپ نے بتایا کہ ۲۰ نومبر ۱۹۹۷ء میں بوقت سہ پہر درگاہ شریف میں حاضری دی۔ درگاہ کے صدر دروازہ پر جوتے اُتار دیئے۔ بھارت سرکار

گئے۔ جب روانہ قدیم درگاہ کی طرف سے آپ کو تبرکات پیش کئے گئے۔

ڈاکٹر راجندر پرشاد | آپ بتا رہے ہیں کہ ۱۳ فروری ۱۹۹۷ء میں سہ پہر کے وقت درگاہ شریف صدر اعظم بھارت سرکار میں آئے۔ جب دستور آپ کو تبرکات دیئے گئے۔

سابق لفٹننٹ بلیر سنگھ | آپ بڑی محبت کے آدمی ہیں۔ ہر مذہب کے فقیروں کی عزت کرتے ہیں۔ ۱۹۹۷ء میں غز شریف کے چند دن بعد درگاہ غریب نواز میں عقیدتمندانہ حاضری دی۔

دیگر حاضریاں | مذکورہ بالا صاحبان کے علاوہ دور گذشتہ میں شہزادہ داراشکوہ، سلطان غیاث الدین بن سلطان محمود علی المعروف بہ سلطان ماندو، شہزادہ شجاع اور شہزادہ فرخ سیر وغیرہ بھی حضرت خواجہ بزرگ کے عقیدت مندوں اور خدمت گزاروں میں نظر آتے ہیں۔ اغلب گمان ہے کہ یہ حضرات بھی دربار غریب نواز میں حاضر ہوئے۔ دورِ حاضرہ میں حافظ ابراہیم علیہاں صاحب مرحوم والی ریاست ٹونک، نواب افتخار علی خاں صاحب مرحوم والی ریاست جادوہ اور نواب سرور علی خاں صاحب والی ریاست کوردائی اور دیگر دایان ریاست بھی غریب نواز کے عقیدتمندوں میں نظر آتے ہیں اور حاضر آستانہ ہوئے ہیں۔

بعض ہمدان قوم ادیب اور اہل علم کی حاضریاں۔

۱۹۲۰ء | آپ آزادی ہندوستان کے علم بردار اور قوم کے غمگین تھے۔ ہر مذہب کی عزت کیا کرتے تھے۔ آل انڈیا خلافت کانفرنس کے موقع پر حاضر آستانہ عالیہ

ہوئے حاضری کے موقع پر آپ نے مزار اقدس پر پھولوں کی چادر پیش کی بتاریخ ۳۱ جنوری ۱۹۲۸ء میں
گوڈسے نے پستول کی گولیوں سے آپ کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

۱۹۲۸ء

ہندوستان کے مصلح اعظم قائد ملت حضرت محمد علی صاحب جوہر نے
مولانا محمد علی جوہر مراد آبادی | راولپنڈی میں نندن جانے سے قبل اجیرا کر ہندوستان

کے روحانی تاجدار اہل ملک کے غمگین حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمۃ کے دربار عالی میں حاضری
کا شرف حاصل کیا۔ بعد نماز عشاء ریگی دالان کے روبرو قوالی سنی پھر رخصت ہوئے۔ لندن میں آپ نے
قول و فعل پر قائم رہ کر ملک کی خاطر جان دیدی مگر بات سے نہ ٹٹے۔ آپ کا مزار بیت المقدس میں ہے۔

شبیر حسین خاں جو سن طبع آبادی | آپ ۱۹۲۸ء میں واردا جبر ہوئے کسی نے آپ سے کہا
”دربار خواجہ میں حاضری دیجئے“ جواب دیا کہ میں تو اس وقت تک نہ جاؤں گا جب تک میرا تشریف

نہ لائیں۔ بالآخر شب کے وقت عالم رویا میں ایک بزرگ کو دیکھا پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا: ہم میرزا بان ہیں۔

مولانا حسرت موہانی | آپ ہندوستان کے مشہور سچے خیال لیڈر تھے۔ شاعر بھی تھے۔ صاحب
دیوان ہیں۔ آپ کبھی کبھی دربار غریب نوا میں حاضری دیا کرتے تھے۔ عرس کے ایام میں آپ کھل خانہ
میں مجلس سماع میں بھی شریک ہوئے ہیں۔ آپ کا انتقال ہو گیا۔

مولوی احمد سعید صاحب ملوی | آپ عالم فاضل ہیں روزانہ تفسیر بھی بیان کرتے ہیں ملک کے
بھی خواہ ہیں۔ خوش بیان اور شیریں کلام ہیں۔ آپ نے ایک مرتبہ حضرت خواجہ کی درگاہ میں حاضر
ہو کر مسجد شاہجہانی میں وعظ بھی فرمایا۔ ہزاروں آدمی موجود تھے۔

مولوی حکیم محمد صدیق صاحب مراد آبادی | آپ مراد آباد میں ولادت کرتے تھے۔ علمائے

دیوبند کے منبع تھے۔ بیان کرتے تھے جب میں حضرت خواجہ کی درگاہ میں حاضر ہوا تو مراتب ہو کر
گاتا بند کرنے کی استدعا کی جواب ملا ہم سکتے نہیں ہیں۔ تقریباً بیس سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔
علی سکندر جگر مراد آبادی | آپ آل انڈیا فقیدہ شاعرہ کے موقع پر دربار خواجہ میں حاضر ہوئے حضرت
منش اجیری کے بعد آپ کی غزل پسند کی گئی۔ ہندوستان کے مشہور شاعروں میں ہیں۔ صاحب دیوان ہیں۔

۱۹۳۵ء

قاضی عبدالغفار مراد آبادی | حضرت محمد علی صاحب جوہر کے دست راست اور حکیم اجل فاضل

فاتحہ کے مراسم ادا ہوتے تھے۔ سنا ہے کہ آجکل یہ مراسم عرس مسلمانانِ جاوہرہ ادا کرتے ہیں۔
 بیانیہ متصل بھرت پورا بیانیہ کی آبادی سے تھوڑی دُور جنگل میں ایک کنواں حضرت خواجہ کے نام سے
 منسوب ہے۔ مسلمانانِ بیانیہ اس کنوئیں کی توقیر کرتے ہیں۔ مشہور ہے کسی زمانہ میں بموقعِ عرس اجیر جانے والے
 صاحبانِ یہاں قیام کیا کرتے تھے۔ آجکل اس نواح میں مسلمان بہت کم رہ گئے ہیں۔
 اگرہاں اہلِ محبت نے ایک انجمن از نام عثمانی معنی کیٹی تقریباً بیس سال سے قائم کی ہے نوابانہ
 حاجی کرم علی خان صاحب عرف پیارے صاحبِ خلع خواجہ محمد خان صاحب اسکے صدر ہیں۔ یہ انجمن محلہ
 گڈڑی منصور خاں میں ۴۴ شوال سے ۱۲ شوال تک سالانہ حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کا عرس
 کرتی ہے اور بتاریخ ۲۱ رمضان المبارک امام الاویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی سالانہ فاتحہ کرتی ہے
 اس موقع پر افطاری اور قوالی کا بھی انتظام ہوتا ہے اور ہر پنجشنبہ کو غریب نواز کی فاتحہ شریف بھی
 ہوتی ہے۔

ضروریات کے پیش نظر نواب خواجہ محمد خان صاحب کی اہلیہ نے ایک مکان بھی محلہ بادون گلی میں
 وقف کیا ہے۔ اس کا انتظام بھی کیٹی مذکور کے ہاتھ میں ہے اس کے متصل دوسری منزل پر دو کانات
 کے اوپر ایک مسجد بھی ہے مسجد کے نیچے کی دو کانات مسجد کے مصارف کے لئے وقف ہیں۔
 بھٹو پال یہاں سید انور میاں بموقعِ عرس غریب نواز سالانہ فاتحہ شریف کی خدمات بجالاتے ہیں اور
 سید عبد المجید شاہ صاحب عرف بھو میاں حاجی ہر پنجشنبہ کو غریب نواز کی فاتحہ کرتے ہیں۔
 مندر سور یہاں غلام نبی صاحب ہر پنجشنبہ کے دن غریب نواز کی فاتحہ کرتے ہیں۔

آپ کے اذکار مناقب

سرورِ عالم کے اس ارشاد کے مطابق کہ جس کو جس سے محبت ہوتی ہے وہ اُس کا ذکر کثرت سے
 کیا کرتا ہے۔ بہت سے حضرات نے مختلف طور پر حضرت خواجہ بزرگ کا ذکر وہ کر کے اپنے جذباتِ محبت

کا بھرت پور کے علاقہ میں ایک پورانی بستی ہے۔ یہاں مزاراتِ کثرت ہیں۔ شاہانِ اسلام کے زمانہ کی یہاں ایک بڑی مسجد اور ایک تہذیب
 کے یہ پورانی بستی جاوہرہ کے قریب ہے۔ ریلوے اسٹیشن ہے۔

کا ثبوت دیا ہے۔ بعض کے قلم سے حضرت خواجہ کی محبت بشکل تذکرہ یا مناقب ظاہر ہوئی۔ بعض نے اُٹھنے بیٹھنے آپ کے نام کا وظیفہ پڑھا اور بعض نے آواز بلند یا خواجہ کا نعرہ لگا کر ثبوت محبت پیش کیا۔ اس سلسلہ میں ہم اہل قلم اور اُنکے نتیجہ قلم کا ذکر کرتے ہیں۔

(الف) بعض تذکرہ نویس اور انکے مرتبہ تذکرے

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی صاحب دلیل العارفین | آپ نے اس سال میں خواجہ غریب نواز کی بعض مجالس کا حال لکھا ہے۔ ۸۹ھ میں لکھا شروع کیا۔ ۱۲۷ھ میں مکمل فرمایا۔ آپ صاحب تصانیف ہیں۔ ایک دیوان اور ذمیرۃ المتقین آپ کی تصانیف ہیں۔

مولانا سید مبارک العلوی الکرمانی المدعو بامیر خور و صاحب میر الاولیا | موصوف نے کتاب بعد حضرت نظام الدین والا دیلا در مرتب کی ہے۔ غریب نواز کے بہت مختصر حالات کا ہے اس کتاب کی روایات سے جلتا ہے۔ مولانا حامد جمالی بن شیخ فضل اللہ مؤلف میر العارفین | آپ کا نام حامد تھا پہلے جلالی تخلص کرتے تھے پھر حکم مرشد جمالی تخلص کرنے لگے۔ چنانچہ اپنی کتاب بحر العالی میں لکھتے ہیں:-

از جمال شہ جمال آفتاب زلال جلالی و اجمال شد خطاب

آپ صفوں صوفیہ میں عارف گرامی، انجمن علی میں علامی فہامی اور بزم شعراء میں شاعر نامی تھے۔ فتویٰ قصیدہ، غزل اقسام شریعہ قادرتھے۔ مؤلف کے جد اعلیٰ امام العارفین مولانا مخدوم سار الدین بہروردی کے خلیفہ تھے۔ آپ کو اپنے مرشد کے ساتھ قرابت قریبہ کا شرف بھی حاصل تھا۔ مدتوں مرشد کی خدمت میں رہ کر ریاضات و عبادات کئے۔ آپ نے حج کے سفر میں ہرات پہونچ کر شیخ زین الدین خانی، شیخ محمد وحی، شیخ عبد الرحمن جامی اور مولانا مسعود شروانی، مولانا حسین واعظ، مولانا معین واعظ، مولانا عبد الغفور لاری سے ملاقات کی اگرچہ یہ سب حضرات آپ کے ساتھ محبت سے پیش آتے تھے مگر علامی مولانا جامی کا گھر آپ کا نیکہ گاہ تھا۔ دوران سفر آپ یمن، مصر، بغداد، بیت المقدس، روم، شام، عراق، عرب و عجم، آذربائیجان، گیلان، مازندران، خراسان وغیرہ میں تشریف فرما ہوئے۔

دمشق میں محی الدین ابن عربی و شیخ محمد الدین عراقی و احمد الدین کرمانی کی زیارت کی۔ شیراز میں سید نظام الدین محمود ابن شیخ الاسلام شیراز شاہ تاج الدین کے ساتھ استیلا و عظیم ہو گیا تھا۔

ہرات میں بدحسین صاحب نزمہ الارواح کے مزار کی زیارت کی۔ نماز پڑھو عصر وہیں پڑھی بہت فیض پایا۔
ہرات سے ہزارہ آکر مولانا نجفی کے ساتھ لطف صحبت رہا۔

مصر میں آپ کا رات مہینہ قیام رہا انبار علیہم السلام کے مزارات کی زیارت سے مشرف ہوئے۔
مردم ہے جب ہرات میں پہنچے تو درازی سفر سے قلندرانہ صورت تھی۔ ایک تہ بند کے سوا جسم پر دوسرا لباس نہ تھا۔ آپ سلام علیک کر کے میا خٹہ مولانا عبدالرحمن جامی کے برابر جا بیٹھے۔ مولانا جامی کو آپ کی یہ خوشی ذرا اگر ان گدڑی کہنے لگے بیان خود توجہ فرق است۔ آپ نے بیچ میں بالشت رکھ دیا۔ اس پر مولانا بکھجے کہ یہ بھی کوئی چیز ہیں تحمل سے کہا "کیستی؟" آپ نے جواب دیا "از خاکساران ہند" آپ کا کلام وہاں پہنچ چکا تھا۔ مولانا نے دریافت کیا از سخاں جمالی چیز ہے یا داری؟ آپ نے تین اشعار پڑھے۔ تیسرا شعر یہ تھا

"اے قدر بس بود جمالی را عاشق زند لا و بالی را"

مولانا نے کہا تم بھی کچھ شعر کہتے ہو؟ آپ نے فی البدیہہ حسب حال یہ مطلع پڑھا

"ما زک کویت پیرا ہے است برتن آہنم زاب دیدہ صد جاک تابدا من"

یہ پڑھ کر آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے۔ مولانا سمجھ گئے کہ جمالی یہی ہیں۔ میا خٹہ اٹھ کر گلے ملے تعظیم و تکریم کی بڑی عزت سے جہان رکھا۔

لودیوں کی حکومت کے بعد بارہا ہایوں بادشاہ نے بڑے اعزاز و اکرام کے ساتھ آپ کو اپنی صحبت میں لیا۔ یہ دونوں بادشاہ نہایت عقیدت و نیاز سے بارہا آپ کے درویشانہ کاشانہ پر گئے ہیں۔

آپ کی وفات بتاریخ ۱۲۲۲ھ میں ہوئی۔ دہلی کی لاڈلوں کے میں منقل مزار حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ آپ کا مزار ہے۔ اس کا انتظام محکمہ آثار قدیمہ سے متعلق ہے۔

ایک دیوان تقریباً آٹھ ہزار اشعار کا آپ کی شاعری کی یادگار ہے۔ مراد العالی۔ منشی مرزا اور میر الدین وغیرہ بھی آپ کی تصنیفات سے ہیں۔ میر الدین کا آپ نے حضرت خواجہ بزرگ اعیری کے حال سے آغاز کیا ہے اور اپنے مرشد حضرت مخدوم سار الدین کے ذکر پر اس کو ختم کیا ہے۔ اگرچہ اس کتاب میں تبیین بنین حضرت خواجہ کے حالات نہیں ہیں مگر روایات کو بھی اگر کے ایک ایسا تذکرہ مرتب کیا گیا ہے جو اس سے پہلے کی کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذرا۔ دوران سفر موصوف کی تحقیق نے اس میں چار چاند لگا دیئے ہیں۔

مولانا غوثی شطاری مولف گلزار ابرار | یہ کتاب عہد جاگیر میں لکھی گئی۔ موصوف نے اس میں بزرگان اسلام کے حالات بڑی محنت سے لکھے گئے ہیں۔ غریب نواز کے حالات بھی قدرے تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ کتاب شکل فارسی زبان میں تھی مگر اب اس کا اردو میں ترجمہ ہو گیا ہے۔ مولف فیر دوست صوفی بخش حضرت میں سے تھے۔

شیخ المحمد تین شاہ عبدالحق دہلوی مولف اخبار الاخبار | آپ نے اخبار الاخبار میں بزرگان اسلام کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ کتاب نہایت احتیاط کے ساتھ لکھی ہے۔ حضرت خواجہ بزرگ کے حالات میں معتبر کتاب ہے۔ آپ کا وصال بعد شاہجہاں ۱۰۵۸ھ میں ہوا۔ مزار پراخار دہلی میں تالاب نمسی سے ٹھوڑے فاصلے پر ہے۔ مولف نے مزار اقدس کی زیارت کی ہے۔

مونس لارواح مرتبہ شہزادی جہاں آرا بیگم بنت شاہجہاں | اس کتاب میں شہزادی جہاں آرا بیگم نے حضرت خواجہ بزرگ کے حالات قلمبند فرمائے ہیں۔ کتاب کی عبارت سے حضرت خواجہ کی محبت چمکتی ہے۔ شہزادہ دارا شکوہ نے اس میں اصلاح کی ہے۔ اصل کتاب فارسی میں ہے مگر اس کا اردو ترجمہ ہو گیا ہے۔ موصوف کو غریب نواز سے بہت زیادہ محبت و عقیدت تھی۔

سیر لاقطاب مرتبہ مولانا الہدیہ | یہ کتاب عہد شاہجہانی میں لکھی گئی۔ بہت سے بزرگوں کے حالات کی حامل ہے۔ غریب نواز کے حالات کی روایات بھی اس میں زیادہ ہیں۔

مرآۃ الاسرار مرتبہ عبد الرحمن بن عبد الرسول حشتی | یہ کتاب بہت سمنہ سمجھی جاتی ہے اس کا ایک قلمی نسخہ رامپور کے سرکاری کتب خانہ میں ہے۔ دو سر لندن کی برٹش میوزیم لائبریری میں ہے کتاب نایاب و مشکل دستی ہے اقتباس لانا اور مرتبہ مولانا شیخ اکرم مرحوم | اس کتاب میں سول مقبول ائمہ عظام اور اولیائے کرام کے اسوہ حسنہ اور روداد حیات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کتاب بڑی محنت سے مرتب کی گئی ہے کہیں کہیں تخفیف کی طرح بھی توجہ کی ہے۔ بہت سی تفصیلات کی حامل ہے۔

خزینۃ الاصفیا مرتبہ غلام سرور لاہوری | یہ کتاب بزبان فارسی دو جلدوں میں ہے اس میں بزرگان اسلام کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ کافی محنت اور کوشش سے لکھی گئی ہے۔ غریب نواز کے حالات بھی تفصیل سے لکھے ہیں۔ مسالک السالکین مرتبہ عبد الستار ہسرمی | یہ کتاب بزبان اردو دو ضخیم جلدوں میں ہے اس میں

بزرگوں سلاسل کے حالات قلمبند کئے گئے ہیں۔ حضرت خواجہ بزرگ کے حالات صحیح لکھنے کی بہت کوشش کی گئی ہے ہر جہد کہ ہیں بعض مقامات پر موصوف کی رائے سے اتفاق نہیں تاہم کتاب قابل قدر ہے علماء کی صف میں بھی مستند سمجھی جاتی ہے۔ مولوی کفایت اللہ صاحب بھی اسکو مستند خیال کرتے تھے۔

وقائع شاہ معین الدین چشتی مرتبہ بابولال الہ آبادی | یہ رسالہ موصوف نے بڑی عقیدت کیا تھا بزبان فارسی مرتب کیا ہے۔ غریب نواز کے کافی حالات کا حامل ہے۔

معین الاولیاء مرتبہ دیوان امام علی خاں صاحب جمیری | یہ کتاب بزبان فارسی لکھی گئی ہے۔ غریب نواز کے حالات کی حامل ہے۔ آپ کی اولاد کا حال اس میں مفصل درج کیا گیا ہے۔ یہ لندن کے بعض کتب خانوں میں بھی موجود ہے۔

تالیخ سلف مرتبہ مولانا عبد الباقی معنی جمیری | اس کتاب میں غریب نواز کے مختصر حالات لکھے گئے ہیں۔ خدام صاحبان کے جد خواجہ فخر الدین کی اولاد کا حال اس میں تفصیل سے لکھا گیا ہے۔

مختصر معین الارواح مؤلفہ کاتبہ لحدوف | اس کتاب میں تحقیق کے ساتھ حضرت خواجہ کے سوانح اور سیرۃ کھنے کی دعا گوئے کوشش کی ہے۔ تالیخ مطابقت اور تعلیمات حضرت خواجہ کی بھی حامل ہے۔

(ب) مناقب غریب نواز:

جس طرح رسول برحق کی تعریف میں اشعار لکھ کر حضرت حسان بن ثابت نے شرف قبولیت حاصل کیا اسی طرح اکثر حضرات نے غریب نواز کی منقبت میں اشعار لکھ کر دربار غریب نواز سے برکات و فیوض حاصل کئے۔ شاید سب سے پہلے ۹۲۹ھ میں غریب نواز کی منقبت کا قصیدہ کہا گیا مگر یہ نہ معلوم ہو سکا کہ یہ شرف ادبیت کس خوش قسمت شاعر کے حصہ میں آیا۔ نقل قصیدہ عمارات کے سلسلہ میں درج ہے۔ اس قصیدہ کا پہلا شعر ہی حضرت خواجہ کے ساتھ گہرے عقیدت مندانہ تعلق کا نمایاں ثبوت ہے۔

خواجہ خواجگان معین الدینؒ اشرف اولیائے روئے زمینؒ

بہادر شاہ ظفرؒ نے غریب نواز کی منقبت میں ذیل کے دو بند لکھے ہیں ان میں منقبت کیا تھا ساتھ دونوں خوب پر مدح کی

اندھا کی ہے:- تم ہو یا خواجہ معینؒ شرانِ حق پرست تم ہو روز آگاہ کن اور واقفِ سرِ راست

تم بد گمان ظفر ہو کیوں ظفر کو ہو شکست پر فلک کی دیکھ گردن کا پتے ہیں پاؤں است

یا معین الدین چشتیؒ دستگیری لازم است

خاک پر سے جو کہل سکتا ہو چون نقش پا
تم اٹھاؤ تو وہیں ہو وہ سنبل کر اٹھ کھڑا
عیسیٰ جاں بخش تم ہو اور خضر رہنا
درِ مندوں کی دوا ہونا تو اس کے ہر عطا

یا معین الدین چشتی دستگیری لازم است

شاہیناز احمد بریلوی | ابھی یہ خدمت بجالائے۔ آپ نظامیہ سلسلہ کے آفتاب اور فخریہ خان کے بابت
ہیں ذیل کے اشعار آپ کی عقیدت کا درخشاں کارنامہ ہیں۔

”خواجہ خواجگاں معین الدین“
فخر کون و مکاں معین الدین
سرخ راہیاں معین الدین
بے نشانِ انشاں معین الدین
مرشد رہنمائے اہل صفا
ہادی اس جاں معین الدین
خواجہ لامکان و قدس مکاں
آساں ساں معین الدین
عاشقاں را دلیل راہ یقین
سدا راہ گماں معین الدین

فرب حق اے نیاز اگر خواہی
ساز و درِ زبان معین الدین

داغ دہلوی | ایک مرتبہ یہ تباہ حال ہو کر اجیر ہو چکے اور ذیل کی منقبت امیر التجار و ضہ منورہ کے
سامنے کھڑے ہو کر پیش کی۔ چند دن بعد نظام حیدر آباد دکن کے یہاں بار یاب ہو کر نہال ہو گئے۔ اشعار
حبیبیل ہیں۔ آجکل بھی لوگ انھیں مشکل کے وقت دربارِ غریب نوازؒ میں پڑھتے ہیں :-

یا خواجہ معین الدین چشتی سلطان الہند غریب نوازؒ
لائی ہے مجھے امیرِ کرم اس خاک کی اور اس در کی قسم
یاد آتی ہے رازِ خفی و جلی سلطان الہند غریب نوازؒ
آیا ہوں پیئے حاجت طلبی سلطان الہند غریب نوازؒ
مہنہ عیش و طرب نے موڑ لیا دن رات کے غم نے گھیر لیا
سب دور ہوں میرے رنج و دلی سلطان الہند غریب نوازؒ
نورِ اہم ہی سے ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی
ہو داد طلب کی داد رسی سلطان الہند غریب نوازؒ
یادِ غم کہاں تک بڑھے تھے نہ کہے تو کس سے کہے
تم آلِ نبیؐ اولادِ علیؑ سلطان الہند غریب نوازؒ

مولانا معینی اجیری | آپ اجیری تھے ممتاز شاعر ہیں سے تھے۔ حیدر آباد دکن میں مکہ کرڈ گیری میں
اعلیٰ عہدے پر متنازع تھے۔ چار بند معینی ”آپ کا نیچو، نگر ہیں۔ صوفی مشرب خادم درگاہ تھے۔ سزاوارتہ رفیع

کے عرس اور رجبی شریف کے خدات میں نمایاں حصہ لیا۔ ذیل کا کلام آپ کا نتیجہ فکر ہے :-
 ”وہاں حرم ہے یہاں دل سرائے عثمانی“ خدا کے دونوں گھروں میں ہے جائے عثمانی
 بنا دیا میرے خواجہ کو رحمۃ اللہ بند یہ ہیں عطاے رسول اور عطاے عثمانی

”تیرا دیار ہے دار السلام یا خواجہ“ تجلیاں ہیں نئی صبح و شام یا خواجہ
 نگاہِ لطیف میرے حبیبِ دستِ داناں پر طفیلِ قطب و فرید و نظام یا خواجہ
 نہ فکر سے نہ غمِ جامِ تیرے تنو کو تیری نگاہ سے چلبے کام یا خواجہ
 تیرا گد اہیں گنگھارِ مستفی دونوں برے بھلے پہ تیرا فیض عام یا خواجہ

ایسر پنجہ عنبر بت معنی رنجور
 تیرے غلاموں کا ادنیٰ غلام یا خواجہ

بیہم شاہ وارشانی نے اپنے عقیدہ مندانه جذبات اس طرح پیش کئے ہیں :-

”بیانہ پہ دے بھر کر بیانہ معین الدین“ آباد رہے تیرا ایمانہ معین الدین
 توکل ہے تو میں بلبل تو سر تو میں قری توسیع ہے میں تیرا زمانہ معین الدین
 تم ہی نہیں سنتے تو پھر کون سے میری کس سے کہوں میں پناہ معین الدین
 جو آتا ہے جانے کا پھر نام نہیں لیتا ہے خلد رب تیرا کاشا معین الدین
 بھر ہوش بل نکال میں نام نہ لوں بیدم کہدیں جو مجھے اپنا دیوانہ معین الدین

سید محمد علی شاہ میکش اکبر آبادی آپ کا ذکر چھپا چکا ہے آپ کے جذبات عقیدت حسب ذیل ہیں :-

”سلام آپ کے ظاہر بہ یا شہنشاہِ ہند“ سجد آپ کے باطن کو یا غریبِ نواز
 حبیبِ ذاتِ الہی انیسِ روحِ نبی جلیسِ صفیٰ ناز و امیرِ بزمِ نیاز
 ہوا ہے آپ سے جاری جہاد بے خمیر مٹا ہے آپ کے کفر خیال و شرکِ سخا
 بغیر آپ کے بے آئینہ تھا محسنِ ازل بغیر آپ کے بے مدعا تھا عشقِ مجاز
 ہوئے ہیں آپ کی ہستی میں جمع یا خواجہ خدا کا ناز نبی کا نیاز علی کا راز
 رہی ہمیشہ شہنشاہی غریبِ نواز رہی ہمیشہ شہنشاہی غریبِ نواز
 جہاں میں ہے یہی چرا چاکر آپ کا میکش خرابِ حسنِ بناں ہے ایسر زلفِ مجاز

سردار خاں مرحوم فراز اکبر آبادی | آپ نے غریب نواز کی منقبت میں کئی غزلیات لکھی ہیں۔
تو ان آپ کا کلام پڑھتے ہیں۔ زیادہ تر فنی طرزوں پر آپ نے لکھا ہے۔ اگر وہیں آپ کی عطر کی دوکان
تھی۔ تقریباً پانچ سال ہوئے آپ کا انتقال ہو گیا۔ مولف سے خلوص رکھتے تھے۔ ذیل کی غزل آپ کے
جذباتِ عینیت کا ثبوت ہے ۵

میرے خانہ دل میں آ میرے خواجہ	یہ اُڑا ہوا گھربا میرے خواجہ
میرا دونوں عالم میں کوئی نہیں ہے	ہے تیرا ہی بس میرے خواجہ
نہیں خواہشِ قصر فردوس و کوثر	ہے کافی مجھے در تیرے خواجہ
تیرے در پہ مٹا ہے مراحِ الفت	تیرا در ہے عرش و قیام میرے خواجہ
تیرا چھوڑ کر درِ مٹائے جنت	گناہ ہے گناہ تیرا یا میرے خواجہ
خبر کچھ مشکل میں کام آئے	پریشاں ہوں شکل کٹا میرے خواجہ

فرازِ حزیں پر بھی ہو چشمِ رحمت
ہے یہ بھی تو آخر تیرا میرے خواجہ

عزیزی ڈاکٹر عشرت حسن سلمہ | آپ نے چین جانے وقت رو برد بگی والا ن در گاہ شریف
ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی مراد آبادی | میں ذیل کا قصیدہ پڑھا۔ مولف کے برادرِ ناداد ہیں۔

میں عقل و فراست کے بکھڑوں سے گذر کر	کیوں اپنی جبین کو ٹھکاکوں تیرے در پر
اپنے پہ گماں ہے مجھے خورشیدِ فلک کا	خاکِ در خواجہ جو چمکتی ہے جبین پر
ہر دمہ اختر ہے تعظیمِ جتنکے ہیں	گردن کو ٹھکلا ہے جو میں نے تیرے در پر
دل کو بے میرے حوصلہ رُفت پڑیں	آنکھوں کو زیارت ہے تیری جب سے بستر
امیدِ کرم پر تیسری آنے ہیں مبالغہ	دامن میں میرے پھینک دے ہر دمہ و اختر
اسرا و حقیقت میری آنکھوں پہ ہوں روشن	انوارِ دو عالم ہوں میرے دل کو بستر
انسان کی فطرت میں ہے تاریکی عیساں	فطرت کے تعلق سے کہاں جاؤں میں بیکر
گر میری طرف ایک تبسم کی نظر ہو	کوین سما جائیں میرے سینہ کے اندر
ہمت کو عطا ہو میری ایک شوقِ بندگی	دُنیا سے ذرا ہٹ کے بناؤں کوئی منظر

مجلو ہے تنہا کہ بچے خدمتِ انساں
 "نی احسن تقویم" کے معنی کے مطابق
 ہوں مجکو عنایتِ عمل و علم کے گوہر
 تم خوب سمجھے مجھ پرے دل کی کہانی
 کیا فائدہ دہراؤں اگر ثقیل کے دفتر
 اس درجہ خوشی ہے تیرے اندازِ نظر سے
 آنسو میری آنکھوں سے نکل آئے ہیں ہاں
 مدحت کا تقاضہ ہے کہ کچھ آپس مانگوں
 خادم کا اشارہ ہے کہ دو عالم کو طلب کر

دامن کو میرے گنجِ تنہا کی ہوس ہے
 اب منتظر نگہ مخصوص ہے آنور

مولوی مظہر جلیل شوق مراد آبادی | آپ مراد آباد کے ایک معزز خاندان کے فرد ہیں
 ہیوٹ سلم اسکول مراد آباد میں ہیڈ مولوی تھے۔ مگر اب پاکستان چلے گئے۔ علی مذاق رکھتے ہیں
 شاعری سے دیرینہ شغف ہے۔ مولف کے پرانے دوست ہیں۔ غریب نواز کی منقبت میں آپ نے
 ذیل کے اشعار کہے ہیں :-

پلائے سے الفت کا جام یا خواجہؔ
 یہ آستان بھی ہمیں بامِ طور ہو جائے
 رہے غلامِ ناب تشنہ کام یا خواجہؔ
 جہانِ فیض کا ہر ذرہ جس سے روشن ہو
 قبول ہو جو ہمارا اسلام یا خواجہؔ
 تمہارا فیض ہے وہ فیضِ عام یا خواجہؔ
 تیرے کرم سے ہو ماہِ تمام یا خواجہؔ
 یہی جو قلبِ سیاہ آج گنجِ ظلمت ہو

برائے غوث ہے محتاجِ یک نگاہِ کرم
 یہ شوقِ آپ کے در کا غلام یا خواجہؔ

عزیزی ڈاکٹر ظہور الحسن سلمہ | مولف کے برادرِ زادہ ہیں۔ برادرِ نور الحسن صاحب کی مایہ ناز
 ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی مراد آبادی | اولاد میں سے ہیں۔ ولادت بتاریخ ۱۹۱۳ء میں ہوئی
 بڑے ہوئے نوایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی کے امتحانات پاس کئے۔ وکیل ہوئے۔ ایڈووکیٹ
 ہوئے۔ صاحبِ تعانیف ہیں۔ "رباعیاتِ سرمد" کا انگریزی میں ترجمہ کیا ہے۔ انگریزی میں بھی متعدد
 کتابیں لکھی ہیں۔ اُردو میں حضرت زبیر ابن العوام کا تذکرہ لکھا ہے۔ اجمیر میں عرصہ تک قیام کیا ہے
 روزانہ دربارِ خواجہ میں حاضر ہوتے تھے۔ شعر گوئی میں عشقِ مخلص ہے۔ ذیل کی منقبتِ نبویہ فکر ہے۔

کتابِ عشق کا عنوان خواجہؒ ظہورِ حسن کا سامان خواجہؒ
 تمہاری دید کا ارمان خواجہؒ ہماری زینت کا سامان خواجہؒ
 ہوئے ہیں ہند کے سلطان خواجہؒ یہ ہے فیضِ شہِ عثمانِ خواجہؒ
 جہاں بھٹکتے ہیں سر شاہ و گدا کے وہ تیرا دروہ تیری شان خواجہؒ

نہیں بے پردہ دیکھے دیدِ عشق

یہ دل میں ایک ہے ارمانِ خواجہؒ

محمد خادمِ حسن خادمِ مولف | دربارِ خواجہ میں اس ناچیز کی حقیرانہ حقیقت حسبِ ذیل ہے :-

قبلہ عاشقانِ معین الدینؒ کعبہ عارفانِ معین الدینؒ
 حامیِ بیکساں معین الدینؒ چارہ سازِ جہاں معین الدینؒ
 در ہمہ ضوِ نشانِ معین الدینؒ نورِ بخشِ جہاں معین الدینؒ
 بر فلکِ نور و بر زمینِ جسد زینتِ دو جہاں معین الدینؒ
 نائبِ مصطفیٰ دریں کشور رشکِ پیغمبرِ ان معین الدینؒ

بہرِ نسکینِ روحِ اسے خادم

از دل و جالِ نحوٰں معین الدینؒ

(*)

تمہارے حسن کی وہ شانِ خواجہؒ دو عالم جس پہ ہیں قربانِ خواجہؒ
 تمہاری زلف میرا دین و ایماں تمہارا رخ میرا قرآنِ خواجہؒ
 تمہارے نقشِ پا کی ایک جھلک پر سارے دو جہاں قربانِ خواجہؒ
 ہر ایک شے اور لاشے کہہ ہی ہے میں تجھ پہ تا ابد قربانِ خواجہؒ
 جہاں کا ذرہ ذرہ کہہ رہا ہے عطا ہو صدقہ عثمانِ خواجہؒ

جمجمہ لطف ہو خادم پہ اپنے

سحقِ خواجہ عثمانِ خواجہؒ

حصہ چہارم

عمارات و مراجم در گاہ اقدس

آپکی درگاہ اور نذر عقیقت

آپ کی درگاہ موجودہ شہر اجیر کے گوشہ مغرب جنوب میں لبِ جالروہ بلا تفریق مذہب و ملت بالعموم زیارت گاہ عالم و بالخصوص اہل ہندوستان کا مرکز عقیقت ہے۔ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد ہر وقت درگاہ کے وسیع احاطہ میں موجود رہتی ہے۔ ہر مذہب کے بیرونی و مقامی زائرین یہ تعداد کثیر آپ کے روضہ پر پھول، شیرینی، نقدی، عطر، موم بتیاں، اگر بنیاں اور پھولوں یا پارچہ کی چادریں بطور نذر عقیقت پیش کرتے رہتے ہیں۔ صاحبانِ مقصدت دیگر پیش ہما مخالف پین کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ چنانچہ بقول تحقیقاتِ چشتی محمد اسی الشہر بموسن الملک علاء الدولہ جعفر خاں نصیری ہمارا صر جنگ نظام حیدر آباد دکن نے ۱۱۲۱ھ میں قرآن مجید مجلد آپ کے روضہ مبارک پر تلاوت کے لئے بھیجا اور دس مانتوں کا وظیفہ مقرر کیا۔ پھر ۱۲۵۰ھ میں قرآن مجید آپ کے روضہ پر بھیجا اور دس فارسیوں کا تلاوت کے لئے وظیفہ مقرر کیا۔

موجودہ عمارات درگاہ آپ کے عقیدت مندوں کی پر خلوص نذر عقیقت کا نتیجہ ہیں جو زبانِ حال سے اس امر کا ثبوت دے رہی ہیں کہ حضرت خواجہ کی ذات اقدس قریب قریب ہر دور میں ہر دلعزیز اور مرکز عقیقت رہی ہے۔ آپ کی درگاہ کی اندرونی عمارات ایک وسیع رقبہ میں تین بڑے احاطوں پر مشتمل ہیں۔ احاطہ سولہ کعبہ ان سے ملحق ہے

۱۔ احاطہ نقار خانہ :- یہ احاطہ عثمانی دروازہ، شاہجہانی دروازہ، بلند دروازہ اور اکبری مسجد وغیرہ پر مشتمل ہے

۲۔ احاطہ صحن چراغ :- اس میں سماع خانہ، وسیع صحن، لنگر خانہ اور حجرے وغیرہ ہیں عمارت خانقاہ (عقب سماع خانہ) بھی اسی احاطہ سے ملحق ہے۔

۳۔ احاطہ آستانہ :- اس احاطہ میں روضہ منورہ، شاہجہانی مسجد، صحنی مسجد، اولیا مسجد، قبور

اور حجرے وغیرہ ہیں۔ جہازہ اور احاطہ چار ماری کا بھی اسی احاطہ سے الحاق ہے۔

۴۔ احاطہ عمارات سولہ کھنبہ ہے۔ اس قطعہ میں شیخ حسین اجمیری اور غریب نواز کے دیگر حضرات

آسودہ ہیں

حدود اربعہ | درگاہ کے شمال میں درگاہ بازار۔ جنوب میں جہازہ۔ مغرب میں سڑک ترپلیہ دروازہ اور

مشرق میں گلی لنگر خانہ ہے

درگاہ کا شہر سے الحاق | درگاہ شریف کے اکیس دروازے ہیں۔ یہ شہر کے مختلف حصوں کو درگاہ

سے ملاتے ہیں۔ بعض بڑے دروازوں کے کواڑوں میں کھڑکیاں بھی ہیں جن میں سے بعض پچا ہنگ کے کواڑ بند ہونے کے بعد بھی آمد و رفت کے لئے کھلی رہتی ہیں۔

(الف) احاطہ اول نقارخانہ۔

۱۳۳۰ھ ثانیہ ۱۳۳۲ھ | بیرونی زائرین عموماً اس دروازہ سے داخل ہوتے ہیں۔ خدام

صاجان ان کی رہنمائی کے لئے یہاں موجود رہتے ہیں۔ اس

عثمانی دروازہ یا نظام گیٹ | دروازے کے متصل پھول، شیرینی وغیرہ کی دوکانات ہیں۔

تا کہ زائرین حسب خواہش مذکورہ عقیدت پیش کر سکیں۔

درگاہ شریف کا یہ فلک بوس شمال و روہ دروازہ بجانب درگاہ بازار واقع ہے۔ میر عثمان علی خاں

سابقہ والی دکن نے ۱۳۳۷ھ میں اجمیر حاضر ہو کر یہ شاہانہ دروازہ تعمیر کرانے کی سعادت حاصل کی۔

تقریباً تین سال تک تعمیر کا سلسلہ جاری رہا اور غریب پچاس ہزار روپیہ اس کی تیاری میں صرف ہوا۔

یہ دروازہ سترائے میکشن انجنر کے نقشہ کے مطابق منجانب حکومت آصفیہ مولوی حبیب اللہ

صاحب کی نگرانی میں تعمیر ہوا۔ ولی ٹھیکیدار نے اسے تیار کرانے کی خدمت انجام دی۔

مغرب دروازہ کی چوڑائی ۱۶ فٹ۔ لمبائی ۵۰ فٹ۔ بلندی تقریباً ۱۰ فٹ

ہے۔ دروازہ کے اوپر نقارخانہ بھی ہے۔ یہاں پنجوقتہ نوبت مسجد شہنائی بجاتی ہے اور ہر گھنٹہ

گھر بال بھی بختاب۔ بختاب نظام حیدر آباد ایک منظم دو چراسی۔ دو گھڑیالی چہ شہنائی نواز اور آٹھ تاجی وغیرہ مامور ہیں۔ علمہ کا مہر نہ تقریباً پانچ سو روپیہ ماہوار ہے۔

دروازے سے داخل ہونے ہوئے بدست راست ایک چھوٹے سے کمرہ میں آجکل ایلو میٹک شفابخانہ ہے۔ عثمانی دروازہ اور شاہجہانی دروازہ کے درمیان وسیع صحن ہے۔ اس صحن کے ہر چار جانب متعدد حجرے ہیں۔

عثمانی دروازہ سے گذر کر تھوڑا صحن طے کرنے کے بعد یہ دروازہ آتا ہے
 ۱۰۴۷ء مطابق ۱۶۳۷ء
 ۱۶۳۸ء
 کلمہ دروازہ

اس پر بھی نقارخانہ ہے۔ اس لئے اس کو نقارخانہ بھی کہتے ہیں۔ شاہجہاں بادشاہ نے ۱۰۴۷ء میں بطور نذر عقیدت یہ دروازہ تعمیر کرایا تھا اس لئے اس کو شاہجہانی دروازہ بھی کہتے ہیں۔ محراب دروازہ کی پیشانی پر بخط جلی کلمہ شریف سنہری حروف میں لکھا ہے اس لئے اسی کو کلمہ دروازہ بھی کہتے ہیں۔ دروازہ پر آب زر سے یہ شعر مرقوم ہے

بعید شاہجہاں بادشاہ دیں پرورد زود و ظلت کفر آفتاب دیں کیسر

اکبر بادشاہ نے رمضان ۹۸۲ھ میں بنگال فتح کرنے کے بعد دو نقارے داد دی درگاہ شریف میں پیش کئے جواب اس دروازہ پر رکھے ہوئے ہیں۔ اور ایک بڑا نقارہ قلعہ چٹوڑ میں تھا۔ ۸ یا ۱۰ فٹ اس کا قطر ہے۔ کوسوں تک اس کی آواز پہنچتی تھی۔ جب چٹوڑ کا راجہ سوار ہوتا تھا یا قلعہ میں داخل ہوتا تھا۔ اس وقت یہ بجنا تھا تاکہ دور تک خبر ہو جائے۔ نقارہ مذکور کو دہاں سے اٹھوا کر (اکبر نے) اجیر کے دروازہ پر رکھوا دیا۔ چند اور نقارے بھی یہاں رہتے ہیں۔ سنگ سُرخ کی تعمیر آجکل چوڑی کی سپیدی میں روپوش ہے۔ دروازہ کے کیوار کھڑی کے ہیں۔ بتی کے ایک تاجر نے بیس چالیس سال پیشتر ان کیواروں پر نکل دھات کے پتر چڑھوانے کی سعادت حاصل کی تھی۔ دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے۔ یہ ڈائریں کی کثرت آمد و رفت سے گھس کر ناموار ہو گیا ہے۔ اس

کے دیکھو حسن ابر ۱۰۴۷ء۔ ع۔ اجیر بطور کل اینڈ ڈسٹرکٹ ہاؤس ماس دادا صفتہ حوالہ طقات اکبری دقلیہ نسطقات اکبری دقلیہ ۱۰۴۷ء (جس میں احمد صاحب زیری برٹش کے کتب خانہ میں موجود ہے) ع۔ دربار اکبری صفتہ و شادرا جہان

کے کتاب اجیر بطور کل اینڈ ڈسٹرکٹ ہاؤس صفتہ و تحقیق ٹولٹ وغیرہ

دروازہ پر بھی روزانہ پانچ وقت نوبت کہتی ہے۔
یونانی شفا خانہ | شاہجہانی دروازے سے ذرا آگے بڑھ کر اکبری مسجد کی بیڑیوں کے متصل ایک

سہ درمی میں یونانی شفا خانہ ہے۔

۹۷۷ھ مطابق ۱۵۶۹ء

۱۵۷۰ء

اکبری مسجد

یونانی شفا خانہ کے متصل ایک بلند زینہ پر اکبری مسجد کا رفیع الشان دروازہ ہے اس مسجد کی تعمیر کا اکبر بادشاہ نے اس وقت حکم دیا تھا جب وہ جاگیر کی ولادت کے چھ ماہ بعد انظار شکر دینا کے لئے براہ شہان ۹۷۷ھ حاضر دربار خواجہ ہوا تھا۔ یہ مسجد سنگ مرمر سے تعمیر کی گئی ہے۔ محرابوں پر سنگ مرمر کی پیچیدگی ہے۔ مسجد مع متعلقہ عمارت ۱۴۰ مربع فٹ ہے۔ محراب مسجد ۵۶ فٹ بلند ہے گنبد کے گوشوں پر مرمر میں مینار ہیں صحن مسجد میں ایک ہشت پہل حوض تھا جو اب مٹی سے پُر کر دیا گیا ہے۔ تقریباً سو سال قبل اس میں ایک کنواں بھی تھا۔ ۱۲۲۷ھ میں مسجد کی متعلقہ عمارات کی مرمت کرانے کی سعادت نواب غفور علی خان صاحب دانا پوری نے حاصل کی۔

۸۵۹ھ مطابق ۱۴۵۲ء

۱۳۵۵ء

بلند دروازہ

یہ دروازہ سنگ مرمر سے تعمیر ہوا ہے۔ آجکل سنگ مرمر چونہ کی پید میں روپوش ہے۔ اس کی بلندی ۸۵ فٹ ہے۔ اس کا فرش سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا ہے۔ محراب میں تین گولے طلائی زنجیروں میں دیڑیاں ہیں۔ برجیوں پر دھاتی فٹ بجے سنہری نکس ہیں۔ دروازہ میں شمال روئے تین تین درجہ کی دو چتریاں ہیں عقب میں ہر دو جانب دوسادہ چتریاں ہیں۔ اوپر چڑھنے کے لئے دو طرفہ زینے ہیں۔ چونکہ یہ درگاہ شریف کی تمام عمارات سے بلند ہے اس لئے اس کو بلند دروازہ کہتے ہیں اس کے نیچے کے حصہ میں بزمانہ عرس پولیس کا قیام رہتا ہے۔ دروازہ کے صحن میں مولانا شمس الدین العودہ نے سید احمد خلیفہ غریب نواز کامزار ۱۲۷۷ھ سے بقول گیارہ ٹو درگاہ خواجہ صاحب ۲۱-۲۳۔ یہ دروازہ ۸۵۹ھ میں سلطان محمود خلجی نے تعمیر کرایا تھا۔ بقول معین الادب ۲۸۲-۲۸۳۔ یہ دروازہ سلطان

۱۔ دیکھ احسن ایر ۶۵-۶۶۔ بنسٹو دگر ملوہ آفتاب جاناٹا پریس مع ۶۲۔ داکٹر نادر مہدوم مع ۲۲۹-۲۳۰

۲۔ دیکھ احسن ایر مع ۶۵-۶۶۔ معین الادب مع ۲۸۳

محمود غزنوی نے اس وقت (۸۵۹ھ) میں بنوایا جب اس نے گجادر ہر بفتح چل کر کے اجیرے لیا تھا مگر
اقتباس لانا زار نے ص ۱۳۶ پر اسے کوک مالوہ میں سے کسی کا بنوایا ہوا لکھا ہے ہر بلاس ساردا کا
کتاب اجیر مستور بکل اینڈ ڈسکرپٹو کے ص ۸۸ پر بیان ہے کہ اگرچہ اس دروازہ کے متعیر کے
مستقل کچھ علم نہیں تاہم کہا جاتا ہے کہ اس کی تعمیر سلطان غیاث الدین کے عہد (۷۶۹ء تا ۷۸۵ء)
میں ہوئی۔

احاطہ دوم صحن چراغ

رمضان ۹۶۴ھ مطابق ۱۵۶۷ء | یہ دیگ اکبر بادشاہ نے ۹۶۴ھ میں پیش کی تھی۔ چیتور پر فوج کشی
کے وقت اس نے منت مانی تھی کہ بعد فتح پا پیادہ حاضر اجیر ہو کر

بڑی دیگ

ایک بڑی دیگ دربار خواجہ میں پیش کر دی گئی۔ چنانچہ بعد فتح اکبر پیادہ سفر کر کے بتاریخ ۹۶۷ھ رمضان
۹۶۷ھ بروز یکشنبہ اجیر ہو چکا اور آستانہ خواجہ بزرگ میں حاضر ہو کر دیگ روئیں حضرت خواجہ کی نذر و
باز کے لئے تیار کرائی۔ بقول احسن اسیر اس میں تلوین چاول پکنے ہیں مگر بقول کرنل برائن اس میں شرمین
چاول پک سکتے ہیں۔

کتاب اجیر کے ص ۸۹ پر مٹر ہر بلاس ساردا نے اسکا محیط (سرکم فرس) ۳ پاؤں لکھا ہے۔ مگر یہ غلط
ہے۔ ہماری سونہ کی تحقیق کے مطابق اسکا محیط ۳۶ فٹ ۱۰ انچ یعنی ایک انچ سوا بارہ گز ہے اور قطر
(ڈائمیٹر) ۱۲ ۱/۲ فٹ یعنی ۴ گز ۶ انچ ہے۔

امیر علاؤ الدولہ المتخلص بہ کانی نے دیگ کی تیاری کی حسب ذیل تاریخ لکھی ہے:-

شاہ دیں پرورد مجید سرور	خسرو عہد محمد اکبر
ساخت بے شبہ پئے فتح چتور	دیگ روئیں تن از در پیکر
بہر تارین سے از عالم غیب	دیگ چیتور کشا شد کمر

۹۷۴ھ

۱۰۲۲ھ مطابق ۱۷۱۳ء

پھوٹی دیگ

سلطان نور الدین جہانگیر نے یہ دیگ اگرہ میں تیار کرائی۔ امیر حاضر آستانہ ہو کر اس میں کھانا پکوا یا اور پانچ ہزار فقراء و مساکین کو اپنے سامنے کھلوا یا دیگ کی تیاری کی تاریخ حسب ذیل ہے:-

”دینا بادوام نعمت دیگ جہانگیری“

۱۰۲۲ھ

بقول کرنل براٹن یہ دیگ ۲۸ من چاول پکنے لے کافی ہے مگر بقول صاحب حسن امیر اس میں اسی من چاول پکتے ہیں۔ اسکا محیط ۲۲ ۱/۲ فٹ ۱۱ ۱/۲ (گر) ہے اور قطر ۸ فٹ ۲ (گر) ۲۶ (انچ) ہے دیگوں کی مرمت اکثر استعمال سے ہر دو دیگیں پرانی ہو گئی تھیں۔ لہذا ماری مدار المہام ریاست گوالیار نے سیٹھ اکبر چند کے اہتمام سے دونوں دیگوں کی ضروری مرمت کرائی اور دیگوں کے کناروں پر خواہر علی پیر زادہ کی کبھی ہوئی حسب ذیل تاریخ مرمت کندہ کرائی ہے

زیر ملامداری کرد در تعمیر دیگ
بخت در جہتہ اکبر چندش نمودہ اہتمام
بادناش دریاں روشن بشل آفتاب
گفت ہاتھ سال تارکش جانش فیضاب

۱۲۶۶ھ

ایک مدت کے بعد پھر دیگیں مرمت طلب ہو گئی تھیں۔ چنانچہ ۱۳۰۷ھ اسحاق وزیر حیدر آباد دکن نے بڑی دیگ کی مرمت کرائی اور نواب دلدار نواز جنگ امیر حیدر آباد دکن نے پھوٹی دیگ اور سرنوٹائی صحیح چراغ بلند دروازہ سے گذر کر ایک وسیع صحن آتا ہے اس میں پیش بند دروازہ ایک گنبد نما بہشت پہل خوبصورت چھتری بنی ہوئی ہے اس میں متعدد چراغوں کا چال ایک چراغدان ہے اس کے پیش صحن چراغ کہلاتا ہے۔ مشہور ہے یہ چراغ اکبر بادشاہ نے پیش کیا تھا

۱۔ دیکھو فنک جہانگیری بطور موزکٹور پیریں مستند

۲۔ دیکھو احسن امیر مستند ۱۳۰۶ و کتاب امیر مستند ۱۳۰۶ کمال کوڑک جہانگیری بطور اول مستند ۲۵۷۔ ۳۔ غلط ہے کہ اکبر بادشاہ کے پیش کو دقتا دریا بڑا نظارہ اور چراغ بدیع چنڑو و ہاں کے مال قیمت جس سے پیش کے گئے۔ ان دولتی جس سے کوئی ایک بھی چنڑو سے قوی نہیں رہتا۔

(کتاب امیر مستند کمال لطافت اکبری) ۴۔ دیکھو کتاب امیر مستند ۱۳۰۶ و تحقیقات مولف

برلاس سار دانے اپنی کتاب الجیر کے صفحہ ۸۹ پر صحن چراغ کے متعلق لکھا ہے :-

” بلند دروازہ کے دونوں طرف صحنوں کے نیچے نہ خانے ہیں۔ ان میں سے کچھ اہل حالت میں ہیں۔ درحقیقت یہ معلوم ہوتا ہے کہ پوری درگاہ جیسا کہ تدبیر مسلمان بادشاہوں کے زمانہ تھا۔ پورے ہندو مندروں پر تعمیر کی گئی ہے یا اس میں اضافہ کیا گیا ہے۔“

ہمیں اس بیان سے قطعی اتفاق نہیں۔ شاہد شاہد ہے کہ اس صحن میں چھوٹی دیگ کے قریب تقریباً ۱۲ فٹ لمبا اور ۱۶ فٹ چوڑا صرف ایک نہ خانہ ہے اس میں چھ تھام کھڑے کر کے اوپر بھٹ ڈالی گئی ہے۔ یہ پہلے حوض تھا اور اس کے متصل سبیل تھی۔ حوض کو کار آمد صورت میں رکھنے کے لئے اس پر بھٹ ڈالی گئی ہے۔ اس کے چاروں طرف کی اونچی سطح خود اس بات کی دلیل دیکھیں کسی مندر کی عمارت نہ تھی۔ عام قاعدہ ہے کہ عمارت اونچی سطح پر بنائی جاتی ہیں نہ کہ نشیب میں۔ علاوہ ازیں اگر یہاں مندر ہوتا تو مسلمان اس کو مٹی سے پاٹ کر اس کے گرد کی سطح برابر کر دیتے نہ کہ اپنی ایسی مقدس جگہ پر اسکی نمود بانی رکھتے۔

۱۸۹۱ء مطابق
محفل خانہ

پہلے یہاں وسیع صحن تھا۔ ایام عرس میں یہاں شامیانے استاد کر کے محافل سماع منعقد کی جاتی تھیں بعد ازاں میر حفیظ علی صاحب سابق مولیٰ درگاہ شریف نے چھ ہزار روپیہ کی لاگت سے یہاں ایک دالان بنوانے کی سعادت حاصل کی بعدہ اس دالان کے سامنے دل بادی شامیانے استاد ہو کر عرس شریف لی محافل سماع منعقد ہونے لگیں۔ موجودہ شاندار اور وسیع سماع خانہ (محفل خانہ) نواب بشیر الدولہ سرآساں جاوہدار الہام دولت آصفیہ امیر بانگاہ نے اپنے فرزند معین الدولہ کی ولادت پر تعمیر کرایا۔ موصوف نے اپنے یہاں فرزند ہونے کی دربار غریب نواز میں دُعا مانگی تھی۔ دُعا قبول ہوئی۔ خدا نے انھیں اسی سال کی عمر میں بیٹا دیا۔ مراد پوری ہونے پر بطور اظہار تشکر اسی ہزار روپیہ کے صرف سے یہ رفیع الشان مجلس خانہ تعمیر کرایا۔ اس کی تعمیر ۱۳۰۶ھ سے شروع ہو کر ۱۳۰۹ھ میں اختتام پذیر ہوئی۔

یہ عمارت ۴۶ فٹ مربع ہے۔ تعمیر سرکاظم علی صاحب یکشنر بلدہ سرکار عالی اور میر حسین علی صاحب دار فتنہ مکہ مسجد (مجدد آباد دکن) کے اہتمام سے ہوئی۔ اس میں قیمتی مجاثر فانوس آویزاں ہیں۔ آج کل انہیں

جگائے موم جی کے برقی روشنی ہوتی ہے۔ یہاں دارالعلوم معینہ عثمانیہ قائم تھا مگر انقلابات ۱۹۴۷ء کے بعد سے یہ بند ہو گیا۔ اب یہاں موجود سرکاری نصاب تعلیم کے مطابق ابتدائی تعلیم ہوتی ہے۔ تاریخ تعمیر حسب ذیل ہے:

”مختل خانہ سر آساں جاہ و گن“

۱۳۰۹ھ

۹۷۷ھ مطابق ۱۵۶۹ء | یہ عمارت مختل خانہ کے غرب میں واقع ہے مختل خانہ کی مغربی دیوار میں ایک دروازہ ہے۔ اس کے ذریعہ مختل خانہ سے یہاں پہنچنا ہوتا ہے اس مقام پر حضرت خواجہ بزرگ کو بعد وفات شریف غسل دیا گیا تھا۔ اس کی تعمیر کے متعلق اکبر نامہ جلد دوم کے صفحہ ۴۴۰ پر ابو الفضل نے لکھا ہے:-

عبارت فارسی اکبر نامہ صفحہ ۴۴۰

”عمارت عالی بنا از مسجد و خانقاہ در اں حواشی
لیع انداختہ“

ترجمہ

”اکبر نے ایک مسجد اور اس کے متصل ایک خانقاہ تعمیر کرائی“

خانقاہ میں رجب کی پانچ تاریخ سہ پہر کے وقت موجودگی دیوان صاحب سالانہ مختل ہوتی ہے کہا جاتا ہے یہاں حضرت خواجہ کے اہل خانہ رہتے تھے۔

حوض دہمال خانہ | مختل خانہ کے سامنے گزشتہ مشرق و جنوب میں ایک حوض اور ایک سبیل ہے۔ اس حوض کی چھتری ملکہ میری (ابلیہ جارج بیچم) کا جانب سے تعمیر ہوئی۔ ۱۹۱۱ء میں ملکہ موصوفہ نے دربار غرب نواز میں حاضری دینے کی سعادت حاصل کی تھی۔ اس موقع پر پانچ سو روپیہ درگاہ میں کوئی یادگار قائم کرنے کے لئے پیش کئے۔ اس رقم میں کچھ رقم درگاہ کے خزانہ سے ملا کر اس حوض پر چھتری تعمیر کی گئی۔

لنگر خانہ | صحن چراغ کے مشرق میں ٹین کے سائبان کے نیچے لنگر خانہ کا بجائیک ہے۔ اس پچائیک سے گذر کر ایک مختصر صحن اور دالان ہے۔ دالان میں ایک لوہے کا بہت بڑا گڑھا ایک بڑے چوہے پر رکھا ہے۔ اس میں روزانہ جو کادلیہ پکنا ہے اور غرباء کو تقسیم کیا جاتا ہے۔

علاء دیکھو حسن السیر ص ۶۳-۶۴ و تحقیقات مولف علی دیکھو سین الا دیلا ص ۲۸۲

علاء کتاب اجتر میں پندرہ سو روپیہ لکھے ہیں۔ علا دیکھو کتاب اجتر ص ۹۵ و دیگر

یہ لنگر خانہ اکبر بادشاہ نے غبار اور سائین کی آسائش کے لئے تعمیر کرایا تھا۔ لنگر خانہ کے صوفہ کے لئے جاگیر بھی ہے۔ نظام حیدر آباد دکن کی طرف سے بھی ایک وقت کا دلیہ چند سال قبل پکنا تھا۔ بلکہ وہاں سے اس صوفہ کی رقم نہیں آتی۔

تاریخی چیتری | صحن لنگر خانہ میں پرانے زمانے کی ایک خوبصورت چیتری ہے۔ مشہور ہے یہ اس واقعہ کی یادگار ہے جب اکبر بادشاہ فیرن کراس مقام پر لنگر لینے آیا تھا اور اس کا پیالہ ٹوٹ گیا تھا اسی سال اس تاریخی یادگار کو مسخ کر کے حجرہ بنادیا گیا ہے۔

۱۹۲۷ء مطابق ۱۳۳۸ھ لنگر خانہ کے صحن میں دیوار سے ملحق ایک شرقی رویدہ والاں ہے۔ اس میں بجلی گھر ۱۳۳۹ھ محرم شریف کے موقع پر ملازمین درگاہ اپنی طرف سے تعزیر رکھتے ہیں

اس دالان کے شمال میں ایک مختصر احاطہ کے اندر بجلی گھر کی عمارت ہے۔ یہاں درگاہ کی روشنی کے لئے برقی انجن ہیں۔ یہ برقی انجن بمبئی کے مشہور سیٹھ آننبل سرکریم جھانی ابراہیم کی ارادت کا نتیجہ ہیں۔ سیٹھ صاحب نے بتوئل مردان علی صاحب مرحوم خادم درگاہ باہتمام مشر آ۔ ایم۔ مارشل الیکٹرک انجینئرنگ کمپنی بمبئی ماہ فروری ۱۹۲۷ء برقی روشنی کا انتظام کیا۔

احاطہ سوم درگاہ شریف

احاطہ جمیلی | احاطہ صحن چراغ کی جنوبی دیوار میں احاطہ درگاہ شریف میں جانے کے لئے دو دروازے ہیں۔ ایک کے دونوں طرف چیتریاں ہیں۔ دوسرا سماع خانہ کی دیوار سے ملا ہوا ہے۔

اس دروازے سے احاطہ درگاہ میں داخل ہونے کے بعد بدست راست سولہ کعبہ میں جانے کا راستہ ہے اور بدست چپ مختصر احاطہ جمیلی سنگین جالیوں میں گھر ہوا ہے۔ اس میں اندر جانے کے لئے ایک مختصر سی کھڑکی ہے۔ احاطہ کے اندر چند تبرک مزارات ہیں۔ بعض حال کے تذکرہ نویسوں نے لکھا ہے کہ یہ مزارات خواجہ بزرگ کی ازادان کے ہیں۔ یہ جمیلی دالی بیوی کے نام سے مشہور ہیں مگر صاحب احسن البیر نے صفحہ ۵ پر لکھا ہے کہ "مسجد صندل خانہ کی شمالی دیوار کے متصل (احاطہ جمیلی میں) حضرت

رفیع الدین بایزید خور کا مزار ہے اور اُن کی قبر کے قریب اُنکی والدہ اور اُنکی بیوی کے مزارات ہیں۔
ان مزارات پر چبلی کی بیل چھائی رہتی ہے۔ اس احاطہ کی عالیوں اور چبلی کی شاخوں میں جا بجا
انگوٹھاں اور رنگ رنگ کے ڈورے بندھے رہتے ہیں۔ یہ زیادہ تر وہ ستورات باندھتی ہیں جو
اولاد کی خواہشمند ہوتی ہیں چبلی کے بیل پہنچ بختیوں سے پانی ڈلاتے ہیں اور ایک چھوٹے سے کھلے
ہوئے طاق میں ہاتھ ڈال کر اس میں سے تبرک پانی لے کر پیتے ہیں۔

۱۰۴۴ھ مطابق ۱۶۳۷ء
شاہجہانی مسجد

پس بعد روضہ منورہ کے مغرب میں جب شاہجہاں بعد شہزادگی اور سے پور
فتح کر کے حیدر شریف زیارت کے لئے حاضر ہوا تھا اس وقت اُس نے
ایک وسیع مسجد بنوانے کا خیال کیا تھا۔ چنانچہ جب تخت نشین ہوا تو اس مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ اس کی
تعمیر میں دو لاکھ چالیس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ صاحب جن السیر نے ص ۱۷ پر سکوالہ مرآۃ الاسرار
(مرتبہ عبدالرحمن چشتی) لکھا ہے کہ یہ مسجد چودہ سال میں تعمیر ہوئی۔ موصوف نے اپنا خیال ظاہر کیا ہے
کہ تعمیر شروع ہونے کے بعد کچھ عرصہ تک کار تعمیر التوا میں رہا۔ مسجد کا طول ۹۷ گز، عرض ۲۷ گز، شری
ہے۔ اس میں آنے جلنے کے لئے پانچ دروازے ہیں۔ تاریخ تعمیر حسب ذیل ہے:-

”قبل اہل زماں شد مسجد شاہ جاں“

۱۰۴۴ھ

عبدالشاہجہانی کے ملک الشعراء ابوطالب کلیم سہدانی نے ذیل کے مصرع سے تاریخ تعمیر نکالی ہے:-
”کیسے حاجات دنیا مسجد شاہ جاں“

۱۰۴۴ھ

مسجد نفیس سنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے۔ اندرون وسطی محراب میں سنہری حروف میں کلمہ طیب
لکھا ہوا ہے۔ اس میں جب تبرکات نبوی دہلی سے لا کر یہاں رکھے گئے۔ اس وقت کلمہ اور اس محراب
آب خنک نے لگا تھا لوگوں نے اسے تبرک لیا بعض لوگ اسے اشک انسانی سے تعبیر کرتے ہیں۔ بیرونی

۱۔ زمین الاویا ۲۷۶-۲۷۷ء لکھا ہے کہ حضرت رفیع الدین بایزید خور اور ستورات عالمات کے مزارات ہیں۔

ملک احسن السیر ص ۵۲-۵۳

محرابیوں پر اللہ تعالیٰ کے نود نہ نام ہیں۔ سب سے اوپر ذیل کا کتبہ ہے:-

شہیدم رضاخان فرخندہ نال	کہ بیش جلوس ابد اتصال
شہنشاہ دین پرورد دین پناہ	فلک قدر شاہ جہاں بادشاہ
پناہ اُم صاحب تخت و تاج	کہ دار و شریعت بہدش رواج
پس از فتح رانا بصد عز و جاہ	بدولت در اجیر ز دربار گاہ
بطوف مزار حقایق شہار	معین جہاں خواجہ روزگار
حقایق پناہ و معارف آب	کہ دادش فلک قطب عالم خطاب
دراں روضہ پاک مسجد بنود	دلش را تمنائے مسجد فرود
خداوند را با خدا شد قرار	کہ ماند از و مسجد یادگار
بسے بر نیامد ز دور فلک	کہ آں قبلہ گاہ ملوک ملک
چو بنشستہ بر تخت شامش	ز لطفِ اُکبی بفرماں دہی
کمر بست چہت و قدم بر کشاد	نہ از راہ در سم از رعنا عتقاد
بہ توفیق حق گشت کارش تمام	بنا کرد این مسجد و شد تمام
زہے مسجد بادشاہ جہاں	کہ دار دز بیت المقدس نشان
خوشا تندر این خانہ کبر احترام	بود ثانی اثین بیت المحرام
مقدس حریم چو قدس علیل	بوصفش زبانِ حق ذکر جمیل
شمارند با کعبہ اشش توایاں	کہ دید است مسجد باین فروشاں
کنہ دہتہ مزنگان خود آفتاب	کہ جبار و بکش یا بدینجا خطاب
نمایا در و کعبہ وقت نماز	ز محراب در بر حرم کردہ باز
بفرشش گزاری چو تے امید	شود نامہ چوں نگ مر مرید
طلبکار حاجات دل بستہ اش	بہار مناجات گلستہ اش
چو شاہ جہاں در محل نماز	بمحرابش آدر دروئے نماز
ز توفیق محراب کرد از دو سو	بیک قبلہ پشت بیک قبلہ رو

جہاں را دو چشم اند مردم نشیں
 کجے خانہ کعبہ و دیگر ایں
 نشستہ بمسجد شہنشاہ دین
 بود کعبہ پوستہ مند نشیں
 اجابت ز نذر عبادت نیاز
 خواں کز بر عمرش جاں پسند
 بہ تکلیف مردم ہر اے نماز
 درش جوں در توبہ پیوستہ باز
 بود خطبہ شاہ تبار خورش
 لب خوش از آب زمزم پرست
 ز لالش ز ہر موضع بے دریغ
 ز رنگش چاں کار بر از رنگ
 بفرمودہ سایہ کردگار
 نوشتند بار خیش الٰہ یقین
 بنائے شہنشاہ روستے زمین

جب اس مسجد میں نماز جمعہ ہوتی ہے تو چار توپیں (توپ ناہال) داغی جاتی ہیں۔ ایک بوقت ادائیگی
 سنت دوسری خطبہ کے وقت تیسری بوقت اقامت اور چوتھی سلام کے بعد چلتی ہے۔
 چلہ بابا فرید گنج شکر | اس مقام پر حضرت بابا فرید الدین گنج شکر نے چلہ کشی کی تھی۔ صندل
 مسجد کے عقب میں اس کا دروازہ ہے۔ دروازہ سے مقام چلہ تک زمین دوز زمین کا راستہ ہے
 کہا جاتا ہے کہ پہلے حضرت خواجہ کے خام مزار کا یہی راستہ تھا مگر اب مدت دراز سے محل مزار قدس
 تک پہنچنے کا راستہ بند کر دیا گیا ہے۔ چلہ کا دروازہ ہمیشہ مقفل رہتا ہے مگر ماہ محرم کی پانچ تاریخ
 سالانہ کھلتا ہے اس دن لوگ جوق جوق اس کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

جنتی دروازہ | اس دروازہ کو کئی دروازہ بھی کہتے ہیں اس کے کھڑکیوں پر چاندی کا پتھر
 چڑھا ہوا ہے۔ روایت ہے جو اس دروازہ سے سات مرتبہ گزر جائے وہ جنتی ہے۔ یہ دروازہ
 عبدین اور حضرت خواجہ غریب نواز و حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ کے عرس کے موقع پر

کھتا ہے اور لوگ جوق جوق اسیں سے گذرتے ہیں۔

چار یاری | شاہجہانی مسجد کی جنوبی دیوار سے لمحق حوض کے متصل احاطہ چار یاری میں جانے کا ایک چھوٹا سادہ دروازہ ہے۔ اس احاطہ میں ایک وسیع قبرستان ہے اس میں جلیل القدر بزرگان فقہاء درویش علماء اور حضرت خواجہ کے عقیدتمندان آرام فرما ہیں۔ مولانا شمس الدینؒ، مولانا محمد حسینؒ، الہ آبادی، حافظ شبیر علی بیگؒ، مولوی معین الدین صاحبؒ، حافظ مردان علی صاحبؒ، حاجی ذریعہ علی صاحبؒ اور حاجی رحمت علی صاحبؒ خادم درگاہ اور دیگر حضرات کے مزارات اسی احاطہ میں ہیں۔ صاحب احسن البصر کا موصوفہ پر بیان ہے کہ اس احاطہ میں ان چار بزرگوں کے بھی مقبرے ہیں جو حضرت خواجہ کے ساتھ ہندوستان تشریف لائے تھے۔

۱۳۶۵ھ میں خلیفہ سید محمد حنیف صاحب اور اسماعیل صاحب خدام درگاہ کے سندھی موکل نے سندھی صاحبان کی آرائش کے لئے پانچ ہزار روپیہ کے صرفہ سے ایک دالان تعمیر کرایا ہے۔
حوض جامع مسجد | جامع مسجد کے متصل ایک خوشنا حوض ہے۔ یہ پانی سے بھرا ہوتا ہے۔ نمازی اسیں وضو کرتے ہیں۔ اس حوض کے پانی پر سائبان نہیں ہے البتہ اس کے چاروں طرف نازیوں کے وضو کرنے کی جگہ سائبان ہے۔ اس حوض کے متصل اکثر بہشتی بھری شکس لئے موجود رہتے ہیں۔ زائرین انھیں پیسے دیکر حوض میں پانی ڈلاتے ہیں۔

جہالہ | درگاہ شریف کے جنوب میں ایک گہرا چنمہ جہالہ کے نام سے مشہور ہے۔ یہ کبھی خشک نہیں ہوتا۔ درگاہ اور شہر کے بعض محلے اس سے پانی لیتے ہیں۔ درگاہ سے ایک وسیع زینہ اس میں جانے کا ہے۔ بہشتی اسی زینہ سے پانی بھر کر لاتے ہیں۔ دوسرا زینہ اس میں سولہ کعبہ کی طرف سے بھی ہے تیسرا زینہ مقبرہ کے قریب سے ہے۔

جہالہ کی مضبوط چار دیواری شاہجہاں بادشاہ کی بنوائی ہوئی ہے۔ پہلے بارش کے زمانہ میں نالہ گڑھ۔ بیٹھلی اس طرف سے بہتا تھا اور یہی نالہ آگے چل کر ایوندی کہلاتا تھا۔ جب اکبر بادشاہ نے اجمیر کی شہر بنایا تو اس نالہ کو درگاہ بازار کی جانب کاٹ دیا اور اس کا بند بندھوا دیا۔

غل آپ کا دعائے نفع سلام میں اس شہر پر ہوا

گفتند و میں غیر در فناء در بختا خود بخود آزاد بودی خود گرفتار آدی

شاہ قلی خاں صوبہ دار اجمیر نے دوسری جانب بند کے دہانے پر اپنا مقبرہ اپنی حیات میں تعمیر کرایا اس تدبیر سے خلق کو آسائش ہو گئی۔ ہزاروں آدمی اس کے پانی سے سیراب ہوتے ہیں۔ یہ بہت زیادہ گہرا ہے۔ زائرین اس کے پانی کو تبرک سمجھتے ہیں۔

شاہی گھاٹ | لب جہارہ ارکائی دالان اور حوض کے درمیانی صحن کا نام شاہی گھاٹ یا سایہ گھاٹ ہے۔ اس صحن میں سنگ مرمر کی چھتری میں غریب نواز کے صاحبزادے خواجہ ابو سعید کا مزار ہے۔ یہ چھتری بہت رحمت علی صاحب خادم درگاہ کے ایک موکل نے تعمیر کرائی تھی بقول سیرالادلیا صفحہ ۲۷۷ اس چھتری کے پائیں میں ایک دوسری مرمرین چھتری کے اندر حضرت خواجہ کے برادر نسبتی آرام فرما ہیں مگر بقول احسن السیر صفحہ ۱۶۰ یہ مزار حضرت خواجہ کے خلف خورشید حضرت خواجہ ابوصالح خواجہ حسام الدین) کا ہے۔

رجب ۱۲۰۷ھ مطابق ۱۷۹۳ء | سایہ گھاٹ کے متصل روضہ منورہ کے پائیں جانب ارکائی یا ارکائی ڈالان | کرناٹکی دالان ہے۔ اس میں تین درجہ بجا نب روضہ منورہ ہیں سنگ سپید کی خوبصورت عمارت ہے۔

یہ دالان نواب والا جاہ رئیس کرناٹک مخاطب بہ امیر الہند نے بعد شاہ عالم تعمیر کرایا تھا دروں کی محرابوں کے اوپر حسب ذیل اشعار کندہ ہیں :-

در حضور خواجہ ہر دوسرا	آں میں الدین شہ شاہشاہ
چوں امیر الہند کان عدل داد	بحر جود و آسمان اعتقاد
یعنی آں نواب والا مرتبت	نام والا جاہ عالی منزلت
کامراں ملک کرناٹک بود	بندہ خاص خدا بیشک بود
آں خلوص نیت صدق غنیف	برنہادہ کرسی جائے لطیف
تا بیا سایند مردم اندریں	موجب برکات باشد بالیقین
گفت چوں تعمیر والا جاہی است	ہم بنائیش موقوف الہی است
سال تار بخش ز دل کردم طلب	وجد در خود کرد دل واکر دل

سال تاربخ بجو در این دُعا باد دَائم تَایم ایں فرخ بنا

از جلوس شاہ پنج و سی طلب شد مرتب در مہ پاک رجب ۱۲۰۴ھ

حدام درگاہ میں جب کوئی موت ہو جاتی ہے تو اس دالان میں صفت نام سوم تک بھی رہتی ہے
پروہ نشین مستورات کے | روضہ منورہ کے پائیں دروازے کے ہر دو جانب کرنا مکی
عبادت خانے | دالان کے سامنے دو سنگ مرمر کے مختصر ٹھوٹے ہیں۔ بقول

سیرالاولیا صفحہ ۱۲۷ ان میں سے جو مزار بنی بی حافظہ جلال کے پائیں میں ہیں اس میں خواجہ حسین الدین
خورد خواجہ قیام الدین بابر یال کے مزارات ہیں۔ مگر صاحب احسن السیر نے صفحہ ۴ پر ان مزارات
میں شیخ بدہ مخاطب بہ بعد الملک کے مزار کا اضافہ کیا ہے اور ان حضرات کو نبیرہ گان خواجہ بزرگ
لکھا ہے۔

۱۳۵۵ھ و ۱۳۶۰ھ ارکائی دالان اور سبیل سے ملحق یہ دودالان حاجی
دالان حاجی وزیر علی صاحب حرم خادم درگاہ | وزیر علی صاحب خادم درگاہ نے بنوائے ہیں۔
ان پر مندرجہ ذیل کتبے ایڑاں ہیں۔

نقل کتبہ دالان متصل ارکائی دالان :-

”یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضرت خواجہ غریب نواز بیادگار قبلہ حاجی سید مردان علی
مرحوم مغفور بصرہ خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی سید وزیر علی خادم حضرت خواجہ تعمیر ہوئی
جمادی الاول ۱۳۵۵ھ“

نقل کتبہ دالان متصل سبیل :-

”یہ عمارت بغرض آسائش زائرین حضور خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ بیادگار قبلہ و کتبہ
سید حافظ فتح محمد صاحب و محترمہ و مندرجہ عند اللہ والدہ ماجدہ بصرہ خاص خاک نشین آستانہ
عالیہ حاجی سید وزیر علی ربیع الاول ۱۳۶۰ھ میں تعمیر ہوئی“

مقبرہ شاہ قلی خاں | یہ مقبرہ جہاڑہ کے مشرق میں ہے۔ سنگ مرمر کی شمار دیہ عمارت تین در کی ہے۔ چھت لداؤ کی ہے اس میں چند قبریں ہیں انکے نقوذ سنگ ابری وطلائی کے ہیں۔ غالباً انہی میں اکبر کے نصب دار شہباز خاں کا مزار ہے۔ یہاں محرم کی ۱۲ تاریخ تعزیر رکھا جاتا ہے اس وجہ سے اسے امام بارگاہ بھی کہتے ہیں۔

یہ مقبرہ محمد تقی بخشی النخاطب بہ شاہ قلی خاں نے بنوایا تھا۔ یہ عہد اکبری میں نصب شد ہزارہی پر مامور تھے مگر انھیں اس میں دفن ہونا نصیب نہ ہوا۔ بقول منتخب التواریخ شاہ قلی خاں نے ۱۰۳۸ھ میں بمقام اگرہ وفات پائی۔ عہد اکبری میں اجپیر کے صوبہ دار تھے۔ شہر اجپیر سے تقریباً ایک کوس کے فاصلہ پر ہست مشرق لب سرگ انکا ایک باغ بھی ہے۔ اہل اجپیر اسے میر شاہ علی کہتے ہیں۔

۱۰۳۹ھ مطابق ۱۵۲۷ء | یہ سبیل حاجی وزیر علی صاحب مرحوم خادم درگاہ شریف نے تعمیر کرائی۔ سبیل خواجہ سنجرمی | تھی اس پر ذیل کی عبارت کا کتبہ آویزاں ہے:-

”بیادگار برادر کرم حافظ سید عبدالعزیز صاحب و دختر نذر چشمی عالیہ بی بی غفرانہ الہا بصرف خاص خاک نشین آستانہ عالیہ حاجی وزیر علی ربیع الاول ۱۰۳۹ھ تعمیر ہوا“
سبیل کے متصل مرزا یان مند سور کے مزارات ہیں۔ یہ دولت راؤ سندھیا اور مادھوجی سندھیا کی طرف سے اجپیر کے حاکم تھے۔

چھتری دروازہ | سبیل کے قریب درگاہ شریف کی جنوبیہ دروازہ۔ بیرونی زائرین کی زیادہ آمد و رفت اسی دروازہ سے رہتی ہے۔ شاہی چھت کے بعد اعشار کی ناز سے تقریباً گھنٹہ سوا گھنٹہ بعد ایہ دروازہ مقفل ہو جاتا ہے۔ مگر اس کی کھڑکی کھلی رہتی ہے۔ غریب نواز کے عرس میں شب بھر کھلا رہتا ہے۔ خدام صاحبان میں جب کوئی موت ہو جاتی ہے تو مرنے والے کے رشتہ دار یہاں آکر بیٹھتے ہیں۔

کھڑکی دروازہ | یہ دروازہ شہر زدہ ہے۔ اس کے ہر دو جانب چھترے اور سہ دریاں وغیرہ بنی ہوئی ہیں۔ شاہی چھت کے بعد یہ دروازہ مقفل ہو جاتا ہے۔ مگر غریب نواز کے عرس کے ایام میں

رات بھر گھٹا رہتا ہے۔

اس دروازے کے متصل صحن میں شیخ میر کی قبر ہے۔ یہ مراء دار اشکوہ میں سے تھے۔ ۶۹ھ میں عالمگیر کی فوج کے ہاتھ کو قلعہ تارا گڈھ پر قتل ہوئے تھے۔ ان کے متصل شاہ نواز خاں کی قبر ہے۔ یہ بہت بہادر تھے۔ یہ دار اشکوہ اور عالمگیر کی جنگ کے موقعہ پر دار اشکوہ کی فوج کے ہاتھ سے قتل ہوئے تھے۔ ان دونوں کو عالمگیر نے دفن کرایا تھا۔

حمید یہ دالان | بیگم دالان اور کھڑکی دروازہ کے درمیان یہ دالان بد عبد المجید صاحب خادم درگاہ نے زائرین کی آسائش کے لئے تعمیر کرایا ہے۔ اس کی تیاری میں تقریباً پچاس ہزار روپیہ صرف ہوا۔ عرس کے ایام میں زائرین یہاں ٹھہرتے ہیں۔ محفل پنجشنبہ کے موقعہ پر یہاں مسورات بیٹھتی ہیں۔ حسب ذیل تاریخ تعمیر اس پر کندہ ہے۔

سلام باقی غنی مجید

۶۱ ۱۳ھ

تعمیر دالان کا قطعہ تاریخ حسب ذیل ہے۔

انھیں لوگ کہتے ہیں عبد المجید	وہ ہیں خادم خواجہ چشتیاں
غریبوں کو ہوتی ہے رحمت شدید	دیکھا کہ بادشہ میں اردھو میں
کہ تیار کی یہ عمارت جدید	نظر آگئی راہ نیکی صحیح
کہ حاصل ہو لوگوں کو راحت مزید	کچھ ایسے ہی کام اور انجام دیں
وہ "عظیم" لطیف مجید	لکھا سال تاریخ با سردیں

نظام ستھ کی قبر | یہ قبر حمید یہ دالان کے قریب ہے۔ سنگ مرمر کے جوڑے کے گرد جالی دار کھڑا ہے اور تعویذ مزار پر ہفت میں گل بوٹے پیلے کدہ ہیں۔ ان میں عمدہ قسم کی پیکاری ہے۔ شاہان منلیہ کے زمانہ میں اس مزار پر زریں شایانہ تقری آبادوں پر کھنڈا رہتا تھا۔ جب عالمگیر درگاہ شریف میں حاضر ہوا تو اسے اس قبر پر حضرت خواجہ کے مزار کا دھوکا ہوا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ

۱۔ وہ ہیں نظام ستھ ہے جس سے فوج کے پاس گٹھ پار کرنے میں ہایوں بادشاہ کی جان بچائی تھی اور ہایوں نے اس مجلس اُسے سلطان فیروز بنادیا تھا۔

یہ قبر تو نظام سقہ کی ہے۔ یہ سن کر عالمگیر نے کہا "شمع پیش آفتاب پر تو نہ اورد" اس نے دوسب آرائش جو اس قبر پر تھی لٹوا دی۔

کہا جاتا ہے کہ نظام سقہ کا مزار اگر وہیں ہے۔

اولیاء مسجد | پہلے یہ قلندری مسجد تھی۔ صوبہ بہار کے عقیدتمند سیٹھ محمد بخش صاحب نے حال میں اس کی تین در کی مرمر میں پیش قیمت عمارت تیار کرانے کی سعادت حاصل کی ہے۔ بقول احسن البیروتی جو کہ غریب از اس مقام پر نماز پڑھا کرتے تھے۔ اس نے عقیدتمندان اس میں نماز پڑھنے کو زیادہ بہتر تصور کرتے ہیں۔ احاطہ کو چک سنگ سفید | پیش صحن مسجد صندل خانہ درمیانی صحن کے بالمقابل بجانب شرق

سنگ سفید کا احاطہ ہے۔ اس میں شیخ تاج الدین بایزید بزرگ انکے اقربا اور ازواج کے مزارات ہیں۔ مگر بعض حال کے تذکروں میں لکھا ہے کہ یہ مزارات یادگار محمد اور انکی زوجہ کے ہیں۔ ۱۵۳۰ء مطابق ۱۶۲۳ء | گنبد شرقی کے شرقی دروازہ کے آگے یہ دالان جہاں آدابنت شاہجہاں بیگمی دالان | نے ۱۵۳۰ء میں تعمیر کرایا تھا۔ اسکی چھت۔ سنوں سنگ مرمر کے ہیں اور

بیگمی دالان

فرش سنگ افشاں ابری اور طنائی کا ہے۔ ۱۸۸۸ء میں اس کی دیواروں اور تھاموں پر نواب مشتاق علی خاں دالائی راجپور نے سنہری کام کرایا اور چھت میں ایک بیٹھی کے مسلمان سوداگر نے نقش و نگار بنوائے مگر اب کام ماند ہو گیا ہے۔ دالان کی چھت میں بلوچ جہاڑ فانوس آویزاں ہیں چھت کے اوپر کی جانب سنہری کلیاں ہیں۔ کہا جاتا ہے یہ مختلف اشخاص کی مذکورہ ہیں ۱۹۳۳ء میں چھت کی ایک پٹی چمک گئی تھی۔ اس کے ٹوٹ کر گر جانے کا اندیشہ تھا۔ ۱۹۳۳ء میں نواب غلام کریم رئیس جل پالی ٹیگز ٹریڈنگ کمپنی نے اس پٹی کو بدلوادیا۔

عہد جہانگیر کی تصویر دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس زمانہ میں بیگمی دالان کی جگہ لکڑی کا کٹہرہ تھا دالان کے سامنے دور تک سنگ مرمر کا فرش کا ایک وسیع صحن ہے اور اس کے گرد سنگین کٹہرہ لگا ہوا ہے۔ اس صحن میں رو برو بیگمی دالان آجکل بھی ایک بڑا شانہ اسادہ رہتا ہے۔ یہاں

عہد ۲۰ دیکھو احسن البیروتی ۱۵۳۰ء عہد دیکھو صحن آباد نامہ ۱۶۰۲ء عہد دیکھو احسن البیروتی ۱۵۳۰ء

عہد دیکھو کتاب "اجتر" ازہر بکس ماہرا ۱۹۱۰ء

عہد یہ تصویر راجپور کے راجا کی کتب خانہ میں موجود ہے۔ اور سالہ آٹھ سو میں اسکی کسٹ بنائی ہو چکی ہے۔

ایک کھرنی کا پڑا نہ درخت ہے۔ کہا جاتا ہے۔ یہ درخت چھانیاں جہاں گشت نے حجر حاضر بننے کے وقت
نسب کیا تھا۔ مشہور ہے اسکی چھال اگر پانی میں پس کر مار گزیرہ کو پٹائیں تو اچھا ہو جاتا ہے۔ اس درخت
کے متعلق عوام میں بہت سی غیر معتبر باتیں مشہور ہیں۔ جنہیں صاحب احسن السیر نے صفحہ ۵۸-۵۹ پر لکھا ہے
ستون سنگ جو اس درخت کی ٹیک کے لئے اس کے نیچے لگادیا ہے وہ کسی ہتھوڑا کا ہے لیکن ہائے
نزدیک یہ کسی طرح کسی بت خانہ کا ستون نہیں معلوم ہوتا، بلکہ وہ سپاٹ رنگ مرمر کی ایک پٹی ہے
خدا معلوم یہ بے سرو پا روایت احسن السیر نے کہاں سے لکھ دی

توشہ خانے | بنگلی دالان سے گنبد شریف میں داخل ہوتے ہوئے پہلے ایک خوبصورت شاندار دروازہ
آتا ہے۔ اس دروازے سے گذر کر بدست راست وچپ دو حجرے ہیں اس میں روضہ ستورہ کی ضرورت
کی چیزیں رکھی رہتی ہیں۔ شمالی توشہ خانہ میں روزانہ کے استعمال کی چادریں، اگر دانی، چوبیس اور دیگر
سامان متعلقہ رہتا ہے۔ جنوبی توشہ خانہ میں قیمتی سامان رہتا ہے۔ شاہجہاں بادشاہ کا فرمان بھی اسی
میں مقفل رہتا ہے اس میں سات قفل لگے رہتے ہیں ان ساتوں کی کینیاں سات خدام صاحبان کے
پاس رہتی ہیں۔

صاحب احسن السیر کا صفحہ ۳۸ پر بیان ہے کہ ان دونوں حجروں میں خواجہ فخر الدین گردیزی
خادم خواجہ ادرانگی اہلیہ کے مزارات ہیں۔ مگر بقول معین الاویلیا صفحہ ۲۷ ان حجروں میں بالتحقیق
حضرت خواجہ کی ہر دو ازواج کے مزارات ہیں۔ اور مگر بروایت زبانی خواجہ فخر الدین گردیزی کا مزار
ترپولہ دروازہ کے متصل ایک ٹیکہ میں تھا جو تھوڑا عرصہ ہوا منہدم ہو گیا اور وہاں عمارات تعمیر ہو گئی
ہیں۔

ان دونوں حجروں کے درمیان ایک دروازہ کھلا ہے۔ احسن السیر کا صفحہ ۲۹ پر بیان ہے کہ اس
دروازہ میں بدفتح چٹوڑا بکربادشاہ کی لائی ہوئی جوڑی چڑھی ہے۔ اس پر یہ شعر کندہ ہے جو
بعد کا معلوم ہوتا ہے۔

”رکھے ہمیشہ تیری تین کار کفر تباہ بحق اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ“

اسی دروازے سے آگے دوسرے دروازہ پر یہ اشعار مرقوم ہیں۔
بیا کہ کتبہ اہل دل است خواجہ معین طواف مرقد آدمی کند شاہ دگدا

زراہ صدق در آور مقام خواجہ معینؒ کہ ہست روضہ پاکش چو جنت المادی
 ۱۲۳۰ھ میں نواب فیض اللہ خاں بنگش مرحوم رئیس فرخ آباد نے باہر والے دروازہ پر کیوڑونگی
 جوڑی چڑھائی۔ اس پر حسب ذیل تاریخ کندہ ہے۔

خان فیض اللہ بنگش کہ نگاہش عالی است ساخت دروازہ معین جاوید
 چونکہ درگاہ معین است چو خورشید بلند سال تاریخ شدہ باب طلوع خورشید

۱۲۰۵ھ

اس دروازہ کے شمال رخ ایک بڑا عقیقہ میں زر درنگ دیوار میں جڑا ہوا ہے۔
 روضہ منورہ [خواجہ حسین ناگوریؒ نے برسوں حضرت خواجہ کی مجاورت کی ہے۔ شیخ حمید الدینؒ
 ناگوریؒ کی اولاد میں سے ہیں انکے زمانہ میں حضرت خواجہ کا مزار اقدس خام تھا اور مزار شریف
 پر عمارت نہ تھی۔

سلطان غیاث الدین خواجہ حسینؒ ناگوریؒ کو ازراہ عقیدت بلایا کر تا تھا مگر آپ شاہانہ صحبت سے
 گریز کرتے تھے لیکن سرور عالم کے موتے مبارک کی زیارت کرنے کے لئے آپ سلطان کے پاس
 تشریف لے گئے۔ سلطان نے مخالف پیش کئے مگر آپ نے قبول نہ کئے۔ لیکن آپ کے صاحبزادے کے
 دل میں لینے کا خیال پیدا ہوا۔ آپ نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا کہ اگر یہ لیتے ہو تو لازم ہے اس
 مال سے خواجہ بزرگ اجیریؒ اور اپنے جد صوفی حمید الدین ناگوریؒ کے مزارات منبرک تعمیر کروا دینا
 اس رقم سے حضرت خواجہ بزرگ کے کچے مزار پر گنبد و عمارت روضہ تیار کرائی گئیں۔
 گنبد شریف کا اندرونی حصہ سنگ بنت کا ہے۔ اس میں چونے سے دیو بندی کی گئی ہے۔
 بالائی حصہ اینٹوں سے تیار کیا گیا ہے۔ لداؤ کی ڈاٹ پر چونے کا صندل ہے اس پر گھٹائی کا کام

۱۔ عام طور سے برے کاریگ مفید سمجھا جاتا ہے مگر خواص اور جوہری جانتے ہیں کہ ہر اندی نائل۔ محبوی نائل۔ بی بی نائل اور بیری نائل
 بھی ہوتا ہے۔ اسی طرح عام طور سے غیر نیک شخص تک کا خیال کیا جاتا ہے حالانکہ اسکی ایک قسم نندی نائل بھی ہے۔

۲۔ دیکھو معین الاولیا ص ۲۴۳-۲۴۲۔ احسن السیر ص ۲۳-۲۴

۳۔ سلطان غیاث الدین ۷۶۸ھ میں فوت ہوا (احسن السیر ص ۲۵)

۴۔ دیکھو کتاب فریب ناز ص ۱۳۱-۱۳۲ مرتبہ بشیر احمد خاں لاہوری

جے گنبد پنجواںس میں ہے۔ مگر پنجواںس میں بھی کوئی دوسرا گنبد اس دُول کا ہندوستان میں موجود نہیں۔ اس سفید گنبد پر سنہری تاجدار کلس آویزاں ہے اس لئے حضرت خواجہ کو دھولی گنبد اور سنہری کلس والا خواجہ بھی کہتے ہیں۔ یہ کلس نواب حیدر علی خاں صاحب برادر کلب علی خان صاحب والی رامپور نے نصب کرایا تھا۔ کہا جاتا ہے پہلے عالم نام کے بنجارے نے بھی گنبد شریف پر سونے کے کلس چڑھایا تھا۔ گنبد شریف کی دیواروں پر سنہری کلیاں ہیں۔

گنبد کے اندر دینی حصہ میں سنہری لاجوردی کام ہے۔ یہ نواب شاق علی خاں صاحب مرحوم والی رامپور نے کرایا تھا۔ چھت میں کاشانی نخل کی زرین چھت گہری لگی ہوئی ہے۔ اس میں طلائے زنجیروں میں سنہری گولے لٹک رہے ہیں۔ ان کی قیمت بحساب فی گولہ تقریباً پانچ سو روپیہ ہے۔ ایک گولہ ابھی ایک سال پیشتر جڑا لیا گیا تھا۔ بعد میں چور کے پاس مل گیا۔ اس کا سونا شاہجہاں کے زمانہ کا عمدہ سونا بتایا جاتا ہے۔

شٹائی نقش و نگار در اور تہ شریف کی دیواروں پر خواجہ حسین ناگوری کی عقیدت کا نتیجہ ہیں۔ غربی دیوار میں سنگ مرمر کی جالی پر ذیل کی تائیر مرقوم ہے۔

از پئے تائیر نقش گنبد خواجہ معین گفت ہاتف گو منظم تہ عرش بریں

۹۳۹ھ

گنبد شریف کے اندر آب زر سے ذیل کے اشعار مرقوم ہیں :-

اثر نیا لیاے روئے زمین	خواجہ خواجگاں معین الدین
بادشاہ سہر بر ملک یقیں	آفتاب سپہر کون و مکان
اں میں بود بحسن و حصین	در جمال و کمال رو چہ سخن
در عبادت بود چو در میں	مطلع در صفات او گفتیم
بر درت ہر و ماہ سود جبین	اے درت قبلہ گاہ اہل یقیں
صد ہزاراں ملک چو خسرو جبین	ردے بر در گہت ہمیں سایند
در صفات روحنات چو خلد بریں	خادمان درت ہمہ رضواں

ذره خاکِ اوجیرِ مرث
قطرہ آبِ اوجہ مارِ معین
جانِ معینِ خواجہ حسینؒ
بہرِ نقاشیشِ بگفتِ جنین
کئے خود رنگِ تازہ کنزنو
قبلہ خواجہ معین الدین

— (۴۱) —

الہی تابود خورشید و ماہی
چراغِ چشتیاں رار و شنائی

مزار شریف پر سیپ کے کام کا چھر کھٹ عندلی بنا ہوا تھا مگر کلکتہ کے متول مین سوداگر شکر سیٹھ حاجی محمد صاحب نے سپاس ہزار روپیہ کے صرفہ سے گنگا جمنی طلائی تقریٰ تبر چڑھوایا اس کے چاروں گوشوں پر چار برجیاں منہ کلس ہیں۔ مہری میں رنگین نعل کی چھت گیری لگی رہتی ہے۔ اس پر رنگ طلائی۔ فیروزہ، ابری، یشب اور لہسید وغیرہ کی پچکاری ہے۔ مزار اقدس کے تعویذ میں یافتہ ربانی جڑا ہوا ہے۔ مزار پر انوار ہیش زر بفت و کنو اب وغیرہ کی قیمتی قبر پوشوں سے ڈھکا رہتا ہے۔ قبر پوش پر پھولوں کی بیج اور بکثرت پھول رہتے ہیں۔ چھر کھٹ کے بیج میں سنہری کٹہر نصب تھا۔ یہ شہنشاہ جہانگیر نے بنوا کر نذر کیا تھا۔ جہانگیر نے اس کے متعلق توڑک جہانگیری میں لکھا ہے کہ بعض مرادیں برائے پرستار میں سے نے مجھ طلائی جالیدار مرقد خواجہ بزرگ پر نذر کیا۔ یہ مجھ ایک لاکھ دس ہزار روپیہ کی لاگت سے بتایا ۲۶ رجب المرجب تیار ہوا۔ میں نے حکم دیا کہ اسے لپکا کر دھتہ اقدس پر نصب کر دیں۔ مگر یہ کٹہر اب موجود نہیں ہے بلکہ دوسرا تقریٰ مجھ موجود ہے اس کی مرمت راجہ جے سنگھ سوئی دو بانی جے پور نے شیخ محمد حیات اور حاجی منظور علی خاں متول آسانہ کے اہنام سے کرائی تھی۔ اسکا وزن بیالیس ہزار نو سو اکٹھ تولہ تین ماشہ ہے مگر موجودہ دونوں کٹہرے نواب جہاں آسا بیگم بنت شاہجہاں کے بنوائے ہوئے ہیں۔

اندرون گنبد شریف زر دوزی کے شاملانے ہیں ان میں سے ایک نواب کلب علی خاں

دالی رام پور اور دوسرا نواب ابراہیم خاں دالی ریاست ٹونک کا نذر کر دے۔ مزار شریف کے
 غرب میں محراب کے اندر زمانہ قدیم کا خوشخط قلمی کلام مجید سفید تقری صدوق میں تقری چوکی کے
 اوپر سرد آدم بلندی پر رکھا ہوا ہے۔ زائرین اس کو بوسہ دیتے ہیں۔ عرس شریف کے ایام میں یہ
 یہاں سے اٹھایا جاتا ہے۔ اس کا چاندی کا صندوق اور چوکی نظام کی نذر کردہ ہیں۔ قرآن مجید
 کے اوپر کتبہ شریف کا سیاہ مخملی پردہ لٹکا ہوا ہے اس پر آیات قرآنی طلا سے لکھی ہوئی ہیں۔
 نمجربانی حافظہ جمال | روضہ منورہ کی جنوبی دیوار میں پائیں رخ تین دروازے ہیں۔

ادھر ادھر کے دروازے بعض خاص حالات اور موقع پر کھولے جاتے ہیں۔ درمیانی دروازہ
 دن بھر کھلا رہتا ہے۔ اس دروازے کے آگے سنگ مرمر کے ستونوں پر چھتری بنی ہوئی ہے
 چھتری کے متصل روضہ منورہ کی جنوبی دیوار سے ملحق حجرہ میں حضرت خواجہ کی صاحبزادی بی بی
 حافظہ جمال آسودہ ہیں۔ غالباً یہ حجرہ حضرت خواجہ کے روضہ کے ساتھ تعمیر ہوا۔ بی بی کے سنگ مزار
 کے توہید مزار میں سنگ ابری، طلائی، لہسید اور غیر ذہ و غیر سے سجکاری کی گئی ہے۔ مزار کے
 بیش بہا قبر پوش پر پھول رہتے ہیں۔ متصل مزار دو چھوٹی چھوٹی قبریں ہیں۔ یہ دونوں بی بی صاحبہ
 کے صاحبزادوں کے مزارات ہیں۔ انکا انتقال صغیر سنی میں ہو گیا تھا۔

مجر حور النساء عرف چمنی بیگم | یہ حجرہ روضہ شریف کے غرب میں واقع ہے۔ صاحب حسن البیر
 نے ص ۳۲ پر بحوالہ توذک جہانگیر شاہجہاں نامہ لکھا ہے کہ
 بنت شاہجہاں بادشاہ | ہر در چار شنبہ بتایم ۲۹ جمادی الاول ۱۰۲۵

بنت شاہجہاں نے وفات پائی۔ روضہ شریف کی دیوار سے ملحق دفن کی گئی۔ جہانگیر اس پوتی کو
 بہت عزیز رکھتا تھا۔ یہ مختصر مقبرہ سنگ مرمر کا بنا ہوا ہے اس کے کپواڑ بھی سنگ مرمر کے تھے۔ غوام
 اس کے اندر پیسے کوڑیاں پھینکا کرتے تھے۔ اس سے لوح کے ٹوٹنے کا اندیشہ تھا۔ بایں وجہ اسکا
 دروازہ تینا کر دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ توہید قبر پر ایک بیش بہا عقیقہ عینی کی تختی آویزاں ہے۔
 احاطہ نور | قبہ مبارک کے جنوب و مغرب میں سنگ مرمر کا خوشنما احاطہ ہے۔ اس کے کچھ حصے پر

سنت بھی ہے۔ اس احاطہ سے محض میں آنے کے لئے دو دروازے ہیں ایک قبہ شریف کے جنوب میں ہے یہ پائیں دروازہ کہلاتا ہے دوسرا تندر کو ضعیفی دروازہ ہے ان دروازوں پر سنہری کلیاں ہیں۔ اس احاطہ میں لوگ قرآن خوانی کیا کرتے ہیں۔

۱۸۵۹ء مطابق ۱۲۸۳ھ سلطان محمود غلجی المعروف بہ سلطان مانڈو نے جب قلعہ دار گجرات کو مسجد صندل خانہ قتل کر کے اجیر فتح کر لیا اس وقت بطور انظار تشکر سلطان موصوف نے روضہ منورہ کے سربانے کی طرف بہ مسجد تعمیر کرائی تھی۔

بقول حضرات القدس القدریہ اجیر شریف کی مسجد (مسجد صندل خانہ) کی جنوبی دیوار کی بنیاد کمزور ہو گئی تھی اور غریب گرنے کے بھی گویا آجکل میں گرنے والی تھی جو شخص اس کے سامنے سے گذرتا تھا ہچکچاہٹ کھل جاتا تھا۔ آپ (مجدد الف ثانی) کے مریدوں کے دلوں میں اس دیوار کا ہمیشہ خوف غالب رہتا تھا۔ بقول کتاب غریب نواز ص ۱۲۳ پہلے اس کے تین درختے جاگیر بادشاہ نے اس میں چار در بڑھا کر تعمیر نو کرائی۔ بعد ازاں اورنگ زیب نے اپنے عہد حکومت میں اس کی مرمت کی خدمت انجام دی اس لئے اس مسجد کو قبیلوں بادشاہوں کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے چونکہ مرزا شریف کے اترے ہوئے بھول بہاں رکھے جاتے ہیں اس لئے اسے مسجد بھول خانہ کہتے ہیں اور حضرت خواجہ کے مزار اقدس کے لئے یہاں صندل گھسا جاتا ہے اس لئے اسے مسجد صندل خانہ بھی کہتے ہیں۔

۱۲۲۰ھ میں نواب محمد اسحاق خان صاحب جاگیر آباد نے بہنشار احمد صاحب مرحوم تنولی درگاہ شریف کی نگرانی میں باہتمام صاحبزادہ میزین العابدین صاحب اس کی مرمت کرائی۔ صاحبزادہ بہن عبدالمجید صاحب اجیری نے اس کی مرمت کی۔ حسب ذیل تاریخ لکھی ہے جو بیرونی دروں پر مرقوم ہے:

ساخت صانی در سے جواں مسجد ہر ماہ از صفائے او در ماند
ابراز مصرعہ ہے نارتخ سال صورتی و معنوی برفاں

۱۔ دیکھو حسن نامہ ص ۳۳۳ ۲۔ دیکھو حسن نامہ ص ۳۳۳ ۳۔ زمین الادب ص ۲۰۰ اور کتاب اجیر ص ۱۱۱ ازہر طاس ساردا۔

۴۔ حضرت القدس دفر دوم ص ۱۳۱ ۵۔ دیکھو کتاب غریب نواز ص ۲۵۰ ۶۔ ہر طاس ساردا نے اپنی کتاب میر مرثیہ کیلئے لکھا ہے

۷۔ ص ۱۳۱ لکھا ہے۔

عبسوی را بشتر لفظ شاذ
اللہ اللہ لبث مرتبہ خواند

ہجری اندر عسریۃ معنی
بر تعجب ز فکر من ہائے

۱۳۲۰ھ

مشر ہر بلاس سار دانے اپنی کتاب الجبر ہٹوریکل اینڈ ڈسکریٹ کے معنی ۹ پر لکھا ہے:-

ترجمہ:- اس صحن (صحن چراغ) سے دو چھوٹے دروازے صحن کو جانے ہیں جہاں حضرت
خواجہ کا مزار و جامع مسجد ہے۔ اس دروازہ کے اندر جو کہ بلند دروازہ کے بالمقابل ہے ایک مسجد
ہے اس کے متعلق مختلف روایات ہیں کوئی کہتا ہے کہ یہ سلطان محمود غزنوی (ماتو) اور
جہانگیر کی بنوائی ہوئی ہے۔ جہانگیر کے متعلق کہا جاتا ہے کہ ۱۶۱۱ء میں اس نے ایک مسجد بنائی اور وہ
شاید ہی مسجد ہے یہ صندل خانہ بھی کہلاتی ہے اس وجہ سے کہ صبح شام مزار پر صندل چڑھانے کے لئے
یہاں تیار کیا جاتا ہے۔ خواب اسحاق خاں (جہانگیر آبادی) کے صرفہ سے اس کی مرمت ۱۳۱۲ھ مطابق
۱۸۹۹ء میں کی گئی۔ اس مسجد کے شمال میں چھیلی کے درخت ہیں۔ خواجہ صاحب کی دو بیبیاں یہاں
آرام فرما ہیں۔ صندل خانہ کے نیچے ایک تہ خانہ کی طرف راستہ ہے جہاں کہ خواجہ صاحب کو دفن
کیا گیا تھا اور کچھ فرامیٹوں کی بنائی گئی تھی۔ روایت ہے کہ تہ خانہ میں جہاد پوری کی مورتی ایک مندر
میں ہے جس میں روزانہ ایک برہمن صندل چڑھایا کرتا تھا۔ اس کے خاندان کی درگاہ اب بھی کفیل ہے
اور جو گھڑبالی کہلاتے ہیں۔

مشر ہر بلاس سار دانے اپنی بیان کردہ اس روایت کو تہ خانہ میں جہاد پوری کی مورتی ایک
مند میں ہے۔ کو کوئی مافذ نہیں بتایا۔ یہ روایت مشر ہر بلاس سار دانے سے پہلے کی کسی مسند کتاب میں
لکھی گئی ہے۔ مزید برآں ہمارے نزدیک یہ روایت بوجوہات ذیل بھی قابل قبول نہیں اور پائے تحقیق
سے گری ہوئی ہے۔

درگاہ شریف کا قلعہ زمین زیر دامن کوہ اور پانی (چالارہ) کے متصل ہونے کی وجہ سے نامعلوم
اور جگہ جگہ سے اونچا نیچا تھا۔ چنانچہ تعمیرات کے وقت باوجود سطح برابر کرنے کے اب تک بھی بعض مقامات
اونچے ہیں بعض نشیب میں ہیں۔ بارش پانی کے نکاسی کے پیش نظر بوقت تعمیرات (جو مختلف اوقات

میں ہوں، کہیں نشیب کو مٹی سے پر کیا گیا ہے کہیں نیچے مقامات پر بھٹ ڈال کر بشکل تہ خانہ کا لہجہ
جگہ نکالی گئی ہے اور بابا فرید الدین گنج شکر کے چل کا مقام چونکہ منہرک تھا اس لئے اس پر تہ خانہ بنا کر
اصلی سطح پر قائم رکھا گیا۔ پس صرف تہ خانوں کا ہونا مندر کی موجودگی کی دلیل نہیں علاوہ ازیں اگر
یہاں مندر ہونا تو مسلمان اس کی نمود کو بھائے پھٹ ڈال کر قائم رکھنے کی اد سے مٹی سے پاٹ دینے
کو ترجیح دیتے۔

جو لوگ اسلامی مسلک درویشی سے واقف ہیں وہ خوب جانتے ہیں کہ اس مقدس گروہ کی
نظر میں سرود پرستش گاہ خواہ وہ مندر ہو یا مسجد قابلِ عزت ہے۔ جہاں کسی طرح بھی عبادت
کی جائے اور مسجد گاہ کو کوئی مسلمان درویش اپنی جائے سکونت بنانا ہرگز پسند نہیں کرے گا۔
جس مقام پر اس وقت حضرت خواجہ کار و مہ ہے وہ بعض روایات کے مطابق آپ کا حجرہ سکونت
تھا یا باورچی خانہ۔ پس اگر اس مقام پر مندر ہونا تو حضرت خواجہ مسلک درویشی کے مطابق یہاں
اپنا حجرہ سکونت یا باورچی خانہ ہرگز نہ بناتے۔

اگر بغرض محال یہ تسلیم کریں گے کہ عہد غریب نواز سے قبل یہاں مندر تھا تو یہ سوال پیدا ہوتا
ہے کہ انصاف پسند غیور راجپوت اور مرہٹوں نے اپنی حکومت کے زمانہ میں پھر اسے مندر میں کیوں
تبدیل نہیں کر دیا۔ حالانکہ بقول ہر بلاشٹ ماردا - انمبر میں ان صاحبان کی حکومت ۱۷۵۲ء سے
۱۸۱۸ء تک ہی تشریف حسب ذیل ہے:-

۱۷۵۲ء لغایت ۱۷۵۸ء	سندھیا آف گوالیار اور مرہٹہ رام سنگھ
۱۷۵۸ء لغایت ۱۷۸۶ء	سندھیا کی حکومت صرف شہر اجمر پر
۱۷۸۶ء لغایت ۱۷۹۰ء	رائٹھور آف جودھ پور
۱۷۹۱ء لغایت ۱۸۱۸ء	سندھیا آف گوالیار
۱۸۱۸ء لغایت ۱۸۵۸ء	البت ایڈیا کہنی آن لندن
۱۸۵۴ء لغایت ۱۹۳۷ء	شاہان لندن

ملک دیکھو مظاہر رسول ص ۱۵۶ علی شہزاد مونس لاہور

ملک دیکھو کتاب اجمر شہر کیل اینڈ ڈسکرپشن از ہر جس ماردا ص ۲۲۹

صرف غریب نواز کے روضہ منورہ پر ہی صندل پیش کرنے کی رسم نہیں ہے بلکہ یہ رسم ہندوستان میں اکثر چشتی بزرگوں کے مزارات پر جاری ہے۔ چنانچہ عام طور سے باختر حضرات واقف ہیں کہ حضرت گیسو دراز کے مزار پر اتنا صندل جمع ہو گیا تھا کہ اس طرف کا آدمی دوسری طرف کے آدمی کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ چدر آباد دکن میں یہ رسم صندل ہی کے نام تمام طور سے مشہور ہے۔ پس اگر گھڑبالی قبل زمانہ غریب نواز یہاں مندر پر صندل پیش کرتا ہوتا تو غریب نواز کے بعد کے زمانہ میں بھی اس خاندان کو بجائے گھڑبالی کے یہی خدمت دی جاتی جس میں اسے پورا تجربہ تھا اور عہد غریب نواز سے قبل کا بھی کوئی فرمان اُن کے پاس ایسا ہوتا جس سے اُنکا صندل چڑھانے کی خدمت پر مامور رہنا پایا جاتا مگر اس زمانہ کا کوئی فرمان اس خاندان کے افراد کے پاس نہیں ہے۔ بلکہ اُن کے پاس جو فرمان ہے وہ عہد مغلیہ کا ہے اس فرمان کی رو سے اُنکا تقرر مثل بادرجیاں، فراش، چوہداران، رکابداران وغیرہ درگاہ میں بطور گھڑبالی ہوا۔ چونکہ گھنٹہ بجانے میں ہندو صاحبان کے پوجا کرنے کے طریق لاشابہت ہے اس لئے ممکن اس خدمت کو کرنا اچھا نہیں سمجھتے تھے یا اس وجہ یہ آسامی ہندو کو دی گئی اور بقیہ خدمات پر مسلمانان مقرر کئے گئے۔ پس ہندو گھڑبالی کو اس امر کے ثبوت میں پیش کرنا کہ یہاں مندر تھا صحیح نہیں۔

احاطہ چہارم سولہ کنبضہ

شاہجہانی مسجد کے شمالی دیوار کی طرف باہر جاتے ہوئے ایک حجرہ میں مغربی دروازہ کے متصل حضرت احمد بنخیار کا مزار ہے۔ اس دروازہ سے گذر کر ایک بڑا قبرستان ہے۔ اس میں سجادگان درگاہ اور اُن کے خاندان کے لوگوں کے مزارات ہیں۔ یہاں فقرا پڑے رہتے ہیں۔

شاہجہانی مسجد کے عقب میں ایک قبہ کے اندر خواجہ حسین اجیمیری اور مقبرہ خواجہ حسین اجیمیری ۱۰۴۶ھ اُن کے خاندان کے لوگ آسودہ ہیں یہ قد غریب نواز کے قبہ کی ساخت کا ہے۔ اس کی تعمیر بعد شاہجہانی ۱۰۴۶ھ میں ہوئی۔ قبہ شریف میں برسر لوح سنگ یہ قطع باب منقوش ہے

مشہد از توجہ اوی در شدی و معین
بنائے مقبرہ با ضلع خواجہ حسین
شہنشاہ دوسرا خواجہ معین الدین
بلغت مغرب شدہ سال خاتمت این

۱۰۴۶ھ

ایک بالشت کی پھتری | یہ پھتری متصل سولہ کنجہ دروازہ کے سر دل پر ہے۔ دراصل یہ خواجہ حسین
اجمیری کے محوطہ کا دروازہ ہے۔ اس کی دست ایک بالشت ہے۔

سولہ کنجہ یا شیخ علاء الدین کا مزار | سولہ کنجہ میں حضرت شیخ علاء الدین برادر عم زاد خواجہ حسین اجمیری
نیر و سجادہ حضرت خواجہ بزرگ کامزار ہے۔ انکی جات میں یہ مقام دیوان خانہ کہلاتا تھا۔ بعد وفات انکا
مدفن ہوا۔ اس کی قبر و دیہ محراب پر ذیل کا قلعہ تاریخ تعمیر منقوش ہے:-

بنائے مقبرہ بہنا و شیخ علاء الدین کہ باد عاقبت او تعمیر از رانی
جوار مرقد آں شاہپاز عرش نشین کہ زیر شہر او بیضہ مسلمان
چہ کار در پئے اتمام سال قنوت فرد بگفت روضہ مرتب بخواں باستانی

یہ عمارت سنگ مرمر کی ہے چونکہ اسکے سولہ کنجے ہیں اس لئے یہ اس نام سے مشہور ہے اسکا طول و
عرض ۲۰ x ۲۰ فٹ ہے۔ شیخ علاء الدین کو شاہجاں کے عہد میں مذہبی وقار حاصل تھا ان کا وصال
بعمرہ ۱۰۰ سال ۱۱۰۰ھ میں ہوا

خدمات و مراسم درگاہ

خدمات و مراسم درگاہ کی ادائیگی ایک ایسے بے لگے ہوئے قانون کے تحت سالہا سال سے ہو رہی
ہے جسکی بابت منظمین درگاہ، خدام آستانہ، عقیدت مند اور زائرین پر لازمی ہے۔ قدیمی معین
خدمات میں کسی کو ترسیم و شیخ اور رد و بدل کا اختیار نہیں ہے۔ رسم قدیم کے تحت درگاہ شریف میں
ہر شخص فاختہ خوالی، میلاد شریف، وعظ، شفقت کا مشاعرہ اور بزرگان دین کے اعراس کرنے کا
حصہ دار ہے۔ ان نیک امور میں روکنے کا کسی کو اختیار نہیں البتہ منظمین درگاہ باطلاع صاحب خیر
بشرط ضرورت مقام و وقت تقریب میں تبدیلی کر سکتے ہیں مگر کسی ایسی تقریب کو روک نہیں سکتے
بعض مراسم بجانب درگاہ ادا کئے جاتے ہیں کچھ کی ادائیگی انجمنیں، خدام حاجان اور اہل عقیدت
حضرات کرتے ہیں تفصیلات حسب ذیل ہیں:-

۱۔ دیکھو احسن السیرۃ ص ۷۷ دیکھو مبین الادب ص ۷۹

۲۔ دیکھو کتاب اجمیر بشوریکل اینڈ ڈسکرپٹو از ہر اس مارچ ۱۹۷۷ء

(الف) مراسم قدیم کے تحت معمولات درگاہ و تقاریب:-

روزانہ صبح فجر کی نماز سے تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ قبل عقیدتمندان اور اہل حاجت روضہ منورہ کے شرفی دروازہ کے سامنے جمع ہوتے ہیں یہ وقت باب گنبد شریف کے کھلنے کا ہوتا ہے۔ دروازہ کھلنے سے پہلے ایک خادم دروازہ کے روبرو آستانہ ہو کر اذان دیتا ہے بعد ازاں یکھہ بردار دروازہ کھولتا ہے خدام صاحبان اندرون گنبد شریف داخل ہو کر موہر پھل سے تربت شریف صاف کرتے ہیں۔ روضہ منورہ کے پھول بدل کر نازہ پھول چڑھاتے ہیں۔ لوبان سگاتے ہیں۔ بعد ازاں جزائرین اس موقع پر جمع ہوتے ہیں وہ اندرون گنبد شریف حاضری دیتے ہیں اور سلام پیش کرتے ہیں اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔

تھوڑی دیر بعد فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اس وقت اور زیادہ لوگ درگاہ میں آ جاتے ہیں۔ مابعد درگاہ میں اذانیں ہوتی ہیں بعد ازاں ان مابعد میں نماز فجر ادا کی جاتی ہے۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگ جوق جوق گنبد شریف میں حاضری دیتے ہیں۔ سلام پیش کرتے ہیں۔ اہل حاجت حاجت براری کی دعائیں مانگتے ہیں۔ صبح سے نماز عشا کے گھنٹہ بھر بعد تک یہ سلسلہ جاری رہتا ہے۔ آستانہ میں حاضری کرائے کی خدمت خدام صاحبان ادا کرتے ہیں۔ پھول بھی انہی حضرات کے ذریعہ سے پیش کئے جاتے ہیں۔

فجر کی نماز ہو جانے کے بعد شاہجہانی دروازہ اور عثمانی دروازہ پر روزانہ مقررہ اوقات پر نوبت بھرتی ہے۔

ظہر کی نماز کے بعد دن کے تین بجے جب عثمانی دروازہ پر نوبت بھرتی ہے پہلے اس موقع پر نظام حیدر آباد دکن کی جانب سے قوالی بھی مہلتی تھی اس وقت خدام صاحبان روضہ منورہ کی خدمت کرتے ہیں۔ نیز پھول اور صندل پیش کرتے ہیں۔

مغرب سے قبل مغرب سے پندرہ منٹ قبل روشنی کی اطلاع کا ڈنکا بجتا ہے۔ اس موقع پر زیادہ لوگ خصوصیت سے حاضر ہوتے ہیں۔ قہ مبارک میں روشن کرنے کے لئے خدام صاحبان مخصوص طور سے بنی ہوئی موم قیال لپھاتے ہیں لوگ ان بیوں کو بنا بر حصول برکت اپنے

سروں پر رکھواتے ہیں۔ اس موقع پر لوگ خصوصیت سے فاتحہ پڑھتے ہیں اور دعائیں مانگتے ہیں اور یہ شعر باواز بلند پڑھا جاتا ہے۔

الہی تابود عورشید و ماہی چراغ چشیاں را روشنائی

اس وقت لوہان دانی بھی قبہ مبارک میں جاتی ہے لوگ شغابی اور برکت کے لئے اسے اپنے سروں پر رکھواتے ہیں۔ بالآخر مغرب سے تھوڑی دیر پہلے روضہ مبارک اور تمام درگاہ میں موسم بتی اور برتی روشن ہو جاتی۔

نماز عشاء کے بعد ایک بجلی والاں کے دو بروصحن میں شاہی چوکی قوالان اور پائیں دروازہ کے سامنے ضامن علی شاہ دالی چوکی قوالان تقریباً ایک گھنٹہ تک قوالی کی خدمات بجالاتی ہیں۔ اس وقت بھی درگاہ میں غیر معمولی مجمع ہوتا ہے۔ قوالی شروع ہونے کے آدھ گھنٹہ بعد شاہی پٹا بچتے ہیں۔ اسکا اعلان ایک شخص باواز بلند کرتا ہے۔ اس وقت پائیں شریف کا دروازہ بند ہوتا ہے اس موقع پر خدام صاحبان اندرون گنبد شریف جا رو بکشی کر کے تھوڑی سی تھوڑی دیر کے فصل سے تین فراسے لے کر گنبد شریف سے باہر آتے ہیں لوگ ان فراشوں کو اپنے سروں پر رکھواتے ہیں اور آنکھوں سے نگاتے ہیں۔ اس وقت اگر دانی بھی قبہ شریف سے باہر آتی ہے عقیدتمندان اس کو سروں پر رکھواتے ہیں اور اس کا دھواں اپنے بدن سے پلتے ہیں۔ شاہی چھبکے قبہ شریف کا دروازہ عمود ہو جاتا ہے اور قوالان کی شاہی چوکی ٹھہرے ہو کر کڑکا پڑھتی ہے اور کڑکا ختم ہونے پر سردلی دروازے بھی بند ہو جاتے ہیں۔

درگاہ میں عمودا سردلی باقاعی قوالان بنظر عقیدت دیگر اوقات میں بھی گانے رہتے ہیں۔ البتہ نماز کے اوقات میں گانے کی ممانعت ہے۔ بعد نماز عشاء شاہجہانی مسجد میں تفسیر بھی بیان کی جاتی ہے۔ اکثر زائرین باوقات مختلف درگاہ میں محافل میلاد شریف بھی کراتے رہتے ہیں اور گل و پارہ کی چادر میں قوالی جینڈ باجہ یا روشن چوکی کے ساتھ پیش ہوتی رہتی ہیں۔

پنجشنبہ کے دن روزانہ سے زیادہ لوگ حاضری دیتے ہیں۔ بعد مغرب سے مجمع ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ دو برو بیگی والاں فرسخ بچھایا جاتا ہے۔ صدر جگہ چاندنی کے نیچے گدیہ بچھایا جاتا

۱۔ عور کے پردوں کی جھاڑو ۲۔ ایک پڑانا قاصد قسم کا کلا ہے۔ جس میں غریب نواز کی تریف کی گئی ہے۔

ہے اس پر دیوان صاحب متولی صاحب ڈاکٹر سید عبدالحق صاحب کے خاندان میں سے کوئی شخص بیٹھے کے حقدار ہیں۔ تو نہ شریف کے سجادہ اگر موجود ہوتے ہیں تو وہ بھی اس پر دیوان متولی اور دیوان ذرا بیٹھے بیٹھے ہیں۔ ان حضرات کے سامنے کپڑا چڑھے چھوٹے چار فانوس اور نوم بتی کی دو لائیں اگر دانی کے گرد رکھی جاتی ہیں، اور ہر دو جانب چیراسیان، جو مداران کھڑے رہتے ہیں۔ مغل بعد ناز عشار شاہی زمانہ کے چار بجے شروع ہوتی ہے۔ پہلے فاتحہ ہو کر شیرینی تقسیم کی جاتی ہے۔ تقسیم شیرینی کی خدمت رکباداران انجام دیتے ہیں اور داروغہ صاحب دسترخوان کے قریب بیٹھے رہتے ہیں۔ بعد ازاں درگاہ کلازم قوالان قوالی کی خدمت انجام دیتے ہیں۔ اگر کوئی مقامی بیرونی قوال چاہتا ہے تو اسے بھی اس موقع پر قوالی کا موقعہ دیا جاتا ہے۔ شاہی پانی بجے اندرون گنبد شریف خدمت شروع ہو جاتی ہے۔ تقریباً ایک گھنٹہ مغل رہتی ہے بعد ازاں فاتحہ ہو کر مغل برخاست ہو جاتی ہے۔ اس دن روزانہ کے معمولات کے خلاف سجادے دن کے تین بجے کے ڈھائی بجے تو بت بجنا شروع ہو جاتی ہے۔

چھٹی شریف | چونکہ غریب نواز کا وصال فری چھ تالیخ ہوا ہے اس لئے ہر فری مینہ کی تاریخ درگاہ میں حضرت خواجہ کی فاتحہ ہوتی ہے۔ صبح کے وقت مناجات خدام صاحبان قرآن خوانی ہو کر فاتحہ ہوتی ہے اور شب بخشبہ کی مغل کی طرح مغل سماع ہوتی ہے مگر مغل بخشبہ کی طرح چھٹی کی مغل کے آخر میں فاتحہ نہیں ہوتی لیکن جمرات اور چھٹی ایک دن ہوں تو دو مرتبہ فاتحہ ہوتی ہے اور دونوں تعاقب کی شیرینی علیحدہ علیحدہ تقسیم ہوتی ہے۔ چھٹی کی مغل میں صرف متولی صاحب آتے ہیں۔ دیوان صاحب اپنی دستار بھیتے ہیں جو مداران جمرات کی مغل کی طرح اس موقع پر سونے کی چوبیس لیکر نہیں کھڑے ہوتے بلکہ لکڑی کی چوبیس لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔

عرس شریف | فقرا اور درویش تقریباً اوائل جمادی الثانی سے آنا شروع ہو جاتے ہیں۔ درگاہ اور مکانات میں سپیدی ہونے لگتی ہے کچھ دن بعد بیرونی دوکانداران کی آمد بھی شروع ہو جاتی ہے۔ بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی بلند دروازہ پر جھنڈا لٹکایا جاتا ہے۔ اس تاریخ سے خدام صاحبان مزار شریف کو روزانہ غسل دینا شروع کر دیتے ہیں۔ رجب کا چاند ہونے پر مخصوص مراسم شروع ہو جاتے ہیں۔ چاند نظر آتے ہی درگاہ میں شادیانے بچتے ہیں اور توپ (توپ نا، ہنی نال) کی سات سلامیاں دی جاتی ہیں درگاہ میں چوبیس بج کر پڑھ جاتی ہے۔ مقررہ مقامات پر خدام صاحبان کی گدیاں اور فرش بچھ جاتے ہیں بکثرت

لوگ گنبد شریف میں حاضری دیتے ہیں جتنی دروازہ کھل جاتا ہے۔ درگاہ بازار میں بذریعہ پولس مانگے اور دوسری سواریوں کی آمد و رفت بند کر دی جاتی ہے۔

سماع خانہ میں روزانہ محافل سماع کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہاں اندرونی حصہ میں فرش بچھتا ہے۔ صدر مقام پر تقریبی چوبوں کا شامیانہ لگایا جاتا ہے اس کے نیچے گدلمہ بچھتا ہے تاہم چار کھولنے جاتے ہیں۔ ان میں برتنی روشنی ہوتی ہے۔ گرمی کے موسم میں چھتوں کے برتنی پنکھے چلائے جاتے ہیں منجانب متولی سماع خانہ نواب ظہیر یار جنگ جید آبادی دروغہ سماع خانہ یہ خدمات انجام دیتے ہیں رات کے گیارہ بجے کے قریب مشعل اور چوہداران کے ساتھ متولی صاحب اول سماع خانہ میں آ جاتے ہیں۔ بعد ازاں فاتحہ خواں صاحبان کلمہ خوانی شروع کر دیتے ہیں۔ پھر دیوان صاحب مشعل اور قانونوں کے ساتھ محفل میں آ جاتے ہیں ان کے آنے پر فاتحہ ہوتی ہے بعد فاتحہ سماع شروع ہو جاتا ہے۔ اس موقع پر ہندوستان کے مشائخ، فقراء، درویش اور عوام حاضر مجلس رہتے ہیں۔ ہزاروں آدمیوں کا مجمع ہوتا ہے۔ لوگ دیوان اور متولی کو نذرین پیش کرتے ہیں یا اپنے مرکز عقیدت کو پیش کرتے ہیں۔ اور یہ حضرات دیوان یا متولی تک پہنچا دیتے ہیں۔ ہندوستان کے جیدہ قوالان یہاں حاضری دیتے ہیں۔

رات کے ایک بجے کے قریب دیوان صاحب متولی صاحب مراسم غسل مزار شریف ادا کرنے کے لئے گنبد شریف میں آ جاتے ہیں۔ اور مخصوص خدام متولی اور دیوان مل کر غسل شریف کے مراسم ادا کرتے ہیں۔ اس عرصہ میں بھی سماع خانہ میں قوالی برابر ہوتی رہتی ہے۔ مگر دیوان اور متولی کی غیر موجودگی میں ہر شخص اپنے اپنے مرکز عقیدت کو نذرین پیش کرنا ہے۔ چوہداران حضرات سے لیکر قوالان کو پہنچاتے ہیں۔ غسل کی خدمت انجام دے کر جب متولی اور دیوان صاحب محفل میں واپس آ جاتے ہیں۔ اس وقت منجانب محی الاوقات معینی گدھی شاہی انجمن (رجسٹرڈ) اجیر اہل محفل کو چائے پلائی جاتی ہے۔ تین چار بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے۔ چوہداران بیڑے اور شربت کا تبرک حاضرین میں تقسیم کرتے ہیں پھر کوہکا پڑھا جاتا ہے ازاں بعد محفل برخاست ہوتی ہے۔

دوران محفل سماع خانہ میں کسی کو جوتہ لے جانے کی اور مستورات کو محفل خانہ میں داخل

ہونے کی مانفت ہے۔ عرس کے ایام میں دُور دُور سے لوگ آتے ہیں۔ بیرونی ممالک کے لوگ بھی حاضری دیتے ہیں۔ فسادات اجہر سے قبل باہر کے دوکاندار زیادہ تر درگاہ بازار میں دکانیں لگا با کرتے تھے مگر اب وہاں چند دوکانیں لگتی ہیں۔ زمانہ سابق میں ایک لاکھ سے زائد لوگ عرس میں آنے آتے تھے مگر اب چند ہزار کا مجمع ہوتا ہے۔

محل قل شریف | بتاریخ ۱۶ رجب دن کے آٹھ بجے کے درمیان سماع خانہ میں فترانِ خیالی شروع ہو جاتی ہے۔ بحضرت لوگ اس میں شامل ہونے ہیں۔ دس گیارہ بجے کے درمیان یہاں محل سماع شروع ہوتی ہے۔ دن کے ڈیڑھ بجے کے قریب فاتحہ ہوتی ہے۔ اس موقع پر جب حضرت خواجہ بزرگ کا اسم گرامی آتا ہے تو جو بداران جو ہیں ادب کی کریتے ہیں۔ جہانچہ بجنا شروع ہو جاتے ہیں۔ سات نوپوں دنال کی سلامی ہوتی ہے۔ اس وقت بڑا شور مچا ہوتا ہے۔ بہت سے لوگوں پر گریہ طاری ہوتا ہے۔ نعرے لگائے جاتے ہیں۔ جگہ جگہ لوگوں پر عرفِ گلاب چھڑکا جاتا ہے اسے قل کا چھینٹا کہتے ہیں۔ دیوان صاحب اور متولی صاحب بعد قل گنبد شریف میں حاضری دیتے ہیں رفاعی سلسلہ کے اور دوسرے گردہوں کے فقراء نعرے لگاتے ہوئے سماع خانہ میں آکر گدیہ پر بیٹھتے ہیں۔ یہاں اُن کے بعض معاملات کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ قل کے بعد سے بیرونی زائرین جانا شروع ہو جاتے ہیں۔

غسل شریف | بتاریخ ۹ رجب صبح چھ سات بجے کے درمیان غسل شروع ہو جاتا ہے۔ مزار شریف کو عرفِ کپورہ اور گلاب سے غسل دیا جاتا ہے۔ بیرونی احاطے درگاہ پانی سے دھوئے جاتے ہیں۔ زائرین سیکڑوں پانی کی مشکیں خرید کر کے خود بڑی بھاڑوں میں غسل دے درگاہ کو دھونے ہیں۔ بیبیوں مرد عورت پانی سے تر ہاتھ میں بھاڑوں میں لے کر اس مقدس آستانہ کی چاروب کشی میں نظر آتے ہیں اس دن سب لوگ مل کر ایک ہی خدمت میں مصروف نظر آتے ہیں۔ صوفی صاحبان اس دن کو یوم توحید کہتے ہیں جس طرح حج میں تمام حاجی ایک ہی لباس میں ہوتے ہیں اسی طرح یہاں عقیدت کیش حضرات ایک ہی خدمت میں مصروف نظر آتے ہیں۔

(ب) مراسم قدیم کے تحت بزرگانِ دین کے اعراس :-

درگاہ شریف میں بہت سے بزرگوں کی فاتحہ سالانہ یعنی اعراس مد سماع و وعظ وغیرہ منجانب درگاہ انجام دیے جاتے ہیں اور بعض دوسری تقاریب بھی کی جاتی ہیں اور حسب رسم قدیم بعض مقامی اور بیرونی درویشوں کا وصال ہونے پر ان کا عرس درگاہ میں قائم کر دیا جاتا ہے بعض بزرگوں کے عرس اور دیگر تقاریب کے مراسم بعض انجمنوں وغیرہ کی طرف سے درگاہ میں کئے جاتے ہیں۔ تفصیلات حسب ذیل ہیں :-

منجانب درگاہ شریف | بتاریخ ۱۱ ربیع الاول بعد نماز عشاء پنجشنبہ کی مغل کی طرح سالانہ

رسولِ خدا کی فاتحہ شریف کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔
گلاب کی فصل کے موقع پر سالانہ روضۂ غریب نواز پر گلاب کے پھولوں کا بشگلہ پیش کیا جاتا ہے
بتاریخ ۵ ربیع الثانی المیہ غریب نواز کا عرس ہوتا ہے اور بتاریخ ۲۵ ربیع الثانی حضرت رضی الدین (شوہر بی بی حافظہ جال) کے عرس کے مراسم درگاہ میں ادا کئے جاتے ہیں۔ مذکورہ بالا ہر ایک عرس میں مبلغ عنقہ میں روپیہ سالانہ صرف کئے جاتے ہیں۔ بتاریخ ۱۳، ۱۴ ربیع الاول خواجہ قطب صاحب کے چلہ بر قطب صاحب کے عرس کے مراسم سالانہ ادا کئے جاتے ہیں اور بتاریخ ۵، ۶ شوال حضرت خواجہ عثمان قدس سرہ کے عرس کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں ہر قری مہینہ میں بعض بزرگانِ دین کے اعراس ان کی وصال کی تاریخوں پر ہوتے ہیں۔

منجانب انجمن فخریہ چشتیہ رحیمپور | خدام صاحبان کی انجمن درگاہ شریف میں تعزیه رگتی

ہے اور راہ محرم کی بارہ تاریخ تک مراسم تعزیه داری شاذار طریقہ سے ادا کرتی ہے۔ بتاریخ ۲۵، ۲۶ رجب خواجہ فخر الدین گرو دیزئی کے مراسم عرس رو برو بگی دالان ادا کرتی ہے۔
بتقریب رجبی شریف رو برو بگی دالان صحن میں شب کے وقت بتاریخ ۲۶ رجب سالانہ مغل

میلاد شریف کرتی ہے اور بتاریخ ۲۷ رجب دن میں محفل سماع کے بعد فاتحہ کرتی ہے۔ بتقریب عرس حضرت خواجہ فخر الدین (پسر غریب نوازؒ) بتاریخ ۳ شعبان سالانہ نہایت شاندار طریقہ سے درگاہ شریف سے سرواڑ شریف چادر لیجائی جاتی ہے۔ دن کے تین بجے جلوس چادر شریف بیگی دالان سے قوالی کے ساتھ روانہ ہو کر تقریباً دو گھنٹہ میں عثمانی دروازہ پر پہنچتا ہے۔ یہاں قوالی ختم ہو جاتی ہے اس موقع پر باہنام ننگ ایسوی الٹن خدام درگاہ بند باجے کا انتظام بھی ہوتا ہے۔

منجانب محبی الاوقاف معینی گڈری شاہی | یہ انجمن درگاہ شریف اور چلہ غریب نواز پر
انجمن رجسٹرڈ۔ اجمیر شریف
خادمی وقف وغیرہ کی آمدنی سے حسبِ قیل

مراسم سالانہ ادا کرتی ہے :-

(۱) مراسم فاتحہ حضرت فدا علی حنفیؒ (جد واقف) ۶ محرم الحرام بمقام درگاہ شریف
بصرف للہ سالانہ۔

(۲) مراسم فاتحہ حضرت شاہ ابوالعلا ابراہادی بتاریخ ۹ صفر المظفر بمقام درگاہ شریف
بصرف ص سالانہ۔

(۳) مراسم فاتحہ حضرت امام حسن علیہ السلام بتاریخ ۱۸ صفر المظفر بمقام درگاہ شریف بصرف ص سالانہ
(۴) مراسم فاتحہ حضرت امام الاولیا مولا علی کرم اللہ وجہہ بتقریب یوم فتح خیبر بتاریخ ۲۱ صفر المظفر
بمقام درگاہ شریف بصرف ص سالانہ۔

(۵) مراسم فاتحہ رسول خدا (صلعم) بسلسلہ یوم وفات بتاریخ یکم ربیع الاول ردبر و بیگی دالان
درگاہ شریف مع مجلس وعظ قرآن خوانی و محفل میلاد شریف و محفل سماع بصرف للہ سالانہ

(۶) فاتحہ رسول خدا (صلعم) بسلسلہ ولادت شریف بتاریخ ۸ ربیع الاول ردبر و بیگی دالان درگاہ
شریف مع مجلس وعظ و محفل میلاد شریف بوقت شب بصرف للہ سالانہ

(۷) فاتحہ رسول خدا (صلعم) بتاریخ ۹ ربیع الاول بسلسلہ یوم نبوت مع قرآن خوانی، مجلس
وعظ و میلاد شریف ردبر و بیگی دالان درگاہ شریف و جلوس و مراسم فاتحہ بمقام چلہ
غریب نواز بصرف للہ سالانہ

- (۸) فاطمہ بی بی ماہ نور (والدہ غریب نواز) بتاریخ ۲۱ ربیع الاول بمقام درگاہ شریف
بصرف ۳ سالانہ
- (۹) فاطمہ حضرت فضل الرحمن گنج مراد آبادی بتاریخ ۲۲ ربیع الاول بمقام درگاہ شریف
بصرف ۳ سالانہ
- (۱۰) فاطمہ حضرت زبیر ابن العوام صحابی و حواری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معہ ممانیل سماع
و وعظ بتاریخ ۱۰ جمادی الاول بمقام درگاہ شریف بصرف ۴ سالانہ۔
- (۱۱) فاطمہ سالانہ حضرت مقدم سہار الدین سہروردی دہلوی ہمدانی بتاریخ ۱۰ جمادی الاول
بصرف ۳ سالانہ
- (۱۲) فاطمہ خواجہ غریب نواز علیہ الرحمۃ بسلسلہ یوم ولادت بتاریخ ۹ جمادی الثانی معہ
قرآن خوانی، محفل و وعظ و میلاد شریف روبرو بیگی دالان درگاہ شریف بصرف ۵ سالانہ
- (۱۳) بموقعہ ممانیل عرس خواجہ بزرگ سماع خانہ میں چھ شب روزانہ سامعین کو چار
پیش کرتی ہے۔
- (۱۴) فاطمہ رسول خدا (صلعم) بموقعہ رجبی شریف بتاریخ ۲۶ رجب روبرو بیگی دالان درگاہ
شریف محفل و وعظ بعد ظہر بصرف ۳ سالانہ
- (۱۵) فاطمہ حضرت منظر حسن مجددی نقشبندی (پدر واقف) بتاریخ ۲۲ رجب بمقام درگاہ
شریف بصرف ۳ سالانہ
- (۱۶) فاطمہ حضرت خواجہ غیاث الدین (پدر غریب نواز) بتاریخ ۱۵ شعبان بمقام درگاہ
شریف بصرف ۳ سالانہ
- (۱۷) فاطمہ حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بگدڑی شاہ بابا معہ میلاد، سماع، مشاعرہ، بمقام چلہ
خواجہ صاحب از ۸ رمضان المبارک تا ۱۰ رمضان المبارک بصرف ۱۱ سالانہ۔
- (۱۸) فاطمہ حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ بابا بمقام چلہ خواجہ صاحب بتاریخ
۳ لغایت ۵ شوال معہ میلاد، سماع، مشاعرہ بصرف ۱۱ سالانہ
- (۱۹) مراسم فاطمہ خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ (مرشد غریب نواز)

بتاریخ ۵ شوال روبرو بیگی والان درگاہ شریف۔ قرآن خوانی، مجلس و غظِ محفل سماع
ومیلاد شریف و جلوس چادر شریف و چار بموقعہ محفل سماع بمقام سماع خانہ بصرف
للعید سالانہ

(۲۰) مشاعرہ منقبت حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ بتاریخ ۶ شوال بمقام سماع خانہ
درگاہ شریف بصرف یلعید سالانہ۔

(۲۱) چائے بموقعہ محفل عرس حضرت خواجہ ابوسعید (پسر غریب نواز) بمقام شاہی گھاٹ درگاہ
بتاریخ ۱۳ ذی الحجہ بصرف سے سالانہ

منجانب پشاور سی صاحبان | بمقرب عرس حضرت خواجہ بزرگ بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی
سید اسرار احمد صاحب سابق متولی درگاہ شریف کے مکان
سے قوال کے ساتھ عصر و مغرب کے درمیان جھنڈا درگاہ شریف میں لایا جاتا ہے اور بلند دروازہ
پر نصب کیا جاتا ہے۔ یہ رسم بہت شاندار طریقہ سے ادا کی جاتی ہے۔ بہت مجمع ہوتا ہے۔
جھنڈا نصب ہونے ہی توپ (ٹال) کی سلامی ہوتی ہے۔

منجانب سید اسرار احمد صاحب | بسلسلہ فاتحہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بتاریخ ۱۱ ربیع الاول
(بارہویں شب) رات کو تقریباً دو بجے سے روبرو بیگی
والان صحن میں محفل و غظ ہوتی ہے۔ آغاز محفل پر اطلاع کیلئے آتش بازی کے گولے چلائے جاتے ہیں
موصوف کے والد بزرگوار سید نثار احمد صاحب نے یہ محفل شروع کی تھی۔ اس موقعہ پر بکثرت
لوگ شرکت کرتے ہیں۔ قبہ شریف کا دروازہ کھلے پر سلام پڑھا جاتا ہے۔ یہ منظر بہت پر کیفیت
ہوتا ہے۔ دعا پر مجلس کا اختتام ہوتا ہے بعد مجلس شادیانے بکتے ہیں اور شرعی تقسیم ہوتی ہے۔

منجانب معینہ فخریہ حشمتہ اجیمیر | بتاریخ ۱۱ ربیع الاول (بارہویں شب) قبہ شریف کا دروازہ
سمور ہونے کے بعد سماع خانہ میں آل انڈیا نعتیہ مشاعرہ سالانہ ہوتا ہے مگر ۱۳۷۷ء سے یہ مشاعرہ
محی الاوقات معینی گدڑی شاہی انجمن رجسٹرڈ کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔
منجانب قوالان درگاہ شریف | ہندی ماگھ کے مہینہ (جوماہ فروری یا جنوری میں آتا ہے)

میں قمری ہجیرہ کی ۵ تاریخ اکرام حسین قوال کے مکان سے اشراق و چاشت کے درمیان بسنت کا گڑوا (جس میں سرسوں کے پھول ہوتے ہیں) قوالی کے ساتھ درگاہ میں لایا جاتا ہے۔ اس موقع پر متولی درگاہ صوفیائے کرام اور عقیدتمندان شامل ہوتے ہیں۔ قوالی میں صرف بسنت پڑھے جاتے ہیں۔

منجانب عام زائرین درگاہ شریف میں میلاد، قوالی اور محافل و عطا بلا روک ٹوک ہوتی رہتی ہے اور چادریں بھی قوالی وغیرہ کے ساتھ قبہ شریف میں پیش کی جاتی ہیں۔ غریب نواز اور قطب صاحب کے چٹوں پر گوٹیں لے جاتے ہیں۔ رمضان میں لوگوں کو انظار کراتے ہیں۔

اوقاف اور انتظامات اوقاف | سب سے پہلے اکبر بادشاہ نے ۱۵۶۷ء میں بذریعہ فرمان اشعارہ مواضعات مصارف متعلقہ کے لئے وقف کئے

اور سامر کے نمک کی آمدنی میں سے ایک فیصدی رقم لنگر کے لئے وقف کی۔ ان مواضعات میں سے اس وقت صرف موضع نواب اور کینا درگاہ کے قبضہ میں ہیں۔ ۱۶۲۷ء میں شاہجہاں نے اس فرمان کو منسوخ کر کے مبلغ پچیس ہزار سات سو اسی (۲۵,۷۸۰) روپیہ سالانہ کی نئی جاگیرات پیش کیں۔ ان جاگیرات میں سے مبلغ دس ہزار ساون (۱۰,۵۷۰) روپیہ کی جاگیرات بشکل نقدی تھیں بقیہ سترہ مواضعات کی آمدنی جنسی تھی بعد ازاں فرخ میر نے ان میں دو مواضعات کا اضافہ کیا۔

۱۶۶۹ء میں شاہ عالم نے موضع ہوکران، اور کشن پورہ بزمانہ دیوان امام الدین درگاہ کے مصارف کے لئے وقف کئے۔ ۱۸۰۲ء میں دولت راؤ سندھیانے موضع دانترہ بزمانہ متولی میر عظیم اللہ متولی کے روزینہ کے لئے وقف کیا۔

اوقاف کا انتظام اور درگاہ کے مراسم کی ادائیگی متولی کے فرائض میں شامل تھی مگر بتحرک کشن جھیر ایکٹ ۲۰ ۱۸۶۳ء کے بموجب ایک کمیٹی از نام درگاہ کمیٹی انتظام درگاہ کیلئے بنائی گئی۔ اس میں ایک صدر اور چار اراکین تھے۔ یہ کمیٹی بذریعہ متولی انتظام کرنی تھی۔

بعد ازاں ۱۹۳۶ء میں ایکٹ ۲۳ درگاہ کے انتظام کے لئے بنایا گیا۔ اسکے بموجب پچیس اُمبران اس کمیٹی کے لئے بنائے گئے۔ ان ممبروں میں سے ایک متولی کا نمائندہ اور ایک دیوان کا نمائندہ اور دو خدام کے نمائندے ایک نظام حیدر آباد دکن کا نمائندہ پانچ اہل اجیر کے نمائندے چار جشتی سجادہ نشین ایک ایک مسلمان ممبر صوبہ سرحدی۔ صوبہ یو۔ پی۔ صوبہ بہار۔ صوبہ بنگال۔ صوبہ بمبئی۔ صوبہ پنجاب، صوبہ سندھ۔ صوبہ مدراس کی لیجسلیٹو کے ممبروں میں سے اور تین مرکزی لیجسلیٹو اسمبلی میں سے ممبر بنائے گئے۔ یہ کمیٹی متولی کے ذریعہ تمام انتظامات کرتی رہی۔ عملہ درگاہ میں پیشکار۔ سیاہ نویس۔ خزانچی۔ محافظ دفتر۔ گرداور۔ اسٹور کیپر، داروغہ۔ حوالداران چراسیان وغیرہ ہیں یہ لوگ متولی کی نگرانی میں اپنے فرائض منصبی ادا کرتے رہے مگر ۱۹۳۷ء کے فرقہ وارانہ فسادات اجیر کے بعد انتظام میں خلل واقع ہوا۔ مقامی ممبران کچھ عرصہ تک کمیٹی کے بجائے کام کرتے رہے بعد ازاں کانگریس حکومت نے اس کمیٹی کو ختم کر کے ایک ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا۔ یہ خدمت عبدالرؤف صاحب صدیقی متوطن سیوہارہ (ضلع بجنور) انجام دے رہے ہیں انکے اسسٹنٹ نثار حسن قادری بدایونی ہیں۔

۱۹۹۳ء سے تقریباً مبلغ بارہ ہزار روپیہ سالانہ نظام حیدر آباد جاناؤ موقوفہ کی آمدنی سے درگاہ کو بھیجتے ہیں۔ اس رقم کا حصہ متولی کے پاس رہتا ہے جو روزانہ ایک وقت کے لنگر اور مصارف منڈل میں صرف کیا جاتا ہے اور دوسرا حصہ دیوان صاحب کو ملتا ہے۔ تیسرا حصہ خدام درگاہ کو دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ تین سو روپیہ (حالی) متولی درگاہ کو بھی دیتے ہیں اور مبلغ بارہ سو روپیہ ماہوار درگاہ مکے دارالعلوم معینہ اسلامیہ کے مصارف کے لئے مبلغ چھ سو روپیہ ماہوار عثمانی دروازہ کے نفار خانہ کے مصارف کے لئے اور مبلغ پندرہ سو روپیہ سالانہ عرس کے موقع پر دیگر کچنے کے لئے دیتے ہیں مگر موجودہ دور میں ان رقومات کی آمدنی میں خلل واقع ہے۔

۱۔ دیکھو کتابہ الجبر "ص ۹۹، ۹۸ ۲۔ دلیہ پکار مساکین اور اہل حاجت کو مفت تقسیم کیا جاتا ہے

۱۷۰۰ میلادی میں روضہ منورہ پر پیش ہوتا ہے۔ ملک جمد آبادی سکے

۵۔ دیکھو کتاب حیر معصومہ ۹۹-۹۸ و دیگر کائنات متعلقہ۔

دیوان صاحب | رسم قدیم کے مطابق درگاہ شریف کے دیوان کا اولاد غریب نواز میں سے ہونا لازمی ہے۔ دیوان کے عہدہ سے متعلق جاگیر اور متصل درگاہ ایک بڑی جوبلی ہے۔ جو دیوان ہوتا ہے وہ ان پر منتقل ہوتا ہے۔ محفل پنجشنبہ حضرت عثمان مارونی قدس سرہ اور غریب نواز کے اعزاس کی محافل سماع میں دیوان صاحب کے پہونچنے پر خاتمہ شروع ہوتی ہے۔ بعد فاتحہ قوالی شروع ہوتی ہے۔

متولی صاحب | دفتر درگاہ کی نگرانی کرتے ہیں اور انتظام اوقات بذریعہ علمہ درگاہ انجام دیتے ہیں۔ محافل کے موقعہ پر انعقاد محافل سماع کرتے ہیں۔ محافل میں انکے پہونچنے پر کلہ خوانی شروع ہو جاتی ہے۔ محفل میں دیوان صاحب کے برابر بیٹھے ہیں اور محفل کے تمام انتظامات انجام دیتے ہیں۔ محفل میں جو بداران کے ذریعہ احکام جاری کئے رہتے ہیں۔ محفل سماع میں اگر کسی کو کیف ہوتا ہے تو وہی شعر پڑھوایا جاتا ہے جس پر کسی کو کیف ہو اس درمیان میں اگر قوالوں کی چوکی بدلی جاتی ہے تو بدلی ہوئی چوکی بھی وہی شعر پڑھتی ہے جس پر کسی کو کیف ہو اگر بحالت کیف کوئی کھڑا ہو جاتا ہے تو جو بداران با آواز بلند اعلان کرتا ہے کہ تمام حاضرین کھڑے ہو جائیں۔

خدام صاحبان | غریب نواز کے روضہ منورہ کی زیارت کراتے ہیں۔ سلام کراتے ہیں۔ یہ حضرات وکیل درگاہ کے نام سے مشہور ہیں۔ قریب قریب ہر بیرونی اور مقامی عقیدہ مند کا وکیل ہوتا ہے ہر زائر اپنے وکیل کے ذریعہ گنبد شریف میں حاضری دیتا ہے۔ پھول، عطر، لوبان، اگر جی اور موم جی بھی انہی کے ذریعہ سے پیش ہوتی ہیں۔ صاحبِ قدرت حضرات اکثر اپنے وکیل کے ذریعہ مساکین میں نقدی۔ کھانا۔ کبیل وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔ جہانگیری اور اکبری دیگ پکواتے ہیں۔ محافل میلاد شریف کرتے ہیں۔ چادریں پیش کرتے ہیں۔ بسیل اور حوض میں پانی بھرواتے ہیں۔ درگاہ میں تعمیرات کراتے ہیں اور پیش بہا چیزیں پیش کرتے ہیں۔ پردیسی زائرین عموماً انہی حضرات کے یہاں ٹہرتے ہیں۔

(ج) مراسم قدیم کے تحت آداب آستانہ:-

آداب اندرون درگاہ | حدود درگاہ شریف میں داخل ہوتے وقت جو تہ آمادہ لازمی ہے کوئی شخص جو تہ پہنکر حدود درگاہ میں داخل نہیں ہو سکتا۔ البتہ انگریزوں کو جو تہ پر پائتہ پہنا دیا جاتا ہے کوئی شخص چھتری لٹاکر یا پھول پہنکر، جلتی ہوئی لالین لے کر داخل نہیں ہو سکتا۔ نوٹس مسنورات کو برقعہ پہن کر آنا ضروری ہے۔ حدود درگاہ میں بیڑی۔ سگرٹ یا حقہ پینا۔ گایاں بکنا غل و شور مچانا کسی ادبچی جگہ پاؤں لٹاکر بیٹھنا منع ہے۔

آداب احاطہ روبرو نیکی دالان | اس احاطہ میں کسی کو جو تہ لیکر جانے کی اجازت نہیں ہے

آداب اندرون گنبد شریف و احاطہ نور | ان مقامات پر بھی کسی کو جو تہ پہننے کی اجازت نہیں ہے۔ ننگے سر اور نشہ کی حالت میں جانا منع ہے۔ نیز ایسا لباس پہنکر جانے کی بھی اجازت نہیں جس میں گھٹنوں کے اوپر کا جسم کھلا ہو۔ اندرون قبہ شریف باتیں کرنا۔ خرافات بکنا۔ تکرار کرنا ممنوع ہے۔ ان مقامات پر انگریزوں کے جانے کی ممانعت ہے۔ مسنورات کا یہاں برقعہ پہن کر جانا مستحسن خیال کیا جاتا ہے۔

آداب محفل سماع | محفل سماع میں ننگے سر یا نشہ کی حالت میں یا بیکر پہنکر یا گھونگر و بانڈھ کر جانا ممنوع ہے۔ محفل میں پانی پینے کی ممانعت ہے۔ ملازمین درگاہ کے لئے لازمی ہے کہ وہ بوقت خدمت محفل میں دستار باندھ کر آئیں۔ دیوان صاحب اور متولی صاحب کے لئے ضروری ہے کہ وہ دستار پہنکر جو تہ پہنکر اور اس پر گبروے رنگ کی چادر اوڑھ کر محفل میں آئیں۔ محفل میں دوزانو یا پالتی کر نشہ ضروری ہے۔ اگر محفل پر خاست ہونے کے وقت کوئی صاحب کبف میں ہوں تو قوالوں کے سامنے دو گوں کا حلقہ بنا دیا جاتا ہے۔ یہاں سماع ہوتا رہتا ہے اور بیرون حلقہ قاتمہ وغیرہ کے مراسم ادا ہونے رہتے ہیں۔

حِصَّةٌ بِحَمْدِ
تَصَرُّفَاتِ وَحَاثِ

آپکی کرامات عظیمہ

قریب قریب تمام بائیان مذاہب اور پاک مہنتوں سے مافوق العادات واقعات و نما ہوتے رہے ہیں مقدس مذہبی کتابیں اور پاک لوگوں کی سوانح اس کے شاہد ہیں۔ یا خبر حلقہ سنو بنی جانی ہے کہ عیسائیت کے بانی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ یہودی مذہب کے موجد حضرت موسیٰ علیہ السلام۔ ملت ابراہیمی کے مبلغ اسلام کے ریح رواں حضرت محمد رسول اللہ صلیم اور دوسرے بہت سے انبیاء علیہم السلام سے معجزے ظہور میں آئے رہے ہیں۔ کرشن جی، رام چندر جی، گوتم بدھ جی، گوردانک جی، میگھ ناتھ جی اور زرتشت سے مافوق العادات واقعات ظہور پذیر ہوئے ہیں اور امام الاویلیا حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت غوث الاعظم اور دوسرے بہت سے اولیاء اللہ سے کرامتیں ظہور میں آئی ہیں۔ پس ان حالات میں کسی مذہب کے پیرو کو کرامت سے انکار کا کوئی موقع حاصل نہیں۔ البتہ بعض لاندہب حضرات عقلی دلائل سے کرامت کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ ان لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ کرامت نام ہی اس چیز کا ہے جو عقل میں نہ آئے تاہم ایسے لوگوں کے لئے ہم نے بعض معتبر لوگوں کے بیانات اور بعض چشم بینا کو نظر آنے والے مشاہدات پیش کئے ہیں جن سے وہ آسانی کسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔

مسلمانوں میں ایک گروہ ایسا بھی ہے جو انبیاء کے معجزوں کا تو معترف ہے مگر غیر انبیاء یعنی اولیاء اللہ اور برگزیدہ حضرات کی کرامتوں سے منحرف ہے اور اس باب میں قرآن سے ثبوت چاہتا ہے۔ ایسے حضرات کے لئے غالباً یہ لکھنا کافی ہو گا کہ اگرچہ بی بی مریم نبی نہ تھیں مگر قرآن میں انہی کی کرامت کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے :-

”جب کبھی ذکر کیا اس (مریم) کے پاس حجرہ میں آتا تو اس کے پاس کچھ کھا پاتا۔“

ذکر بیانے کہا :-

”اے مریم یہ کھانا تیرے پاس کہاں سے آتا ہے؟ وہ بڑا زیادہ اللہ کے پاس سے ہے۔“

پس اسی طرح ہندوستان کے امام الاویلیا حضرت خواجہ غریب نواز کی ذات اللہ سے بھی بزمانہ

حیات ظاہری اور بعد وفات بھی لافانی روحانی قوت کے زیر اثر بکثرت کرامتیں ظہور پذیر ہوتیں چکا
سلسلہ اب تک جاری ہے۔ آجنگ لاکھوں اہل حاجت آپ کے دریائے فیض سے مستفیض ہوئے ہیں۔ آپ کے
زمانہ حیات ظاہری میں کئی ہزار کرامتوں کا آپ سے ظاہر ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض
حب ذیل ہیں:-

(الف) بزمانہ حیات ظاہری:-

زیارت کعبہ | حضرت قطب صاحب فرماتے ہیں کہ آپ (غریب نواز) ہر سال اجیر سے زیارت
کعبہ کے لئے (بقوت روحانی) تشریف لے جاتے تھے۔ جب آپ کا کام کمالیت کو پہنچا تو آپ اپنے حجرہ
میں (بھی) موجود ہوتے تھے لیکن جو حاجی حج کو جاتے تھے وہ آپ کو طواف کعبہ میں مشغول پانے
تھے۔ آخر معلوم ہوا کہ آپ ہر شب کعبہ میں موجود ہوتے ہیں اور ہنوز صبح نہیں ہوتی کہ واپس آکر نماز
نجا اپنے جماعت خانہ میں ادا فرماتے ہیں۔

مظلوم نوازی | ایک مرتبہ ایک مرید نے آپ کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ والی شہر
مجھے شہر سے باہر نکالنا چاہتا ہے۔ حضرت خواجہ نے دریافت فرمایا کہ وہ اس وقت کہاں ہے؟
عرض کیا: "شکار کھیلنے گیا ہے۔" فرمایا: "اس نے خطا کی اگر وہ زندہ سلامت آگیا تو بڑے تعجب کی بات
ہوگی۔" تھوڑی دیر میں سنا گیا کہ وہاں کا والی گھوڑے سے گر کر مر گیا۔

کرامت حضری | ایک دن آپ مراقبہ میں تھے کہ عالم تنزیہ آپ کے جد پر طاری ہوا اور لوگوں کی نظروں
سے غائب ہو گئے۔ چالیس دن تک آپ کا جد مبارک کسی کو نظر نہیں آیا بعد چالیس دن کے آپ نظر آئے۔

ع (الف) لطائف خواجگان چٹ صفحہ ۱۲۲۔ جلد نوادہ اس الگین (ب) اس زمانہ کے ذرائع سفر کے پیش نظر ہر سال اجیر شریف سے
کہ سفر جانے اور واپس آنے کی مسافت (تقریباً پانچ سو میل) ایک سال میں یہ اسباب ظاہر طے کرنا ممکن نہیں بلکہ بقوت روحانی ایسا ممکن
ہے (دیکھو نقشہ منسلک (ج) ہالیے اس بیان کی تائید صاحب اقتباس الانوار و احسن السیر کے بیانات سے بھی ہوتا ہے۔ (دیکھو احسن السیر
صفحہ ۱۳۳ و اقتباس الانوار صفحہ ۱۳۲-۱۳۳) (د) کہ منظر میں مولف کو بعض ایسے حضرات نے جنہوں نے براہ خشکی پیادہ ہندوستان سے
کہ تک کی مسافت ڈیڑھ یا سو سال میں طے کی تھی۔ بعض براہ بیت المقدس دو سال میں کہ منظر ہوئے تھے۔
ع (دیکھو اسرار الاولیاء صفحہ ۹۲۔ طبع کردہ فضل الدین چمن الدین لاہور ع (اقتباس الانوار صفحہ ۱۲۲)

کرامت عیسوی ایک شخص کو حاکمِ دقت نے بلا تصور پھانسی دی تھی۔ آپ وضو کرنے کے لئے بیٹھے تھے کہ اس کی ماں گریہ و زاری کرتی ہوئی آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اپنے بیٹے کی بے تصور سی ظاہر کر کے فریاد رسی کی طالب ہوئی۔ پس آپ عصا کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ایک جماعت صوفیوں، خادموں اور اہل شہر کی آپ کے ہمراہ ہوئی۔ آپ مقبول کے قریب پہنچے اور عصا سے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا "اے مظلوم اگر توبہ گناہ قتل کیا گیا ہے تو خدا کے حکم سے زندہ ہو جا اور دار سے نیچے چلا آ"۔ بمجرد آپ کے اس ارشاد کے مقول زندہ ہو گیا اور دار سے اُنکر آپ کے قدموں پر سر رکھا اور اپنی ماں کے ساتھ اپنے گھر گیا۔

کرامت خلیلی بغداد میں سات مہجوسی ریاضت اور مجاہدہ میں بہت مشہور تھے۔ چھ چھ چھینے بعد صرف ایک لقمہ کھاتے تھے اس لئے مخلوق اُنکے کماں کی بہت معتقد تھی۔ ایک دن آپ کی نظر مبارک اُن پر پڑی تو اُن پر اس قدر ہیبت طاری ہوئی کہ بید کی طرح کانپنے لگے۔ اور آپ کے قدموں پر گرے۔ آپ نے فرمایا کہ "آتش پرستی کیوں کرتے ہو۔ کیوں حق تعالیٰ کو نہیں پوجتے جو مقصد دل حاصل ہو"۔ انھوں نے عرض کیا "ہم اس لئے آتش پرستی کرتے ہیں کہ قیامت کے دن آگ ہمیں نہ جلائے"۔ آپ نے فرمایا کہ "آگ کی کیا مجال ہے جو بلا حکم خالق کچھ بھی کر سکے"۔ یہ فرما کر آپ نے اپنی پاپوش آگ میں ڈال دی، جلنا تو درکنار اس میں داغ تک نہ آیا۔ یہ کرامت دیکھ کر وہ صدق دل سے ایمان لائے اور آپ کی خدمت میں رہ کر اولیائے کامل ہوئے۔

شانِ غریب نوازی دمشق کی مسجد میں خواجہ خواجگان حضرت خواجہ عثمان ہارونی قدس سرہ اور شیخ ابدال الدین کرمانی سے کرامتوں کا ظہور ہونے کے بعد فرمان مرشد حضرت خواجہ غریب نواز نے بھی ایک بھوکے کو جو شرم کی وجہ سے سوال نہیں کرنا تھا کرامتاً اپنی گڈری میں سے چار روٹیاں نکال کر عطا فرمائیں اس پر خواجہ عارفؒ نے کہا کہ جب تک درویش میں اتنی قوت نہ ہو اسے درویش نہ کہنا چاہئے۔

ایک شخص نے حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرت میں نے ایک وقت خواب دیکھا تھا کہ حضرت خواجہ غریب نوازؒ نے مجھے چھ روٹیاں عنایت فرمائیں۔ اس وقت سے اس وقت تک جس کو ساٹھ سال کا عرصہ ہوا مجھے وہ وظیفہ برابر بلاناغہ پہنچتا رہا ہے۔ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ نے فرمایا کہ وہ خواب نہ تھا بلکہ حق تعالیٰ کا کرم تھا کہ حضرت خواجہ نے مجھ پر ہر بانی فرمائی تاکہ تو بتلائے افلاس نہ ہو۔

ایک دن خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ سلطان شمس الدین کرامت سلیمانی اور مرید نوازی | التمش کے ہاتھ میں ہاتھ ڈالے قلعہ شاہی کی سیر فرما رہے تھے اور بہت سے امرار دار اکین سلطنت بھی موجود تھے کہ اتنے میں ایک عورت بدکارہ نے حاضر ہو کر بادشاہ سے فریاد کی کہ مجھ کو حضرت قطب صاحبؒ کا محل حرام ہے۔ یہ سن کر بادشاہ اور تمام حاضرین پر عالم سکے گا ہو گیا اور حضرت قطب صاحبؒ کی یہ حالت ہوئی کہ مارے شرم کے عرق عرق ہو گئے۔ اور اسی حالت میں حضور غریب نوازؒ کی طرف رجوع ہوئے۔ غریب نوازؒ اس وقت اجیر میں تشریف فرما تھے کہ یکایک بغوت کرامت وہاں آ پہنچے۔ اور عورت کے شکم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ اے سچے توہی بیان کر کہ اس کی اصلیت کیا ہے۔ سچے ہاں کے پیٹ سے گویا ہوا کہ یہ بالکل دروغ و اتہام ہے۔ حاسدوں اور مفیدوں نے یہ افترا پردازی کی ہے۔ یہ سن کر عورت بدکارہ نہایت نادم و پشیمان ہوئی۔

غیب دانی | راجہ پتھورا کا ایک مسلمان ملازم خلوص دل سے حضرت خواجہ کی خدمت میں مرید بنوکی بنت سے حاضر ہوا مگر آپ نے اسے مرید نہیں کیا۔ اس نے یہ واقعہ پتھورائے کہا پتھورائے دریافت کر آیا کہ آپ اسے مرید کیوں نہیں کرتے؟ آپ نے جواب میں کہلایا کہ اس میں نین باتیں ایسی ہیں جو نہیں جانتیگیں۔ اول یہ کہ کثرت سے گناہ کرے گا۔ دوسرے تمہارا ملازم ہے۔ ہمارے یہاں اُسے کلاہ نہیں بجاتی جو بیگانے کے آگے سر جھکاوے۔ تیسرے توبہ محفوظ میں میں نے دیکھا ہے کہ وہ بے ایمان مرے گا۔ جب پتھورائے سنا ناراض ہو کر کہنے لگا اس درویش

نے غیب کی باتیں کہی ہیں اس سے کہہ دو شہر سے چلا جائے۔ مگر آخر کار ہوا ایسا ہی کہ اُس شخص نے دریا میں گر کر خود کشی کر لی۔

کراماتِ محمدیؐ آپ نے ایک مشت خاک اٹھا کر اُس پر آیت الکرسی دم کر کے انکی طرف پھینکی جس پر وہ خاک پڑی اسکا جسم خشک ہو گیا اور حس و حرکت کی قوت جاتی رہی یہ دیکھ کر وہ لوگ حواس باختہ ہو کر بھاگے اور راجہ کے مندر میں سادھو رام دیو کے پاس جمع ہوئے اور اس سے سب حالت بیان کی۔ سب حال سن کر سادھو رام ایک کثیر تعداد ہنود کی ساتھ لے کر آپ کی طرف روانہ ہوا۔ ان میں بہت سے سحر و فنون جانتے تھے۔ (صاحبِ استدراج تھے) جب یہ لوگ نزدیک پہنچے اور آپ کا جمال پاکال دیکھا تو سب کے سب پاؤں رفتار سے اور زبان گفتار سے عاری ہو گئے اور سادھو رام مثل بید کے کانپنے لگا پھر اپنی جماعت سے علیحدہ ہو کر آپ کی خدمت مبارک میں حاضر ہوا اور صدقِ دل سے اسلام لایا۔

بعد ازاں اجیپال جوگی سے مکر کہ پیش آیا۔ یہ اپنے ڈیڑھ ہزار چیلوں کے ساتھ سحر و ساحری میں کامل تھے (صاحبِ استدراج تھے) آپ سے مقابل ہوا۔ آپ کی کرامت سے سب بانی آنا ساگر و ہیل تالاب وغیرہ کا ایک پیالہ میں آگیا اور کل تالاب حشے کنویں وغیرہ خشک ہو گئے یہاں تک کہ عورتوں کے پستانوں میں اور چوپایوں کے تھنوں میں دودھ تک خشک ہو گیا مگر آپ کی نظر رحمت سے تمام چیزیں اپنی حالت پر آ گئیں۔ آخر اجیپال جوگی نے بھی اسلام قبول کیا۔

ازاں بعد اجیپال جوگی نے آپ سے درخواست کی کہ طالبانِ حق ریاضت و مجاہدہ سے جو رتبہ پر پہنچتے ہیں وہ بندہ کو بھی عطا فرمائیے۔ چنانچہ حضرت خواجہ نے مراقبہ فرمایا کچھ دیر بعد انہیں کھول کر اجیپال پر نظر ڈالی۔ اجیپال کی نظروں سے یہ عالم غائب ہو گیا اور اپنے آپ کو عالمِ بطن میں حضرت کی خدمت میں موجود پایا۔ دیکھا کہ آنحضرت کی روح نے آسمانِ اوّل کی طرف پرواز کی اجیپال کی روح بھی آپ کے پیچھے پیچھے چلی۔ جس آسمان سے حضرت گذرتے تھے اجیپال پیچھے ہوتا تھا

علیٰ ترجمہ اسرارِ اولیاء ص ۵۵ مطبوعہ انقلاب اسلامک پریس لاہور۔

۱۲۵۲ (الف) دیکھو ماکہ لکنا لیکن مکر دوم ص ۵۲ و ۵۳ انقلاب ص ۱۲۵۲-۱۲۵۱ (ب) ترجمہ نقیضاتِ ابرار انقلاب ص ۱۲۵۲-۱۲۵۱ پر ہیں۔

ادھر کہتا تھا کہ حضور مجھے اپنے ساتھ رکھیں چھوڑیں نہیں۔ جب حضرت اس پر توجہ فرماتے غیب کے آواز آئی "اے فرشتو معین الدین کی دوستی کی وجہ سے امیدال سے تعرض نہ کرو" امیدال نے دیکھا کہ ملائکہ آپ کی روح کی تعظیم کرتے ہیں۔ غریب نواز نے امیدال سے فرمایا کہ اس سے بھی آگے راستہ ہے مگر ابھی تم میں اس کی استعداد نہیں ہے۔

(ب) بعد وفات زمانہ سابق کی کرامتیں :-

خبر صادق دینا ۱۲۲۲ھ میں جب شیخ احمد ناز نولوی کی عمر شریف نو۹ سال کی ہوئی تو خواجہ معین الدین کی طرف سے اطلاع ملی کہ اس شہر میں ایک آفت آنے والی ہے لہذا آپ اپنے مریدوں کا گروہ ساتھ لے کر ناما سنگا کے حادثہ سے سات روز پیشتر ناول میں جا پہنچے۔

شان دستگیری امیدال المکتوب میں ہے کہ ایک زمیندار ذمی مخدور و متمول صاحب اسناد و جائداد و آرمی کے ہندوستان میں تھے۔ انکی آراضیات برکار انگریزی میں ضبط ہو گئیں تھیں۔ تمام کوششیں بے سود اور تمام تدابیر بیکار ہو چکی تھیں۔ حواں نصیبی نے مایوس کر کے انہیں آستانہ حضرت خواجہ غریب نواز علیہ رحمۃ پر پہنچا دیا۔ عرصہ دراز تک عیش و عشرت میں گذر ہو چکی تھی۔

مزان نازک تھا مگر ہمت منتقل تھی یہ سمجھ کر کہ غریب نواز کی بندہ نوازی مشہور ہے کوئی محروم جانا ہی نہیں ہے۔ خواجہ کے مزار شریف پر حاضر ہو کر یہ عہد واثق کر لیا کہ جب تک تمام آراضیات اور صل جائداد نہ مل جائے گی نہ اس پاک در سے جدا ہو سکا اور نہ کچھ کھانے پینے سے تعلق رکھو سکا یہ کہہ کر بارگاہ قدس منزل میں مچل گئے۔ تین روز تک بے آب و دانہ باب اجابت پر کھڑے کھڑے گزار دیئے عشاق کے ناز بردار خدام کے حاجت روا سرکار بندہ نواز نے اس مچلے ہوئے آرزو مند کو اپنی دہن کا پتچا بات کا پورا پا کر بے نقاب اپنے جمال کی ایک جھلک دکھا دی اور اپنی شان غریب نوازی سے دریافت فرمایا کہ کیا چاہتا ہے؟ ان حضرت نے وہی جواب دیا جو دل کی خواہش تھی عرض کیا

ع ۱ الف و دیگر مسائل کین جلد دوم صفحہ ۲۶۹ و میرا انتخاب صفحہ ۱۳۵-۱۳۱ ب ۲ نزد تفصیلات سیر الایضاب کے صفحہ ۱۲۵-۱۲۶

ع ۲ دیکھو گزارشار بار صفحہ ۲۲۵

کہ "آراضیات و جامداد کا خواستگار ہوں" ارشاد ہوا جاو زبان سے کہے گا وہ پورا ہوگا۔ اس بخشش بیکراں نے ان زمیندار صاحب کو مستجاب الدعوات بنادیا۔ عالم ملکوت اور لوح محفوظ کا انکشاف ہو گیا۔ ظرافت اُن کا اتنا وسیع نہ تھا کہ اس دولت گراں بار کا تحمل ہو سکتا۔ فوراً مجذوب ہو گئے صحرا نوردی اور باد یہ پیائی اختیار کی۔ ادھر مولوی فضل رسول صاحب، صاحب ضیاء المکتوب کے پیرو مرشد عالم جذبیت میں دشت نوردی کو اپنا شمار کئے ہوئے تھے۔ کسی صحرا میں دونوں بزرگ ملاقاتی ہوئے بقول سخی "خوب گذرے گی جوں نہیں گے دیوانے دو" لطف یکجائی دہم مشربی نے صحبت بے تکلف کر دی۔ ان زمیندار صاحب نے جو خواجہ کی چشم کرم سے مالامال ہو چکے تھے فرمایا کہ مولوی آپکو میں ایک اسمِ عظیم بتا ہوں جو ہمیشہ کشود کار کے لئے اکیر کا کام دیگا اس کو آپ یاد رکھیں اور جس کو

چاہیں اجازت دیں وہ اسمِ عظیم یہ ہے۔
 "ابھی محرمت خواجہ معین الدین چشتی مشکل کشا" اس کے بعد صاحب ضیاء المکتوب نواب مولانا ضیاء الدین خان صاحب فرماتے ہیں کہ اس اسمِ عظیم کی اجازت حضرت پیر و مرشد نے اکثر اکابر کو عطا فرمائی اور مجھے بھی کرم خاص عطا کی۔

کر امت نہ اکر وں | حضرت بابا فرید الدین گنج شکر فرماتے ہیں کہ "ایک مرتبہ میں کچھ عرصہ تک حضرت خواجہ معین الدین بخاری قدس سرہ کے روضہ میں مشغف رہا۔ عرفہ کی ایک رات روضہ مبارک کے نزدیک نماز ادا کی اور وہیں کلام اللہ پڑھنے میں مشغول ہو گیا۔ تھوڑی مدت گزری تھی کہ میں نے پندرہ سپاہی ختم کر لئے۔ سورۃ کہف یا سورۃ مریم میں ایک حرف مجھ سے ترک ہو گیا حضرت مخدوم کے روضہ سے آواز آئی کہ یہ حرف چھوڑ گئے اسے پڑھو۔ دوبارہ آواز آئی عمدہ پڑھا ہے۔ خلف الرشید ایسا ہی کیا کرتے ہیں۔"

جب میں قرآن پڑھ چکا تو حضرت خواجہ کے پائنتی سر رکھ دیا اور رو کر مناجات کی کہ مجھے نہیں معلوم کہ میں کس گروہ سے ہوں۔ یہی فکر تھی کہ روضہ اطہر سے آواز آئی کہ "مولانا جو شخص یہ نماز ادا کرتا ہے وہ بخشے ہوؤں میں سے ہے۔" پھر حضرت خواجہ کے قدموں کی طرف سر رکھ دیا تو معلوم ہوا کہ ٹھیک میں اس گروہ میں سے ہوں جیسا کہ فرمایا تھا کچھ دیر بعد وہاں سے بہت سی نعمت حاصل کر کے واپس چلا آیا۔

مشہور ہے کہ علم ظاہر کا دلدادہ عالمگیر جیل جیو پتا تو اُس نے دل بس خیال کیا کہ میں شرع شریف کے مطابق حضرت خواجہ کی خدمت میں سلام پیش کروں گا اگر اس کا جواب نہ آیا جو منوں ہے تو میں درگاہ شریف کو شہید کر دوں گا۔ پہلے وہ بابر ارادہ دربار غریب نواز میں حاضر ہوا اور یہ آواز بلند اُس نے سلام منوں پیش کیا۔ روئے منورہ سے جواب آیا۔ ولیکم السلام عالمگیر جیو۔ دلیگرا ازل اقدس سے بہت متاثر ہوا اور اس کو حضرت خواجہ کی روحانی بزرگی تسلیم کرنی پڑی۔

شکار میں استعانت ایک مرتبہ شکار میں ایک نیل گاؤ کے پیچھے جاگیر تین کوں سپیل گیا مگر وہ شکار نہ ہوئی آخر اُس نے ذرا مانی کر کے اسے شکار کروں گا تو حضرت خواجہ میں لدی کی رُوح کے لئے اس کا گوشت بچا کر فقرا کو کھانا کھلاؤں گا۔ چنانچہ نیل گاؤ وڑ گئی جاگیر نے ایکو شکار کر لیا اور حلال کر کے اس کا گوشت درویشوں اور بھوکوں کو کھلایا۔ اس واقعہ کے دو تین دن بعد پھر ایک نیل گاؤ نظر آئی۔ جاگیر نے ہر چند فکر کی کہ یہ کسی مقام پر ٹھہرے اور میں بندوق ماروں لیکن ایسا کوئی موقع نہ آیا اور اسکے پیچھے شام تک کاٹھ سے پر بندوق (فنگ) لئے بھرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب غروب ہو گیا اور نا اید ہو کر جاگیر کی زبان پر فوراً آیا کہ لے خواجہ یہ نیل گاؤ بھی آپ کی نظر ہے؟ یہ کہنے ہی وہ بیٹھ گئی۔ اُس نے بندوق چلا کر اس کو شکار کر لیا اور فیروں کو کھلائے جانیکا حکم دیدیا؟

(ج) دورِ حاضرہ کی کرامتیں۔

اکرم علی خان صاحب کبر آبادی کا بیان ۶ غریب نواز کے عرس کے دن تھے جس اور الدروم درگاہ شریف میں حاضر تھے ایک گجرات کے درویش آئے اور آدھ بھر کر میرے سینہ کی طرف پھونک دیا اسی وقت مجھ پر اسقدر دارنگلی طاری ہوئی کہ کپڑے چارڑ کر دیوانہ دار درگاہ میں دوڑنا شروع کر دیا۔ والد از حد پریشان ہوئے۔ اپنے وکیل درگاہ بندوبست پر مامور کے کوسل سے مجھے اندر تہ شریف میں بھیجا گیا جس وقت روئے مبارک کی چادر شریف میرے سر پر ڈالی گئی۔ سینہ کی آگ ٹھنڈک سے بدل گئی اور غنودگی طاری ہو گئی۔ دیکھتا ہوں کہ دربار غریب نواز میں حاضر ہوں، آپ کے ہر دو جانب بزرگانِ دین اپنے اپنے مقام پر خاموش اساتذہ ہیں۔ در بیان میں غریب نواز تخت پر رونق افروز ہیں۔ ہندو جو بدارتھ سے دریافت کیا گیا کہ اسی حالت میں رہنا چاہتا ہے یا سابقہ حالت میں۔ میں نے چوہدری سے کہا کہ پہلی حالت چاہتا ہوں۔ اتنے میں وکیل درگاہ نے چادر ہٹا کر مجھے اٹھالیا اور وہ دارنگلی دور ہو گئی۔

سیدہ خاتون زوجہ مولف کا بیان | ایک مرتبہ میرے بھائی کی بچی کی طبیعت بہت خراب ہوئی۔ کئی دن کھائے نہ رگئے کوئی چیز منہم نہیں ہوتی تھی یہاں تک کہ پانی کا ایک قطرہ تک پیٹ میں نہیں ٹھہرتا تھا۔ ایک شب جب اور بھی زیادہ طبیعت خراب ہوئی تو میں درگاہ شریف میں بحالت اضطراب دعا مانگنے گئی۔ درگاہ شریف میں داخل ہوئی تو ایک شخص کو با آواز بلند یہ آیت پڑھتے ہوئے سنا: "اللہ، علیٰ اس شیخ قدید" اس آیت کے سننے سے مجھے تسکین قلب ہو گئی چنانچہ جب ماماںگ کر مکان واپس آئی تو بچی کے مرض میں افاتہ پایا اور بفضلہ تعالیٰ وہ چند روز میں شفا یاب ہو گئی۔

عبد الغفور صاحب جمیری کا بیان | ایک دن ایک غریب لوطن کے پاس ایک پیسہ تک نہ تھا۔ اس غریب کو شام کے وقت چلے پیسے کی عادت تھی مگر بے پیسے چلے آئی۔ بالآخر بلا چائے رات کے بارہ بج گئے میں اپنے گھر سو رہا تھا سوئے میں آواز آئی کہ فلاں شخص (غریب لوطن) کے جو کتابوں کے پیسے تمہارے پاس ہیں وہ ابھی اُسے دیکر آؤ۔ چنانچہ پیسے لیکر میں پہونچا تو مندرجہ بالا نام ماجرا علم میں آیا۔

محسن البش خان صاحب بختوری ساکن رامپور کا بیان | میں ایک ریاست میں اعلیٰ عہدہ پر مامور تھا مگر وہاں سے ایک مہم اپنی کوٹھی اور سب سامان چھوڑ کر چلا پڑا۔ نان مشینہ تک کو محتاج تھا۔ اپنے ایک فادار ماتحت چراسی کی مدد سے ہزار خرابی دربار غریب نواز میں پہونچ کر التجا کی اور چند ہی دن میں میرا ایک دوسرے مقام پر عہدہ جگہ تقرر ہو گیا۔

بیگم محسن البش خان صاحب کا بیان | میرے شوہر کو ڈاکٹروں نے دق بخویر کی یہ سن کر مجھے انتہائی صدمہ ہوا، اور تو کیا کر سکتی تھی مگر میں نے حضور غریب کو اسے معاملہ کو جو ع کر کے منت مانی کہ اگر میرا شوہر صعباب ہو جائیگا تو چادر شریف پیش کر دوں گی۔ چنانچہ جب ڈاکٹروں نے صعبابی کا فرودہ سنایا تو میں نے چادر لگی پیش کرنے کا شرف حاصل کیا۔

نواب فیض بیگ صاحبہ دھولی پوری کا بیان | ایک مرتبہ میں بے انتہا بیمار ہو گئی۔ عملات کی وجہ سے دُور توں کے سہارے سے درگاہ شریف میں حاضر ہوئی۔ جالیوں میں بھی اپنی صحت کے لئے دعا مانگ رہی تھی کہ ایک خنکی اپنے جسم سے مٹ ہوئی معلوم ہوئی۔ مجھ میں توانائی اور تندرستی پیدا ہوتی جاتی تھی تھوڑی دیر میں مرض کا اثر بالکل زائل ہو گیا اور میں بلا کسی کے سہارے اپنے گھر آ گئی۔

نواب خواجہ محمد خان صاحب مرحوم دھولی پوری کا بیان | ایک مرتبہ رانا صاحب دھولی پور سے

میری شکر بخشی ہوگئی۔ کشیدہ خاطر ہو کر اجیر چلا آیا۔ دربارِ غریب نواز میں دعا مانگی کہ صفائی ہو جائے مگر جب تک
 رانا صاحب خود نہ بلائینگے نہ جاؤں گا۔ سید احمد علی شاہ صاحب سے اس کا تذکرہ ہوا فرمانے لگے غریب نواز
 کا حکم ہو گیا ہے۔ کل تمہارے پاس بلائے کا تاثر آجائینگا۔ چنانچہ دوسرے دن ایسا ہی ہوا۔
 ایک مرتبہ میں آپ کے روضہ کا طواف کر رہا تھا خطرہ گذرا کہ غریب نواز کے وصال کو سات صدیاں
 گزر گئیں اب یہاں بجز مٹی اور کیا باقی ہوگا۔ جب میں بیگی دالان کے سامنے آیا اور مزار شریف کے کٹرو
 پر نظر پڑی تو دیکھا کہ دوسے مبارک مثل آفتاب کے درخشاں ہے اور نور کی شعاعیں ہر طرف پھیلی ہوئی ہیں
 میں اپنے خیال سے نادم ہوا اور توبہ کی۔

اہلیہ کرم علی خان صاحب اکبر آبادی کا بیان [ایک مرتبہ مجھے اجیر میں شدید ذات البہت (نوبہا)
 ہوا۔ کئی دن تک حالتِ خواب رہی۔ آخر ایک دن بغیر دن سوت گئیں۔ ستورات نے گریہ شروع کر دیا اور
 دربارِ غریب نواز میں رجوع کیا۔ آخر وہاں کے ایک غلام نے کہا: مردہ نہیں ہے غشی غاری ہے۔ غریب نواز
 کے کرم سے اچھی ہو جائیگی۔ چنانچہ بفضلِ تعالیٰ کچھ دیر بعد ہوش آگیا حالتِ سنبھل گئی اب تک بقید حیات ہوں۔
 مولف کا بیان [جون ۱۹۱۷ء میں اپنے بھائیوں کے ساتھ اجیر حاضر ہو کر دربارِ غریب نواز میں جا
 مانگی کہ مدینہ منورہ حاضری ہو جائے۔ باباب ظاہر مدینہ منورہ جانے کا کوئی امکان نہ تھا۔ طالب علی کا زنا
 سترہ سال کی عمر اس سال والدین کے انتقال کی وجہ سے بے سر و سامانی کا عالم کسی طرح عقلاً جانا سمجھ
 میں نہ آتا تھا۔ آخر غریب نواز کے اکرام نے دستگیری کی اور دو مہینہ بعد ہی زیارتِ حرمین شریفین کیلئے
 روانگی ہوگئی۔ دسمبر میں واپسی ہوئی۔]

ان بیانات کے علاوہ تقریباً ایک سو بیانات اسی قسم کے اور مولف سے بیان کئے گئے اگر اور زیادہ
 جستجو کی جاتی تو شاید ہزاروں ہند لاکھوں کی تعداد تک نوبت پہنچتی اور ایک ضخیم کتاب مرتب ہو جاتی مگر یہ نظر
 اختصار و مدرجہ بالا بیانات پر اکتفا کیا۔

آپ کی کرامات عظیمہ بالمشاہدہ:-

ہر چند اس طبقہ کے نزدیک کرامت کا نام لینا مستحکم خیر ہے جو عقل میں نہ آنے کی وجہ سے کرامت
 کو باور نہیں کرنا تاہم ہم ایسے حضرات کو مسخریم، چنانچہ ہم، مداری اور نٹوں کے بعض ان تماشوں کی نظر

متوجہ کرتے ہیں جو کسی طرح عقل میں نہیں آتے مگر مادی آنکھیں انکے مشاہدے کی شاہد ہیں۔ اسی طرح اہل اللہ سے کرامتیں ظاہر ہوا کرتی ہیں مگر یہ مداری کا تاثر نہیں بلکہ بقوت روحانی پاکیزگی کے ساتھ مافوق العادات کا ظہور ہے۔

سات سو برس کے بعد آج بھی حضرت خواجہ کی بالمشاہدہ بعض وہ کرامتیں نظر آتی ہیں جو چشم بینا کے لئے درس سرفت ہیں تفصیلات حسب ذیل ہیں :-

کرامت اول بالمشاہدہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک مادی بادشاہ اگرچہ اسکے پاس فوج، حکومت، خزانہ، قوت، سامان جنگ اور دیگر معقول ذرائع بھی موجود ہوتے ہیں مگر وہ صرف ملک فتح کر لیتا ہے اور اللہ کی مخلوق پر اس کی مرضی کے خلاف اپنی قوت اپنی فوج اور اپنی تلوار کے ذریعہ بالجبر حکومت کرتا ہے۔ یہ حکومت صرف اس کی مادی قوت اور زندگی تک محدود رہتی ہے۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی حکومت کا غلیم درہم برہم ہو جاتا ہے پھر کوئی نہیں پوچھتا کون بادشاہ تھا اور کدھر گیا نہ وہ باقی رہتا ہے اور نہ اس کی حکومت۔

مگر جب ہم بالہنج ہند کی ورق گردانی کرتے ہیں تو حقائق نظر آتا ہے کہ ایک خدا کا برگزیدہ بندہ آج سے سات سو برس قبل ہندوستان آتا ہے نہ اس کے پاس فوج ہوتی ہے نہ خزانہ نہ وہ کہیں کا مادی بادشاہ ہوتا ہے بلکہ وہ پیوند لگے کپڑے پہنتا ہے۔ سوکھی روٹی پانی میں بھگو کر تناول کرتا ہے۔ اس کے ساتھ صرف چالیس اشدا شکر کرنے والے بیس کش خدا کے نیک بندے ہوتے ہیں جنکے پاس نہ کوئی توپ ہوتی ہے نہ کوئی تلوار۔ البتہ اخلاق، شفقت، محبت، ہمدردی اور حقانیت کے خزانے ہوتے ہیں جن سے وہ ملک پر نہیں بلکہ صاحب ملک پر بھی فتح پاتا ہے یعنی شاہوں کی طرح صرف ملک اور اہل ملک پر نہیں بلکہ سلاطین اور انکے ملکوں کے قلب پر حکمرانی کرتا ہے۔

روحانی سلطان ہند کے دربار میں کبھی شہاب الدین غوری استعانت باطنی حاصل کر کے ممنون کرم نظر آتا ہے تو کبھی سلطان حسن الدین التمش خصوصاً رواداری، حق شناسی کی تعلیم کا خزانہ پاکو رہن منت نظر آتا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ یہ چیزیں حیات ظاہری تک نہیں بلکہ بعد وفات بھی اسی طرح نظر آتی ہیں جس طرح حیات ظاہری میں اکبر جیسا جلیل القدر بادشاہ اپنی سعادت سمجھ کر دربار خواجہ میں پایادہ حاضر ہوتا ہے۔ جہانگیر مرد دربار درغلامی بہن کر خواجہ کا حلقہ بگوش بن جاتا ہے کیا ایسی کھلی ہوئی کرامت نہیں جو آسانی سے سمجھ میں

آجائے اور اس تجربہ پہنچانے میں مدد دے سکے کہ دنیاوی بادشاہ سے زیادہ اگرچہ کوئی دنیاوی قوت نہیں ہے مگر جو قوت دنیاوی حاکم کو مستحق کرے وہ ضرور کوئی ایسی قوت ہے جو دنیاوی قوتوں میں کہیں نظر نہیں آتی یقیناً وہ قوت روحانی قوت ہے (تولف)

کرامات دوم بالمشاہدہ | علاوہ ازیں ہم دیکھتے ہیں کہ ایک لکھ پتی مرجاتا ہے اور لوہا کا پھوڑا ہے جو اسکے نطفے سے ہوتا ہے۔ باب کے مدد میں لاکھوں روپیہ بٹامشت اُسے ملتے ہیں۔ بڑا سعادت مند ہوا تو باب کا بیج دسواں اور چہلم کر دیا۔ قبر کی بنیادی بعد ازاں وہ نہیں جانتا باب کون تھا کہ صر گیا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ باب سے زیادہ ایک ایسا مشفق بھی موجود ہے جس کی وفات کو اگرچہ سات سو برس سے زیادہ گزر گئے مگر آج بھی اس کا رشتہ محبت اور شفقتانہ اکرام و مریتانہ انعام ہیں مجبور کرتے ہیں کہ ہم سالانہ ہفتہ وار بلکہ روزانہ اسکے روضہ پر حاضر ہوں سفر دور دراز کی مصوبتیں برداشت کریں روپیہ خرچ کریں اور طرح طرح کی تکالیف اٹھائیں مگر دربار خواجہ میں وقت پر پہنچ جائیں۔

کرامت سوم بالمشاہدہ | کون نہیں جانتا کہ دنیا میں اہل دنیا کو دولت دنیا بڑی عزیز ہوتی ہے۔ ایک پیسہ کہیں گر جائے تو اس کی تلاش میں انسان سرگرداں ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ نالی میں گرے ہوئے پیسے تک کو دھوکہ جیب میں رکھ لینا ہے باوجود اسکے سمجھ میں نہیں آتا کہ وہ کونسی پوشیدہ قوت ہے جو اسے عزیز چیز بھی دربار خواجہ میں بے دریغ خرچ کر دیتی ہے۔ بادشاہ شاہجہاں لاکھوں روپیہ خرچ کر کے یہاں تک ہرم کی مسجد تعمیر کرانے لے۔ اکبر بادشاہ اپنی طرف سے زر کثیر خرچ کر کے ایک وسیع عالیشان مسجد بنواتا ہے۔ فرخ سیر ہزاروں روپیہ کی مواضعات وقف کر کے بطور نذر درگاہ میں پیش کرتا ہے۔ نظام حیدر آباد دکن میں ہوا دروازہ تیار کر کے پیش کرتے ہیں حسین اللہ زور کثیر خرچ کر کے سماح خانہ تیار کراتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

پس معلوم ہوا کہ بامین خواجہ اور مخلوق کوئی روحانی خفیہ رشتہ اب بھی ایسا ہے جو زریں عزیز ترین شے بھی خواجہ کے قدموں پر قربان کرنے کے لئے مجبور کر دیتا ہے۔ اسے روحانی قوت یا کرامت نہ کہیے گا تو اور کیا فرمائیے گا؟ یقیناً یہی وہ غریب نواز کی کرامات جاوید ہیں جو چشم بینا کو آج بھی نظر آ رہی ہیں اور ہمارے تزلزل اور وہم و فطرات باطل کا زبان حال سے جواب دے رہی ہیں (تولف)

کرامت چہارم بالمشاہدہ تاریخی | بادشاہوں کے دروازوں پر سب اہل دنیا سر نیاز بھجھا کر ہاتھ پھیلا کر کرتے ہیں مگر بادشاہ کسی کے سامنے سر نہیں بھجھایا کرتے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ دربار خواجہ میں

شاہانِ عظیم القدر والوالعزم عاجزانہ و نیازمندانہ طور پر حاضری دیتے ہیں اور دامن پھیلائے نظر آتے ہیں۔ شاہوں کی یہ جبین سائی صرف آپ کی جیات ظاہری میں ختم نہیں ہوتی بلکہ آپ کے دھال کے بعد آپ کے حُسن معنوی کی کشش بدستور نظر آتی ہے۔ سیکڑوں برس کے بعد بھی ہندوستان کے امیر و غریب کی بھولیاں بھرنے والا اکبر بادشاہ خود دربار خواجہ میں سائل بن کر آتا ہے۔ جاگیرِ صحت کی بھیک مانگتا ہے، دُرِ غلامی پہناتا ہے کیا ان بادشاہوں کا آپ کے در پر گدائی کرنا چشمِ بینا کے لئے بالمشاہدہ کرامت نہیں ہے۔

کرامتِ پنجم بالمشاہدہ | دینا دی عیش و آرام، جائداد و مکان، وطن، دولت، ثروت، حکومت، حُشمت، عزیز و اقربا، دوست و اجاب سب کو عزیز ہوا کرتے ہیں کوئی اُن کی مفارقت، بخوشی گوارا نہیں کرنا گریہ دیکھتے ہیں کہ اسقدر عزیز چیزیں چھوڑ کر بھی لوگ یہاں بخوشی چلے آتے ہیں اور وطن سے دور حکومت و دولت سے کنارہ کش ہو کر اجیر کی غربانہ زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ وطن کے حامیوں کو چھوڑ کر یہاں بظاہر پہلے بار و مددگار، دیر خواجہ پر بہت مطمئن نظر آتے ہیں۔ حضورِ غریب نواز کی اس افضل ترین جاذبیت اور اعلیٰ ترین کشش اور انتہائے کرامت کے ثبوت میں آج بھی سیکڑوں صاحبِ ثروت اہلِ دل اجیر کی ٹیلیوں میں گدائی کی زندگی بسر کر رہے ہیں اور صاحبِ بعیرت اُن سے سبق لیتے ہیں۔

کرامتِ ششم بالمشاہدہ | انقلابِ زمانہ سے عزیز و اقربا بکھر جاتے ہیں۔ دوست و اجاب دور ہو جاتے ہیں۔ ایک جد کی اولاد بعدِ مقامی اور زمانی کی وجہ سے آپس میں ایک دوسرے کو پہچانتی تک نہیں سلاطینِ زمانہ برباد ہو کر کاسہ گدائی لئے نظر آتے ہیں مگر ہم دیکھتے ہیں کہ ہندوستان کے روحانی بادشاہ کی وہ ہی شان ہے جو آج سے سات سو سال پہلے تھی بلکہ بمصدقِ خوبی تو ہر زمانہ بیشتر از پیشتر آپ کی درگاہ میں پہلے سے زیادہ لوازمات شاہی نظر آتے ہیں۔

حکم
اجیر

شہراجمیر کی ابتدا، تبدیلیاں اور ترقی کا اجمالی حال

اجمیر بنانے کے متعلق مورخین کے بیانات مختلف ہیں۔ صاحب حسن الشیر اور مسٹر ہر بلاس ماردا کے بیانات کے مطابق شہراجمیر جو بان راجہ اجیپال (آخر راج) نے بنایا تھا مگر برہمپوری راج دے کے بیان کے مطابق راجہ سومور (اور نوراج کے پسرے بیٹے) نے اپنے نام پر ایک شہر بنایا تھا۔ ڈاکٹر پہل نے اجادیکو بان شہراجمیر لکھا ہے اور اسی راجہ کو پنڈت گوردی سنگھ نے بھی بانی اجمیر بتایا ہے اور اس کا زمانہ تقریباً ۱۱۱۱ء کا بیان کیا گیا ہے مگر برہمپوری راج دے میں بھی لکھا ہے سومیشور ولد اور نوراج (اناجی) نے ایک شہر بنایا تھا۔ جاں اس کے بڑے بھائی دگران نے محلات تعمیر کرائے۔ سومیشور (سومدیو) کا زمانہ بقول کتاب اجمیر "ص ۱۱۱۱ء لغایت ۱۱۱۲ء ہے اور دگران کا زمانہ تقریباً ۱۱۱۲ء لغایت ۱۱۱۳ء ہے۔"

چونکہ ۱۱۱۱ء سے پہلے اجمیر میں محمود غزنوی وغیرہ سے لڑائیاں ہونا اور محمود غزنوی کا اجمیر میں اپنا مقربہ دار مقرر کرنا تواریخ سے ثابت ہے۔ اس لئے ہمارے نزدیک اجمیر کا بانی ادل راجہ اجیپال ہے اور بعد الذکر راجگانے اپنے زمانوں میں جبکہ شہر زمانہ کے انقلابات سے دیران ہو گیا یا وہاں دارالسلطنت کچھ عرصہ تک نہ رہا تو اس کی تجدید کی اسوجہ سے بعض نے غلطی سے انھیں بانی اول تصور کر کے پہلے یہ شہر اجیپال کی نال (دادی) میں راجہ اجیپال نے آباد کیا تھا یہ مقام موجودہ شہراجمیر سے بحائب گوشہ جنوب مغرب تقریباً سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے) اجمیر اسی شہر کا نام تھا بعد ازاں بادشاہ جشم (نور چشمہ) میں آگئی مگر حضرت خواجہ بزرگ کی تشریف آوری کے بعد (آخر زمانہ پانچویں صدی ہجری مطابق بارہویں صدی عیسوی) سے اس کی آبادی مشرق کی جانب پڑھتی گئی اور جنوب و مغرب کی جانب کم ہوتی گئی اور اکبر بادشاہ کے زمانہ سے روز بروز مشرق کی جانب آبادی میں ترقی ہوتی گئی۔ اجمیر دیو کے بیٹے اناجی یا اور نوراج (۱۱۱۳ء لغایت ۱۱۱۵ء) نے تالاب اناساگر بنوایا۔

بعد ازاں اناجی کے لڑکے بیلد یو چارم (۱۱۵۳ء لغایت ۱۱۶۳ء) نے ویل ساگر (بیل) بنوایا۔
 (اس کی تفصیل آگے آئیگی) اسکے گرد محلات اور مندر بھی تعمیر کرائے نیز اجیر میں ایک مدرسہ کی عمارت
 بھی تعمیر کرائی۔ اس زمانہ میں اجیر تمام ہندوستان (در بیان ہمالہ و ہندوستان) کا دارالسلطنت تھا
 و بیلد یو چارم نے اجیر سے مسلمانوں کو نکال دیا اور اپنے ولیعہد کو وصیت کی کہ مسلمانوں کو
 دربارے انکے سے بے نکال دینا۔

سلطان شہاب الدین غوری نے ۱۱۹۲ء تا ۱۱۹۶ء میں پر تھوی راج کو شکست دے
 کر بعد اجیر سے یا تاج الماثر کا بیان ہے کہ اس کے زمانہ میں اجیر کے باغات ایسے شاداب اور برافشا
 تھے کہ معلوم ہوتا تھا یہ خطہ جنت کا خطہ ہے۔ نسیم سرخو خنوسے جکا دیتی تھی خاکِ اجیر سے مشک کی
 خوشبو آتی تھی۔ اجیر کے چنے صاف اور بٹھے پانی سے برتر نہ تھے۔ شہر اور بیرون شہر نہایت خوبصورتی کے
 حامل تھے۔ صبح کی ہوا گلاب کے پھولوں سے بسی ہوئی آتی تھی۔

سلطان شہاب الدین غوری نے اپنے مؤخر قیام کے زمانہ میں یہاں ایک مسجد کی بنیاد ڈالی۔ مسجد
 آجکل ڈھائی دن کا جھوٹا یا جامع التمش کہلاتی ہے شمس الدین التمش (۱۲۱۱ء لغایت
 ۱۲۳۶ء) نے اس مسجد میں اضافہ کیا۔ تفصیلات آگے درج ہیں۔

سلطان محمود غزنوی (العزیز سلطان مانڈو) نے عجاہر قلعہ دار کو روٹائی میں قتل کر کے
 اجیر فتح کر لیا بعد فتح ۱۱۶۳ء میں حضرت خواجہ کے مزار اقدس کے سر پہنے کی جانب ایک مسجد (مسجد
 صندل خانہ) اور درگاہ کا بلند دروازہ تعمیر کرایا۔ تفصیل عمارات درگاہ میں ہے۔

سلطان غیاث الدین خلجی نے تقریباً ۱۳۹۹ء میں حضرت خواجہ کے مزار اقدس پر اپنی
 دولت سے عمارت بنار کرانے کی سعادت حاصل کی۔ اس کے صوبہ دار تو خاں (صوبہ دار اجیر) نے اپنے
 نام کی نسبت سے دو باوڑیاں از نام ملوسر (جو آجکل بڑے اور چھوٹے ملوسر کے نام سے مشہور ہیں)
 تعمیر کرائیں اور تار الگدھ والے پہاڑ کے مشرقی دامن میں ایک باغ نصب کرایا۔ مزید تفصیل آگے آئیگی۔

۱۔ دیکھو کتاب اجیر صفحہ ۱۳ ۲۔ دیکھو کتاب اجیر صفحہ ۲۴ ۳۔ دیکھو کتاب اجیر صفحہ ۲۹-۳۸

۴۔ دیکھو صحنہ صحنہ ۳۹-۴۰ و صحنہ ۴۱-۴۲ ۵۔ دیکھو صحنہ صحنہ ۲۵-۲۶ و کتاب اجیر صفحہ ۳۹

راے مال دیو حاکم ماردار نے چند حافظ جمال سے تاراگٹھ پر پانی پونچانے کے لئے ۱۵۳۵ء
 میں کاری تعمیر شروع کیا جو نام رہا۔ بعد ازاں

۱۵۴۰ء - ۱۵۴۵ء

شیر شاہ سوری نے نامکمل تعمیر کو ۱۵۴۴ء میں مکمل کیا۔ یہ مقام موت برز کہلاتا ہے۔ مزید
 تفصیل آگے آئے گی۔
 ۱۵۵۶ء - ۱۶۰۵ء

اکبر بادشاہ نے ۱۵۵۶ء میں شہر اجیر کے گرد چار دیواری بننے کا حکم صادر فرمایا اور ہزار کو بھی
 مالیشان عمارتیں بنانے کا حکم دیا۔ سب نے تعمیل کی اور اقبال و سکوہ کی مشہور نشینوں میں بیٹھے۔ بادشاہ
 نے اپنے لئے بھی محل (جو آجکل میگن بن کہلاتا ہے) تعمیر کرایا۔ تفصیلات آگے آئیں گی۔
 اکبر نے خاص بازار (جسکی تفصیل آگے درج ہے) تعمیر کرایا۔ دو کالوں کے دروں میں ہو کر
 ایک رات تھا۔ جب محل شاہی کی مستورات دولت خانہ شاہی سے درگاہ شریف جاتی تھیں اس وقت
 دوکانوں پر پردے ڈال دئے جاتے تھے۔

اکبر نے درگاہ شریف سے متعلق ایک مالیشان مسجد (اکبری مسجد جس کا مفصل حال پیچھے آچکا ہے)
 تعمیر کرائی۔ اکبر کے عہد میں اجیر کو بہت ترقی ہوئی۔ تاراگٹھ پر سید حسین کی درگاہ سے متعلق بلند دروازہ
 وغیرہ اور دیگر عمارات امراء اکبر نے بنوائیں جس کی تفصیل موصوف کی درگاہ کے مال میں آگے درج
 ہے۔ علاوہ ازیں اجیر میں بعض اور مساجد بھی اکبر کے زمانہ میں بنیں انکا ذکر مساجد اجیر کے سلسلہ میں آئے گا۔
 ۱۶۰۵ء - ۱۶۳۰ء

جہانگیر نے ۱۶۰۵ء میں تخت نشین ہونے کے بعد دولت باغ (جسکا مفصل حال باغات کے
 سلسلہ میں درج ہے) نصب کیا۔ ۱۶۱۵ء میں جیلہ تالاب کی مرمت کرائی۔ درگاہ کی مسندلی مسجد میں
 اضافہ کیا اور دیگر پیش کی انکا مفصل حال عمارات درگاہ کے سلسلہ میں لکھا جا چکا ہے۔

۱. دیکھو احسن السیر صفحہ ۷۷ و کتاب اجیر صفحہ ۵۶ و ۵۷ دیکھو مذکورہ قلمی نسخہ طغات اکبری ورق ۲۳ و کتاب اجیر صفحہ ۲۵ و کتاب اجیر

صفحہ ۱۲ و دیکھو احسن السیر صفحہ ۶۶ و ۶۷ دیکھو کتاب "اجیر" صفحہ ۲۵

۱۶۲۷ء - ۱۶۵۸ء

شاہجہاں نے لب آنا ساگر خوبصورت سنگ مرمر کی بارہ درمی تعمیر کرائی نیز اس نے حضرت خواجہ کے روضہ اقدس پر موجودہ سنگ مرمر کی عمارت (احاطہ نور) تعمیر کرائی اور درگاہ میں سنگ مرمر کی ایک مسجد (جس کا مفصل ذکر عمارات درگاہ میں درج ہے) تعمیر کرائی۔ شہرِ پناہ کی دیوار بھی بڑھائی اور اس کی مرمت بھی کرائی۔ آنا ساگر کے غرب میں ایک باغ لگایا جو آجکل تباہ حالت میں ہے۔ یہ باغ شاہجہاںی باغ کہلاتا ہے۔ ان کا مفصل مال آگے آئیگا۔

۱۶۵۸ء - ۱۶۷۵ء

اورنگ زیب کے عہد میں امراء اورنگ زیب میں عبداللہ خاں نے ۱۶۷۵ء میں عبداللہ پور بنایا۔ یہاں اس نے اپنی بیوی کے لئے ایک منبر اور مسجد بنائی اور اونچی دیواروں سے محدود ایک باغ لگایا۔ تفصیل آگے درج ہے۔

۱۶۹۱ء - ۱۸۱۸ء

مرہٹوں کے عہد حکومت میں سیوا جی نانانے تاراگڈھ پر نانا کا جھارہ ۱۶۹۱ء میں تعمیر کرایا اور اجیر میں بنا بازار ۱۶۹۷ء میں بننا شروع ہوا۔

۱۸۱۸ء - ۱۸۵۸ء

اسٹانڈیا کمپنی کے زمانہ میں شہرِ پناہ کی دیوار ۱۸۱۹ء میں بڑھائی گئی نئے بازار کی عمارت مکمل کی گئیں۔ سٹرک ٹونڈن سپرٹنڈنٹ اجیر نے شہرِ پناہ کی دیوار کا جنوبی حصہ ۱۸۲۵ء میں بڑھایا۔ موصوف نے ۱۸۲۹ء میں مدار دروازہ کے باہر بازار تعمیر کرایا۔ ۱۸۳۲ء میں لارڈ ولیم بنک نے تاراگڈھ (قلعہ) کے ٹورنے کا حکم دیا۔

سٹرک ٹونڈن سپرٹنڈنٹ اجیر نے ۱۸۳۳ء اور ۱۸۳۶ء کے درمیان درگاہ بازار دھان منڈی تک بڑھایا اور اجیر میں ایک انگریزی اسکول کھولا۔ اور ڈگی (باوڑی الموسوم بڈگی) تعمیر کرائی۔ تفصیل آگے آئیگی۔

۱۸۴۰ء میں مشر میکناٹن نے اجیر سے لشکر جانے والی لشکر بخوانی ۱۸۴۴ء میں ایٹ انڈیا کمپنی نے اجیر میں ہائی اسکول کھولا اور ۱۸۵۵ء میں پہلا خبراتی شفا خانہ اگرہ دروازہ کے متصل کھولا گیا۔
۱۸۵۵ء - ۱۹۳۰ء

شاہان انگلستان کے زمانہ میں موجودہ جیل (قید خانہ) کی عمارت ۱۸۵۲ء میں تعمیر کی گئی۔
۱۸۵۵ء میں ریلوے لائن اجیر میں لائی گئی۔ ۱۸۵۹ء میں ریلوے کو کو اور کیرن درگ شباب کی بنیاد پر
اور ۱۸۵۵ء میں کام جاری کر دیا گیا۔ ۱۸۵۲ء میں موجودہ گرجا کی عمارت لب بیلہ بنائی گئی۔ ۱۸۵۳ء
میں ریلوے کا جنرل آفس بنایا گیا۔ ۱۸۸۵ء میں یوکانج کی تعمیر کی گئی۔ ۱۸۸۵ء میں وکٹوریہ جوبلی کلاک
ٹاور تعمیر کیا گیا۔ ۱۸۹۱-۹۲ء میں اجیر کی میونسپلٹی نے خالی ساگر تعمیر کرایا۔ ۱۸۹۵ء میں وکٹوریہ جنرل
ہاسٹل تعمیر کیا گیا۔ ۱۹۰۱ء میں ٹریوڈ ٹاؤن ہال بنایا گیا۔ ۱۹۰۹ء میں ریلوے ہیٹ انسٹیٹیوٹ کی تعمیر ہوئی
۱۹۱۷ء میں ایڈورڈ میموریل کی تعمیر ہوئی۔ ۱۹۱۳ء میں بھادانتی سے بذریعہ پانی لایا گیا۔ ۱۹۱۹ء میں
گورنمنٹ ہائی اسکول کی عمارت تعمیر ہوئی۔ ۱۹۲۲ء میں اسپرٹل بنک کی شاخ اجیر میں قائم کی گئی۔ ۱۹۲۸ء
میں بنو وکٹوریہ ہاسٹل قبضہ بارغ میں کھولا گیا۔ ۱۹۳۰ء میں اجیر میں برنی روشنی کا اجراء کیا گیا۔ ٹیبلٹن کی
تفصیل آگے آئیگی۔

۱۵ اگست ۱۹۴۷ء

کانگریس سرکار ۱۹۴۷ء اور ۱۹۴۸ء کے فرقہ دارانہ فادات کے موقع پر پنجاب حکومت
درگاہ شریف کی عمارت کی حفاظت کی گئی۔ ان آیام میں بکثرت مسلمانوں کے چلے جانے کی وجہ سے بیشتر
مساحہ میں قفل پڑ گئے۔ ۱۹۵۲ء میں اجیر مارواڑ کے صوبہ میں اسمبلی قائم کی گئی۔ پُرانے لشکر کے متصل
موضع گھنڈہ میں کنوئیں تعمیر کر اگر شہر اجیر میں بذریعہ جدید پانی پہنچایا گیا۔

موجودہ شہر اجیر

جائے وقوع :- اجیر شمالی ہندوستان کے شمال مغربی حصے میں زیر دامن کوہ واقع ہے۔
اس بہار پر تارالگٹھ واقع ہے۔ یہ راجپوتانہ کے ریگستان اور صوبہ اجیر میر داڑھ کا ایک پُرانا اور

خوبصورت شہر ہے۔ جائے وقوع عرض البلد شمالی ۲۷° ۲۰' اور طول البلد شرقی ۷۴° ۲۰' ہے۔
 قدرتی آثار :- شہر کے چاروں طرف پہاڑی سلسلہ ہے۔ ان میں چھوٹے چھوٹے آثار بھی ہیں۔
 موسم برسات میں سبز گھاس ان پہاڑوں کو ارد بھی خوشنما بنا دیتی ہے۔
 حدود اور رقبہ :- شمال میں منصور موہنا دالی اور سدھار پہاڑی سلسلہ ہے۔ جنوب میں کوہ
 ارادلی جس پر قلعہ تاراگڈھ ہے اس سلسلہ مشرق میں کوکل پہاڑی کا سلسلہ اور مغرب میں الف کے
 گچھے وال پہاڑی کا سلسلہ ہے۔

آب و ہوا :- یہاں کی آب گرم خشک ہے سخت نمخش ہے۔ سب موسم معتدل ہوتے ہیں۔
 زبان :- یہاں ہندو مسلمان سب عموماً اردو یا اردو ڈوہڑی بولتے ہیں۔ بعض ہندو صاحبان
 مارواڑی بولتے ہیں۔

مردم شماری :- ۱۹۳۱ء اور ۱۹۵۱ء کی مردم شماری میں یہاں کی کل آبادی
 حسب تفصیل ذیل تھی :-

۱۹۳۱ء - ہندو ۴۵۲۶ - مسلمان ۳۰۵۳۸ عیسائی ۴۱۶۱ دیگر مذاہب کے لوگ ۲۸۹
 ۱۹۴۱ء - ہندو ۸۷۲۱۳ - مسلمان ۲۹۹۵۲ عیسائی ۴۱۹۰ دیگر مذاہب کے لوگ ۱۶۸۶
 ۱۹۵۱ء - کل آبادی ۱۹۶۶۳۳ - ۱۹۴۱ء و ۱۹۵۱ء میں اجمیر سے بکثرت مسلمان پاکستان چلے
 گئے۔ بجائے انکے مندرجہ ہندو آکر رہے۔

صنعت و حرفت :- یہاں گوڈ بننے اور کپڑوں کی رنگائی کا کام ہوتا ہے۔ بعض
 چندریوں اور صافوں کی رنگائی بہت قیمتی ہوتی ہے۔ جو لوگ قیمتی رنگائی رنگتے تھے وہ خادات اجمیر
 کے بعد پاکستان چلے گئے۔ آج کل معمولی طور پر رنگنے والے موجود ہیں۔

مشہر چیزیں :- یہاں گلاب اور جیلی مشہور پھول ہیں۔ جیل کا عطر بہترین ہوتا ہے۔
 غذا :- ہندو صاحبان عموماً ساگ پات کھاتے ہیں۔ مگر راجپوت اور مسلمان گوشت کھاتے ہیں۔
 ہاجرہ اور گہیوں زیادہ تر کھایا جاتا ہے۔

اقوام :- راجپوت، جوہان مسلمان اور دیس والی اجمیر کے پرانے باشندے ہیں۔ ابکل دیگر
 اقوام کے لوگ بھی یہاں پائے جاتے ہیں۔

مذہب :- ہندو مسلمان یہاں کے قدیمی باشندے ہیں۔

(نوٹ) عام طور سے لوگ خیال کرتے ہیں کہ اسلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شروع ہوا یہ خیال غلط ہے بلکہ اسلام آخرین عالم یعنی حضرت آدم سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ کے زمانہ تک برابر ہر نبی کے زمانہ میں رہا ہے۔ اور ہر نبی نے اس کی تعلیم دی ہے۔ چنانچہ حضرت محمد رسول اللہ نے بھی اسلام کی تعلیم دی یعنی ملت ابراہیمی کی تبلیغ فرمائی۔ انبیائے سابقین کے مزارات کی موجودگی سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے مردوں کو دفن کرنا ہمیشہ سے شمار اسلام میں شامل رہا ہے۔

ایشور ری پرشاد اردو ہسٹری آف انڈیا کے مصنف پر لکھتے ہیں کہ ”دہات کے زمانہ کے باشندگان ہندوستان اپنے مردوں کو دفن کیا کرتے تھے“ ان کے قدورنگ سے مشابہ گورے چٹے اعضاء کے سٹول مسلمانوں میں پائے جاتے ہیں۔ انکا کچھ ٹھیک حال معلوم نہیں یہ کہاں سے آئے۔ چونکہ اسلام میں مردوں کے دفن کرنے کا شمار قدیمی ہے اس لئے یقیناً یہ لوگ (دراوڑ) مسلمان تھے اور ہندوستان کے قدیمی باشندے ہیں۔ موصوف ان کے بعد آریوں کا وسط ایشیا سے ہندوستان میں آنا لکھتے ہیں اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ آریہ آئے تو انھوں نے پنجاب میں قوم دراوڑ کو موجود پایا۔ یہ لوگ (آریہ) اپنے مردوں کو جلاتے تھے یعنی ہندو دھرم تھے۔

علامہ ازیں ہمارے اس بیان کی تائید مٹھر بلاس ساردا کے بیانات سے بھی ہوتی ہے موصوف اپنی کتاب ”اجیر“ کے صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ ”راجہ اجپال ان غیر منود (مسلمان) کو پتھر کے گولہ میں پلوا دینا تھا۔ جو ہندو پر حملہ آور ہوتے تھے یا ان کے مذہبی فرائض کی ادائیگی میں غفلت ہوتے تھے“ پھر صفحہ ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ ”راجہ اجپال کا زمانہ ۱۵۵۰ء میں تھا یہ زمانہ رسول خدا کی ولادت سے پہلے کا ہے۔ پس جن غیر ہندوؤں کا موصوف نے تذکرہ کیا ہے وہ یقیناً وہی مسلمان تھے جو رسول خدا سے

۱۱ پھر ہم نے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف دیکھی تھی کہ آپ ابراہیم علیہ السلام کے مذہب پر ملیں جو ایک طوف کا پورا تھا اور مشرکوں میں سے تھا (سورہ نمل پاورہ چودھواں)

۱۲ دیکھو ہسٹری آف انڈیا از ایشوری پرشاد زبان اردو صفحہ ۱۱

۱۳ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف ۱۱۰۰ء میں ہوئی اور چالیس سال کی عمر میں آپ نے تبلیغ اسلام کا کام شروع

کیا اور یکسرۃ النبی از مولانا شبلی نعمانی جلد اول صفحہ ۱۲۴

پہلے کے انبا کے متقلدین تھے اور بت پرستی کے خلاف تھے۔ لہذا مسٹر ایٹوری کا یہ لکھنا غلط ہے کہ مسلمان پہلے پہل
ساتویں صدی ہجری میں ہندوستان آئے۔ بلکہ حرب تشریح مندرجہ بالا مسلمان ہندوستان کے قدیمی باشندے
ہیں ان کے بعد یہاں منگولین اور ابرین (اریہ) آئے ہیں۔ مگر اب ہندوستان ان سب کا وطن ہے اور
اہل اجیر بھی اپنی میں سے ہیں آجکل یہاں ہندو مسلمان۔ پارسی۔ عیسائی۔ سکھ مذہب کے لوگ رہتے ہیں۔

بعض مشہور مقامات۔

کوہ اربلی یا اربلی پرست | ہندی کتابوں میں اس پہاڑ کو جبکہ دامن میں اجیر بسنا ہے۔ اربلی پرست
(کوہ اربلی) لکھا ہے چونکہ سنسکرت میں اربل کے معنی عمر کے ہیں اس لئے اس کو عمر کا پہاڑ یعنی قدیمی پہاڑ
کہتے ہیں۔ اسی سبب سے زمانہ سابق میں جو بتی اس پہاڑ کے نیچے تھی اسے ادمیر یعنی ہیشگی کا پہاڑ کہتے تھے
غالباً ادمیر سے بدل کر اجیر ہو گیا۔

اجیپال | راجہ اجیپال نے مذکورہ بالا پہاڑ پر شہر پناہ بنا کر پہاڑوں میں شہر آباد کیا چونکہ مارواڑی لوگ
پہاڑ کو میر کہتے تھے اور بانی کا نام اجیپال تھا اس لئے اس کا نام بانی کے نام پر اجیر رکھا گیا۔ یہ شہر سبت
دوسروں و جد مشطری میں آباد ہوا۔ زمانہ سابق میں اس کو جیمیر۔ جیدرگ۔ ادمیر۔ اجیپالنگر اور
جلو پور بھی کہتے ہیں۔

اجیپال کی وجہ تسمیہ ہندی کتابوں میں یہ لکھی ہے کہ یہ بکری چرانے والا شخص تھا ہر روز ایک تراض
کو جوٹ کر کی پہاڑیوں میں رہتا تھا۔ دودھ لے کر پلا کر نا اس کی دغا سے وہ اس مقام کا راجہ ہو گیا۔ اس نے
اسگند پہاڑ پر شہر پناہ بنوائی یہ نام ہون پدم پورن میں مرقوم ہے اس مقام کے ہادیو کا نام اگگند ہے۔
اس کے قریب ہی چتر کی ترشی ہوئی ایک مورت ہے جس کو اجیپال کہتے ہیں۔

زمانہ سابق میں شہر (اجیر) اسی مقام پر آباد تھا اسے راجہ اجیپال نے آباد کیا تھا۔ اجیر خاص اسی شہر کا
نام تھا۔ وسعت اور رونق اس کی بہت تھی۔ بستی اس کی بستیوں سے بہتر تھی۔ اسی راجہ نے نار اگڈھ
(قلعہ) کی تعمیر کی۔ اس کو جیمیر اور بے دورگ (یعنی پہاڑ اور قلعہ جو فتح نہ ہو سکے) کہتے تھے۔ بقول ٹاڈ
یہ مقام راجپوتانہ کی ملکیت ہے اور اس کا نام ایک چوہان کے پیشہ پر رکھا گیا جو بکریاں چراتا تھا اور میر پہاڑ

کو کہتے ہیں یعنی بکریوں والا پہاڑ۔ اس مقام پر اب بھی مکانات کے کھنڈر پائے جاتے ہیں۔
 یہاں دو چٹنے ہیں۔ اوپر کے چٹنہ کا پانی نیچے کے چٹنے میں آتا ہے۔ فانی ساگر اور موضع اجیر سے
 گزرتے ہوئے ایک دادسی میں کوہو ہے راجہ اجپال غیر ہندو کو اس میں پلو کر ختم کر دیتا تھا۔
 یہاں سالانہ بھادوں کے مہینے میں میلہ بھی ہوتا ہے۔ مسلمان اسے اسی اجپال کا سالانہ عرس تصور
 کرتے ہیں جو غریب نواز کے ہاتھ پر مشرف بہ اسلام ہوئے مگر ہندو راجہ اجپال کی سالانہ برسی تصور کرتے
 ہیں دونوں مذہب کے لوگ ملی قدر مراتب اس میں حصہ لیتے ہیں یہ مقام موجودہ اجیر سے تقریباً
 ۷ میل ہے۔

سیسہ کان | اجیر کے شہر پناہ کے باہر متصل جنوبی دیوار شہر پناہ بڑے پیر صاحب کے چلہ کے
 نیچے ہے۔ اس کا خلا بہت دور تک چلا گیا ہے۔ بعض جگہ اس میں پانی کے کنوئیں سے ہیں۔ گرمی کے موسم
 میں یہاں ٹھنڈی ہوا آتی ہے کسی زمانہ میں اس کان سے بہت سیسہ نکالا گیا۔

سدا بہار پہاڑی | آنا ساگر کے متصل دولت خان شاہجہانی کے جنوب میں ہے اس کے اوپر
 بزرگان اسلام کے متعدد چلے ہیں۔ چلہ سالار مسعود غازیؒ۔ چلہ خواجہ غریب نوازؒ اور چلہ قطب صاحبؒ
 اسی پہاڑی پر واقع ہیں ان کا متصل حال آگے آئے گا۔

بعض پرانی عمارات :-

قلعہ بیلی یا تارگڈھ | کہا جاتا ہے کہ بال سگر یو کا بھائی (جو راجہ رامندر کے لشکر میں فوج
 کا سردار تھا) کی بیوی تارانیہ یہ قلعہ اربلی پریت پر بنوا کر اس کا نام تارہ گڈھ رکھا بقول اخبار الاخبار
 ہندوستان میں جو دیوار قلعہ کی سب سے پہلے بنائی گئی وہ اسی قلعہ کی دیوار ہے مگر ٹاڈ راجستھان
 نے اس قلعہ کو اجپال چکو کا بنوایا ہوا لکھا ہے اس کے عہد کو تقریباً چودہ سو برس گزر گئے۔ راجہ اجپال
 کا زمانہ ۱۵۷۵ء میں تھا۔

راجہ چھوہرا نے اپنے زمانہ حکومت میں ناگ پہاڑ پر قلعہ بنانے کا ارادہ کیا۔ کئی ہزار آدمی کا تعمیر

طاحن السیر بمولہ ناریک ماڈرہ جستان صفحہ ۱۷۱ دیکھو کتاب "اجیر" از برٹراس ماردا صفحہ ۱۷۱

۱۷۱ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۷۱ بطور آفتاب جانتا پریس صفحہ ۱۷۱ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۷۱-۱۷۱ کتاب "اجیر" صفحہ ۱۷۱

انجام دینے لگے جو عمارت دن میں بنائی جاتی تھی رات میں گر جاتی تھی۔ اب تک ناگ پہاڑ پر قلعہ کی بنیاد کے نشانات موجود ہیں۔ آخر کار راتے پتھور نے ناگ پہاڑ پر قلعہ کی تعمیر بند کر دی اور کوہ اردل پر قلعہ تعمیر کیا یہ قلعہ اپنی آثار قدیمہ پر تیار کیا گیا جو اجمیال کے بنائے ہوئے قلعہ کے اس وقت رہ گئے تھے۔ اس قلعہ کو گڈھ بیل اور تارہ گڈھ بھی کہتے ہیں۔ قلعہ سطح زمین سے تقریباً آٹھ سو فٹ بلندی پر ہے۔

شمسی حمام | یہ حمام اور ایک باغ اڑھائی دن کے بھونپڑہ (جانب الشمس) کے متصل واقع ہیں۔ یہ باغ سلطان حسن لدین الشمس نے لگایا تھا اور حمام بھی اسی کا تعمیر کردہ ہے۔ باغ کے قطعہ میں نواب حویلیاں بن گئی ہیں اور حمام بھی شکستہ ہو گیا۔ صرف ایک درجہ اس کا باقی ہے۔

۹۷۸ھ - ۱۵۷۷ء | **اکبری فیصل شہر** | شہزادہ مراد کی ولادت کی خوشی میں اکبر نے ۹۷۸ھ میں اجیر اگر روضہ غرب نواز پر حاضری دی اور شہر پناہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ بعد ازاں فنا فوٹا اس میں توسیع ہوئی رہی۔ اس کا دور ۴۷۴ : ۴۷۳ گز ہے۔ پتھروں کی عمارت پر چوڑے کا مندر ہے۔ اب اکثر مقامات پر منہدم ہو گئی ہے۔

۹۷۸ھ - ۱۵۷۷ء | **شاہی دروازے** | فیصل شہر کے ساتھ دہلی دروازہ، تربولیہ دروازہ، دوسری دروازہ، تیسری دروازہ، چوتھی دروازہ، خدنی دروازہ، دانی خانہ کے متصل ایک دروازہ، اگرہ دروازہ اور کھڑکی دروازہ (اسے کھڑکی بھی کہتے ہیں) تعمیر ہوئے۔ ہر بلاس سار دانیے کتابا اجیر کے ۱۵۷۷ء میں اگرہ دروازہ کا تعمیر ہونا لکھا ہے اور ۱۵۷۸ء میں دوسری گٹ کا تعمیر ہونا لکھا ہے۔ چارے نزدیک ان بنین میں انجی مرمت ہوئی اور تعمیر اول اکبر کے زمانہ میں شہر پناہ کے ساتھ ہوئی۔

۱۰۲۲ھ - ۱۶۱۲ء | **فیصل سنگ** | بیرون شہر پناہ متصل دولت خانہ اکبری (بگڑ بن) عہد جاگیر کی کا ایک پتھر کا تراشا ہوا ہاتھی رکھا ہوا ہے۔ جاگیر کے زمانہ سے پہلے یہ اس نواح کے پہاڑ کا پتھر وہاں موجود تھا۔ ۱۰۲۲ھ میں اسکی ساخت ہوئی۔ اس ہاتھی کے پہلو سے راست پر پتھر کندہ ہے "تاریخ فیصل سنگ شد از حکمت الہ" اس کوہ پارہ فیصل جاگیر بادشاہ

۱۔ دیکھو احسن السیر ۱۱۹-۱۲۱ ۲۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۹۳

۳۔ دیکھو اکبر نامہ جلد دوم صفحہ ۲۳۵ تا ۲۳۶ و فیض طغات اکبری مذکور ورق ۲۲۵۔ دربار اکبری۔ صفحہ ۱۱۹

۴۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۷۰-۷۱ و کتابا اجیر صفحہ ۲۵۳ ۵۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۲-۱۰۳

۹۵۲ھ - ۸۴۳ء | جہانگیر کے محل (جور و ٹھٹھی رانی کے نام سے مشہور ہے) کے قریب شیر شاہ سوری
سوت برج | کانپوا ہوا پانی کا چرخ ہے اس کے ذریعہ تارہ گڈھ پر پانی پہنچایا جاتا تھا یہ
دو ہی چرخ ہے جو اودے پور کے راجہ کے زمانہ میں ناتمام رہ گیا تھا اور شیر شاہ سوری نے مکمل کیا تھا۔
اس کا تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔

بعض جدید عمارات :-

میسو کالج | یہ راجپوتانہ کا کالج نگر کی شہر پر واقع ہے۔ لارڈ میو کی تجویز کے مطابق ۱۸۸۷ء میں بننا شروع ہوا ۱۸۸۸ء میں مکمل ہوا۔ اس کی ضروریات کے لئے تقریباً ۱۶ ایکڑ زمین گھری گئی ہے۔ کالج کی عمارت کے ردرو لارڈ میو کا مجسمہ بنا ہوا ہے۔

گفتگو

٤٨٩٩

51915

بعض پُرانے محلات۔

1960 1961

جابر بن جہاں ہے۔ عمارت کا رافع اٹان غرب رویہ دروازہ ہے۔ پہلے صحن میں بارغ تھا۔ نہریں جاری تھیں
اب نکتہ حالت میں ہے۔ برخانہ کے زمانہ میں یہاں فوجی میگزین تھا۔ بایں وجہ اب تک میگزین کھلتا ہے
مختصر محل | یہ محل موتی کٹڑے کے شمال میں ہے۔ اکبر بادشاہ نے بنوایا تھا۔ اب صرف نشان بانی
رہ گیا ہے۔

۱۶۳۷ء | محل انا ساگر کے مشرقی کنارے پر دولت بارغ میں ہے۔ عمارت سنگ مرمر
دولت خانہ شاہجہانی کی ہے۔ وسط میں بارہ درزی ہے۔ ایوان شاہی کے متصل سنگ مرمر
کا حمام ہے۔ یہ عمارت شاہجہاں بادشاہ نے تعمیر کرائی ہے۔ آجکل دیران حالت میں ہے۔
دولتکدہ دانیال | بتاریخ دہم جمادی الاول ۹۷۹ھ بروز چار شنبہ اکبر کے لڑکے دانیال کی
ولادت درگاہ حضرت خواجہ غریب نواز کے مجاور دانیال کے اس مکان میں ہوئی تھی اس نسبت کی وجہ
سے شہزادہ کا نام دانیال رکھا گیا۔ اور یہ مکان دولتکدہ دانیال کہلاتا ہے۔ یہ محل غریب نواز کے
درگاہ کے مشرقی دیوار اور کھڑکی دروازہ کے سامنے بیرون درگاہ موجود ہے۔ غالباً اکبر نے ایام محل میں
اپنی بیگم کے رہنے کے لئے شیخ دانیال کے مکان کو محل کی شکل میں تبدیل کر دیا تھا۔

بعض مساجد:-

۱۱۸۷ھ۔ ۱۷۷۳ء | یہ عمارت اجیر کے جنوبی مشرقی حصہ میں واقع ہے۔ نواب مرزا جمن بیگ
(صوبہ دار مالوہ پنجاب ہمارا جہاد محبہ سندھیا) ابن مرزا عادل بیگ
نے ۱۱۸۷ھ میں اس کی تعمیر کرائی۔ اس کا طول تقریباً ۳۰ گز اور عرض ۲۰ گز ہے۔ مشرق کی طرف پانچ
دروازے ہیں۔ عید گاہ کے سامنے بہت سی زمین پڑی ہوئی ہے۔ محراب وسطی میں یہ قطعہ تاریخی
کندہ ہے:-

شہ ملک توجہد خواجہ معین
زینف شدہ فروز یب جہاں
جہیں بروش سود عرش بریں
یگانہ زمان خسر دور متیں

۱۔ دیکھو احسن السیر ۷۰-۷۱ ۲۔ دیکھو احسن السیر ۷۱-۷۲ ۳۔ دیکھو احسن السیر ۷۲-۷۳ ۴۔ دیکھو احسن السیر ۷۳-۷۴

۵۔ دیکھو نوکدہ جاگیر ص ۱۵ ملو وید احمد خان غازی پوری

زلف و کرم آں ولی اللہ
زعرش بنا کرد ایں عید گاہ
شد شمس دین نور شمع میں
چمن بیگ از رفتے صدق و یقین
بتایں سالش خرد ایں بگفت
شد آراستہ مسجد اہل دین

۱۱۸۴ھ

۱۰۵۲ھ مسجد میاں بابی | مسجد خاص بازار (درگاہ بازار) کی شرق و دیہ دوکانوں سے ملحق ہے۔ ۱۰۵۳ھ میں
تغیر ہوئی۔ سنگ مرخ کی عمارت ہے۔ اس کے پانچ عالیشان در ہیں۔ صحن
مسجد کے شمال جانب چاہ پختہ اور حجروں کی تعمیر مولوی سراج الدین کے اہتمام سے (بعد میں) ہوئی۔
۱۰۶۲ھ مسجد تلوک دہی | یہ مسجد تلوک دہی بنت تان بین کلاؤت کی بنوائی ہوئی ہے۔ اس میں تین بڑی
بڑی محرابیں ہیں۔ صحن مختصر ہے۔ گنبد لداؤ بہت محکم ہے۔ وسط محراب میں سنگین لوح
پر یہ عبارت کندہ ہے:-

”اللہ اکبر۔ ایں مسجد را بابی تلوک دہی کلاؤت پنچ میاں تان بین کلاؤت راست کردہ
است ۱۰۶۲ھ ہجری“

مسجد شاہجہانی | یہ مسجد فیصل شہر کی شمالی دیوار اور دہلی دروازہ کے متصل ہے۔ سنگ مرخ کی
عمارت ہے۔ تین در ہیں۔ پہلو میں حجرے ہیں۔ شاہجہاں کے زمانہ کی عمارات سے مشابہ ہے۔
۱۲۵۹ھ یہ مسجد سرائے سابق کے روبرو ۱۲۵۹ھ میں میر سعادت علی مرحوم میرغشی ایجنٹی
مسجد سرائے | راچپوتانہ نے تعمیر کرائی۔ ایک پختہ چاہ مسجد سے ملحق سمت جنوب بنایا گیا ہے مسجد
کی محراب میں سنگ مرمر کی لوح پر بخط طغرایہ تاریخ کندہ ہے:-

”میر سعادت علی کرد در اجیر طرح
آنکہ از باقر علی تاج علی میرسد
مسجد و چاہ کہ است چشمہ آب بقا
حلقہ بحلقہ بہم سلسلہ اش مرجا
از رہ صدق و صفات رسول خدا
از پے ایں سال نیک گفت ہمایوں مرث
چشمہ زمزم صفت مسجد کعبہ بنا

۱۱۰۹ھ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۱۰۹ھ میں دربار اکبری لکھنؤ تھا اس کی قبر گوالیار میں مدفون گوالیار
رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے متصل ہے۔ ۱۲۵۹ھ دیکھو احسن السیر صفحہ

کتبہ میر جلال الدین مرصع رقم سنہ بارہ سو اہتر ہجری

مسجد کے روبرو ریلوے اسٹیشن تعمیر ہو جانے سے اس کی رونق بڑھ گئی ہے۔ اس کے قریب پہلے چینی چین تھاب اس مقام پر درگاہ شریف نے بصرف چالیس ہزار روپیہ پنجنہ سرائے تعمیر کرا دی ہے۔ ۱۹۲۷ء کے فسادات اجیر کے بد سے عرصہ تک مغل رہی۔ اب یہ مسجد کھودی گئی ہے اس کے قریب گھنٹ گھر (کلاک ٹاور) بنانے کی وجہ سے آجکل یہ گھنٹہ گھر کی مسجد کے نام سے مشہور ہے۔ ۱۹۶۶ء یہ مسجد محلہ اندر کوٹ کے غریب میں تارہ گھٹہ کے راستہ پر ہے۔ قلندری مسجد کے قریب کیسو خاں مسجد کے جنوب میں سنگین باولی بنی ہوئی ہے۔ اس کے قریب ایک پنجنہ عوض تھا مگر اب برباد ہو گیا ہے۔ البتہ اس کے کچھ نشانات باقی ہیں۔ یہاں ابنہ کے درخت ہیں۔ مسجد کی محراب میں سنگ مرمر کی لوح پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

بہد حضرت شاہ فلک قدر	پناہ دین احمد ظل یزداں
جلال الدین محمد شاہ اکبر	سکند خیمت دارائے دؤراں
بہمن بہمن خاں حسن خلف	بہر جو دکیسو خاں عمراں
زہجرت ہند ہند ہند ہند ہند	کہ شد تعمیر ابن شفا میراں

کتبہ الراجی درویش محمد حاجی

پُرانی عید گاہ | انا ساگر کے گوشہ شمال و مشرق میں متصل باغ بید احمد صوبہ دار اجیر یہ مسجد واقع ہے۔ پنج بیچلی نے عالمگیر کے عہد میں تعمیر کرائی۔ مسجد کے مصارف کے لئے ۴۰ بیگہ زمین اس کے متعلق وقف کی تھی۔

مسجد نیا بازار | یہ تین در کی مسجد مع ایک حجرہ و سبیل متصل شفا خان مولیان اور روبرو براہنج اسکول واقع ہے مگر اب نشید ہو گئی ہے۔

مسجد محمدی درگاہ بازار | بہد اورنگ زیب خاص بازار (آجکل درگاہ بازار کہلاتا ہے) دکانوں کی پھٹ پر ۱۰۲۷ھ مطابق ۱۶۹۳ء میں سید محمد نے یہ مسجد تعمیر کرائی۔ اس کی محرابوں پر بخط نستعلیق یہ کندہ ہے۔

عبد دیکھو حسن البیر معتمد عبد دیکھو حسن البیر معتمد ۹۲۷ھ دیکھو کتابہ اجیر معتمد ۱۲۳۷ھ

داد گر شاپہ کہ آندریب اورنگ تقی
مے تراد و از در و دیوار دین مصطفیٰ
خطبہ میخوانند از و اللیل و الشمس الفحلی
قدوة ارباب دین سید محمد مجتبیٰ
ہر زماں ہر وقت محبوب جناب کبریا
زینت آرا رنگارین نقش ایوان ہدی
بلکہ ہر عاصیاں توفیق و فرمان بجای
ہر کہ باشد اندر و یک لحظہ باز کر خدا
گفت کو بیت المقدس نیک زیبا شد بنا

اے خوشا دور شہنشاہ جہاں آفاق گیر
خسر و عادل شہنشاہ ولی والی کز در
ہر کجاست مسجد و محراب منبر کو بگو
خاصہ آل مسجد کہ نور دیدہ اہل یقین
جانشین قطب ربانی معین الدین کراو
روشن افزا و گرامی مند پیران چشت
کرد ہر پایہ عقبی برائے عالمے
حاش نشد بے تکلف از ملائک بگذرد
بود نامی در پئے تاریخ سال او خسرو

اور طاق مسجد میں یہ تاریخ کندہ ہے:-

مسجد سے زیبا کہ انا مسجد
حسبہ شد بیت مسجد

ساخت جوں سید محمد بہر حق
گفت ہائے سال تاریخ بنا

انکے علاوہ شہر اجیر میں اور سیکڑوں مساجد ہیں چونکہ ۱۹۴۷ء و ۱۹۴۸ء میں بہت سے مسلمان
اجیر سے چلے گئے۔ اس لئے ۱۹۴۷ء میں مقفل کر دیا گیا یا ان کے دروازوں پر تھکا لگا دیا گیا۔

اڑھائی دن کا جھونپڑا | صاحب احسن السیر نے صفحہ ۸ پر چار ہزار سال پہلے یہاں بدھ
مذہب کے پیرو راہ اندر سین کے بنانے کا ہونا بیان کیا ہے
بعض نے نافع گھر کا ہونا بیان کیا ہے مگر ایٹوری پر شاد نے اڑدو

ہسٹری آف انڈیا کے صفحہ ۲ پر گوتم بدھ جی کا زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے تقریباً ۵۰۰ برس
پہلے کا لکھا ہے۔ جس کو اس وقت ڈھائی ہزار سال ہوتے ہیں نہ کہ چار ہزار
بقول مولوی ذکار اللہ صاحب تاریخ اسلام: ہندو صاحبان اپنی تاریخ لکھنے کے عادی نہ تھے
اس لئے ہندوستان میں اسلام سے پہلے کے تاریخی واقعات آج تک تاریکی میں ہیں۔ چنانچہ صرف

آٹھ سو برس پہلے کی صرف راجپوتانہ کی تاریخ زیادہ ترقی اس آرائی پر مبنی اور مورخین کے دھم و کرم پر منحصر ہے۔ ایسی حالت میں چار ہزار برس کے کسی اجیر کے واقعہ کو بلا کسی معتبر کتاب یا تاریخی مکمل ثبوت کے کسی طرح مستند نہیں کہا جاسکتا۔ پس ہمارے نزدیک مندرجہ بالا روایت بھی ایسی ہی بے سرو پا اور غیر مستند ہے جیسی عموماً بچوں کے ہیلانے کی کہانیاں ہوا کرتی ہیں۔ تاریخی صداقت و مطابقت کا اس میں دور کا بھی لگاؤ نہیں۔

اس مسجد کے متعلق مشرہر بلاس ساردا نے اپنی کتاب "اجیر" میں مختلف بیانات نقل کر کے یہ ثابت کر نیکی کوشش کی ہے کہ علم دوست اور شاعر راجہ بیلدیو چارم پسراناجی نے جو اجیر میں مدرسہ بنوایا تھا وہ "دھائی دن کا جھونپڑہ" ہے۔ چنانچہ موصوف ص ۱۲۵ پر لکھتے ہیں کہ "اس (بیلدیو چارم متونی ۱۱۶۳ء) نے ایک بڑا مدرسہ بنوایا جو آجکل "دھائی دن کا جھونپڑہ" کہلاتا ہے۔ موصوف ص ۶۹ پر اجیر میں ایک جینی مندر کا سنہ ۶۶ء میں تعمیر ہونا بیان کرتے ہیں۔ اور "دھائی دن کا جھونپڑہ" کی وضع کے مندر دہلی جے پور اور ناگور میں بنا کر یہ خیال ظاہر کرتے ہیں کہ یہ وہی عمارت ہے کہ جو پہلے مندر تھی اور بعد میں راجہ بیلدیو نے اسے مدرسہ میں تبدیل کر دیا تھا۔ بعد ازاں ابتدائی سلطان بادشاہوں (غالباً شہاب الدین غوری یا شمس الدین التمش سے مراد ہے) نے اسے مسجد بنادیا۔" ہمیں جو جہات ذیل موصوف کے اس بیان سے اتفاق نہیں ہے۔

شہاب الدین غوری اور شمس الدین التمش (۱۱۹۲ء یا ۱۱۹۳ء لغایت ۱۲۲۶ء) کا یہ طریقہ حکمرانی نہیں تھا کہ مندروں کو مسجد بنادیا جائے بلکہ محمود غزنوی تک نے سومات کے مندر کو مسجد میں تبدیل نہیں کیا جو اب تک (۱۹۲۸ء) دیرانی کی حالت میں تھا نہ کہ بشکل مسجد۔ علاوہ ازیں جبکہ ایک مندر (سومات) کے صرف ایک بُت توڑنے کا واقعہ اس قدر مشہور ہوا کہ وہ ہر تاریخ میں موجود ہے۔ پس اگر شہاب الدین غوری کسی مندر کو مسجد میں منتقل کرنا تو غیور راجپوت کوئی ایسا رویہ اختیار کرتے جو تاریخ میں ایک مشہور واقعہ بن جاتا۔

مشرہر بلاس ساردا کتاب "اجیر" کے ص ۱۳ پر لکھتے ہیں کہ "چوہان راجہ اجپال (اجوراج) نے چھٹی صدی یا شروع ساتویں صدی عیسوی میں اجیر بسایا تھا۔ موضع اجیر فانی ساگر کے جنوب میں ہے۔ اس کے نام کی یاد دلاتا ہے۔" ص ۱۲ پر لکھتے ہیں کہ "اجپال فانی ساگر (جو موجودہ اجیر سے تقریباً تین میل ہے) نے

سے چار میل کے فاصلہ پر بجانب جنوب واقع ہے۔ اس جگہ کا نام امبیال اجیر کے بانی کے نام پر رکھا گیا تھا۔ صاحب احسن المسر ص ۲۷ پر لکھتے ہیں کہ اس کو امبیال کہتے ہیں پہلے یہ شہر امبیال کی نال (جو موجودہ شہر سے تقریباً سات میل ہے) میں آباد ہوا، پھر نور چشمہ میں آبادی ہوئی۔ بعد ازاں ۱۱۶۵ھ مطابق ۱۷۶۵ء سے اس کی آبادی جانب مشرق بڑھتی گئی اور گوشہ جنوب مغرب میں کم ہوتی گئی۔

ان بیانات سے ظاہر ہے کہ امبیال نے جو شہر بسایا تھا وہ فانی ساگر سے بجانب جنوب موجودہ شہر (جہاں محلہ اندر کوٹ میں اڑھائی دن کا جھونپڑہ یا جامع التمش ہے) سے تقریباً سات میل دور تھا۔ اور ۱۱۶۵ھ مطابق ۱۷۶۱ء تک موجودہ آبادی ترنی پذیر ہو کر شکل شہر میں آئی تھی۔ پس ان حالات میں ۱۱۶۶ء میں شہر (جس میں جامع التمش واقع ہے) اس جگہ نہ تھا جہاں اب ہے بلکہ موجودہ شہر سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر تھا لہذا ۱۱۶۵ھ میں مسٹر ہر بلاس سادو نے جس جہی مندر کی قبر کا ذکر کیا ہے اور جس پاٹ سالہ کا ۱۱۶۳ھ میں بننا لکھا ہے وہ اسی شہر امبیال میں تھے جو موجودہ شہر سے تقریباً سات میل کے فاصلہ پر ہے نہ کہ موجودہ شہر کے محلہ اندر کوٹ میں تھے۔

اڑھائی دن کے جھونپڑہ کی کل عمارت قبلہ رخ بنی ہوئی ہے۔ یعنی کل عمارت کا وہ رخ ہے جو مسجد کا ہوا کرتا ہے۔ نہ کہ مندروں کا۔ اس مسجد کی تعمیر اسی وضع پر ہوئی ہے جو اس وقت رائج تھی اور مندر بھی اسی وضع کے بنائے جاتے تھے۔ وضع قبر مسجد و مندر میں کچھ فرق نہیں ہوا کرتا تھا۔ چنانچہ احمد آباد کی جامع مسجد۔ قصبہ زینا (متصل پھلیرے) کی مسجد اور دیگر عمارات کی بھی یہی وضع ہے۔

یہ اسلامی قانون ہے کہ جہاں تصویر یا بت ہوں وہاں نماز نہیں پڑھی جاسکتی نہ کوئی مسلمان ایسی جگہ نماز پڑھنا پسند کرے گا مگر اڑھائی دن کے جھونپڑہ میں مختلف قسم کے متعدد بت باہر پڑے ہیں اور مسجد میں پتھر کے بعض بت ایسے بھی ہیں جن پر موزیں بنی ہوئی ہیں اور انکے رنگ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاہی زمانہ کے تھاموں سے مختلف ہیں۔ اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ جب بقول ہر بلاس سادو ۱۱۶۲ء یا ۱۱۶۱ء "اجیت نے دن کے وقت اجیر ہو چکے مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا اور قبضہ کر لیا" اسنے بادشاہ کے صوبدار کو قتل کر دیا اور تارہ گدھ لیلیا، ایک دفعہ پھر یہاں پوجا کے گھنٹوں کی آواز آئی۔ مسجد میں اذان بند ہوئی جہاں قرآن پڑھا جاتا تھا وہاں پوراں پڑھا جانے لگا اور مندروں نے مسجد کی جگہ لے لی۔ تاہم کوئی جگہ برہمنوں نے لے لی۔

اس انقلابی دور میں یہ مسجد بھی مندر بنائی گئی اور مورتی والے تمام (پلر) بھی یہاں نصب کئے گئے اور بُت بھی یہاں لاکر رکھے گئے۔ اس وقت سے ہنود کی یہ کوشش رہی کہ اسے مندر بنایا جائے مگر مسلمانوں نے بحالت مسجد رکھنا چاہا۔ چنانچہ اس کشمکش کو روکنے کے لئے دولت راؤ مندیہا نے (۱۸۹۹ء) اپنے دورِ حکومت میں اس مسجد کے دروازہ پر پتھر پر کندہ کر کے ایک اعلان نصب کرایا اس میں ہنود اور مسلمانوں کو قسم دے کر کہا گیا ہے کہ اس عمارت کو نقصان نہ پہونچائیں۔ یہ کتبہ اب تک مسجد کے دروازے پر موجود ہے۔

اگر ہنود کو اس بات کا یقین نہ ہوتا کہ یہ شروع سے مسجد ہے تو وہ برطانیہ کے زمانہ میں عدالتی چارہ جونی کر کے بابو گدھ کی طرح اسے بھی لے لیتے۔

بعض بزرگانِ اسلام کے مزارات۔

مزارِ برہان الدین **قال** | پھول محل کے گوشہ شمال و مشرق میں محلہ پوئی دڑے کے متصل یہ مزار ہے۔ احاطہ کے اندر ایک گنبد بنا ہوا ہے۔ اس میں برہان الدین **قال** اور اُن کی زوجہ خدیجہ آسودہ ہیں۔ آپ کا عرس شریف ۲۱ رجب المرجب کو ہوتا ہے۔ قریب گنبد ایک کنواں منگ سرخ کا بنا ہوا ہے۔ جنوب کی طرف ایک دالان شکستہ ہے۔ چونکہ آپ کا مزار عطر سازوں کے محلہ کے قریب ہے۔ اس سبب سے جو عطر ساز عطر تیار کرتا ہے وہ پہلے آپ کے مزار پر چڑھاتا ہے۔ آپ کا مزار ہر وقت چمکتا ہے۔ فادات میں آپ کا مزار شہید ہو گیا۔

مزارِ مسکین شہید | آپ کا مزار محلہ اجیری دڑے کی ہتائی کے متصل مسجد سے ملحق ایک حجرہ میں ہے پہلے آپ کا عرس ۲۹ رجب سالانہ ہوا کرتا تھا مگر فاداتِ اجیری کے بعد سے غریب نواز کی درگاہ میں ہوتا ہے۔

مزارِ انگشتِ روشن علی | یہ مزار اجیر سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر گواگھاٹی میں ایک مسجد کے اندر ہے۔ اکثر مسلمان یہاں برسات کے آیام میں جایا کرتے ہیں۔

مزار مدار شاہ مجددیؒ | یہ بزرگ روشن شاہ کے مرید تھے۔ اجیر سے تقریباً چار کوس پر موضع گلوانہ میں مدفون ہیں۔ اکثر انکے دیکھنے والے انکی کرامات کے قائل ہیں۔

مزار مدار شاہؒ | آپ کا مزار متصل پٹواؤ ایک پختہ احاطہ میں ہے۔ گنبد کے سامنے ایک وسیع پختہ دالان ہے۔ باد شبنان میں یہاں سالانہ عرس ہوا کرتا تھا۔ فادات کے بعد سے یہ سلسلہ بند ہو گیا۔

پیرانی سائر | اتنے بازار کی ایک عالیشان قدیم عمارت کے گوشہ میں ایک قبر ہے۔ حکومت برطانیہ نے اس مقبرہ کی مرمت کرائی۔ گمان ہے یہ کسی بزرگ کا مزار ہے۔

مزار رفیق علی شاہؒ | آپ کا مزار دہلی دروازہ کے باہر گھوسیوں کے محلہ میں ایک پختہ چار دیواری میں ہے۔ آپ کا عرس شوال کی تیسری تاریخ سالانہ ہوا کرتا تھا۔ تقریباً پانچ سال سے یہ سلسلہ بند ہے۔

مزار سیستانی پیرؒ | آپ کا مزار دولت باغ میں کنوئیں کے متصل پختہ چار دیواری میں ہے یہاں ایک مجروح بھی مجادر کے رہنے کے لئے بنا ہوا ہے۔ آخری چار شنبہ کے میلہ میں یہاں لوگ جمع ہوتے تھے۔ آجکل یہاں پیکر پرستی ہوتی ہے۔

مزار جلال شہیدؒ | آپ کا مزار کھار محلہ میں ایک پختہ چار دیواری کے اندر ہے۔ آپ کا سالانہ عرس شبنان کی سات تاریخ ہوا کرتا تھا۔ تقریباً پانچ سال سے آپ کا عرس غریب نوازؒ کی درگاہ میں ہوتا ہے۔ آپ کے مزار پر آجکل کوڑا پڑا ہوا ہے۔

مزار پیر دہلی دروازہ | دہلی دروازہ سے ملحق ایک پختہ اونچے چوتھرہ پر آپ کا مزار ہے۔ اس کے سامنے اسلامی سبیل بھی تھی۔ فادات کے موقع پر آپ کے مزار کے تعویذ کا کچھ حصہ شہید ہو گیا۔

مزار گنج والے پیرؒ | گنج کی مالیشان مسجد کے متصل چوراہے کے پاس آپ کا مزار تھا۔ یہاں ایک مسلمان فقیر بھی جھوٹیری ڈال کر رہتا تھا۔ آجکل اس مزار کا نشان تک باقی نہیں ہے۔

مزار کچھری روڈ والے پیرؒ | ڈاک بنگلہ والی سڑک کے پنج میں یہ مزار تھا۔ آجکل اس کا نشان تک باقی نہیں ہے۔

مقبرہ عبداللہ خانؒ | یہ مقبرہ سرسے عبداللہ پور میں لال پھانگ والے نل کے متصل واقع ہے۔

آپ کا نام بتدیاں المعروف عبداللہ خاں تھا۔ انکے خلف امیر الامرا سید حسین علی خاں نے سنگ مرمر کا مقبرہ ہدایت اللہ خواجہ سرا کے اہتمام سے تعمیر کرایا۔ انہی کے سامنے انکی بیوی کا مزار ہے۔ آپ کے مقبرہ کی محراب وسطی پر یہ اشعار کندہ ہیں۔

امیر عادل عبداللہ خاں عالیشان
حسین خلق علی جو در نیستہ تاباں
دیانت آئین یعنی ہدایت اللہ را
کہ میر سید شاہی لقب بہشت نشین
مردوش غیب سال بنائے اشرف او
بگفت روضۂ عالی بگوش دل پنہاں
چو رخت بست زردار نثار بار چناں
کہ ہمت حسین علی خاں با اتفاق جہاں
اشارہ کرد ز ابروئے حکم لطف نشاں
بنا کند چو فلک روضۂ علو اشاں

مزار مدو شہید آپ کا مزار دو گاہ بازار کے متصل ایک گلی میں پختہ چار دیواری کے اندر ہے یہ گلی بھی آپ ہی کے نام سے منسوب ہے۔ مزار کے احاطہ میں ایک پختہ دالان بھی ہے۔ آپ کا سالانہ عرس بتاریخ ۲۸ رجب ہوا کرتا تھا۔ مگر تقریباً پانچ سال سے بند ہے۔

مقبرہ حسین علی خاں | یہ مقبرہ عبداللہ خاں کے مقبرہ کے متصل غری فیصل شہر کے نزدیک ہے۔ حسین علی خاں جو فرخ سیر بادشاہ کے وزیر تھے۔ بتاریخ ہرزی الحجۃ ۱۲۲۵ میں میر حیدر کے ہاتھ سے نواح فتح پور سیکری میں مارے گئے تھے۔ میر حیدر نے آپ کو پیش قبض سے ہلاک کیا تو اسی وقت سید مغفور کے خواہر زادہ غیرت خاں نے میر حیدر کا بھی کام تمام کر دیا۔ سید حسین علی خاں کا جنازہ بڑے جلوس سے اجبر ہو بنجایا گیا تھا۔ مقبرہ کی عالیشان عمارت بنائی گئی تھی مگر اب تو نیکم نہاد رہے۔ مقبرہ کے در بند کر کے کوٹھی کی شکل میں بنالیا گیا ہے۔ پہلے اس میں گورنمنٹ کالج تھا۔ بعد ازاں کچھ عیسائی اس میں کرایہ پر رہنے لگے۔

مزار شہید متصل لو کو در کشاپ | یہ مزار میو کالج کی سڑک پر ایک بلند چوترہ پر تھا۔ آجکل یہاں ایک بت رکھا ہوا ہے۔

مزار سکندر شہید | یہ مزار گمبشتی بازار میں لب سڑک واقع تھا۔ اسکے سامنے محلہ ہتائی گورں تھا

۲۸ احسن السیر صفحہ ۹۵-۹۹ مطبوعہ آفتاب جانتا پریس صاحب احسن السیر نے سید حسین علی خاں کے جنازہ کے ساتھ غیرت خاں کے جنازہ کا بھی جلوس کے ساتھ اجبر ہو بنجایا تھا مگر اس وقت پر غیرت خاں کے انتقال کا کوئی حال نہیں کہا۔ البتہ حیدر خاں کا مزار اجاں لکھا ہے۔

یہاں شوال کی ۱۳ تاریخ سالانہ عرس ہوا کرتا تھا۔ فسادات کے موقعہ پر شہید ہو گیا۔
منصور موہنا یہ دو مزار آنا ساگر کے گوشہ شمال و مشرق میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر پختہ احاطہ میں ہیں
یہاں ایک دالان اور مسجد بھی ہے بڑا برفضا مقام ہے۔
درگاہ حضرت سید حسین خٹک سوارؒ اس درگاہ کے متعلق ابوالفضل اکبر نامہ جلد ثانی کے

صفحہ ۲۶۵ پر لکھتے ہیں :-

” بروز دیگر ہفتائے قلعہ اجیر کہ برکود
واقع است۔ متوجہ شدند و در اں عالی مقام
بزیارت سید حسین خٹک سوارؒ کہ در زبان عوام
از اولاد امام زین العابدین است پرداخت
منبرک جستند و تحقیق آنست کہ سید از ملازمان
شہاب الدین غوریست ہنگام کہ فتح ہندوستان
کردہ مراجعت نمودہ (۸۵۰ھ یا ۸۵۱ھ) او
(میراں سید حسین) را بہ شفق داری اجیر گذاشت
و او آنجا نقد جات سپرد و بمرد و ہجوم
بولایت مشہور گشت و تربتش مطاف
عالیان شد۔“

دوسرے دن اجیر کا قلعہ دیکھنے گئے۔ یہ قلعہ
پہاڑ پر واقع ہے۔ اس عالی مقام پر سید حسین
خٹک سوار کے مزار کی زیارت سے مشرف ہو کر
بقول عوام یہ امام زین العابدین کی اولاد میں سے
ہیں لوگ یہاں سے تبرک لیتے ہیں۔ تحقیق یہ ہے
کہ سید موصوف شہاب الدین غوری کے ملازمان
میں سے ہیں۔ اور ہندوستان فتح کرنے کے وقت
(۸۵۰ھ یا ۸۵۱ھ) تشریف لائے تھے۔
(شہاب الدین غوری نے) انھیں اجیر کی شفق
داری پر مقرر کر دیا اور یہیں (اجیر) ان کا
انتقال ہوا۔ عوام میں یہ دلی مشہور ہوئے اور
انکا مزار اہل عالم کا مطاف ہو گیا۔

۱۰۲۴ء میں سید حسین خٹک سوار کے مزار فام پر اعتبار خاں (جو عہد اکبری میں منصب
دو ہزاری اور عہد جاگیر میں شش ہزاری پر ممتاز تھا اور ممتاز خاں کے لقب سے ملقب تھا)۔
یہ علامات تمبر کرائیں۔ گنبد کا دریں کلس ہے۔ جنوب رو یہ دروازہ کی کھڑکی پر یہ اشعار کندہ ہیں :-
شاہنشہ زمانہ جہاںگیر بادشاہ
سال دہم بہمد جلوس مبارکش
کاندہر زمانہ آسودہ دل و جان
شد فتح ملک رانا از اں شاہ کامران

وقت کہ اندر امیر آں شاہ گنج بخش
بود از ہزار افزوں بست و چار سال
در روضہ مقدس سید حسین کرد
ایں پنجروزہ صدق و صفا اعتبار خاں
آپ کا مزار تاش بادے سے ڈھکا رہتا ہے۔ مزار شریف کے سرانے موتیوں کا سہرہ پڑا ہوا
ہے۔ یہاں چاندی کا چھتر ہے۔ بنہری چوکتوں میں آئینے کھڑے کے اندر جڑے ہوئے ہیں۔ اور
پتھروں کے سہرے پڑے ہوئے ہیں۔ مزار کے مغرب میں کمانچی راؤ سندھیانے سنگ مرمر کے
سات دالان ازراہ عقیدت بنوائے ہیں۔ مغربی دیوار کی محراب پر یہ اشعار کندہ ہیں:-
"معدن نور منبع اسرار
ہست درگاہ شاہ خنگ سوار
ساخت دالان کہ ہست رشک بہشت
راؤ کمانچی سندھیانے بوقار"

۱۲۲۰ھ

یہ تاریخ اہتمام تعمیر کی کندہ ہے:-
"کمانچی راؤ چوں کردہ بنائے
پے تاریخ و ختم گفت ہاتف
اسی دالان سے ملحق ایک دالان ہے جو ۱۳۲۲ھ میں بالاراؤ اینگل نے تعمیر کرایا ہے۔ اسکی محراب
پر یہ اشعار کندہ ہیں:-

"از بشارت سید الشہدا حسین خنگ سوار
یک ہزار و دو صد افزوں آں کن بیشادہ
کرد دالان راؤ بالاراؤ اینگل پیش مزار
سال خانہ بیت العدن آمد شمار
روضہ کی چار دیواری کے دو دروازے ہیں ایک شرقی دوسرا جنوب روئے۔ شرقی دروازہ سنگ مرمر
کا قدیم بنا ہوا ہے اس کی محراب پر یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے:-

"شہسوار ملک بن شاہپاز ملک دیں
بنیج جو دوستی کان فتوت اتقا
قابل کفار آں سید حسین مر جبین
دافق سرمدی آں حبیب نور معین
مغور کون و کماں حاکم دنیا و دیں
مقدس بردہ شرف چوں طور کو دیں
خالقا ہش پر عرق از عطر جنت ہر طر

فرش دروازہ ہیں از سنگ مرشد میں
شد مرتب برزیں بر صفحہ اش در میں
از پئے تاریخ او کردم سوال از عقل کل
گفت چو تاریخ آواز و فتنہ سلطانین

۱۳۲۵ھ

قطعہ دوم میں خنگ گھوڑے کی قبر ہے۔ غزنی قطعہ میں مسجد ہے جس کا طول تقریباً ۲۴ گز اور عرض چھ گز ہے۔ قطعہ سوم میں بھی بڑے بڑے دالان ہیں۔ مغرب میں ایک مسجد قدیم اور پانی کا عوض ہے شمال میں جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے زمانہ کا بلند دروازہ مع نقار خانہ ہے جو تقریباً ۶۴ فٹ بلند اور سترہ فٹ چوڑا ہے۔ یہ اسماعیل خاں صوبہ دار اجپرنے ۱۷۷۹ء میں سنگ سرخ سے بنوایا تھا دروازہ میں سنگ مرمر کا فرش ہے اور لوح میں یہ قطعہ کندہ ہے:-

”بہمد بادشاہ آسمان فتور
جلال الدین محمد اکبر آں شاہ
بدیں درگاہ ہجو کعبہ آمد
بنا فرمود ایں ایوان عالی
ز کاخ دل کشا تاریخ اتمام
اگر خواہد کسے می یابد آسان“

۹۷۶ھ

بلند دروازے کے نیچے متعدد دالان اور ایک مسجد بھی ہے۔ مہمن میں شہدار کے مزارات بنے ہوئے ہیں۔ شمالی دروازے کے پاس دو آہنی دیگیں ہیں۔ ایک دیگ نور الدین جہانگیر بادشاہ نے بنوائی ہے اور دوسری ملّا مدار سی نے۔ یہ قطعہ تاریخ دیگ پر کندہ ہے:-

”صرف زر ملّا مدار کرد در تعمیر دیگ
بخت در مہمت اکھ چندش نموده اہتمام
بادنامش در جہاں روشن بمثل آفتاب
گفت ہاتف سال تاریخش جہاں شد فیضیاب“

۱۳۶۶ھ

حضرت میراں یزدجن کا عرس ۱۷۸۴ء رجب المرجب کو ہوا ہے۔ جو لوگ حضور خواجہ غریب نواز کے عرس شریف میں شریک ہوئے ہیں۔ ان میں سے بعض لوگ میراں صاحب کے عرس تک ٹھہر جاتے ہیں۔ عرس کے دن مزار مبارک پر بہت کھادہ لپٹا جاتا ہے جسے ہندو لوٹتے ہیں اور مسلمان

ان سے چھٹے میں اس وقت عیبت آمیز سال ہوتا ہے۔ درگاہ کے نام کچھ جاگیر بھی وقف ہے جسکا انتظام ایک ٹینس کرتی ہے۔

گنج شہدار حضرت سید حسین کی درگاہ کے جنوب میں ایک وسیع پختہ احاطہ میں گنج شہدار ہے۔ یہاں بہت سے شہداء کے مزارات ہیں۔ ۱۶۰۰ء میں وزیر کلاں (جاگیر بادشاہ کے امیروں میں سے تھے) نے ان مزاروں کے گرد چار دیواری بنوائی ہے۔ مشہور ہے ان کا صحیح شمار باوجود کوشش کوئی شخص آجک نہیں کر سکا یہاں ایک سنگ مرمر کے مقبرہ میں حضرت خواجہ بزرگ کے خسر سید وجیہ الدین المعروف بہ سید حسن آسودہ ہیں۔

مزار امیر تاراغاں و امیر ترغاں بعض لوگ انھیں امیر نقی اور امیر نقی بھی کہتے ہیں۔ عام لوگ تارا تو کی کہتے ہیں۔ یہ دونوں مزارات چشمہ نور کے غربی سطح کوہ پر واقع ہیں انکے گرد پختہ چار دیواری ہے۔ یہاں دو دالان اور ایک گہرا حوض بھی بنا ہوا ہے۔ چنبلی کے درخت کثرت سے مزاروں پر چھائے ہوئے ہیں یہاں بھی گنج شہدار ہے۔

مزار روشن علی آپ کا مزار حضرت سید حسین خنگ سوار کی درگاہ کے احاطہ کے اندر تارہ گڈھ پر ہے۔
مذکورہ بالا کے علاوہ اجیر میں اور بھی بہت سے مزارات ہیں جن میں سے بعض تقریباً پانچ سال ہوئے شکستہ اور بعض بے نشان ہو گئے ہیں۔

بزرگان اسلام کے چلے۔

چلہ حضرت خواجہ غریب نواز سدا بہار پہاڑی پر متصل آنا سا گردانہ ہے۔ اجیر اگر پہلے غریب نواز نے پہاڑی کی اسی گچھ میں قیام فرمایا تھا۔ یہاں ازراہ عقیدت دو سنگین تخت بھی بنادئیے ہیں۔ ۱۶۰۰ء میں جناب خان صوبہ دار اجیر کے شہ دار دولت خاں نے روبرو چلہ کے ایک محوطہ سنگین بنوا کر دروازہ کے اوپر یہ اشعار کندہ کرائے :-

جامی شریع دین شہاب الدین	برزخاں شہ ریف القدر
کہ نیاز و از زمان وزین	روفق عدل وجود و اوچان
خان خاناں بہ عزت و مین	گشت والی صوبہ اجمیر
بود شقہ دار او برسم امین	پاک دین پاکباز دولت خاں
تا بود یادگار او بہ زمین	ساختمین مکان چلہ جنت
سی و ہفت و ہزار و دسین	سال تاریخ طالبی گفتمار

۱۰۳۶ھ

چلہ شریف کے احاطہ میں شمالی محن میں حضرت سید ملک محمد عالم المعروف بہ گدڑی شاہ بابا کا مقبرہ سنگ مرمر کی بارہ دری میں ہے۔ اس محن میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فر شش ہے۔ مزار کے سرانے کی جانب ایک تین دروازوں کا کمرہ مغلی کوٹھری ہے۔ بائیں جانب پانچ در کا وسیع دالان ہے۔ چلہ کے بالکل متصل معصوم بابا کا مزار ہے۔ سامنے ایک تین در کی مسجد ہے۔ مسجد کی بگلوں میں اعشاک کے لئے حجرے ہیں۔ اس احاطہ کے باہر شرق اور غرب میں دوسرے دریاں مغلی محروں کے ہیں شرقی سہ دری کے آگے ٹین کا سائبان ہے۔ جنوبی احاطہ میں حضرت عبدالرحیم شاہ المعروف بہ قاضی گدڑی شاہ کا مزار ایک حجرہ میں ہے۔ توہذ مزار سنگ مرمر کا ہے۔ حجرہ میں سنگ مرمر اور سنگ موسیٰ کا فر شش ہے۔ آپ کے مزار کے مشرق میں سید احمد علی شاہ بنارس کا مزار ایک ٹین کے سائبان میں ہے پائیں کی جانب بخاری شاہ صاحب کا مزار ہے۔

۱۹۳۳ء میں باہتمام محی الاوقات معینی گدڑی شاہی کمیٹی (رجسٹرڈ) چلہ شریف پر گنبد تعمیر ہوا۔ ۱۳۴۲ھ میں حاجی کریم علی فاضل صاحب خلع نواب خواجہ محمد فاضل صاحب جاگیر دار دھولپور نے آثار قدیمہ پر مشرقی احاطہ کی مرمت کرائی۔ اس قطعہ زمین کے متعلق درگاہ کمیٹی اور شاملات کمیٹی کے درمیان دیروانی میں مقدمہ بھی چلا آخر جیٹ کشنراجیہ نے شاملات کمیٹی توڑ کر ممبران میں اس کی متعلقہ زمینیں تقسیم کر دیں۔ یہ قطعہ زمین مسلمان ممبران کو دیا گیا انھوں نے درگاہ کی نذر کر دیا۔

۱۹۳۷ء کے فسادات میں یہاں کی عمارات کو نقصان پہنچا گیا۔ منجانب حکومت بعد میں مرمت ہوئی۔

جلہ سالار غازی | سدا بہار پہاڑی کی چوٹی پر رنگ سرخ کے گنبد کے اندر ایک مزار ہے۔ اس احاطہ میں اور بھی بہت سے مزارات ہیں۔ حضرت کوثر علی شاہؒ، انگارو شاہؒ، کلہو بادشاہ مجذوبؒ اور دیگر اہل دل حضرات کے بھی یہاں مزارات ہیں۔

محمود غزنوی نے بعد فتح سند سالار ساہو کو یہاں کا صوبہ دار کر دیا تھا۔ مشہور ہے اس مقام پر آپ کے صاحبزادے سید مسعود غازی (جن کا بہرائچ میں مزار ہے) کی ولادت ہوئی اس لئے یہ جلہ سالار غازی کے نام سے مشہور ہے۔ پچھلے فسادات کے موقعہ پر یہاں کے اکثر مزارات شہید ہو گئے۔ بعض کی بعد میں مرمت ہوئی۔

جلہ خواجہ قطب صاحب | سدا بہار پہاڑی کے مشرقی حصہ میں حضرت خواجہ قطب الدین گنجشکار کا "کا جلہ" ہے۔ یہاں موصوف عبادت الہی میں معروف رہا کرتے تھے۔ جلہ کے بالائی حصہ میں ایک تین در کی پختہ مسجد ہے۔ مولانا فرید الدین دہلوی کے مرید مولانا تمس الدین نے ۱۱۹۷ھ میں یہ مسجد تعمیر کرائی۔ اس مسجد کے کتبہ کے اکثر الفاظ فرسودہ ہو گئے مگر یہ شعر بڑھے میں آتا ہے۔

"از پے تابریخ سالش ہفت اذر و کوئید داد پارسخ گو مورخ ذکر ہو رب مجید"

جلہ کے نیچے حصہ دوم میں ایک محوطہ مالیشان پختہ بنا ہوا ہے اس میں محمد شاہ خاں کی قبر ہے موصوف نواب امیر خاں والی ٹونک کے رفیقوں میں تھے۔ محوطہ کے غرب میں ایک مسجد پانچ در کی اور ایک حجرہ محمود خاں نائب محمد شاہ خاں نے ۱۲۳۹ھ میں تعمیر کرائی۔ دروازہ پر رنگ مرمر کی لوح پر یہ کتبہ کندہ ہے:-

اللہ اکبر

بنیاد محمد دعالی نگاہ مزار محمد شہ دین پناہ
ز تابریخ تعمیر گوید لطیف زہرے مقبرہ مسجد و خانقاہ

اس صحن سے مشرق کی جانب بہت سی بڑھیاں ہیں۔ انکے ہر دو جانب سے دریاں اور جھسے ہیں۔ بڑھیوں کے بعد صحن سوم میں تھوڑا سا مسجد تھی۔ پچھلے بھاگ چند صاحب کی کوٹھی کی دیوار گرا جانے سے مسجد اور مسجد تھوڑی ہو گئی۔ البتہ اس وسیع صحن میں ایک اور وسیع مسجد ہے۔ پچھلے فسادات کے موقع پر بعض مجرموں کے کواڑ بٹوائے گئے۔

تاریخ ۱۳۱۳ ربیع الاول اس چلہ پر حضرت قطب صاحب کے مراسم عرس منجانب درگاہ خواجہ صاحب ادا کئے جاتے ہیں۔ چار مئی افادات معنی گڈری شاہی کیٹی رجسٹرڈ جلوس کیساتھ لجا جاتی ہے۔ چلہ یا مستحمان شادی دیو لیا سدا بہار پہاڑی پر چلہ سالار غازی کے نیچے غریب نواز کے چلہ سے تقریباً ایک فرلانگ کے فاصلے پر یہ مقام واقع ہے۔ یہاں ایک گنبد کے اندر ایک پتھر کا چکر تر شاہوار دکھایا ہے۔ اس کے متصل ایک دالان اور ایک موضع ہے۔ یہاں شادی کے موقع پر بعض ہنود دو لہا ڈھن کو لاتے ہیں نذر بھینٹ چڑھاتے ہیں۔ یہاں کا مجاور مسلمان ہے۔ پہلے مجاور کا نام جہانگیر تھا آجکل اُس کا لڑکا ہے۔ پچھلے فسادات کے بعد سے اس کو وہاں کم آتے جاتے دیکھا گیا۔ یہ وہی شادی دیو ہیں جو بقول سیرالقطاب حضرت خواجہ غریب نواز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔

چلہ غوث پاک یا بڑے پیر صاحب کا چلہ درگاہ غریب نواز کے جنوب میں پہاڑی پر واقع ہے یہاں سوڈن شاہ درویش مدفون ہیں۔ مشہور ہے آپ بغداد شریف سے حضور غوث پاک کے یہاں کی ایک اینٹ لائے تھے۔ وصیت کی کہ یہ بعد وفات قبر میں میرے سینہ پر رکھ دینا۔ بایں وجہ یہ مقام چلہ غوث پاک کے نام سے مشہور ہے۔

یہاں جمشید خاں صاحب نے دالان در دالان تعمیر کرایا۔ اصغر علی صاحب متولی نے پختہ صحن اور گنبد بنوایا۔ حکیم ارشد علی صاحب نے ایک حوض اور ایک دالان تعمیر کرایا۔ حاجی وزیر علی صاحب خادم درگاہ خواجہ صاحب نے درگاہ کے درخ پر ایک بارہ درمی تعمیر کرائی۔

انکے علاوہ مساجد وغیرہ بھی ہے۔ ربیع الاول کی ۱۰ تا ۱۱ تاریخ تک یہاں غوث پاک کی فاتحہ کے مراسم ادا ہوتے ہیں۔ معارف کے لئے جاگیر ہے۔

چلہ مدار صاحب کو کلہ پہاڑی کی چوٹی پر واقع ہے۔ یہاں شیخ بذیع الدین عرف شاہ مدارکن پوری نے چلہ کیا تھا۔ مقام چلہ پر پختہ گنبد بنا ہوا ہے۔ اس کے سامنے ایک حوض ہے۔ حوض کے کنارہ آپ کے مرید کی چھتری ہے۔ جمادی الاول کی اٹھارویں تاریخ یہاں مدار صاحب کی سالانہ فاتحہ کے مراسم ادا ہوتے ہیں۔ یہاں لوگ نذریں چڑھاتے ہیں اور منیں بڑھاتے ہیں۔

چلہ اجیپال جوگی یعنی **عبد اللہ بیابانی** اجیر کے گوشہ مغرب و جنوب میں موجودہ شہر سے تقریباً ۷ میل کے فاصلہ پر اسکے کھنڈر ہیں۔ یہ وہی عبد اللہ بیابانی ہے جو غریب نواز کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور بقول صاحب نگزار ابراہیم ص ۳۵۵ جنگل میں رہا کرتے تھے۔

چلہ ناطع شاہ المشہور بہ ناتواں شاہ یہ درگاہ کے گوشہ جنوب و مشرق میں فصیل شہر کے اندر کا ٹیکہ الموسوم بہ صد چوک ہے۔ ناتواں شاہ غریب نواز کے معاصر ہیں۔ عبد اکبری

ایک جیس دم گئے ہوئے اس مقام پر موجود تھے۔ شہر پناہ کی دیوار کے ملے بنیاد کھودی گئی تو آپ کو اس مقام پر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ آپ سے کہا گیا کہ یہاں شہر پناہ کی دیوار بنے گی یہاں سے تشریف لے جائیں فرمایا "نفر جہاں بیٹھ گیا بیٹھ گیا" آخر مجبور ہو کر یہاں سے شہر کی فصیل گھا کر نکالی گئی۔ اور آپ کے مزار کو مصف کر دیا۔ مزار کے آگے بجانب مشرق ایک چوک پختہ بنا ہوا ہے۔ اس میں آپ کے مریدین مدفون ہیں۔ یہاں ایک دالان اور دو حجرے بھی ہیں۔

چلہ بی بی حافظ جمال نور خیمے کے کنارہ پہاڑ کی گہما میں ہے۔ اس میں ایک دروازہ آویزاں ہے مشہور ہے یہاں غریب نواز کی صاحبزادی بی بی حافظ جمال نے چلہ کیا تھا۔

چلہ بابا فرید الدین گنج شکر اس چلہ کا ذکر عمارات درگاہ کے سلسلہ میں پیچھے آچکا ہے۔ عثمانی چلہ | جمالہ پر محی الادب سات معینی گدڑی شاہی انجمن (رجسٹرڈ) کے دفتر کے

ایک حجرہ میں غریب نواز کے پیر و مرشد کے روضہ اقدس کا ایک سنگ اوزد دیگر تبرکات کہ معظہ سے لاکر یہاں رکھے گئے ہیں۔

بعض باغات :-

دولت باغ | یہ باغ شاہجہانی محلات کے قریب متصل آنا ساگر واقع ہے۔ جہاں گہرے پانی کے تخت نشین ہونے کے بعد نصب کرایا تھا اور یہاں کچھ محلات بھی تعمیر کرائے گئے مگر اب ان کا نشان نہیں۔ یہاں عمدہ پانی کا کنواں اور سیلابی پیر کا مزار بھی ہے۔ برطانیہ کے عہد میں یہاں سرکیس اور دروازے بنائے گئے۔ کہا جاتا ہے کہ شاہی زمانہ میں یہاں ہسپتلی بازار کی نمائش ہوتی تھی آجکل بند سو موار اور فلاور شو کے سلسلہ ہوتے ہیں۔ دولت خانہ شاہجہانی کا پائین باغ دولت باغ کے نام سے مشہور ہے۔

شاہجہانی باغ | یہ باغ شاہجہاں بادشاہ نے آنا ساگر کے شمال میں نصب کرایا تھا مگر آجکل ویران

حالت میں ہے۔

قیصر باغ | قیصر باغ دولت باغ کے قریب ہے۔ دولت باغ سے وسیع ہے مگر پر فضا نہیں ہے۔

باغ بوراج | یہ باغ اجیر سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر مغرب کی جانب موضع بوراج میں واقع ہے۔ نواب محمد عمر خان صاحب کی جاگیر میں ہے۔ اہل شہر یہاں برسات کے موسم میں سیر کے لئے جایا کرتے ہیں۔

باغ سید احمد | دامن کوہ میں آنا ساگر کے گوشہ شمال و مشرق میں یہ باغ ویران حالت میں کچھ باقی ہے۔ موصوف ۱۶۶۹ء میں اجیر کے صوبہ دار تھے۔

بعض بازار :-

خاص بازار یا درگاہ بازار | اکبر بادشاہ نے ۱۵۶۵ء میں دورویہ پنچہ لداؤ کی دولاں درگاہ شریف کی شمالی سڑکیوں کے متصل تعمیر کرائی۔ اس بازار کا نام خاص بازار تھا مگر آجکل یہ بازار درگاہ بازار کہلاتا ہے۔

ہسپتلی بازار | دولت خانہ اکبری کے متصل یہ بازار سہاہ چیل (جو زمانہ اکبر پیل تھی) کا بنوا ہوا ہے دورویہ لداؤ کی دوکانیں ہیں۔ بازار کے روبرو نہریں جاری تھیں۔ باغ بھی تھا اب سب برباد ہو گئے

۱۔ دیکھو کتاب "اجیر" صفحہ ۶۵۰ ۲۔ دیکھو کتاب قریب نواز صفحہ ۳۳ ۳۔ دیکھو کتاب "اجیر" صفحہ ۳۳

۴۔ دیکھو احسن البیہ صفحہ ۶۵۰ ۵۔ دیکھو کتاب "اجیر" صفحہ ۳۹

کچھ نشانات باقی ہیں۔

نیا بازار | دولت خانہ اکبری کے غرب میں وسیع محکم تھا۔ مرہٹوں کے زمانہ میں اس کی بنیاد پڑی۔
۱۸۱۹ء میں مشر ولد راور مشر کونڈس (افسران پنجاب ایسٹ انڈیا کمپنی) نے اسے مکمل کر لیا۔

بعض حشے کنوین اور تالاب :-

تالاب بیلہ | یہ تالاب موجودہ شہر اجیر کے شرق میں ریلوے اسٹیشن سے تھوڑے فاصلہ پر ہے
راجہ بیلہ پو چارم نے شکار کے موقع پر تالاب بیلہ کے بننے کا حکم دیا اور تقریباً ۱۱۵۳ء اور ۱۱۶۳ء
کے درمیان تعمیر ہو گیا۔ اس کے گرد بنائے اور خوبصورت پتلیاں نہیں۔ ان کے منہ سے پانی کے فوارے
چھوٹتے تھے۔ تالاب کے وسط میں دو ٹیلے ہیں ان پر راجہ کے محل تھے۔ جہانگیر نے اس تالاب کے
کنارہ مکانات بنوائے تھے۔ اسی مقام پر جہانگیر نے شاہ انگلستان کے سفیر سے ملاقات کی تھی اور سفیر
نے ایک چار پہیوں کا چرٹ بادشاہ کی تذکر کیا تھا۔ جب آنا ساگر مقررہ حد تک بڑھ جاتا ہے تو اسکا زلزلہ
بانی بیلہ میں آتا ہے۔

آنا ساگر | یہ تالاب راجہ انادیو (ارنوراج یا اناجی) نے (تقریباً ۱۱۳۵ء اور ۱۱۵۵ء کے درمیان)
تعمیر کرایا۔ برسات کے موسم میں اسکا دور تقریباً چھ میل ہو جاتا ہے۔ اس کے کنارہ شاہجہانی سنگ مرمر
کے محلات ہیں۔

فانی ساگر | یہ تالاب اجیر کے مغرب میں تقریباً چار میل کے فاصلہ پر ۱۸۹۲ء میں بنایا گیا۔ یہاں سے
اہل شہر کو بذریعہ نل پانی پہنچایا جاتا ہے۔ محض سال کے زمانہ میں مبلغ دو لاکھ اڑسٹھ ہزار نو سو روپیہ
کے صرفہ سے اجیر میں سہولتی نے تعمیر کرایا مشر فانی ایکڑ کیٹوا پنجن نے اس کی تعمیر کرائی۔ لب آب
ایک کاٹھ کا جنگل بھی بنایا گیا ہے۔ بہت پر فضا مقام ہے۔

ڈوکی | چشمہ جنوبی فصیل شہر اور شہر بناد کے دروازے کے متصل ہے ۱۲۳۸ء میں کوئل ڈکن
کشر اجیر نے اس کی تعمیر کرائی۔ یہ اہل شہر کو کافی پانی دیتا ہے۔ اس کے ہر چار جانب عمارات ہیں۔

۱۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۵۷ دیکھو کتاب اجیر صفحہ ۱۱۰ ۲۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۸ ۳۔ دیکھو کتاب اجیر صفحہ ۱۰۸

۴۔ دیکھو کتاب اجیر صفحہ ۶۵ ۵۔ دیکھو کتاب اجیر صفحہ ۱۱۰ ۶۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۱۰

کاتن بادلی | ڈھائی دن کے جوڑے کے متصل ہے۔ اس کا پانی صاف و شیریں ہے کہا جاتا ہے کہ ایک بڑھیا یہاں سوت کا تاکرتی تھی۔ ایک دن سلطان نسیر الدین التمش کی سواری اس طرف سے گزری بڑھیا نے ایک سوت کی اینٹن بادشاہ کی نذر کی۔ بادشاہ نے دریافت کیا، کیا چاہتی ہے؟ بڑھیا نے کہا کہ ایک مسجد اور ایک بادلی میرے نام پر تعمیر ہو جائے۔ چنانچہ بادشاہ نے یہ بادلی تعمیر کرا دی۔

جہا لہرہ | اس کا ذکر عمارات درگاہ کے سلسلے میں پیچھے آچکا ہے۔
 بھٹاٹا یا بھاٹ بادلی | یہ بادلی محلہ اندر کوٹ کے قریب ہے۔ کہا جاتا ہے کسی بھاٹ نے بنوائی تھی۔
 ملو سر و مولا سر | ان دونوں چشموں کا ذکر پیچھے آچکا ہے۔ بقول مولف احسن السیران میں سے ایک کا نام ملو سر اور دوسرے کا مولا سر ہے۔ عشرہ محرم کے روز یہاں بہت مخلوق جمع ہوتی ہے۔ اور تعویذے سیراب کئے جاتے ہیں۔

نور چشمہ جہانگیری | یہ تارہ گدھ کے شرق میں واقع ہے۔ پہلے اس کے متصل راجہ اجپال کا آباد کیا ہوا شہر (اجیر) تھا۔ نور الدین جہانگیر ۱۵۲۲ھ مطابق ۱۵۱۵ء میں اجیر آیا اور ایک محل اس چشمہ کے متصل تعمیر کیا۔ محراب دروازہ پر رنگ مرمر کی لوح میں یہ قطعہ تاریخ کندہ ہے:-

”بلند اقبال شاہ ہفت کشور	کہ وصف ادغی بگنبد یہ تقریر
فریغ خاندان شاہ اکبر	شہنشاہ زماں شاہ جہانگیر
دریں سر چشمہ چوں آمد ز فیض	رواں شد آب فاکش کشت اکبر
شہنشاہ کرد نامش چشمہ نور	شدہ آب خضر ز دچاشنی گیر
دہم سال از جلوس شاہ غازی	بحکم بادشاہ نیک تدبیر
بہ طرف چشمہ نور این عمارت	جہاں آرائے شد از رستے تقدیر
خسرو تاریخ اتامش رقم کرد	محل شاہ نور الدین جہانگیر

۱۰۲۴ھ

عمارت میں صرف ایک دروازہ اور سرخ رنگ کا دالان باقی ہے مگر ٹکڑے حالت میں ہے۔ اس کا سابقہ نام عرض جمالی ہے

محلہ دیکھو احسن السیر مع ۹۲۔ دیکھو احسن السیر مع ۹۳۔ محلہ دیکھو احسن السیر مع ۱۰۳۔ محلہ دیکھو احسن السیر مع ۱۰۴۔

محلہ دیکھو احسن السیر مع ۱۱۸۔ دیکھو احسن السیر مع ۱۱۹۔ دیکھو احسن السیر مع ۱۲۰۔ دیکھو احسن السیر مع ۱۲۱۔

پوکھ یا پشکر | یہ تالاب اجیر سے تقریباً تین کوس کے فاصلہ پر بھجاب مغرب واقع ہے۔ ہندوؤں کا بڑا تبرعہ ہے اس کے گرد مندر اور گھاٹ بنے ہوئے ہیں۔ اس کے جنوبی کنارہ پر اکبر بادشاہ نے محل تعمیر کرایا تھا۔ اس محل کے نشانات رہ گئے ہیں۔ چنانچہ نے بھی اس کے کنارہ اپنے رہنے کے لئے محل تعمیر کرایا۔ اس کے کھنڈرات تک جو دروہ پوری دروازے کے پیچھے موجود ہیں۔ عالمگیر نے اس کے متصل شنگ سرخ کی مسجد تعمیر کرائی جو اب تک موجود ہے۔ یہ تالاب بارہ گز گہرا ہے اور ڈیڑھ کوس کے دور میں واقع ہے۔ یہاں سالانہ کامک کے مہینہ میں میلہ ہوتا ہے۔ ہزاروں آدمی اور مویشی آتے ہیں۔ سب سے بڑی عمارت یہاں برہاجی کے مندر کی ہے کہا جاتا ہے کہ ہندوستان میں سب سے پہلے یہ حوض زمین میں کھودا گیا۔

سورج کنڈ | یہ کنڈ (باوڑی) دہلی دروازہ کے باہر محلہ گنج میں تھا۔ اس میں سدریاں بھی تھیں۔ لوگ یہاں جانے ہوئے ڈرتے تھے۔ زمانہ برطانیہ اسے مٹی سے پاٹ کر یہاں ایک دالان بنا دیا گیا ہے۔ **چاند کنڈ** | یہ کنڈ دروازہ کے باہر بالمقابل دروازہ بھجاب شرق دروازہ سے کچھ فاصلہ پر تھا۔ میں کرنل ڈکن کشنر اجیر نے تعمیر کرایا تھا۔ حفظہ سمار نے کار تعمیر انجام دیا تھا۔ اس کے مشرق میں نواب فیض اللہ شاہ بنکش کی بنائی ہوئی سرائی تھی مگر ۱۸۵۷ء میں ریل کا اسٹیشن بنانے کے لئے یہ سرائی ہمواد دی گئی۔ صاحب احسن السیر نے اسے سورج کنڈ لکھا ہے مگر بعض لوگ اسے چاند کنڈ کہتے ہیں۔

اسد خاں کی باولی | اناساگر کے گوشہ شمال و مشرق میں پرانی عید گاہ کے متصل واقع ہے۔ اسد خاں صوبہ دار اجیر نے بنوائی تھی۔ اسد خاں ۱۰۹۲ھ مطابق ۱۶۸۱ء میں اجیر کے صوبہ دار تھے۔

بعض محلے۔

محلہ اندر کوٹ | صاحب احسن السیر نے (صفحہ ۷۸ پر) لکھا ہے کہ چار ہزار برس پہلے یہاں راجہ اندر سین نے شہر آباد کر اندر کوٹ نام رکھا تھا۔ یہ راجہ بدھ مذہب کا پیرو تھا۔ یہاں اس زمانہ کے سنگین باولیاں موجود ہیں۔ اس سلسلہ میں موصوف نے یہاں صد ہا پہلے بنائے ہوئے اور سردگی و جینوں کا بدھ مذہب کا

۱۔ دیکھو احسن السیر ص ۱۳۰-۱۳۱ و کتاب اجیر ص ۴۱۰ ۲۔ دیکھو احسن السیر ص ۹۷ مطبوعہ آفتاب جاناپ پریس

۳۔ دیکھو کتاب اجیر ص ۱۲۴

پر وغیرہ جو نا بھی لکھا ہے۔ یہاں ہم اس روایت کے مختلف پہلوؤں پر تبصرہ کو نظر انداز کر کے صرف یہ لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں کہ بقول ابوشوری پرنشاد گوتم بدھ جی کا زمانہ حضرت عیسیٰ سے تقریباً پانچ سو برس پہلے کا ہے۔ جس کو اس وقت تقریباً ڈہائی ہزار سال ہوتے ہیں۔ چار ہزار سال پہلے تو نہ گوتم بدھ جی تھے نہ اُن کا مذہب تھا۔ پس ایسی حالت میں یہ روایت کس مورخ کے لئے قابل تسلیم نہیں ہے بلکہ ایک ایسی بے سرو پا کہانی ہے جس کو صداقت اور تاریخی مطابقت سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

صاحب احسن السیر نے جن بادلیوں کو راجہ اندرسین کے زمانہ کا لکھا ہے ہمارے نزدیک وہ چار ہزار سال پہلے کی نہیں ہیں بلکہ جو ان راجپوتوں کے زمانہ میں قلعہ تاراگڈھ کی تعمیر کے وقت پانی کی کمی کی وجہ سے قلعہ پر پانی فراہم کرنے اور قلعہ کے محافظ دستہ (جو قلعہ کے نیچے اس مقام پر رہتا تھا) کو پانی جتنا کرنے کے لئے بنائی گئی ہیں چونکہ یہ مقام پُرانے قلعہ کی حفاظتی تفصیل (جس کے نشانات اب تک موجود ہیں) کے اندر تھا۔ اس لئے اندر کوٹ (قلعہ کی دیوار کے اندر) کہلاتا تھا۔

موتی کٹرہ | خاص بازار کے مشرقی جانب میا بانی کی مسجد کے سامنے ایک حویلی کسی شاہی زمانہ کے امیر کی تھی۔ اس حویلی کا تو اب نشان تک نہیں ہے۔ برطانیہ کے زمانہ میں اس جگہ ایک دیران میدان تھا۔ جب کونڈس صاحب ڈپٹی کمشنر اجیر نے لوگوں کو غیرات کی اجازت دی تو ساہوکاروں نے یہاں عالی شان دروازے اور مکانات بنوائے اُن کے سامنے وسیع چوک کھلی آیا۔ بجانب غرب اور جنوب اہل اسلام اور ساہوکاروں کی حویلیاں اور دکانیں ملی جلی بنی ہیں۔ یہ کٹرہ نصیر الدلولہ وفادار خاں کرنل سر ڈیوڈ اختر کوئی کا آباد کیا ہوا ہے۔ اس کا دروازہ سرکار انگریزی نے تعمیر کرایا تھا جو بعد میں فروخت کر دیا۔ پہلے اس کٹرہ کا نام نصیر گنج رکھا گیا مگر بعد میں صاحب موصوف نے اس کا نام اپنی خانہ انداز طوائف موتی کے نام پر موتی کٹرہ رکھا۔

لاکھن کوٹھری | یہ محلہ درگاہ کے گوشہ شمال و مغرب میں آباد ہے۔ پُرانے زمانہ میں یہاں لاکھا بھیل رہا کرتا تھا اسی کے نام سے یہ محلہ مشہور ہے۔ یہاں زیادہ تر سیٹھ ساہوکاروں کی حویلیاں ہیں۔ پہلے یہاں چاندی کی کان سے چاندی نکالی جاتی تھی۔ لاکھا بھیل کی قبر اسی محلہ میں ہے۔

۱۔ دیکھو اردو ہسٹری آف انڈیا ابوشوری پرنشاد صفحہ ۲۷ ۲۔ خطبات شاہی دہلی کے قلم ہیں۔

۳۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۴۲۔ ۴۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۴۲۔

کڑک کا چوک | یہ محلہ درگاہ کے گوشہ شمال و مشرق میں واقع ہے۔ یہاں کڑک شاہ فیر نے اپنے مکان کے آگے ایک چوک بنا رکھا تھا۔ شدہ شدہ یہ محلہ اس نام سے مشہور ہو گیا۔
اجیری ڈٹہ | یہ محلہ درگاہ کے گوشہ شمال و مشرق میں تقریباً دو فرلانگ کے فاصلہ پر ہے۔ اجیری خاں (جکا مراد عقب بیو کا بیج بکمانب مشرق ہے) نے بسایا تھا۔ یہاں مسابدا در مزارات بھی ہیں۔ اجیری کا مشہور تعویذ الموسوم بڈولہ اسی محلہ کی ہٹائی سے بتاریخ ۱۰ محرم بوقت سہ پہر اٹھایا جاتا تھا۔ آجکل یہاں سے نہیں اٹھتا۔

بعض شہری اسلامی تقاریب :-

بکاد محرم الحرام | شہر کے بہت سے مختلف مقامات پر تعزیے رکھے جاتے تھے مگر ۱۹۴۷ء کے بعد سے صرف محلہ خادمان اور اندر کوٹ میں تعزیہ داری ہوتی ہے۔ چھتری دروازہ کے متصل مجالس منعقد ہوتی ہیں۔ درگاہ شریف کا تعزیہ زیادہ مقبول ہے۔ یہ آجکل بھی طومر میں سیراب ہوتا ہے اس کے علاوہ چاندی کا تعویذ اجیری ڈٹہ والا ڈولہ اور اندر کوٹ میں علم بھی رکھے جاتے ہیں نیز تلواروں سے ہائی دوست بھی کھیلا جاتا ہے۔

بماہ صفر المظفر | آتی تھیں مسلمان جمع ہونے تھے مگر ۱۹۴۷ء کے بعد سے محلہ اندر کوٹ میں موجود مسلمان یہ رسم پوری کر لیتے ہیں۔

بماہ ربیع الاول | بتاریخ ۱۹ ربیع الاول بتقریب یوم نبوت مابین عصر و مغرب ایک اسلامی جلوس دفتر می الاوقات یعنی گدڑی شاہی انجمن (رجسٹرڈ) سے غریب نواز کے پل پر باہتمام کیٹیٹ مذکور جاتا ہے اور بتاریخ ۱۳ ربیع الاول قطب صاحب کے پل پر منجانب درگاہ انحضرت کے عوس کے مراسم ادا کئے جاتے ہیں۔ بتاریخ ۱۳ ربیع الاول اس موقع پر کیٹیٹ مذکور چادر شریف جلوس کے ساتھ لیجانے اور بوقت محفل چائے پلانے کی خدمات انجام دیتی ہے اس موقع پر دولت باغ میں ہبلہ ہوتا ہے

ملک دیکھو امین السیر صفحہ ۱۱۱۔ یہ روایت خان بہادر سید عبدالوہید صاحب سابق پروفیسر یو کالونی بیان کی۔

ملک بہت سے آدمی علی غلابیہ۔ انہیں ہر ایک ملکہ بتاتے ہیں۔ یہ ملکہ روضہ کرنا ہوا اور دکن آئے دکھاتا ہے۔ اہل جوہر سے الٹی دوست کہتے ہیں۔

بماہ ربیع الثانی | اس ہینہ کی ۱۰ تاریخ بڑے پر صاحب کے چلہ پر مراسم سالانہ عرس غوث پاکؒ ادا کئے جاتے ہیں۔

بماہ جمادی الثانی | بتاریخ ۹ جمادی الثانی غریب نوازؒ کے چلہ پر بتقریب یوم ولادت غریب نواز مابین عصر و مغرب باہتمام محمی الاوقات معینی گڈری شاہی کیٹی (رجسٹرڈ) سماع کے ساتھ فاتحہ ہوتی ہے۔

بماہ رجب المرجب | بتاریخ ۵ رجب بید اسرار احمد صاحب کے یہاں اثنراق و چاشت کے درمیان مغل سماع کے ساتھ غریب نوازؒ کی فاتحہ ہوتی ہے اور بعد نماز عشاء محمی الاوقات معینی گڈری شاہی کیٹی (رجسٹرڈ) کے دفتر میں مراسم فاتحہ معہ سماع ادا کئے جاتے ہیں۔

بماہ رمضان المبارک | بتاریخ ۸، ۹، ۱۰ رمضان حضرت گڈری شاہؒ کے سالانہ عرس کے مراسم باہتمام محمی الاوقات معینی گڈری شاہی کیٹی (رجسٹرڈ) ادا کئے جاتے ہیں غریب نوازؒ کے چلہ پر بتاریخ ۸ رمضان جلوس کے ساتھ چادر بھی جاتی ہے اور ۷، ۸ رمضان سے ۱۲ رمضان تک امام لاویا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مراسم عرس معہ سماع، سلام خوانی، نغمہ خوانی وغیرہ باہتمام محمی الاوقات معینی گڈری شاہی کیٹی سالانہ ادا کئے جاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں بتاریخ ۷، ۸ رمضان المبارک پیر مٹھیا غریب نوازؒ کے چلہ سے گیارہ بجے شب کے جلوس چادر شریف روانہ ہو کر براہ دہلی دروازہ، درگاہ بازار وغیرہ صبح چار بجے درگاہ میں پہنچا کرتا تھا مگر ۱۳۷۷ء کے بعد سے یہ رسم نکلے خانہ اور نظام گیٹ کے دو برو ادا کی جاتی ہے۔

بماہ شوال المعظم | بتاریخ ۵ شوال مابین عصر و مغرب بنجانب محمی الاوقات معینی گڈری شاہی کیٹی (رجسٹرڈ) سماع عرس حضرت خواجہ عثمانی کی ہر وئی قدس سرہ درگاہ شریف میں سماع کے ساتھ سالانہ چادر پیش کی جاتی ہے اور بتاریخ ۶ شوال بوقت شب سماع خانہ درگاہ میں عثمانی مشاعرہ ہوتا ہے۔

بتاریخ ۳، ۴ شوال حضرت قاضی گڈری شاہؒ کے مراسم رز چلہ شریف پر ادا کئے جاتے تھے مگر ۱۳۷۷ء کے بعد سے بعض مراسم درگاہ میں ادا کئے جاتے ہیں۔ البتہ چادر شریف جلوس کیساتھ بتاریخ ۳ شوال باہتمام محمی الاوقات معینی گڈری شاہی کیٹی (رجسٹرڈ) مزار مبارک پر جاتی ہے اور راسنی ن چلہ شریف پر قوالی اور مشاعرہ بھی ہوتا ہے۔

بماہ ذی الحجہ | بتاریخ ۹ ذی الحجہ بروز جمعہ مابین عصر و مغرب عثمانیہ چلہ پر حضرت ابراہیم خلیلؑ اور حضرت اسماعیلؑ ذبیح اللہ کی فاتحہ کے مراسم سالانہ باہتمام محمی الاوقات معینی گڈری شاہی کیٹی (رجسٹرڈ) ادا کئے جاتے ہیں۔

حکومتِ اجمیر

راجہ انہر دیو چوہان | سمت ۲۰۲ دھرم راج جدِ عشر (جس کو تقریباً ساڑھے چار ہزار سال گذرے) میں ایک راجہ ہوا ہے اسکو چتر بھوجا (چار ہاتھ پاؤں والا یعنی بہادر) بھی کہتے ہیں۔ اسی راجہ نے انہیل دیو (اسکے زمانہ میں نہروالاجے آجکل پٹن گجرات کہتے ہیں) شہر آباد کیا تھا سلطان علاء الدین خلجی نے ۶۹۶ھ میں اسے برباد کر دیا۔ اس راجہ کے بعد کے راجگان سوا چا چوہان۔ ملان چوہان اور گلن سورتنے ممکن ہے اس زمانہ میں علاقہ نہروالایں علاقہ اجمیر (جو اس وقت تک اس نام سے نہیں بسایا گیا تھا) شامل ہو کر بقول ہر بلاس ساردا ابتدائی زمانہ میں راجگان سامرا (پھلیرے سے ایک اسٹیشن پر جاں تک بنایا جاتا ہے) علاقہ اجمیر (قبل اجمیر کے نام سے موسوم ہونے کے) پر حکمران تھے۔ انکی دست سلطنت مغرب میں اجمیر سے آگے تک تھی اچھے راج | اجمیال | سے لیکر ہری راج (برادر پرغوی راج) تک اجمیر میں تقریباً تیس چوہان راجگان نے قریب قریب چھ سو تینالیس (۶۲۳) سال تک حکومت کی۔ اس درمیان میں بعض اوقات تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے محمود غزنوی اور شہاب الدین غوری کی بھی حکومت رہی ذیل میں ان راجگان میں سے بعض کا تذکرہ حسب ذیل ہے :-

اجمیال چکوا | اجمیال جو سمت دیو کا بیٹا اور دیسلدیو کا پوتا تھا سامرے اجیت پور (ناگور) میں آیا یہی اجمیر کا بانی اول ہے۔ اجمیال کا زمانہ سمت بکرمی (۱۱۵۰ء کا ہے یا اجمیال چکری (چکوا) کہلاتا تھا۔

اجمیال خسرو بن یاوش بن یکاؤس کا ہم عصر تھا اسکے جو بیٹے تھے۔ ان کی اولاد نے اس حصہ ملک کو آباد کیا۔ اسی راجہ کے زمانہ میں رستم بن زال نے جو سیستان کا حاکم تھا ایک فوج جوار کے ساتھ اپنے بیٹے فرامز کو ہندوستان تسخیر کرنے کے لئے بھیجا مگر کسی وجہ سے وہ ناکام واپس گیا۔

۳۴۳ھ

مسلمانوں کا ہندوستان پر پہلا حملہ | خلیفہ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ۳۴۳ھ
 مامور کیا۔ اس نے ایک بڑا لشکر لے کر کرمان کے راستے سے خراسان کا قصد کیا۔ مقدمۃ النخشب حنیف
 بن قیس تھا۔ اس لشکر نے سیستان، قہستان اور نیشاپور فتح کر لیے اور طوس، سرخس، ہرات،
 بادغیس، غور، غر جستان و بلخ، مرو و طالقان پر مسلمانوں کا تصرف ہو گیا۔ تھوڑے عرصہ میں
 فتوحات حاصل کر کے عبداللہ بن قیس بن ہاشم کو خراسان کا اور حنیف بن قیس کو مرو و طالقان
 و نیشاپور کا اور خالد بن عبداللہ کو ہرات و غور و غر جستان کا والی مقرر کر کے خود حج کے لئے
 روانہ ہوا۔

۳۴۴ھ میں معاویہ بن ابوسفیان نے زیاد بن ابیہ کو بصرہ و خراسان و سیستان کا
 والی کر دیا۔ اسی سال میں عبدالرحمن بن شمر نے بمشورہ زیاد کا بل فتح کر لیا اور وہاں کے
 لوگوں کو اپنا مطیع کیا۔ اس کے متصل جہلب بن ابی صفور نے جو عرب کے سرداروں میں تھا حوالیہ
 سے کابل و زابل میں آیا اور ہندوستان میں داخل ہو کر جنگ کی۔ بارہ ہزار لوندی غلام ہنستے
 اس زمانہ میں اہل ہندوستان میں سے بعض نے اسلام قبول کیا۔

جب خالد بن عبداللہ حکومت کابل سے معزول کیا گیا تو اس نے عرب و عراق جانے کو بخون
 حاکم شاق و دشوار تصور کر کے مع اہل و عیال اور عرب کی ایک جماعت کے ساتھ اہل کابل کی رہبری
 سے مابین لمان و پشاوڑ کو یہیلیمان میں جا کر اقامت اختیار کی اور اپنی لڑکی کا نکاح ایک متبرک
 افغانی مسلمان سے کر دیا۔

۶۸۵ء مطابق ۶۶۵ یا ۶۶۶ھ

مسلمانوں کا راجوٹانہ پر پہلا حملہ | ہر بلاس سار دانے بلا ماخذ کتاب الجیم کے صفحہ ۱۳۸ پر لکھا
 ہے کہ گو بند راج اڈل اجیر کا پہلا راجہ تھا جسکی مسلمانوں
 سے لڑائی ہوئی۔ اُس نے مسلمانوں کو شکست دے کر سلطان بیگ وارث کو قید کر لیا، مگر ماڈ کا بیان
 ہے کہ پہلی مرتبہ اسلامی فوجیں ۶۸۵ء (مطابق ۶۶۵ یا ۶۶۶ھ) میں بزمانہ راجہ نیکا رائے راجوٹانہ

میں داخل ہوئیں۔ موصوف کے بیان کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

”راجپوتانہ میں پہلی مرتبہ اسلامی فوجیں ۶۸۵ء میں داخل ہوئیں۔ اجیر کے فرمانروا نیکاراے (مولوی ذکار اللہ نے) مانگ رائے لکھا ہے۔ غالباً دولہاراے سے مراد ہے) کو قتل کر دیا اور اس کے اکلوتے بچہ سسی لات کو جس کی عمر تین سات سال کی تھی اسوارج نے تیر سے ہلاک کر دیا۔ کہا جاتا ہے۔ یہ حملہ سندھ کی جانب سے ہوا۔ حملہ کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اسلامی مبلغ کے ساتھ نازیا برتاؤ کیا گیا۔ مبلغ کا انگوٹھا کاٹ لیا گیا۔“

اس باب میں صاحب جن السیر نے کچھ جزوی اختلافات کے ساتھ ایک بہت مفصل بیان دیا ہے جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

”سمت ۴۴ بکرمی (۶۸۳ء مطابق ۶۳ھ۔ ۶۴ھ) میں دولہاراے (دولہاراے نہیں بلکہ نیکاراے) راجہ ہوا۔ اس وقت اسلامی سلطنت بنی امیہ کے خاندان میں تھی اس زمانہ میں روشن علی برم سفارت اجیرائے انھوں نے اس دہی کو چھو لیا جو ایک گوجر عورت راجہ کے کھانے کے لئے لیجا یا کرنی تھی۔ اس جرم میں انکی انگشت شہادت کاٹ لی گئی۔ روشن علی نے ولید بن عبد الملک تک یہ خبر پہنچائی۔ اس پر اسلامی فوج گھوڑوں کے سوداگروں کے بھیس میں اجیر آئی اور دولہاراے پر حملہ آور ہوئی۔ دولہاراے لڑائی میں قتل ہوا اور گڈھ بٹلی (تار اگڈھ) پر (سمت ۴۴ بکرمی میں) اسلامی قبضہ ہو گیا۔ دولہاراے کا بھائی مانگ رائے سمت ۴۴ بکرمی (۶۸۳ء مطابق ۶۵ھ)

۱۔ دیکھو تاریخ اسلام از مولوی ذکار اللہ صفحہ ۱۲۷۔ ۲۔ دیکھو ٹاڈ۔ اینلس اورینٹل ریسرچز آف راجستان مرتبہ ولیم کروک جلد سوم صفحہ ۱۳۴-۱۳۸ مطبوعہ ۱۹۲۷ء اکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن ۳۔ کتاب ”اجیر“ کے صفحہ ۱۳۹ پر شاہ اسی راجہ کا نام گوہدران لکھا ہے کیونکہ یہی راجہ لاؤلفوت ہوا ۴۔ سمت ۶۲ میں یزید بن معاویہ مکران تھا اس کا انتقال تاریخ ۳۱ ربیع الاول ۶۳ھ میں تین برس چھ مہینہ حکومت کرنے کے بعد ہوا۔

۵۔ الف) یزید بن معاویہ یا عبد اللہ بن زبیر (جوانی و خراسان وغیرہ میں غلبہ تسلیم کر لئے گئے تھے) یا معاویہ بن یزید یامردان بن سے کسی کو پہنچائی کیونکہ سمت ۶۳ میں یہی مکران تھے (دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم صفحہ ۱۳۹-۱۵۲) (ب) ولید بن عبد الملک سمت ۶۵ سے سمت ۶۷ تک مکران ہوا۔ (دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم صفحہ ۲۰۷-۳۰۰)

میں سامر کی طرف بھاگ گیا۔ ہندی کبیشہ چاند نے اس واقعہ سے متعلق یہ دو ہا لکھا ہے۔

”سمت سات سوا کا لیس نالت پانے میں

سامر یا تانی سرس بانک رائے سریش“

سندھ و راجپوتانہ کی فتوحات ۵۷۷ء میں عبدالملک نے حجاج بن یوسف شتفی کو بھرہ اور کوئٹہ کی سند گورنری مرحمت کی۔ اسی زمانہ

میں حجاج نے سندھ پر سید بن اسلم بن زرعہ کو متعین کیا۔ سواد یہ بن حیرث کلابی اور اس کا بھائی محمد بھی جہاد کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ جنگ آوروں کو قتل و قید کیا اس سے فائدہ ہو کر سید پر بھی ہاتھ صاف کر دیا۔ پس حجاج نے اس (سید) کے لڑکے جماع بن سید تمیمی کو مامور کیا۔ زرعہ نے اس سرحد پر بزور قوت قبضہ حاصل کر کے اپنی حکومت کے ایک برس بعد کرمان و قندھار کے اکثر شہروں کو فتح کیا۔

بعد ازاں حجاج بن یوسف نے سرحد سندھ پر اپنے چچا زاد بھائی محمد بن قاسم کو چھ بڑا جنگ آوروں کی افسری پر مامور کیا۔ قاسم اپنے بھائی سے رخصت ہو کر کرمان پہونچا۔ تھوڑے روز قیام کر کے فیروز کاؤرخ کی اُسے فتح کر کے ارمال کے دروازہ پر پہونچ کر جنگ کی۔ والی ارمال نے بہت کوشش کی مگر ایک نہ چلی۔ محمد قاسم نے اس پر قبضہ کر کے دیبل (ٹھٹھہ) پر چڑھائی کی اُسے فتح کر کے فیروز آیا۔ بعد ازاں سندھ کے اور شہروں پر دھاوا کیا جو آسانی سے فتح ہو گئے۔ اور ملقاہ (ملتان) فتح کر لیا۔ بعد فتح ملتان سندھ کا کل ملک محمد بن قاسم کے قبضہ و تصرف میں آ گیا۔

آخر ولید بن عبدالملک نے ۹۶ء میں وفات پائی۔ اس کے زمانہ میں اندلس کا شغز ہند وغیرہ مغتوج ہوئے اور ۹۴ء میں کابل فرغانہ۔ خاش۔ سندھ فتح ہوئے۔ ولید بن عبدالملک کے

عہد دیکھو احسن السیرۃ ص ۱۰۵

عہد مروان نے رمضان ۹۵ء میں انتقال کیا لوگوں نے اُس کے لڑکے عبدالملک کے ہاتھ پر بیٹ کر لی۔ عبدالملک ۸۶ء میں مر گیا بعد اسکے اسکایا ولید بر سر حکومت آیا (دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۱۶۲ - ۲۶۰ - ۲۶۱)

عہد دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۲۷۳ - ۲۷۴

عہد دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم ص ۲۸۰ - ۲۸۹

انتقال کے بعد ۹۶ھ میں سلیمان بن عبد الملک (برادر ولید) کے ہاتھ پر اسی دن لوگوں نے بیت کی
 محمد بن قاسم کا اجیر پر حملہ بعد تسلط و فتح سندھ پہ سالار محمد بن قاسم نے گجرات فتح کیا پھر
 اجیر پر چڑھائی کی اس وقت دو لہار اسے نے مقابلہ کیا دو لہار اسے
 مارا گیا اور قلعہ تارہ گڈھ اول صدی ہجری میں فتح ہوا اور ۹۵ھ مطابق ۷۱۳ء میں قلعہ تارہ گڈھ
 پر اسلامی جھنڈا اڑنے لگا یہاں تسلط کر کے محمد بن قاسم نے چوڑ گڈھ کی طرف عزیمت کی لیکن وہاں
 باپار اول والی چوڑ موڑٹ رانا اڈے پور سے شکست کھائی اور واپس اجیر آیا مگر مورخین نے
 لکھا ہے کہ باپار اول خراسان جا کر مسلمان ہو گیا۔

صاحب خاندان زبیری کہنوی نے بحوالہ بیج نامہ وغیرہ لکھا ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر
 فاروق رضی اللہ عنہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت امیر معاویہ اور حضرت عبداللہ ابن
 زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافتوں کے زمانوں میں بھی سندھ (جسکے حدود میں اس وقت مشرقی افغانستان پورا
 بلوچستان، مکران، پنجاب اور کچھ حصہ راجوٹانہ کا شامل تھا) پر حملے ہوئے تھے۔
 ولی عبد الملک اموی کی سلطنت کے زمانہ میں محمد بن قاسم سپہ سالار نے ۹۳ھ میں سندھ
 پر حملہ کیا اور تمام سندھ فتح کر لیا۔ اس زمانہ میں راجہ بیج کا بیٹا راجہ داہر حکمران تھا۔ اس کو اڑائی میں
 وہ قتل ہوا۔

۱۔ دیکھو ابن خلدون کتاب ثانی جلد پنجم صفحہ ۳۰-۳۱ ۲۔ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۲۱
 ۳۔ (الف) زمانہ سابق میں سالار بلوچستان سندھ میں شمار کیا جاتا تھا اور راجگان سندھ کے قیض میں تھا۔ اس وقت جزایہ میں کوئی ملک
 بلوچستان کے نام سے نہ تھا۔ مکران، جھالاٹان، سرفان (قدیم طبران) بسملہ کپہی اور کچھ حصہ افغانستان قدیم خراسان کے حصہ کو
 بلوچستان کہتے ہیں جو پہلے سندھ کے حدود میں شامل تھے۔ سندھ اسے شکست بخونے سے فتح کیا بعد ازاں اس کا نام بلوچستان ہوا
 (دیکھو خاندان زبیری کہنوی جلد اول صفحہ ۲۱۳) (ب) سلطان محمود غزنوی سے پہلے اسلامی فتوحات میں پنجاب، سندھ، نصف راجہ
 اور ایک شمالی تھا (دیکھو خاندان زبیری کہنوی جلد اول صفحہ ۳۵) ۴۔ بلوچ اور اسکے تمام قبائل حضرت حمزہ کی اولاد ہیں یہ حضرت علی کرم
 اللہ عنہ کی اولاد کے طرفدار تھے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد یزید کے خوف سے حلب سے نکلے اور رفتہ رفتہ بلوچ
 میں آگئے اسکا قدیم نام موستان تھا۔ (دیکھو خاندان زبیری کہنوی جلد اول صفحہ ۲۹)
 ۵۔ دیکھو خاندان زبیری کہنوی جلد اول صفحہ ۳۳

سہارا راج (بقول احسن السیر ہر س راج) نے ایک لڑائی میں سلطان ناصر الدین
سہنگین کو شکست دی اور سلطان گجرات کا خطاب پایا۔

۳۹۳ھ مطابق ۱۰۰۲ء
سلطان محمود غزنوی کا راجہ اندھ پال پر حملہ
اور راجہ اجمیر کی شرکت
سلطان محمود غزنوی نے ۳۹۳ھ میں اندھ پال
(بقول روضۃ الصفا جلد چہارم صفحہ ۲۴) جہاں
ہر فوج کشی کرنے کا قصد کیا۔ اندھ پال نے اپنے
مددگاروں سے مدد چاہی۔ راجگان اوہین

گوالیار۔ کالجھ۔ قنوج۔ دہلی اور راجہ اجمیر (گوبند راج) مدد کے لئے پنجاب میں اپنی اپنی فوجیں لیکر آگئے
پشاور کے قریب ایک صحرا میں دونوں طرف کے لشکر خیمہ زن ہوئے۔ چالیس دن تک کسی فرقہ نے
حملہ میں سبقت نہیں کی۔ دن بدن راجہ کا لشکر اطراف کی مدد سے بڑھتا جاتا تھا۔ کفار کھیران بھی راجہ کے
شریک ہو گئے اور خضر برہا کیا۔ اس موقع پر غورتوں نے اپنے زیور بیکر زور موصولہ اور چرخہ کا تنے والیوں نے
اپنی مزدوری مسلمانوں کے خلاف مصارف جنگ میں خرچ کرنے کے لئے بھیجی بالآخر میدان کارزار گرم ہوا
ناگاہ وہ ہاتھی جس پر اندھ پال سوار تھا صدمے لفظ خدنگ سے گھبرا کر بھاگا اور راجہ کو شکست ہوئی
عبداللہ طائی نے مغرور دشمنوں کا دودن تک تواب کیا اور آٹھ ہزار آدمی قتل کئے۔ تیس ہاتھی اور
بہت سامان غنیمت اسلامی لشکر کے ہاتھ آیا۔

بعد ازاں اسی سنہ ۳۹۳ھ میں سلطان محمود غزنوی نے قلعہ اجمیر پر حملہ کیا اور اجمیر کا راجہ
بیریلن دیو (شاید گوبند راج سے مراد ہے) ہنگام حفاظت اجمیر قتل ہوا۔

۱۰۶۶ء بکری مطابق ۱۱۷۶ء
محمود غزنوی کا دیسل دیو پر حملہ
دیسل دیو ثانی سنہ ۱۰۶۶ء بکری مطابق ۱۱۷۶ء
۳۹۴ھ میں راجہ ہوا۔ اکثر راجگان ہند اس کو اپنا
برائے تھے اس نے ایک لشکر عظیم سے سلطان

م دیکھ کر کابل پر حملہ کیا۔ دکن السیر صفحہ ۱۰۰۲ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۰۲

دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۰۲ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۰۲

دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۰۲ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۰۲

محمود غزنوی کی فوج کا مقابلہ کیا۔ سات دن تک معرکہ جدال و قتال گرم رہا۔ آخر میں دن دیسلد یو کی فوج
 خزاں ہو گئی۔ سلطانی فوج (اجمیر میں) تارہ گڈھ پر چڑھ گئی۔ دیسلد یو گرفتار ہوا۔ سلطان نے اس کے
 قتل کا حکم دیا مگر دیسلد یو نے اسلام قبول کر کے امان پائی۔ سلطان نے اس کے سلمان ہو جانے کی وجہ
 سے مفتوحہ علاقہ بھی اسے دینا چاہا مگر راجہ نے قبول نہ کیا اور سلطان سے کہہ دیا کہ ”اب سوائے خدا پرستی
 کے اور کچھ آرزو نہیں ہے“ راجہ نے برہنیت گوشہ نشینی ”ڈھونڈھ“ پر بود و باش اختیار کی اور بعد انتقال
 اسی مقام پر دفن ہوا۔ یہ حملہ سن ۳۸۵ھ میں ہوا۔

سلطان محمود کا سالار ساہو کو اجمیر بھیجا
 اور سالار موصوف کا فتیاب ہونا

دربار میں آکر فریاد کی کہ مسلمانوں کی جان بچائیے۔ ہند میں بلوہ ہے۔ مسلمان زخمی ہیں۔ مظفر خاں قلعہ
 اجمیر میں مہ اہل و عیال پناہ گزین ہے۔ رائے بہروں و رائے سوم کرن چوالیس سرداروں کے ساتھ
 برسر کلب ہے۔ عداوت اسلام سے قلعہ گیر لیا ہے۔ مظفر خاں کو تنگ کیا ہے۔ سلطان نے یہ سن کر
 سات ہزار سواروں کے ساتھ سالار ساہو کو اجمیر کی ہم پر بھیجے۔ سالار ساہو سلطان کے ہمراہ
 غزنین سے قندھار آئے اور بتاتے کہ غزنیوں نے دی انجھ سن ۳۸۵ھ (بقول مولانا) تقریباً ستر ہزار
 فوج کا لشکر جہاز اور مہ چاروں شتر سوار ٹکڑے کی راہ اجمیر آئے۔ مخالفین نے قلعہ اجمیر کا محاصرہ
 چھوڑ کر کوہ گھوگر (گوگراگھاٹی) کی آڑ میں مورچہ لگانا تجویز کیا۔ دو روز تک سخت جنگ رہی، مگر سوائے
 سالار ساہو کا لشکر فتیاب ہوا۔ رائے بہروں و سوم کرن میدان جنگ سے فرار ہو گئے۔ سلطان
 محمود نے سالار ساہو کو اجمیر کا حاکم کر دیا۔

۱۔ دھونڈھ و قندھار حاصل کر کے جہیز چھوڑے تقریباً بیس سال کے فاصلہ پر ہے (دیکھو احسن السیر صفحہ ۳۸۵)
 ۲۔ درہنور سنہ ۳۸۵ھ یا ۳۸۶ھ کی بات ہے۔ مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں۔ سلطان محمود بقول دودھنہ العفا جلد چارم صفحہ ۳۸۵
 ۳۔ بقول فردا نامہ ”کئی سال سے پناہ گزین ہے“ مگر ہمیں اس سے اتفاق نہیں۔ سلطان محمود بقول دودھنہ العفا جلد چارم صفحہ ۳۸۵
 ۴۔ سن ۳۸۵ھ میں ہندوستان پر فوج کشی کر چکا تھا اور بقول احسن السیر صفحہ ۳۸۵ سلطان محمود سن ۳۸۵ھ میں (مظفر خاں کے پناہ گزین ہونے سے قبل)
 ۵۔ اجمیر فتح کر چکا تھا ۳۸۵ھ دیکھو غزنی نامہ صفحہ ۳۸۵-۳۸۶ دیکھو احسن السیر صفحہ ۳۸۵

بتاریخ ۲۱ رجب ۵۸۵ھ (بقول احسن السیر صفحہ ۱ و مفتاح التواریخ صفحہ ۲۶) ۲۱ شہان
 ۵۸۵ھ میں سالار ساہو کے یہاں اجیر میں بد سالار مسود غازی (جنکا مزار ہراج میں ہے) کی ولادت
 ہوئی۔ اس خوشی میں سالار ساہو نے اجیر کے قریب ایک شہر از نام مسود آباد کیا (جو اب تک موجود ہے)
 بد سالار مسود غازی کو حضرت ہلم شہید نے قرآن پڑھایا تھا۔ بد موصوف نے سدا بہار پہاڑی کی چوٹی
 کو چلنے کے لئے پسند کیا تھا۔ چنانچہ یہ مقام اب تک سالار غازی کے چلنے کے نام سے مشہور ہے۔

۵۸۵ھ یا ۵۸۶ھ

سلطان محمود غزنوی کا اجیر پہونچنا
 سلطان سے روانہ ہوا کہ محمود غزنوی قلعہ و شہر اجیر میں
 پہونچا۔ وہاں کارائے (در سارام یا چسند راج)
 سلطان کے راستے سے ہٹ گیا۔ سلطان نے یہاں پہونچکر

قتل و غارتگری کی۔ چونکہ اس وقت سومات کی ہم پر جانا مقصود تھا اس لئے قلعہ فتح کرنے میں مصروف
 نہ ہوا۔ بلکہ مسافت طے کرنے میں مشغول ہوا۔ اور اس اشار میں بلا امتعال شمشیر چند قلعہ تسخیر کرنا ہوا
 پٹن بجوات میں پہونچا۔ اس شہر کو بھی خالی پایا پھر سومات پر حملہ کر کے فتح پایا ہوا۔

دیکھو غزنامہ بحوالہ تاریخ محمودی و مفتاح التواریخ صفحہ ۳۶

۱ آپ کا شجرہ نسب تیرہ واسطوں سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ تک پہونچتا ہے۔ آپ کی والدہ کا نام ستر مل تھا۔ آپ سلطان
 محمود غزنوی کے خواہر زادہ ہیں۔ سولہ سال کی عمر میں آپ امیر لشکر بنادیے گئے تھے۔ آپ نے اہل ہری محمود غزنوی (۵۸۵ھ
 میں قتل و غارت کرنے کے بعد علی فتح کی ۵۸۵ھ میں مسزک فتح کیا پھر ہراج آکر شہید ہوئے۔ (دیکھو صولت افغانی صفحہ ۹۷
 و غزنامہ صفحہ ۶۴)

۲ حضرت بد عبد اللہ الملقب بہ ہلم شہید غزنوی سی فوج کے ساتھ اجیر سے چل کر بدایوں میں لشکرین لائے اور راجہ
 بدایوں کی بکتر فوج سے مقابلہ کر کے ۵۸۵ھ میں شہید ہوئے۔ آپ کا مزار بدایوں میں ہے۔ لوہج مزار پر ذیلی کا
 قلعہ کدو ہے۔ اس سے آپ کی شہادت کا سنہ برآمد ہوتا ہے:-

نماز آسان آمد پیہم درینا شہ سوار ذی کرم

زین کا فرائ شہ مردا اعظم شہادت شد بسبب مسرہلم (اکل التواریخ صفحہ ۱۱۳-۱۱۲)

۳ دیکھو احسن السیر صفحہ ۱۰۰ و اکل التواریخ صفحہ ۱۱۳-۱۱۲ و غزنامہ صفحہ ۲۴

۴ دیکھو زین شہ جلد اول صفحہ ۳۳-۳۴ و ردفتہ العفا جلد چہارم صفحہ ۴ مہارت حاشیہ

مشر برلاس ساروانے کتاب اجمیر ص ۱۳۱ پر بلافاظ راہ دورے رام سے محمود غزنوی کی جنگ ہونا اور جنگ میں سلطان محمود کا زخمی ہونا لکھا ہے مگر کسی تاریخ میں سلطان محمود کا زخمی ہونا ہماری نظر سے نہیں گذرا نہیں معلوم موصوف نے یہ کس تاریخ سے نقل کیا ہے۔ ہمارے نزدیک یہ تحریف ہے۔

ہری راج] حسب تفصیل گذشتہ بعد زوال پرتھوی راج شہا لدین غوری نے پرتھوی راج کے لڑکے گولا کو اپنی طرف سے حاکم اجمیر مقرر کیا۔ گولاسے ہری راج نے اجمیر لے لیا مگر قطب لدین نے ہری راج کو شکست دیکر ۱۱۹۵ء میں اجمیر کا صوبہ ارسلان مقرر کیا۔ بعد ازاں حسب تفصیل قبل اجمیر کی حکومت مختلف لوگوں کے پاس رہی :-

- ۱۔ پٹھان سلاطین دہلی۔ ۱۱۹۵ء لغایت ۱۳۰۰ء
- ۲۔ ہارانا میواڑ۔ ۱۳۰۰ء لغایت ۱۴۵۵ء
- ۳۔ سلاطین مانڈو۔ ۱۳۵۶ء لغایت ۱۸۰۴ء
- ۴۔ ہارانا میواڑ۔ ۱۵۰۵ء لغایت ۱۵۳۳ء
- ۵۔ سلطان گجرات۔ ۱۵۳۳ء لغایت ۱۵۳۵ء
- ۶۔ رائے پھور مارداڑ۔ ۱۵۳۵ء لغایت ۱۵۴۴ء
- ۷۔ سلاطین سور۔ ۱۵۴۴ء لغایت ۱۵۵۶ء
- ۸۔ شاہان مغلیہ۔ ۱۵۵۶ء لغایت ۱۷۱۹ء
- ۹۔ رائے پھور مارداڑ و شاہان دہلی۔ ۱۷۲۰ء لغایت ۱۷۵۵ء
- ۱۰۔ سندھیا گوالیار و جاڑوا رام سنگھ۔ ۱۷۵۶ء لغایت ۱۷۵۸ء
- ۱۱۔ سندھیا (صرف شہزادہ اجمیر پر حکومت تھی)۔ ۱۷۵۸ء لغایت ۱۷۸۷ء
- ۱۲۔ رائے پھور جودھ پور۔ ۱۷۸۷ء لغایت ۱۷۹۰ء
- ۱۳۔ سندھیا گوالیار۔ ۱۷۹۱ء لغایت ۱۸۱۸ء
- ۱۴۔ ایسٹ انڈیا کمپنی۔ ۱۸۱۸ء لغایت ۱۸۵۷ء
- ۱۵۔ شاہان انگلینڈ۔ ۱۸۵۸ء لغایت ۱۹۳۷ء
- ۱۶۔ کانگریس سرکار۔ ۱۹۳۷ء

تواریخ تالیف "معین الارواح"

ہدیہ خلوص و محبت بمناسب جناب معراج الدین صاحب معراج دھوپوری قاضی شہر دھوپور نبیرہ حضرت
شیخ بہار الدین ذکریا طنائی رحمۃ اللہ علیہ و نبیرہ حضرت محمد غوث گویا باری علیہ رحمۃ :-

"بسم اللہ سبحان العظیم"

۴۱ ھ ۱۳

"کیئہ دل راحت روح معین الارواح"

۴۱ ہجری ۱۳

قطعات

زنگی رخِ تویر معین الارواح	ساغر کیف کرامات معین چشتی
کبہ عالمِ تویر معین الارواح	بیٹھے کیا ہو کہو معراج بلالی تارخ

۴۱ ھ ۱۳

منظر جلوۂ تصدق معین الارواح	موشرخین نظر جوشِ تناسل کمال
عزت گیتی تحقیق معین الارواح	بہر تالیف کہو سالِ مسیحی مواع

۵۲ مئی ۱۹

عزت حسن طریقت ہر معین الارواح	رفت شانِ بھلائی کمالات بشر
زحمت روح حقیقت ہر معین الارواح	سالِ تدوین کہو موی سن میں معراج

۵۲ مئی ۱۹

پیکر معنی توفیق معین الارواح	بیکراں ذوقِ تجسس کا در افشاں ثرو
یادگار کف تحقیق معین الارواح	سالِ ہجری میں کہو مصرعہ موزون معراج

۴۱ ہجری ۱۳

امن گاہ رُخ تحقیق "معین الارواح"

۵۲ بمبوی ۱۹

قطعہ تاریخ از مولوی عبدالرشید صاحب ارشد منشی تحصیلدار مراد آباد

جناب حضرت خادمِ حسن نے کی تالیف کتاب حال ولی خدا غریب نوازؒ
 لکھی گئی ہے یہ سیرۂ عجب عقیدت سے کہ حرفِ حرف کو دیتا غریب نوازؒ
 کرم ہے آپ کا یہ خاص اے مرے خواجہؒ کہ آپ پر وہ ہو جو ہیں خدا غریب نوازؒ
 نہ کہ تو سالِ طباعت کی فکر اے ارشد
 صدائے سال ہے گویا صد غریب نوازؒ

۴۱ ۱۳ھ

— (۰۰۰) —

ماہائے تاریخ طباعت ثانی "معین الارواح" مؤلفہ حضرت نواب حاجی

صوفی میاں محمد خادم حسن صاحب معینی گڈری شاہی

از مولوی محمد منظر جلیل شوق مراد آبادی

کراچی، ۱۷ جنوری ۱۹۵۳ء

یکم جمادی الاول ۱۳۷۲ھ

دیکھو اے شوقِ لطیفِ بزدانی دلِ خادم کی پھر یہ جولانی
 لکھ کے حالاتِ خواجہٴ اجیرؒ کی دوبارہ وہ ہی ثنا خوانی
 یعنی تاریخ پر حضور کی پھر بڑی کاوش سے کی نظر ثانی
 زبے اکرامِ خواجہٴ عام ہوئی ترتیب پھر وہ لائانی
 کہ طباعت پذیر ہوئی ہے عاشقوں کی وہ راحت جانی
 جو ہے ارواح کی معین و نصیر جس نے کی ہے دلوں کی درانی

میرے قادم یاں کی فرمائش شوق لکھ سال طبع ثانی
 زہے قسمت کہ ذہن مہی نے پھر اُسی درک خاک جاچانی
 ”نگھے یا غریب نواز“ ہوئی تاریخ طبع ثانی

۱۳ ۵۲

سالِ عیوی

کیسے نصیب۔ اہلِ چشت کھل گئے باغِ درِ بہشت
 آگئی ہمسرِ عاصیاں راہ نمائے خوب و زشت

سالِ طباحت کتاب

دیکھ بہارِ باغِ چشت

۶۱۹ ۵۳

— (۰۰۰) —

قطعہ تاریخ از ڈاکٹر محبوب الرحمن المعروف بہ خادمی مقیم کراچی

گلِ زباغِ چشتیاں بہتر نگفت الشائد شیخ ماہوں درِ بہشت
 شد معینِ ارواحِ جانِ عاشقاں سرِ مہ چہم بصیرت بہرست
 جانِ من قربانِ پیرِ زمر شدی از پے خدامِ خود چیزے بہت

با ادب محبوب بہرِ مال او

نسخہ خادمِ بود۔ تاریخِ گفت

۱۳ ۵۲

صحت نامہ معین الارواح

(نظر ثانی شدہ)

[illegible]

نمبر صفحہ	مسلم	فہرست	مصحف	نفل	مصحف
صفحہ ۵۱	اول	ماد النہر	مصحف ۸۲	باب صاحب ۲	باب صاحب کے
صفحہ ۵۲	۱۷	محبس	مصحف ۸۳	اور محمد بادشاہ	اور محمد بادشاہ
صفحہ ۵۳	آخری	دکھو افادات سید	مصحف ۸۴	براہ سنا	براہ سنا
صفحہ ۵۴	آخری	مصحف ۱۰۰	مصحف ۸۵	اجیر	دہلی
صفحہ ۶۵	۷	سیر العارفین	مصحف ۸۶	سیر العارفین	سیر العارفین
صفحہ ۶۶	۱۷	فی آفاق واقف	۰	۹	دیکھو افادات سال پل
صفحہ ۶۷	۷	مترجم بیان	۰	۰	تعارف نواد کے ہزار
صفحہ ۶۸	۰	سلف مصنف	مصحف ۸۷	۱۹	(مرآۃ الاسرار)
صفحہ ۶۹	۱۷	یہ لغزات خواجہ معین الدین	مصحف ۸۸	۱۹	بلاد توکک بود
صفحہ ۷۰	۰	دطلب الہدٰی لغزات	مصحف ۸۹	۲۰	مطبوعہ اشرف پریس
صفحہ ۷۱	۰	۰	مصحف ۹۰	۲۱	مگر لغزات
صفحہ ۷۲	۱۷	نہ الجالس	۰	آخر	شمس الدین
صفحہ ۷۳	۲۱	پوتیں	مصحف ۹۱	۱۹	اقتدار کی
صفحہ ۷۴	آخری	تائیسویہ تاریخ	مصحف ۹۲	۱۷	ب آساگر
صفحہ ۷۵	۷	ہیں	مصحف ۹۳	۱۷	تقریباً سات میل
صفحہ ۷۶	۲۰	انیس الارواح	مصحف ۹۴	۵	بیل
صفحہ ۷۷	۷	فلام کر دیکے	مصحف ۹۵	۱۷	بیل
صفحہ ۷۸	۱۷	ادائل	مصحف ۹۶	۵	ادائل
صفحہ ۷۹	۱۷	حرمین	۰	۰	۰
صفحہ ۸۰	۷	توجہ	مصحف ۱۰۰	۱۷	مگر بقول مختصر تاریخ ہند
صفحہ ۸۱	۱۷	لغزات حشقی	۰	۰	۰
صفحہ ۸۲	۷	تاریخ عرب	۰	۰	۰
صفحہ ۸۳	اول	۷	مصحف ۱۰۱	۱۷	۷
صفحہ ۸۴	۱۷	عالم دیا	مصحف ۱۰۲	۲۲	چاہتا تھا
صفحہ ۸۵	۱۳	دوستوں میں درج	مصحف ۱۰۳	۷	بنس
صفحہ ۸۶	۲۱	۱۹۵۲ء	مصحف ۱۰۴	۱۹	۷۷
صفحہ ۸۷	۲۲	سیر العارفین	مصحف ۱۰۵	۱۷	خزینۃ الاصفیا

[illegible]

نمبر صفحہ	سلسلہ	مصحح	نمبر صفحہ	سلسلہ	مصحح
صفحہ ۱۳۲	۳	مقام عالیہ میں	صفحہ ۱۶۱	۱۲	حضرت
صفحہ ۱۳۳	۱۶	کے صفحہ ۳۹ پر موضع ناذن	صفحہ ۱۶۲	۲	۱۲ دیکھو فرشتہ جلال اول
صفحہ ۱۳۴	۱۵	خرنیتہ الاصفیا جلد اول	صفحہ ۱۶۳	-	اشاعت حید صفحہ ۵۰
صفحہ ۱۳۵	۱۴	"	صفحہ ۱۶۴	-	دیکھو افادات حید
صفحہ ۱۳۶	۱۳	عمی الاوقات صینی	صفحہ ۱۶۵	-	۳۲ دیکھو حید صفحہ
صفحہ ۱۳۷	۲۰	نے بلا ماخذ	صفحہ ۱۶۶	۱۱	۶۶ دیکھو حید صفحہ
صفحہ ۱۳۸	۲۱	احسن السیر صفحہ ۱۲	صفحہ ۱۶۷	۱۲	۶۶ دیکھو حید صفحہ
صفحہ ۱۳۹	۲۲	معین الدین ثالث	صفحہ ۱۶۸	۱۳	آفری مشہدی
صفحہ ۱۴۰	۲۳	صفہ ۹۰	صفحہ ۱۶۹	۱۴	آفری مشہدی
صفحہ ۱۴۱	۲۴	اولاد بشارت	صفحہ ۱۷۰	۱۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۴۲	۲۵	برمانہ محمد طہی	صفحہ ۱۷۱	۱۶	۱۲ جادی الاول ۱۲۵۳
صفحہ ۱۴۳	۲۶	معانقہ	صفحہ ۱۷۲	۱۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۴۴	۲۷	سلطان میرک کے بعد	صفحہ ۱۷۳	۱۸	۱۲ جادی الاول ۱۲۵۳
صفحہ ۱۴۵	۲۸	بحر زخار قلمی	صفحہ ۱۷۴	۱۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۴۶	۲۹	چوپچے	صفحہ ۱۷۵	۲۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۴۷	۳۰	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۱۷۶	۲۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۴۸	۳۱	اولاد میں سے	صفحہ ۱۷۷	۲۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۴۹	۳۲	فدیا	صفحہ ۱۷۸	۲۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۰	۳۳	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۱۷۹	۲۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۱	۳۴	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۱۸۰	۲۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۲	۳۵	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۱۸۱	۲۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۳	۳۶	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۱۸۲	۲۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۴	۳۷	بحر زخار قلمی	صفحہ ۱۸۳	۲۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۵	۳۸	چوپچے	صفحہ ۱۸۴	۲۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۶	۳۹	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۱۸۵	۳۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۷	۴۰	اولاد میں سے	صفحہ ۱۸۶	۳۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۸	۴۱	فدیا	صفحہ ۱۸۷	۳۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۵۹	۴۲	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۱۸۸	۳۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۰	۴۳	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۱۸۹	۳۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۱	۴۴	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۱۹۰	۳۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۲	۴۵	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۱۹۱	۳۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۳	۴۶	بحر زخار قلمی	صفحہ ۱۹۲	۳۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۴	۴۷	چوپچے	صفحہ ۱۹۳	۳۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۵	۴۸	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۱۹۴	۳۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۶	۴۹	اولاد میں سے	صفحہ ۱۹۵	۴۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۷	۵۰	فدیا	صفحہ ۱۹۶	۴۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۸	۵۱	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۱۹۷	۴۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۶۹	۵۲	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۱۹۸	۴۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۰	۵۳	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۱۹۹	۴۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۱	۵۴	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۰۰	۴۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۲	۵۵	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۰۱	۴۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۳	۵۶	چوپچے	صفحہ ۲۰۲	۴۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۴	۵۷	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۰۳	۴۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۵	۵۸	اولاد میں سے	صفحہ ۲۰۴	۴۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۶	۵۹	فدیا	صفحہ ۲۰۵	۵۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۷	۶۰	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۰۶	۵۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۸	۶۱	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۰۷	۵۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۷۹	۶۲	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۰۸	۵۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۰	۶۳	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۰۹	۵۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۱	۶۴	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۱۰	۵۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۲	۶۵	چوپچے	صفحہ ۲۱۱	۵۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۳	۶۶	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۱۲	۵۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۴	۶۷	اولاد میں سے	صفحہ ۲۱۳	۵۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۵	۶۸	فدیا	صفحہ ۲۱۴	۵۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۶	۶۹	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۱۵	۶۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۷	۷۰	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۱۶	۶۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۸	۷۱	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۱۷	۶۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۸۹	۷۲	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۱۸	۶۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۰	۷۳	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۱۹	۶۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۱	۷۴	چوپچے	صفحہ ۲۲۰	۶۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۲	۷۵	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۲۱	۶۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۳	۷۶	اولاد میں سے	صفحہ ۲۲۲	۶۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۴	۷۷	فدیا	صفحہ ۲۲۳	۶۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۵	۷۸	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۲۴	۶۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۶	۷۹	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۲۵	۷۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۷	۸۰	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۲۶	۷۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۸	۸۱	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۲۷	۷۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۱۹۹	۸۲	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۲۸	۷۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۰	۸۳	چوپچے	صفحہ ۲۲۹	۷۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۱	۸۴	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۳۰	۷۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۲	۸۵	اولاد میں سے	صفحہ ۲۳۱	۷۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۳	۸۶	فدیا	صفحہ ۲۳۲	۷۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۴	۸۷	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۳۳	۷۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۵	۸۸	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۳۴	۷۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۶	۸۹	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۳۵	۸۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۷	۹۰	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۳۶	۸۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۸	۹۱	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۳۷	۸۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۰۹	۹۲	چوپچے	صفحہ ۲۳۸	۸۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۰	۹۳	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۳۹	۸۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۱	۹۴	اولاد میں سے	صفحہ ۲۴۰	۸۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۲	۹۵	فدیا	صفحہ ۲۴۱	۸۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۳	۹۶	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۴۲	۸۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۴	۹۷	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۴۳	۸۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۵	۹۸	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۴۴	۸۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۶	۹۹	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۴۵	۹۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۷	۱۰۰	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۴۶	۹۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۸	۱۰۱	چوپچے	صفحہ ۲۴۷	۹۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۱۹	۱۰۲	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۴۸	۹۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۰	۱۰۳	اولاد میں سے	صفحہ ۲۴۹	۹۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۱	۱۰۴	فدیا	صفحہ ۲۵۰	۹۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۲	۱۰۵	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۵۱	۹۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۳	۱۰۶	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۵۲	۹۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۴	۱۰۷	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۵۳	۹۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۵	۱۰۸	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۵۴	۹۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۶	۱۰۹	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۵۵	۱۰۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۷	۱۱۰	چوپچے	صفحہ ۲۵۶	۱۰۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۸	۱۱۱	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۵۷	۱۰۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۲۹	۱۱۲	اولاد میں سے	صفحہ ۲۵۸	۱۰۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۰	۱۱۳	فدیا	صفحہ ۲۵۹	۱۰۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۱	۱۱۴	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۶۰	۱۰۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۲	۱۱۵	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۶۱	۱۰۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۳	۱۱۶	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۶۲	۱۰۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۴	۱۱۷	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۶۳	۱۰۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۵	۱۱۸	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۶۴	۱۰۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۶	۱۱۹	چوپچے	صفحہ ۲۶۵	۱۱۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۷	۱۲۰	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۶۶	۱۱۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۸	۱۲۱	اولاد میں سے	صفحہ ۲۶۷	۱۱۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۳۹	۱۲۲	فدیا	صفحہ ۲۶۸	۱۱۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۰	۱۲۳	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۶۹	۱۱۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۱	۱۲۴	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۷۰	۱۱۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۲	۱۲۵	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۷۱	۱۱۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۳	۱۲۶	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۷۲	۱۱۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۴	۱۲۷	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۷۳	۱۱۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۵	۱۲۸	چوپچے	صفحہ ۲۷۴	۱۱۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۶	۱۲۹	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۷۵	۱۲۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۷	۱۳۰	اولاد میں سے	صفحہ ۲۷۶	۱۲۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۸	۱۳۱	فدیا	صفحہ ۲۷۷	۱۲۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۴۹	۱۳۲	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۷۸	۱۲۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۰	۱۳۳	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۷۹	۱۲۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۱	۱۳۴	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۸۰	۱۲۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۲	۱۳۵	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۸۱	۱۲۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۳	۱۳۶	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۸۲	۱۲۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۴	۱۳۷	چوپچے	صفحہ ۲۸۳	۱۲۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۵	۱۳۸	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۸۴	۱۲۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۶	۱۳۹	اولاد میں سے	صفحہ ۲۸۵	۱۳۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۷	۱۴۰	فدیا	صفحہ ۲۸۶	۱۳۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۸	۱۴۱	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۸۷	۱۳۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۵۹	۱۴۲	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۸۸	۱۳۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۰	۱۴۳	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۸۹	۱۳۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۱	۱۴۴	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۹۰	۱۳۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۲	۱۴۵	بحر زخار قلمی	صفحہ ۲۹۱	۱۳۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۳	۱۴۶	چوپچے	صفحہ ۲۹۲	۱۳۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۴	۱۴۷	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۲۹۳	۱۳۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۵	۱۴۸	اولاد میں سے	صفحہ ۲۹۴	۱۳۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۶	۱۴۹	فدیا	صفحہ ۲۹۵	۱۴۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۷	۱۵۰	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۲۹۶	۱۴۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۸	۱۵۱	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۲۹۷	۱۴۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۶۹	۱۵۲	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۲۹۸	۱۴۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۰	۱۵۳	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۲۹۹	۱۴۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۱	۱۵۴	بحر زخار قلمی	صفحہ ۳۰۰	۱۴۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۲	۱۵۵	چوپچے	صفحہ ۳۰۱	۱۴۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۳	۱۵۶	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۳۰۲	۱۴۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۴	۱۵۷	اولاد میں سے	صفحہ ۳۰۳	۱۴۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۵	۱۵۸	فدیا	صفحہ ۳۰۴	۱۴۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۶	۱۵۹	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۳۰۵	۱۵۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۷	۱۶۰	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۳۰۶	۱۵۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۸	۱۶۱	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۳۰۷	۱۵۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۷۹	۱۶۲	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۳۰۸	۱۵۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۰	۱۶۳	بحر زخار قلمی	صفحہ ۳۰۹	۱۵۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۱	۱۶۴	چوپچے	صفحہ ۳۱۰	۱۵۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۲	۱۶۵	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۳۱۱	۱۵۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۳	۱۶۶	اولاد میں سے	صفحہ ۳۱۲	۱۵۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۴	۱۶۷	فدیا	صفحہ ۳۱۳	۱۵۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۵	۱۶۸	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۳۱۴	۱۵۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۶	۱۶۹	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۳۱۵	۱۶۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۷	۱۷۰	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۳۱۶	۱۶۱	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۸	۱۷۱	سلاطین میرک کے بعد	صفحہ ۳۱۷	۱۶۲	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۸۹	۱۷۲	بحر زخار قلمی	صفحہ ۳۱۸	۱۶۳	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۹۰	۱۷۳	چوپچے	صفحہ ۳۱۹	۱۶۴	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۹۱	۱۷۴	گھوڑوں و اصل	صفحہ ۳۲۰	۱۶۵	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۹۲	۱۷۵	اولاد میں سے	صفحہ ۳۲۱	۱۶۶	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۹۳	۱۷۶	فدیا	صفحہ ۳۲۲	۱۶۷	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۹۴	۱۷۷	سرۃ الفریز کے	صفحہ ۳۲۳	۱۶۸	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۹۵	۱۷۸	علیہ الرحمۃ کے	صفحہ ۳۲۴	۱۶۹	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۹۶	۱۷۹	انوار العارفین نے صفحہ ۲۸	صفحہ ۳۲۵	۱۷۰	اشاعت اسلام
صفحہ ۲۹۷	۱۸۰	س			

نمبر صفحہ	سطر	فلا	صحیح	نمبر صفحہ	سطر	فلا	صحیح
۱۴۲	۱	اول جز	مشہور مولانا دینی	۱۹۴	۲	تدوۃ احفایا	تدوۃ الاحفایا
۱۴۳	۲	۱۴۳	حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ	۱۹۹	۳	انفرغہ الدین	انفرغہ الدین
۱۴۴	۳	۱۴۴	شیخ وجیہ الدین ابوحنیفی	۲۰۱	۴	ابریں	ابریں
۱۴۵	۴	۱۴۵	سید احمد کبیر دہلوی	۲۰۲	۵	کارکر	کارکر
۱۴۶	۵	۱۴۶	جادی الاول ۱۴۵۲ھ	۲۰۳	۶	نیاب	نیاب
۱۴۷	۶	۱۴۷	جلاد انلس	۲۰۴	۷	نہرت نامہ	نہرت نامہ
۱۴۸	۷	۱۴۸	دوم ربیع الآخر	۲۰۵	۸	جفا وارو	جفا وارو
۱۴۹	۸	۱۴۹	رسالہ نمبر ہیں	۲۰۶	۹	ترجمہ دلیل العارین	ترجمہ دلیل العارین
۱۵۰	۹	۱۵۰	حضرت شیخ بہا الدین وکرم اللہ	۲۰۷	۱۰	سترواں مرتبہ	سترواں مرتبہ
۱۵۱	۱۰	۱۵۱	ذکر الحائاتی	۲۰۸	۱۱	مراد پائی ہائے	مراد پائی ہائے
۱۵۲	۱۱	۱۵۲	بعض اوقات سفر	۲۰۹	۱۲	آخوت کیمیا	آخوت کیمیا
۱۵۳	۱۲	۱۵۳	امام الدین اور مولانا	۲۱۰	۱۳	فیل اللہ ہے پوجا	فیل اللہ ہے پوجا
۱۵۴	۱۳	۱۵۴	منظر الدین نقویں دور	۲۱۱	۱۴	راہ پر پڑ جاتا ہے	راہ پر پڑ جاتا ہے
۱۵۵	۱۴	۱۵۵	۶۰۴-۶۰۳-۶۰۲	۲۱۲	۱۵	سکوت	سکوت
۱۵۶	۱۵	۱۵۶	سادت جاتے تھے	۲۱۳	۱۶	رات کی بات	رات کی بات
۱۵۷	۱۶	۱۵۷	و متعرف	۲۱۴	۱۷	ستر	ستر
۱۵۸	۱۷	۱۵۸	گیتی	۲۱۵	۱۸	انفعال	انفعال
۱۵۹	۱۸	۱۵۹	فراتے تھے	۲۱۶	۱۹	۵۵۵	۵۵۵
۱۶۰	۱۹	۱۶۰	ہمایوں کے	۲۱۷	۲۰	داناں باشند	داناں باشند
۱۶۱	۲۰	۱۶۱	بیت ہی عجیب چیز ہے	۲۱۸	۲۱	پتیا ہے	پتیا ہے
۱۶۲	۲۱	۱۶۲	۲۸۳-۲۸۲	۲۱۹	۲۲	جڑ ہے	جڑ ہے
۱۶۳	۲۲	۱۶۳	۱۰ ادا بارگاہ	۲۲۰	۲۳	زیادہ کی اب مجھے	زیادہ کی اب مجھے
۱۶۴	۲۳	۱۶۴	آخر الکرام	۲۲۱	۲۴	آیت	آیت
۱۶۵	۲۴	۱۶۵	غلام	۲۲۲	۲۵	شیطان کی پیروی	شیطان کی پیروی
۱۶۶	۲۵	۱۶۶	امن پسند ادبگ سے	۲۲۳	۲۶	صحت	صحت
۱۶۷	۲۶	۱۶۷	پرہیز کرنے	۲۲۴	۲۷	تولودہر	تولودہر
۱۶۸	۲۷	۱۶۸	رسالہ آفاق	۲۲۵	۲۸	ہن اولیائی تحت	ہن اولیائی تحت

صفحہ	نمبر	موضوع	صفحہ	نمبر	موضوع	صفحہ	نمبر	موضوع
۲۵	۱۳	ہو جانے	۲۵	۱۳	ہو جانے	۲۵	۱۳	ہو جانے
۲۵	۱۳	نور	۲۵	۱۳	نور	۲۵	۱۳	نور
۲۵	۱۳	آز سرور	۲۵	۱۳	آز سرور	۲۵	۱۳	آز سرور
۲۵	۱۳	اول سے ہوئی	۲۵	۱۳	اول سے ہوئی	۲۵	۱۳	اول سے ہوئی
۲۵	۱۳	اور جہاد اسرائیل	۲۵	۱۳	اور جہاد اسرائیل	۲۵	۱۳	اور جہاد اسرائیل
۲۵	۱۳	جو بندگان	۲۵	۱۳	جو بندگان	۲۵	۱۳	جو بندگان
۲۵	۱۳	تو جہاد	۲۵	۱۳	تو جہاد	۲۵	۱۳	تو جہاد
۲۵	۱۳	ذہب	۲۵	۱۳	ذہب	۲۵	۱۳	ذہب
۲۵	۱۳	کتاب کو	۲۵	۱۳	کتاب کو	۲۵	۱۳	کتاب کو
۲۵	۱۳	معیت	۲۵	۱۳	معیت	۲۵	۱۳	معیت
۲۵	۱۳	اسکا فرمان نہیں	۲۵	۱۳	اسکا فرمان نہیں	۲۵	۱۳	اسکا فرمان نہیں
۲۵	۱۳	فرمان نہیں	۲۵	۱۳	فرمان نہیں	۲۵	۱۳	فرمان نہیں
۲۵	۱۳	عامل ہو جاتی ہے	۲۵	۱۳	عامل ہو جاتی ہے	۲۵	۱۳	عامل ہو جاتی ہے
۲۵	۱۳	حاضر	۲۵	۱۳	حاضر	۲۵	۱۳	حاضر
۲۵	۱۳	اس نے	۲۵	۱۳	اس نے	۲۵	۱۳	اس نے
۲۵	۱۳	و ملت ہو تی ہے	۲۵	۱۳	و ملت ہو تی ہے	۲۵	۱۳	و ملت ہو تی ہے
۲۵	۱۳	دلاریں یا ذوالجلال	۲۵	۱۳	دلاریں یا ذوالجلال	۲۵	۱۳	دلاریں یا ذوالجلال
۲۵	۱۳	ولا یوحده	۲۵	۱۳	ولا یوحده	۲۵	۱۳	ولا یوحده
۲۵	۱۳	لم یکن	۲۵	۱۳	لم یکن	۲۵	۱۳	لم یکن
۲۵	۱۳	رکعت	۲۵	۱۳	رکعت	۲۵	۱۳	رکعت
۲۵	۱۳	چار دم	۲۵	۱۳	چار دم	۲۵	۱۳	چار دم
۲۵	۱۳	"	۲۵	۱۳	"	۲۵	۱۳	"
۲۵	۱۳	پھر دو زن	۲۵	۱۳	پھر دو زن	۲۵	۱۳	پھر دو زن
۲۵	۱۳	چکر لگا	۲۵	۱۳	چکر لگا	۲۵	۱۳	چکر لگا
۲۵	۱۳	پڑا یا نام بکبک	۲۵	۱۳	پڑا یا نام بکبک	۲۵	۱۳	پڑا یا نام بکبک
۲۵	۱۳	فرزنی سلطان	۲۵	۱۳	فرزنی سلطان	۲۵	۱۳	فرزنی سلطان

نمبر نمو	سر	غلا	صبح	نمبر نمو	سر	غلا	صبح
۳۳۲	۲۱	۳۲۵	اجیر کے	۳۳۲	۲۱	۳۲۵	نفاۃ ۱۸۵۵
۳۳۳	۲	۳۲۶	تیرے گدا	۳۳۳	۲	۳۲۶	سورہ کعبہ
۳۳۴	۱۲	۳۲۷	دل و جان	۳۳۴	۱۲	۳۲۷	کعبہ
۳۳۵	آخر	۳۲۸	۱۶۲	۳۳۵	آخر	۳۲۸	کعبہ
۳۳۶	۲۱	۳۲۹	چاریاری	۳۳۶	۲۱	۳۲۹	ہل چل پڑ
۳۳۷	۱۲	۳۳۰	زائرین	۳۳۷	۱۲	۳۳۰	جھاڑوں
۳۳۸	آخر	۳۳۱	(ہمشوریکل)	۳۳۸	آخر	۳۳۱	بغرت ۱۱۳
۳۳۹	۲	۳۳۲	صاحب اقتباس الانوار	۳۳۹	۲	۳۳۲	گوٹیں
۳۴۰	۱	۳۳۳	اجیر میں حاضر	۳۴۰	۱	۳۳۳	اوقات
۳۴۱	۱۲	۳۳۴	بند دروازہ	۳۴۱	۱۲	۳۳۴	بنکر
۳۴۲	۱۸	۳۳۵	۶۳-۶۲	۳۴۲	۱۸	۳۳۵	عیسیٰ علیہ السلام میں
۳۴۳	۲	۳۳۶	زمانہ میں	۳۴۳	۲	۳۳۶	سب کے ب
۳۴۴	۲	۳۳۷	دلیل ہے	۳۴۴	۲	۳۳۷	سورہ سحر
۳۴۵	۲	۳۳۸	اکبر نامہ جلد دوم	۳۴۵	۲	۳۳۸	دودھ مکہ
۳۴۶	۲	۳۳۹	مغرب میں ہے	۳۴۶	۲	۳۳۹	مجاہد سے جس
۳۴۷	۲	۳۴۰	معین الاولیا	۳۴۷	۲	۳۴۰	بزرگ
۳۴۸	۱۱	۳۴۱	تیس در	۳۴۸	۱۱	۳۴۱	خاص سے غلا
۳۴۹	۱۵	۳۴۲	کلی جنب رویہ دروازہ	۳۴۹	۱۵	۳۴۲	نظر ہے
۳۵۰	۱۴	۳۴۳	بدلوا دیا	۳۵۰	۱۴	۳۴۳	چٹا صدی بھری
۳۵۱	۱۹	۳۴۴	سنگ مرمر کا	۳۵۱	۱۹	۳۴۴	باب
۳۵۲	۵	۳۴۵	ان میں	۳۵۲	۵	۳۴۵	احسن البیر صف ۱۰-۱۱
۳۵۳	۱۵	۳۴۶	گر	۳۵۳	۱۵	۳۴۶	تار آگڑ ہے
۳۵۴	۵	۳۴۷	۱۲۳۲۰	۳۵۴	۵	۳۴۷	آب دہ گرم
۳۵۵	۲	۳۴۸	حضرات القدس و قدوس	۳۵۵	۲	۳۴۸	×
۳۵۶	آخر	۳۴۹	میں معارف ۱۳۱۵	۳۵۶	آخر	۳۴۹	×
۳۵۷	۱	۳۵۰	ابراہیم خاں	۳۵۷	۱	۳۵۰	اجیال
۳۵۸	۱۲	۳۵۱	۱۵۵۱	۳۵۸	۱۲	۳۵۱	کے بجائی

میر محمد کتب خانہ کی چند قابل قدر کتب مع نادرا اضافات مفیدہ

اصول الہزودی عربی : تالیف : امام فخر الاسلام علی بن محمد الہزودی الحنفیؒ۔ اصول فقہ کی یہ کتاب اپنے مختصر اور جامع طرز بیان کے اعتبار سے فن کی مقبول ترین کتاب ہے حواشی پر حافظ قاسم بن طولی الحنفی کی تخریج احادیث ہے آخر میں ایک رسالہ اصول الکفر فی کابھی شامل بھی ہے (جدید طبع شدہ) اعلیٰ کاغذ جلد پشتم سنہری ڈائی - ۸۷/ روپے

تاریخ الخلفاء : مؤلفہ : الامام الحافظ جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطی المتوفی فی عام ۹۱۱ من الهجرة تحقیق الاستاذ محمد عی الدین عبد الحمید - گلیز کاغذ جلد پشتم سنہری ڈائی - ۸۷/ روپے

تدریب الراوی عربی : مصنف : جلال الدین عبد الرحمن بن ابی بکر السیوطیؒ۔ مع تحقیق : عبد الوہاب عبد اللطیف - دیر لکھائی کی علوم الحدیث پر عمدہ کتاب ہے تمام عربی و فارسی داخل نصاب ہے۔ گلیز کاغذ جلد ریگڑ بن سنہری ڈائی - قیمت ۱۰۴/ روپے

شرح معانی الآثار للطحاوی : تالیف : علامہ ابی جعفر بن محمد الطحاویؒ۔ میر محمد کتب خانہ نے اس میں میر عبد ذیل اضافات شامل کئے ہیں (۱) رسالہ سیرت امام طحاویؒ (۲) تلخیص سمار الزجال طحاوی مصنف علامہ عینیؒ (۳) ایانہ الجینی فی اسانید الشیخ عبد الغنی محدث دہلوی (۴) الدر المنصور فی اسانید الشیخ ابی عبد اللہ محمد نا محمد حسن (۵) کتاب الضعفاء الصغیر مصنف امام بخاری (۶) تبیض الصحیفۃ فی مناقب الامام ابی حنیفہؒ۔ اعلیٰ کاغذ جلد پشتم سنہری ڈائی کامل ۲ جلدی - ۲۴۸/ روپے

التوضیح والتلویح مع الحاشیۃ التوشیح : التوضیح : صدر الشریعۃ النورانیؒ۔ للعلامۃ القفازانیؒ التوشیح : عبد الرزاق محمد الشہر بلا علی السید المعظمؒ (مع اضافہ و نوادر رسالہ) (۱) شیخ الاسلامؒ (۲) ملا خیرؒ جس کی وجہ سے انکی افادیت برآمد گئی ہے اعلیٰ کاغذ جلد پشتم سنہری ڈائی جلد اول - ۹۶/ جلد سکل و جلدیں - ۲۰۴/ روپے

میر محمد کتب خانہ آرام باغ کراچی

مجموعۃ قواعد الفقہ : از مفتی السید محمد وہی تحوی علی سبع رسا اعلیٰ عیم الاحسان مجددی رکتی صاحب علم حضرت اس مفید مجموعہ کو (مجموعۃ قواعد الفقہ) کے نام سے طلب فرمائیں (میر محمد کتب خانہ) نے اس میں تین تنویر سے زائد صفحات پر مشتمل دو نادرا و مفید رسالوں کا اضافہ کر کے (مجموعۃ قواعد الفقہ) کو متخصصین و فقہاء و مفتیین اکرام و علماء اکرام اور طلباء حضرات جو اس کے آداب کے حامل ہیں ان کے لئے ایک نادرا و مرحوماتی مجموعہ پیش کیا ہے۔ اضافات درج ذیل ہیں :-

(۱) قواعد الکلیۃ من الاشباہ والنظائر (۲) لایب نجم المصری صاحب البحر (۳) قواعد الکلیۃ من المدخل الفقہی العام الی الحقوق المدنیۃ (المصطفیٰ احمد الزرقاء) استاذ القانون المدنی والشریعۃ اسلامیۃ فی کلیۃ الحقوق بد مشق -

کتاب کے شروع میں جناب مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی ولی حسن صاحب شیع الحدیث جامعۃ العلوم اسلامیہ و حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب شیع الحدیث و مہتمم الجامعہ القادوقیہ اور جناب جیس مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب نائب مہتمم دارالعلوم کراچی کی تعاریف بھی شامل ہیں۔ عمدہ کاغذ اعلیٰ جلد ریگڑ بن سنہری ڈائی قیمت ۹۲/ روپے

الجواہر المصنیۃ فی طبقات الحنفیۃ : تالیف :- محی الدین ابو محمد عبد القادر بن ابی الوفاء حنفی مصری (متوفی ۵۵۵ھ) فقہاء حنفیہ اور ان کے طبقات کے اسے میں علمی دنیا کی پہلی نایاب کتاب جس میں فقہاء کے تراجم و تصانیف کی ترتیب سے جمع کیا گیا ہے ثابٹ عمدہ طباعت اعلیٰ گلیز کاغذ جلد پشتم سنہری ڈائی قیمت ۱۱۲/ روپے

ابن ماجہ شریف (عربی) : مع اضافہ (۱) رسالہ تمس الیہ الحاجہ لمن یطالع سنن ابن ماجہ (۲) شروط الائمة الخمسة وشروط الائمة الستة (۳) اسکے حاشیہ پر موطا امام مالکؒ و شرح موطا (۴) اسحاق موطا برجال الموطا از علامہ سیوطیؒ (۵) منجۃ الفکر از علامہ ابن حجر عسقلانیؒ یہ پانچ خصوصیتیں آج کے کسی ابن ماجہ میں یکجا نہیں تھیں اعلیٰ کاغذ عمدہ جلد پشتم سنہری ڈائی - ۱۲۴/ روپے